جلد اوّل

خطباتِ الٰہ آبادی



خطیبِ دلنشین
حضرت مولانا محمد شریف الٰہ آبادی

جمع و ترتیب
عبد الرؤف تابانی

مکتبہ ربانیہ عثمان والا قصور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ○

اور نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت اہل ایمان کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔

خُطباتِ الٰہ آبادی



جلد اوّل

خطیبِ دلنشیں

حضرت مولانا محمد شریف الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

عبدالرؤف تابانی

ناشر

مکتبہ ربانیہ

فیض مارکیٹ منڈی عثمان والا تحصیل وضلع قصور

Mob:0300-6595304

واحد تقسیم کار

مکتبہ محمدیہ

قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300-4826023

نام کتاب	----------	خطبات الہ آبادی جلد اول
مصنف	----------	مولانا محمد شریف الہ آبادی رحمہ اللہ
جمع وترتیب	----------	عبدالرؤف تابانی
طابع	----------	حافظ محمد ربانی
کمپوزنگ	----------	نعمت اللہ تبسم
طبع اول	----------	اکتوبر 2009ء
تعداد	----------	1100
ناشر	----------	مکتبہ ربانیہ
قیمت	----------	-/250 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300- 4826023, 042-37114650

اردو بازار لاہور
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ فون: 7321865 ● محمدی کیسٹ ہاؤس ایوان علم پلازہ اردو بازار
دارالفرقان الفضل مارکیٹ اردو بازار فون 7231602 ● اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ فون:7357587
مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ 042-7244973 ● مکتبہ قدوسیہ۔ رحمٰن مارکیٹ۔ غزنی سٹریٹ۔
دارالکتب السلفیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ ● فاران اکیڈمی الفضل مارکیٹ اردو بازار

فیصل آباد
مکتبہ اہل حدیث، امین پور بازار 041-2624007 ● مکتبہ اسلامیہ۔ بیرون امین پور بازار

گوجرانوالہ
والی کتاب گھر اردو بازار 4441613 ● دارالکتب اردو بازار

ساہیوال
اشفاق کیسٹ ہاؤس نزد جامعہ عزیزیہ پل بازار 0300-7830059

چیچہ وطنی
اسلامی کتب خانہ ڈاکخانہ بازار چیچہ وطنی ضلع ساہیوال 0346-7467125

ضروری تحریر

ہر پبلشر اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ کتب کی طباعت پر کس قدر مشکلات پیش آتی اور اس کام پر کتنے اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں اور خاص طور پر کیسٹ سے مضامین نقل کرنے پر کتنے مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی ان مراحل سے گذر کر آپ کے پاس پہنچنے کے قابل ہوئی ہے۔

لہٰذا ہر خاص وعام متنبہ رہیں کہ اس کتاب کے مضامین کی ترتیب اور تسہیل وتزئین کی نقل اور فوٹو یا سکین وغیرہ سے اجتناب کریں بصورت دیگر ایسا کرنے والا نفع ونقصان کا خود ذمہ دار ہوگا۔ ادارہ ایسے فرد/ افراد اور پبلشرز وغیرہ کے خلاف کارروائی کا پورا حق محفوظ رکھتا ہے۔

اس کتاب کے جملہ حقوق مکتبہ ربانیہ منڈی عثمان والا ضلع قصور کو حاصل ہیں۔

مدیر
حافظ محمد ربانی

فہرست

عرضِ ناشر

ہم سازِ غم دل چھیڑیں گے کوئی سننے والا ہو کہ نہ ہو
نغمات دل مخذوں پہ کوئی سر دھننے والا ہو کہ نہ ہو
ہر آنکھ کے گوشے گوشے سے اب خون ٹپکنے والا ہے
بکھریں گے ہزاروں لال وگوہر کوئی چننے والا ہو کہ نہ ہو

خطبات الٰہ آبادی کی طبع جدید آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اس میں آپ کو سابقہ ایڈیشن سے انفرادیت نظر آئے گی کیونکہ طبع اول میں کچھ لفظی غلطیاں تھیں ان کو درست کر دیا گیا ہے اور قرآن مجید کی آیات کے ساتھ سورۃ کا نام اور آیت کا نمبر لگا دیا ہے۔اسی طرح اس میں نبی اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ درود شریف اور صحابہ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ بھی طغریٰ لگانے کا اہتمام کیا ہے۔جس کی وجہ سے کتاب کا حسن نکھر گیا ہے۔خطبات الٰہ آبادی کی یہ جلد اول ہے اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال رہی تو انشاء اللہ اس کا دوسری جلد کو بھی جلد منظر عام پر لایا جائے گا۔

اس سے قبل خطبات مجاہد، مواعظ یزدانی جیسے خطبات آپ تک پہنچ چکے ہیں۔اس کے ساتھ ہی پاکستان کے عظیم علمائے کرام کے خطابات کو بھی منصۂ شہود پر لانے کی سعی کی جائے گی۔ان شاء اللہ خطبات ترتیب دیتے وقت اس بات کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے کہ اصلاح معاشرہ کے پہلو سامنے رکھے جائیں تاکہ معاشرہ میں موجودہ بدعات خرافات کفر لادینی جہالت کا خاتمہ ہو سکے۔

میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ جیسے ناتواں کو اپنے دین کی خدمت کے لئے منتخب کیا۔میری اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ اسے قبول فرمائے۔اور عوام الناس کو اس سے پورا نفع پہنچائے۔آمین ثم آمین

ناشکری ہوگی اگر ان محسنین کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے میرے ساتھ ہر قسم کا تعاون فرمایا خاص کر برادرم عبدالرحمٰن عابد کا جنہوں نے اپنی گوناں گوں مصروفیت سے وقت نکال کر اس کی طبع جدید کو آخری مراحل تک پہنچایا۔اسی طرح محمد عبداللہ سلیم، قاری سجاد احمد اور صاحبزادہ ڈاکٹر محمد شرجیل بن ڈاکٹر محمد یونس کا میں تہہ دل سے مشکور ہوں جن کی سرپرستی اور تعاون حاصل نہ ہوتا تو شاید کتاب اس صورت میں پیش نہ کر سکتا۔

سیٹھ فہد علی کریانہ مرچنٹ عثمان والا، قصور

صاحبزادہ حافظ محمد ربانی

جنوری 2005

تقریظ وتاثرات

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى اما بعد!

برخوردار حافظ محمد ربانی صاحب کا اصرار تھا کہ مولانا محمد شریف صاحب الہ آبادی کے خطبات پر مشتمل اس کتاب کا مقدمہ لکھوں۔ یہ میرے لئے باعث مسرت وشادمان ہے کہ مولانا الہ آبادی کی تعارفی سطور لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ بلا شبہ مولانا کی تقاریر کوزے میں سمندر بند کرنے کے مترادف ہے۔ جن میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو نہایت حسین و دلکش انداز میں بیان فرماتے ہیں اور مولانا کا اندازِ بیان لحن داؤدی اور سونے پر سہاگہ ہوتا ہے۔ مولانا سے میرا رشتہ بچپن ہی سے جڑا ہوا ہے۔ ہم نے ایک ہی سکول سے پرائمری تعلیم حاصل کی۔ پھر ہمارے گاؤں کے خطیب حضرت الاستاذ مولانا حاجی محمد یعقوب صاحب نے ہم دونوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینے کے لئے ہمارے والدین کو ترغیب دی۔ ہمارے والدین نے بخوشی ہمیں حضرت الاستاذ کے حوالے کر دیا۔ ہم دونوں موضع مجاہد آباد (جنگا سنگھ والا) کی مسجد میں ہی رہتے تھے جہاں تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہ تھا۔ عرصہ چار سال میں مولانا محمد یعقوب صاحب سے قرآن کریم کا ترجمہ' مشکوٰۃ المصابیح اور صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھ لیں۔ پھر استاد محترم خود ہمیں ولی کامل عارف باللہ حضرت الاستاد مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی حفظہ اللہ (لاہور) کے پاس لے گئے حضرت الاستاد مولانا عبدالرشید حفظہ اللہ سے دینی علوم کے ساتھ ساتھ روحانیت بھی ملی۔ سند فراغت مدرسہ ریاض القرآن والحدیث مجاہد آباد لاہور سے حاصل کی۔

جناب مولانا محمد شریف الہ آبادی حفظہ اللہ کو بچپن ہی سے تقریر کا ملکہ من عنداللہ ملا ہوا ہے۔ جن احباب نے ایک دفعہ آپ کی تقریر سن لی بس پھر دوبارہ سننے کے لئے بے تاب رہے۔ الہ آباد میں مولانا عرصہ ۱۸ برس سے خطابت کے جوہر دکھا رہے ہیں۔ جہاں لوگ جوق در جوق چلے آتے ہیں۔

ماہ رمضان میں تو اتنا رش ہو جاتا ہے کہ کہیں جگہ نہیں ملتی، جلسوں کے پروگرام اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ پورا سال چلتے رہتے ہیں' دور دراز شہروں کے لوگ اس چمنستان اسلام کی روشنی سے مستفیض و محفوظ ہونے کے لئے پنجاب بھر سے کشاں کشاں چلے آتے ہیں اور اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو حاسدین کی نظر بد سے بچائے اور ان کے علم و برہان میں برکت کثیرہ عطا فرمائے اور اس کتاب کو مسلمانوں کے عمل وعقیدہ میں اصلاح کا سبب بنائے' اس کے مصنف' ناشر اور ہمارے اساتذہ کرام کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین

عبدالرؤف ازہر (ایم اے عربی اسلامیات)

جامع مسجد قدس اہل حدیث الہ آباد

(ٹھینگ موڑ) تحصیل چونیاں ضلع قصور

(۲۰۰۱-۱۲-۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد شریف صاحب الٰہ آبادی جماعت اہل حدیث کے ایک جانے پہچانے خطیب ہیں' آپ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کا شمار جماعت کے صف اول کے علماء میں ہوتا ہے' آپ انتہائی خوش اخلاق' ملنسار اور شیریں زباں عالم دین ہیں' آپ نے مسلک اہل حدیث کو اپنی پہچان بنایا' جماعت کی ترویج و اشاعت کے لئے آپ ہمہ وقت کمر بستہ اور تیار رہتے ہیں' خصوصیت کے ساتھ قرآن پاک' حدیث شریف اور تفسیر پر آپ کی نظر بہت وسیع ہے' جب آپ قرآن پاک کی آیات کو اپنے مخصوص انداز میں تلاوت کرتے ہیں تو سامعین بے اختیار ''سبحان اللہ'' پکار اٹھتے ہیں آیات کی تشریح میں احادیث سناتے ہیں اور موقع محل کی مناسبت اردو' پنجابی اشعار کے ساتھ سامعین کے دلوں کو اور گرماتے ہیں۔

آپ کی تقریر کو کتنے ہی شائقین کیسٹوں میں محفوظ کر کے' قریہ قریہ' بستی بستی اور گھر گھر جا کر سناتے ہیں اور ہر جگہ سامعین ایمان کی تازگی کے لئے فرمائشی طور پر ان کا خطاب سنتے ہیں۔

مولانا کی فکر ہمیشہ گم گشتہ راہ بھائیوں کے لئے زیادہ ہوا کرتی ہے اور کوشش کرتے ہیں کہ حق بات صاف صاف لفظوں میں پیش کر دوں' آپ کا انداز بیان انتہائی سادہ اور عام فہم ہوتا ہے' جس کی وجہ سے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ آپ کے خطاب کو باسانی ذہن نشین کر لیتا ہے' اس لئے آپ جتنی دیر بھی خطاب کرتے ہیں' لوگ بڑی توجہ' انہماک اور نہایت اشتیاق کے ساتھ سنتے اور محظوظ ہوتے ہیں۔

مولانا بستی' بستی' نگری نگری اور شہر شہر جا کر کتاب و سنت کی دعوت کو پھیلانے میں نہایت اہم کردار ادا کر رہے ہیں' آپ کے خطاب سے مستفید ہو کر لوگ کثیر تعداد میں بڑی تیزی سے دامان قرآن و سنت میں شامل ہو رہے ہیں' یہی چیز مدنظر رکھ کر آپ کے خطابات کو کیسٹوں سے کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ ناول' ڈائجسٹ اور مختلف قسم کے رسائل پڑھنے کی

بجائے قرآن وحدیث کے سچے فرامین پڑھ کر اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کریں اور راہ عمل اختیار کر کے نجات اخروی حاصل کریں۔

آخر میں قارئین سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ جہاں علمائے اہل حدیث کے علم وعمل اور درازی عمر کی دعا کریں وہاں مرتب اور اس کے ناشر کو بھی اپنی دعاؤں میں ضرور شامل کر لیا کریں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ابوالفیضان

عبدالرؤف تابانی

آف گکھڑ منڈی (۱۷-۲-۲۰۰۲)





اللهم

صل على محمد وعلى آل محمد

كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم

انك حميد مجيد

اللهم

بارك على محمد وعلى آل محمد

كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم

انك حميد مجيد

توحید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ○ (التحریم: ۱۰-۱۱)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ جل جلالہٗ کی ذات کے لیے' بے شمار اور ان گنت درود وسلام سید الاولین والاخرین' امام کائنات' جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر۔

دوستو بزرگو! اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے' جس نے اس گئے گذرے دور میں ہم کو اپنا قرآن اور اپنے پیارے پیغمبرؐ کا فرمان سننے کی توفیق عطا فرمائی ہے' اللہ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

آج میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہارے سامنے اللہ کی ''توحید'' کا کچھ حصہ بیان کروں تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ جو لوگ توحید نہیں مانتے۔ ان کی سزا کیا ہے۔

یقین جانو' اگر انسان کے پاس توحید نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں' توحید ہے تو سب کچھ ہے۔

اگر نبیؑ کا باپ بھی مشرک ہے تو معافی پھر بھی نہیں۔

اگر نبیؑ کا چچا بھی مشرک ہے تو معافی پھر بھی نہیں۔

اگر نبیؑ کا بیٹا مشرک ہے' تو اس کو بھی معافی نہیں۔

اگر نبیؑ کی بیوی مشرکہ ہے تو اللہ پاک اس کو بھی معاف نہیں کرے گا' جب تک بندہ توحید کا اقرار نہیں کرے گا اس وقت تک اللہ کے دربار میں اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی۔

دیکھئے‘ مسجد بنانا کتنا بڑا کام ہے‘ مسجد بنانے والے کے لیے اللہ کے نبیؐ نے فرمایا ہے۔

مَنْ م بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ ٥ (بخاری و مسلم)

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے‘ جو اللہ پاک کا گھر بناتا ہے‘ اللہ کریم اس کے لیے اس کا گھر جنت میں بناتے ہیں۔ اللہ پاک نے اپنے قرآن میں فرمایا ہے‘ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ ۔ کہ اللہ کی مسجدیں وہ لوگ آباد کرتے ہیں جن کا اللہ پر ایمان ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے‘ اگر تم کسی آدمی کو دیکھو کہ اس کا مسجد کے ساتھ پیار ہے‘ مسجد کی صفائی کرتا ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دے دو کہ اس کے اندر ایمان موجود ہے۔ لیکن اگر عقیدہ توحید نہیں‘ نظریہ صحیح نہیں تو مسجد بنانا بھی کام نہیں آئے گا۔ مشرکین مکہ نے کوئی معمولی مسجد نہیں بنائی تھی بلکہ ''امام المساجد'' تمام مسجدوں کی سردار ''مسجد'' بنائی تھی‘ انہوں نے اتنی بڑی مسجد تعمیر کی کہ جس کو ایک دفعہ دیکھنے سے ساری زندگی کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں‘ جس کا حج کرنے سے اللہ پاک زندگی کے گناہ بخش دیتے ہیں۔

مکے کے چوہدریوں نے ہاتھ کھڑا کر کے یہ اعلان کیا کہ اے مکے والو! بیت اللہ پر رزقِ حلال لگانا ہے‘ رنڈیوں کی کمائی نہ لگانا‘ دھوکے کا مال نہیں لگانا‘ ہیرا پھیری کا پیسہ نہیں لگانا‘ بلکہ حلال مال لگانا ہے۔

یہ مسجد مکے کا چوہدری ابوجہل اور اس کے ساتھی بنوا رہے ہیں‘ اور مسجد بھی ''بیت اللہ'' بنا رہے ہیں۔ مجھے سچ بتانا‘ مشرکین مکہ نے مسجد بنائی ہے کیا وہ جنتی ہو گئے ہیں؟

معلوم ہوتا ہے کہ اگر توحید نہیں تو بے شک بیت اللہ بھی تعمیر کر دیں‘ نجات نہیں۔ اللہ کے پاک پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں‘ حج کرنے سے زندگی کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں‘ جو آدمی عرفات کے میدان کی حاضری دے دیتا ہے‘ وہ اس طرح ہو جاتا ہے۔ کَمَا وَلَدَتْہُ اُمُّہُ الْیَوْمَ. جس طرح ماں کے پیٹ سے آج

ہی دنیا میں آیا ہے اور ابوجہل نے ایک دو نہیں ۔ بلکہ کم وبیش پچاس حج کیے ہیں' کیا خیال ہے' ابوجہل جنتی بن گیا ہے؟

دوستو! معلوم ہوتا ہے' جب تک عقیدہ توحید صحیح نہیں ہوگا اس وقت تک نجات نہیں ہوگی ۔ نجات اس وقت ہی ملے گی ۔ جب توحید انسان کے ساتھ ہوگی' ورنہ دیکھ لیں اللہ پاک نے مثالیں بیان فرمادی ہیں' اللہ پاک فرماتے ہیں ۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ' كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِيْنَ ○ (التحریم: ۱۰)

ایک بیوی حضرت نوح ؑ پیغمبر کی اور ایک بیوی لوط نبیؑ کی ہے' یہ دونوں عورتیں میرے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کے نکاح میں تھیں' ایک ساڑھے نو سو سال وعظ کرنے والے نبیؑ کی بیوی ہے' نبیؑ کے ساتھ زندگی گذارنے والی' نبیؑ کا تبرک کھانے والی' یہ بات بھی دھیان سے سن لیں کہ کسی کے تبرک سے بات نہیں بنے گی' بات تو اپنے نیک اعمال سے بنے گی' ورنہ نبیؑ سے بڑا تبرک کس کا ہے' یہ نبیؑ کے گھر رہنے والی ہے ۔ لیکن اللہ کے پیغمبرؑ کا کہنا نہیں مانتی' مشرکہ ہے' توحید کا اقرار نہیں کرتی اور دوسری بی بی حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی ہے' اس نے بھی پیغمبرؑ کو نہیں مانا' ویسے نبیؑ کے نکاح میں ہے' دونوں کے عقیدے درست نہیں' جب طوفانِ نوح آیا تو اللہ پاک فرماتے ہیں ۔ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ۔ اے میرے نبی نوح علیہ السلام' تیری کشتی میں ہر طرح کا جوڑا بیٹھ سکتا ہے' کتوں اور بندروں کا جوڑا بیٹھ سکتا ہے' خنزیر تیری کشتی میں بیٹھ سکتے ہیں' سور اور سورنی تو تیری کشتی میں بیٹھ کر جان بچا سکتے ہیں لیکن تیرا بیٹا اور تیری بیوی تیری کشتی میں نہیں بیٹھ سکتے ۔ معلوم ہوتا ہے' کتے اور خنزیر سے زیادہ مشرک پلید ہے' بندر اور گدھا تو نبیؑ کی کشتی میں سوار ہے ۔ کتا نبیؑ کی کشتی میں بیٹھا ہوا ہے' لیکن نبیؑ کی بیوی اور نبیؑ کے بیٹے کو بیٹھنے کی اجازت ہی نہیں ۔ جہاز بھی پیغمبرؑ کا --- بیوی بھی نبیؑ کی --- بیٹا بھی نبیؑ کا' لیکن نبیؑ کے جہاز میں مشرک کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ۔

معلوم ہوتا ہے' مشرک بیشک نبیؑ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو' بات اعمال سے بنے گی۔
مشرکہ بے شک نبیؑ کی بیوی ہی کیوں نہ ہو' بات نیک اعمال سے بنے گی۔
مشرک بے شک نبیؑ کا باپ ہی کیوں نہ ہو' بات اعمال سے بنے گی۔

حدیث پاک میں لکھا ہے کہ قیامت کا دن ہے' سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا باپ حضرت ابراہیم نبی علیہ السلام کے پاس جاتا ہے' کہتا ہے ابراہیم علیہ السلام میں تیرا باپ ہوں۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی فرماتے ہیں۔

يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ○ (مریم)

ابا جی' میں نے آپ کو دنیا میں کہا تھا کہ آپ میرا کہنا مان لیں' میں نے آپ کو وعظ کی اور بڑی کوشش کی لیکن آپ نے میرا کہنا نہ مانا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام' آج تو جس طرح کہیں گا میں اسی طرح کرلوں گا۔ حضرت ابراہیم نبی علیہ السلام اللہ کے دربار میں سفارش کرتے ہیں' کہتے ہیں یا اللہ' میرے باپ کو معاف کردے کیونکہ تیرا وعدہ ہے کہ تجھے پریشان نہیں کروں گا' میرے لیے آج اس سے بڑی پریشانی اور کیا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں' اے میرے نبی ابراہیمؑ' تیرا باپ مشرک ہے' آپ فرماتے ہیں یا اللہ مجھے شرم آرہی ہے۔
اللہ کریم فرماتے ہیں' اے میرے نبی ابراہیم علیہ السلام اگر تجھے شرم آتی ہے' تو اپنا چہرہ نیچے کرلیں' حضرت ابراہیم نبی علیہ السلام اپنے پیروں کی طرف دیکھیں گے کہ باپ کو ''بجو'' کی شکل بنا کر جہنم رسید کیا جارہا ہے' اسی لیے پیر بلھے شاہؒ نے لکھا ہے۔

علم پڑھیاں کدی اشراف نئیں ہوندے جیڑے ہوون اصل کمینے
پیتل توں کدی سونا نئیں بن دا پانویں جڑیئے لال نگینے
تے شوم توں کدی صدقہ نئیں ہوندا' پانویں ہوون لکھ خزینے
بلھیا باہجھ توحید نجات نئیں ہونی پانویں مریئے وچ مدینے

مشرک جہاں بھی مرجائے' گندہ ہی گندہ ہے' مشرک جیسا ذلیل بندہ ہی کوئی نہیں۔

میرے حضرت الاستاذ مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی' اللہ ان کی زندگی میں برکت فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک شیخ الحدیث کے پاس ایک بی بی آئی اور آ کر کہتی ہے' اے اللہ والے' میرا خاوند دوسری شادی کے پروگرام میں ہے' آپ ان کو روک دیں کہ دوسری شادی نہ کرے۔

یہ اللہ والا کہتا ہے' بی بی' اللہ کریم نے اپنے کلام میں فرمایا ہے'

مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً. (النساء : ۳)

دو شادیاں کرلو' تین کرلو' چار کرلو' اور اگر تم انصاف نہ کرسکو تو ایک ہی رہنے دو' اس لیے میں تیرے خاوند کو کس طرح پابندی کرسکتا ہوں۔

یہ بی بی کہتی ہے' اللہ والے' اگر اللہ پاک نے سورت نور میں پردے کی آیات نازل نہ کی ہوتیں تو میں اپنا گھونگھٹ اٹھا کر دکھاتی کہ اللہ پاک نے مجھے کتنا حسن دیا ہوا ہے' میں اتنی حسین و جمیل بی بی دوسری اپنی شریک اور سوکن برداشت نہیں کرسکتی۔

جب اس بی بی نے اتنی بات کہی تو یہ شیخ الحدیث بے ہوش ہو کر گر پڑا' شاگردوں نے پانی پلا کر ہوش دلایا' لوگ کہتے ہیں سرکار' اس بی بی نے تو عام بات کی ہے۔ آپ بے ہوش ہو کر کیوں گر پڑے ہیں؟ یہ اللہ والا کہتا ہے لوگو! اس بی بی نے جو بات کی ہے' تم کو اس بات کی سمجھ نہیں آئی' اس بی بی کو اپنے حسن پر اتنا ناز ہے کہ یہ اپنی شریک اور سوکن برداشت نہیں کرسکتی' لیکن میرے اللہ نے اس طرح کے کروڑوں حسین پیدا کیے ہیں' اللہ اپنا شریک کس طرح برداشت کرسکتا ہے۔

مشرک کا کوئی عقیدہ نہیں ہوتا' ویسے مشرک ہوتا بڑا چالاک ہے' حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ''البدایہ'' میں لکھا ہے کہ مدینے والے میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاس آئے اور کہتے ہیں سرکار ہم کو کوئی قاری قرآن دو جو ہم کو جا کر قرآن سنائے۔

میرے نبی کی نظریں مکے کے ایک شہزادے پر پڑ گئیں جس کا نام ''مصعب ابن عمیر'' رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ بڑے ناز و نعم میں پلا ہوا تھا' میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں۔ اے میرا

مصعبؓ مدینے چلا جا اور جا کر مدینے والوں کو توحید بتا' اللہ کا قرآن سنا' عنقریب میں بھی مدینے آنے والا ہوں' حضرت مصعب رضی اللہ عنہ مدینے پہنچ جاتے ہیں' اللہ پاک نے ان کو ایسا طرزِ بیان دیا ہوا ہے' زبان ایسی میٹھی اور شیریں دی ہوئی ہے۔ حضرت مصعبؓ جس گلی اور محلے میں جا کر اللہ کا قرآن پڑھ کر سناتے ہیں' وہ سارے کا سارا محلّہ ہی مسلمان بن جاتا ہے' مدینے والے دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک لنگڑا چوہدری بیساکھیوں پر چلنے والا' اس کا نام ''عمرو بن جموح'' ہے۔ عنقریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بننے والا ہے۔ یہ اپنی بیوی کو کہتا ہے اے میری بیوی' مدینے میں ایک نوجوان قرآن سنا سنا کر لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے' اپنے بچوں کا خیال رکھنا کہیں اس کے قابو میں نہ آ جائیں' کہیں لات منات کو چھوڑ کر ایک رب کی پوجا شروع نہ کر دیں' اس کی بیوی اور اس کے نوجوان بیٹے مسلمان ہو چکے تھے۔ اس کی بیوی کہنے لگی' اللہ والے کیا تو نے وہ قرآن سنا ہے' کہتا ہے نہیں سنا۔ وہ کہتی ہے' سن کر تو دیکھ' یہ اپنی بیوی کو کہتا ہے' اگر تجھے ہی دو چار آیات آتی ہیں تو سنا دے۔ اس کی بیوی نے قرآن سنانا شروع کر دیا۔ پڑھتی ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ' اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ٥

چند آیتیں پڑھتی ہے تو یہ چوہدری عمرو بن جموح کہتا ہے' اللہ کی صفات کتنی پیاری ہیں' اس کی بیوی کہنے لگی' ابھی تو ابتدا ہے سارا قرآن ہی اللہ کی صفات سے بھرا پڑا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں' اس نے اپنی حویلی میں ایک اونچا چبوترہ بنا کر اس پر اپنا ایک لکڑی کا رب بنا کر رکھا ہوا تھا' اس کا نام منات تھا یہ اپنی بیوی کو کہتا ہے۔ آج رات میں اپنے رب سے پوچھوں گا' اگر میرے رب منات نے مجھے اجازت دے دی تو پھر میں بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان بن جاؤں گا' یہ رات کو اپنے جھوٹے رب کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور بڑے باادب طریقے سے کہتا ہے۔ بزرگو! یہاں مدینے سے ایک نوجوان لوگوں کو قرآن سناتا پھرتا ہے' اگر اجازت ہو تو میں بھی مسلمان بن جاؤں' یہ اپنے

لکڑی کے رب سے باتیں کر رہا ہے' اس لکڑی سے آواز نہ آئی تو یہ اپنی بیوی کو کہتا ہے۔ ادھر سے تو اجازت نہیں ملی' لہٰذا میں مسلمان نہیں ہوں گا' اس کے نوجوان بیٹے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے' انہوں نے سوچا کہ ہمارے بابا کو لکڑی نے گمراہ کیا ہوا ہے' ان نوجوانوں نے یہ پروگرام بنایا کہ ہم اپنے باپ کے اس رب کو کہیں ٹھکانے لگائیں' ہوسکتا ہے بابا راہِ راست پر آجائے' ان نوجوانوں کو یہ فکر پڑ گئی کہ ہمارا بابا کہیں قیامت کے دن ہماری آنکھوں کے سامنے جہنم میں نہ چلا جائے۔ انہوں نے اپنے بابا کا دیوتا اور رب اٹھایا اور مدینے میں ایک گندے پانی کے کنویں میں الٹا کر کے پھینک دیا' دن چڑھا تو اس عمرو بن جموح نے اس کے آگے ماتھا ٹیکنا تھا' عبادت کرنا تھی' دیکھتا ہے کہ وہ جبوترہ خالی پڑا ہے۔ یہ وہاں کھڑا ہوا سوچنا شروع کر دیتا ہے۔ کہتا ہے اتنی بڑی بات بھی کوئی نہیں ہوئی' پتہ نہیں سرکار ناراض ہو کر گھر ہی چھوڑ گئے ہیں' اب یہ ڈرتا ہوا کسی کے سامنے نام بھی نہیں لیتا کہ میرا رب گم ہو گیا ہے' اس نے اپنا دیوتا تلاش کرنا شروع کر دیا' ادھر ادھر دیکھتا ہے' اچانک یہ اس گندے پانی کے کنوئیں کے قریب سے گذرا' کہتا ہے یہاں ہی نظر دوڑا کر دیکھ لوں' شاید یہاں ہی نہ ہو' کنوئیں میں دیکھتا ہے تو اس کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کو ہیں۔ یہ اپنے رب کو مخاطب کر کے کہتا ہے' تو نے یہ کیا اچھی ستھری جگہ تلاش کی ہے' یہ اس کو کنویں سے نکال کر صاف ستھرا کر کے اسی چبوترے پر بٹھا دیتا ہے اور کہتا ہے اب دھیان کے ساتھ رہنا' کہیں پھر تجھے کوئی اٹھا کر نہ لے جائے۔

ہمارے بابا جی سید میرؒ نے بڑی پیاری بات لکھی ہے' فرماتے ہیں۔

اوجیڑے خود نہ دیوہ بال سکن
کرکانہدی دور پے خال سکن
اوتیری سختی کیونکر ٹال سکن
پڑھو لا الٰہ الا اللہ
بھکھ لیندی نیئیوں کھیہ کھانے تھیں
رس کدی نہ نکلے کانے تھیں

نفع کوئی نئیوں عشق زنانے تھیں
پڑھو لا الہ الا اللہ

بجھے پیاس نہ شبنم چویاں تھیں
ہیرے لعل نئیں لب دے ٹویاں تھیں

میاں پت نئیوں مل دے مویاں تھیں
پڑھو لا الہ الا اللہ

سوہنا طور جیا کوئی ٹیلا نئیں
سوہنا چن جیا رنگ رنگیلا نئیں

میاں رب جیا ہور وسیلہ نئیں
پڑھ لا الہ الا اللہ

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رات پڑ جاتی ہے' اس کے بیٹے کہتے ہیں کہ ایک رات اور لگا دو' شاید بابا کو توحید کی سمجھ آ جائے' انہوں نے پھر اٹھایا اور وہیں جا پھینکا' صبح یہ پھر نکال کر لایا' جب تیسری رات ہوئی تو یہ تلوار کو رسی ڈال کر اپنے دیوتے کے گلے میں باندھ دیتا ہے اور کہتا ہے تجھے تو پتہ ہی ہے کہ تجھے کون اٹھا کر لے جاتا ہے' اگر آج تجھے اٹھانے کے لیے آئے تو تلوار مار کر اس کا سر اتار دینا' پھر میں جانوں اور وہ جانے۔

یہ ہے مشرک کی عقل' جہاں عقل ہو' وہاں شرک نہیں ہوتا اور جہاں شرک ہوتا ہے وہاں عقل نہیں ہوتی' اتنے اعلیٰ رب کو چھوڑ کر کسی اور کو پوجنا۔

ان بیٹوں نے کہا' واہ بابا تیری عقل سے صدقے جائیں' انہوں نے تلوار کھول لی اور مردہ کتا لے کر اپنے بابا کے دیوتے کے گلے کے ساتھ باندھ دیا اور پھر اسی کنوئیں میں لٹکا دیا' صبح ہوئی تو یہ سیدھا وہاں گیا' کیا دیکھتا ہے کہ کنویں میں ایک طرف کتا تیر رہا ہے اور ایک طرف اس کا رب تیر رہا ہے' یہ وہاں دیکھ کر کہتا ہے' آج پتہ چل گیا ہے کہ تجھ میں کچھ بھی نہیں' پہلے تو تو خالی ہاتھ ہوتا تھا اور آج تیرے پاس تلوار تھی پھر بھی تو مار کھا بیٹھا

ہے' یہ وہاں ہی کھڑا ہو کر پڑھتا ہے۔

اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

اب یہ میرے نبی ﷺ کا صحابی بن جاتا ہے' میدان احد کی تیاری ہو رہی ہے' یہ بھی آقا سے اجازت طلب کر رہا ہے۔ اجازت مل جاتی ہے تو یہ میدان احد میں پہنچ کر کہتا ہے۔ اے لوگو! مجھے تو یہاں ہی جنت کی خوشبو آ رہی ہے اور یہ دیکھ لیں ایک نبی نوح علیہ السلام کی بیوی ہے اور ایک نبی لوط علیہ السلام کی بیوی ہے' ایک کا نام واعلہ ہے اور ایک کا نام واہلہ ہے۔ یہ دونوں انبیاءؑ کے نکاح میں ہیں' انبیاءؑ کی بیویاں ہیں' انہوں نے توحید کو نہیں مانا' توحید کی طرف نہیں آئیں' انبیاءؑ کا کہنا نہیں مانا' جب طوفان نوح آیا تو حضرت کی بیوی بھی غرق ہو گئی' مشرک بیٹا بھی غرق ہو گیا۔

ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی کے پاس سے ہو کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس انسانی شکل میں آیا' میکائیل علیہ السلام ساتھ ہے اور فرشتے ساتھ ہیں' اب یہ لوط علیہ السلام نبی کی بستیاں الٹی کرنے کے لیے آئے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں اے لوط علیہ السلام سن لیں' آج تمہاری بیوی نہیں بچ سکتی' جہاں آج آپ کی قوم پر پتھر برسیں گے وہاں تمہاری بیوی کو بھی پتھر پڑیں گے اور تیسری بی بی جس نے توحید کا اقرار کر لیا' جس نے اللہ کی توحید مان لی' ایک رب کو مان لیا' اللہ پاک فرماتے ہیں۔

وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ. (التحریم: ۱۰)

وہ بیویاں انبیاءؑ کی اور یہ بیوی فرعون کی ہے۔ اس نے موسیٰ نبی علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لیا' اللہ کی توحید کا اقرار کر لیا' اللہ ذوالجلال کی قسم ہے توحید میں بڑی لذتیں ہیں' اللہ پاک نے توحید میں بڑے مزے رکھے ہوئے ہیں' جنہوں نے توحید قبول کی ہے۔ ان کی چمڑی تو اتر سکتی ہے لیکن وہ اس توحید سے نہیں پھر سکتے۔

اگر یقین نہیں آتا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی

طرف دیکھ لے۔۔۔ حضرت صہیب اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھ لے۔

اگر یقین نہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھ لے‘ عمرؓ دھمکیاں دے رہے ہیں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اے بھائی عمرؓ بات سن لے‘ جس ماں کا دودھ تو نے پیا ہے اسی کا ہی میں نے پیا ہے‘ یہ جو توحید کا رنگ مجھ پر چڑھ گیا ہے‘ یہ پکا رنگ ہے‘ یہ تیری دھمکیوں سے نہیں اتر سکتا۔

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا‘ موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئیں‘ فرعون کو پتہ چل گیا کہ لوگ مجھے سجدے کر رہے ہیں‘ لیکن میری گھر والی مجھے نہیں مانتی‘ بڑا سمجھاتا ہے‘ کہتا ہے۔

گھر دی توں بیوی ہو کے‘ سجدہ نہ کریں گی
جان لئیں بدن وچ میخاں توں جریں گی
وچ حیاتی ساری تڑپ دی مریں گی
کے چھڑانا تینوں نائیں
آسیہؓ کہیا میں نئیں شرک کماوناں
نال کفاراں میں نئیں دوزخ نوں جاوناں
دکھ پہنچا لو جیہڑا‘ تساں نے پہنچاوناں
اے جان دا خوف مینوں نائیں

مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں‘ مجھے اپنے ایمان کی فکر ہے‘ یہ ظالم اماں آسیہؓ کے ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھونک دیتا ہے‘ جلاد مار رہے ہیں اور فرعون خود پاس کھڑا ہو کر مروا رہا ہے۔ اس نے اماں جی کو دھوپ میں پھینکا ہوا ہے اور آپ کو مار پڑ رہی ہے‘ سیدہ آسیہ اللہ کی اتنی پیاری ہو چکی ہیں‘ اللہ کے اتنا قریب ہو چکی ہیں‘ اماں جی مار کھاتے کھاتے آسمان کی طرف منہ کر کے کہتی ہیں۔

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. (التحریم : ١٠)

یا اللہ اب میرا دنیا میں دل نہیں لگتا۔ میں چاہتی ہوں کہ جو تیرے عرش کے نیچے جنت ہے وہاں میری کوٹھی بن جائے' وَنَجِّنِی مِنْ فِرْعَوْنَ۔ اب یا اللہ مجھے فرعون سے نجات دے دے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں کہ آسیہؓ مار کھاتے کھاتے آسمان کی طرف دیکھتی ہے تو آپ کے لبوں پر ہنسی آجاتی ہے۔

فرعون کہتا ہے' دیکھا اب یہ ماریں کھا کھا کر پاگل ہوگئی ہے۔

سیدہ آسیہؓ فرماتی ہیں۔ فرعون میں پاگل کب ہوئی ہوں' فرعون کہتا ہے' ماریں کھا کر پھر ہنسنا کیسا ہے؟

سیدہ آسیہؓ فرماتی ہیں' ظالم! اس بات کو تو نہیں سمجھا' ہنسی تو مجھے اس لیے آرہی ہے' جب میں آسمان کی طرف دیکھتی ہوں تو اللہ کریم ساتوں آسمان چیر کر مجھے میری جنت کی کوٹھی دکھا دیتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے بات توحید سے بنے گی' وہ بیویاں انبیاءؑ کی لیکن دھکے جہنم کے اور یہ بیوی فرعون کی لیکن کوٹھیاں جنت کی۔

دعا کرو اللہ توحید کی سمجھ عطا فرمائے۔

بھائیو! اصل میں بات یہ ہے کہ اگر نبیؐ پاک کی ذات کے ساتھ پیار ہے اور آپ کی بات کے ساتھ پیار نہیں' بات پھر بھی نہیں بنے گی اور اگر نبیؐ پاک کی بات کے ساتھ پیار ہے اور ذات کے ساتھ پیار نہیں' بات پھر بھی نہیں بنے گی۔

یہ ایک فوت ہونے والا نبیؐ کا سگا چچا ہے' علیؓ کا باپ ہے' اللہ کے پاک پیغمبرؐ اس کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں' کہتے ہیں' چچا جان اگر تم اونچی آواز سے کلمہ نہیں پڑھ سکتے تو میرے کان میں ہی پڑھ دو۔ چچا کہتا ہے اے میرے بھتیجے ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ معلوم ہے کہ تو سچا ہے' تیرا دین سچا ہے لیکن اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ جاتے وقت یہ بوڑھا ہار گیا ہے' بھتیجے کے کہنے پر لگ کر اپنے دین سے پھر گیا ہے' تو میں ضرور کلمہ پڑھ لیتا۔

ابوجہل اینڈ کمپنی بھی پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ کہنے لگے دیکھنا کہیں جاتے وقت ہار نہ جانا' ابو طالب کے منہ سے آخری کلمے نکلے کہ میں اپنے باپ دادا کے دین پر جا رہا ہوں۔ اللہ کے نبیؐ بھی پریشان ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی پریشان ہیں۔ بھائیو! اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا ہیں تو پھر اپنے باپ کو کلمہ کیوں نہیں پڑھا سکے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اگر مشکل کشا ہے تو صرف اللہ کی ذات ہے۔

اللہ کے پیغمبرؐ بھی پریشان' حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی پریشان کہ اللہ نے آسمان سے قرآن نازل کر دیا۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ. (القصص : ۵۵)

اے میرے محبوب پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کو آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے' جس کو میں چاہوں ہدایت اس کو ہی ملتی ہے۔

پوچھنے والے میرے مصطفی ﷺ سے پوچھتے ہیں' اللہ کے رسول آپ کے چچا نے آپ کی اتنی خدمت کی ہے کیا اس کو کوئی صلہ بھی ملے گا یا نہیں؟

آپ فرماتے ہیں' چچا کو صرف جہنم کی آگ کی جوتی پہنا دی جائے گی۔ اس سے اس کا دماغ اس طرح ابالے کھائے گا جس طرح ہنڈیا کھولتی ہے اور وہ کہے گا' جس طرح کا عذاب مجھے ہو رہا ہے' جہنم میں اور کسی کو اس طرح کا عذاب نہیں ہو رہا۔

اللہ پاک توحید کی سمجھ عطا فرمائے۔

اللہ پاک نے اپنے قرآن میں فرمایا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ٥

(حم السجدۃ: ۳۰)

جو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے' پھر اس پر پکے ہو جاتے ہیں' اندھیریاں

آئیں، طوفان آئیں، پابندیاں لگ جائیں، کچھ بھی ہو جائے وہ ڈگمگاتے نہیں، جب رب سے سودا کر لیا ہے۔ اللہ سے وعدہ کر لیا ہے کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ متزلزل نہیں ہوتے تو میں ان پر اپنے فرشتے نازل فرما دیتا ہوں، یہ فرشتے ان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں تم کو دنیا میں کوئی غم ہے اور نہ اگلے جہان، غم کھاؤ گے۔

ایک مقام پر اللہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (الاحقاف: ۱۳)

جو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہتے ہیں، ان کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں، ان کی یہاں بھی عزت ہے اور اگلے جہان بھی ان کی بڑی عزت ہوگی۔

میرے بھائی جب بندہ توحید اختیار کر لے تو تکلفیں آتی ہیں۔ جنہوں نے توحید اختیار کی ان کے سروں پر آرے رکھ کر دو پھاڑ کر دیا گیا، لیکن انہوں نے توحید سے منہ نہ پھیرا۔

صحیح مسلم میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں پہلے دور میں ایک حکمران جادو کے ذریعے حکومت کرتا تھا۔ جب اس کا جادوگر بوڑھا ہو گیا تو یہ جادوگر بادشاہ کو کہنے لگا کہ مجھے ایک ہوشیار لڑکا دے جس کو میں جادو سکھاؤں، میرے مرنے کے بعد وہ تیرے کام آئے گا، اس نے ایک بڑا ذہین لڑکا پیش کیا۔ اس جادوگر نے اس کو جادو سکھانا شروع کر دیا۔ جس راستے یہ جادو سیکھنے جاتا تھا۔ اس راستے میں ایک اللہ کا نیک بندہ تھا، وہ لوگوں کو دین کی باتیں سناتا تھا۔ اس لڑکے نے دین کی باتیں سنیں تو اس نے موازنہ کرنا چاہا کہ جادوگر کا جادو سچا ہے یا اس اللہ والے کا دین سچا ہے۔ چنانچہ اس نے جادو کے ساتھ ساتھ دین بھی شروع کر دیا، یہ جادو بھی سیکھ گیا اور دین بھی سمجھ گیا۔ اگر یہ لیٹ ہو جائے تو اس کو گھر والے سزا دیں، اور ادھر سے جادوگر پریشان

کرے' اس نے اللہ والے کو کہا کہ مجھے گھر والے بھی پریشان کرتے ہیں اور جادوگر بھی پریشان کرتا ہے۔

اللہ والا کہتا ہے کہ اگر تو جادوگر کے پاس جائیں تو اس کو کہنا مجھے گھر والوں نے لیٹ کیا ہے' اور اگر گھر جائیں تو ان کو کہنا مجھے جادوگر نے لیٹ کیا ہے۔ وقت گزرتا گیا' ایک دن ایسا ہوا کہ اللہ پاک کی طرف سے آزمائش آ گئی' راستے میں ایک بہت بڑا اژدھا بیٹھا ہوا تھا' لوگ پریشان کھڑے تھے وہ لڑکا جو جادو سیکھتا تھا وہ بھی آ گیا' یہ کہنے لگے کہ آج پتہ چلے گا اللہ کا دین سچا ہے' یا جادوگر کا جادو سچا ہے' اس نے ایک پتھر پکڑ لیا اور اپنے اللہ کو یاد کر کے کہتا ہے۔ یا اللہ اگر تیرا دین سچا ہے تو اس اژدھے کو ختم کر دے' یہ کہہ کر پتھر سانپ کے سر پر مارتا ہے تو اللہ کے حکم سے سانپ مر جاتا ہے۔ ٹریفک بحال ہوگئی لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ جادوگر سے جادوگر کا شاگرد بڑھ گیا ہے۔ اس لڑکے نے راہب کو جا کر ساری بات سنا دی تو راہب کہنے لگا' اب تجھ پر آزمائش آئے گی۔ لیکن یہ خیال رکھنا کہیں میرا راز فاش نہ کر دینا۔ آہستہ آہستہ اس کی مشہوری ہوگئی' اللہ کی قدرت جو وقت کا حکمران تھا اس کا وزیر آنکھوں سے رہ گیا' نابینا ہوگیا' اس نے تحفے تحائف لیے اور لڑکے کے سامنے پیش ہوگیا' جا کر کہتا ہے اے لڑکے یہ تحفے تحائف لے لے اور مجھے آنکھیں دے دے۔

لڑکا کہتا ہے اے وزیر تجھے کس نے کہا ہے کہ میں آنکھیں دیتا ہوں' آنکھیں عطا کرنے والی ذات تو اللہ کی ہے۔ وزیر کہتا ہے اور لوگ تجھ سے آنکھیں لے کر جا رہے ہیں' مجھے آنکھیں کیوں نہیں مل رہیں؟

لڑکا کہنے لگا تو اللہ کی توحید اختیار کر لے' اللہ پر ایمان لے آ' اللہ کا دین مان لے' میں رب سے دعا کرتا ہوں' اللہ تجھے آنکھیں عطا فرما دیں گے' چنانچہ یہ وزیر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا' لڑکے نے اللہ سے دعا کی تو اللہ پاک نے آنکھیں صحیح فرما دیں' اب یہ وزیر دوبارہ اپنے عہدے پر چلا گیا' بادشاہ پوچھنے لگا اے وزیر' تجھے یہ آنکھیں کہاں سے ملی ہیں؟

وزیر کہتا ہے' یہ آنکھیں مجھے اللہ نے عطا فرمائی ہیں' بادشاہ کہتا ہے میں نے؟

وزیر کہتا ہے تو نے نہیں' بلکہ اس رب نے جو آسمان اور زمینوں کا مالک ہے' ساری کائنات کا خالق ہے' یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ اس وزیر کی پٹائی شروع ہوگئی' اس کو تکلیفیں اور اذیتیں' پہنچنا شروع ہوگئیں۔

بادشاہ پوچھتا ہے' تجھے یہ سبق کہاں سے ملا ہے؟

وزیر کہنے لگا' جو لڑکا تو نے جادو سکھانے کے لیے جادوگر کو دیا ہے' مجھے یہ علم اور اللہ کی توحید کا درس اس لڑکے سے ملا ہے۔

بادشاہ کہتا ہے اس کو بھی گرفتار کر کے لاؤ' لڑکا بھی گرفتار کر کے لایا گیا اس کی بھی پٹائی ہوئی' اس لڑکے سے پوچھا گیا کہ تجھے یہ سبق کہاں سے ملا ہے؟

لڑکے نے راہب کا پتہ بتا دیا' تینوں کو لایا گیا' بادشاہ کہنے لگا' اللہ کی توحید چھوڑ دو' دین چھوڑ دو' اسی میں ہی آپ کا بھلا ہے۔ ورنہ تم کو ذبح کر دیا جائے گا۔ آرے سے چیر دیا جائے گا' یہ تینوں ہی کہتے ہیں' جان تو جا سکتی ہے لیکن ایمان نہیں جا سکتا۔

توحید میں بڑے ہی مزے ہیں' حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سینے پر پتھر رکھے ہوئے ہیں پھر بھی وہ اللہ کی توحید کا اعلان کر رہے ہیں۔

اللہ کے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں' وزیر کو لا کر آرا لایا گیا اور اس کے سر پر رکھ کر دولخت کر دیا گیا۔

دوستو! میرا اور تمہارا دین پر کیا لگا ہے' اللہ پاک نے ہمیں مفت میں ہی دین نصیب فرمایا ہے۔ اس لیے ہمیں اس کی کوئی قدر نہیں' اسلام کی قدر ان سے پوچھو جن کی چمڑی لوہے کی کنگھیوں سے ادھیڑ دی جاتی تھی۔

بادشاہ کہنے لگا' دین چھوڑ دو' ورنہ تمہارا بھی یہی حال کیا جائے گا۔

راہب اور لڑکا کہنے لگا جان تو جا سکتی ہے' لیکن ایمان نہیں جا سکتا' اب پھر آرا لا کر راہب کے سر پر رکھ دیا گیا اور اس کو بھی چیر کر دولخت کر دیا گیا۔

اب صرف لڑکا رہ گیا۔ بادشاہ اپنے حواریوں کو کہنے لگا۔ اس کو پکڑ کر پہاڑی پر لے جاؤ' پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر اس کے سامنے یہ کلمے پیش کرنا' اگر یہ توحید چھوڑ دے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ دھکا دے دینا' جب پہاڑی کے اوپر گئے' لڑکے کو دھکا دینے لگے تو اس لڑکے نے اللہ پاک سے کال ملائی' کیونکہ اللہ پاک نے اپنے قرآن میں خود فرمایا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ. (المومن: ٦٠)

اے میرے بندو! مجھے پکارو' جب مجھے پکارو گے تو میں تمہاری پکار سنوں گا۔

یہ لڑکا آسمان کی طرف منہ کر لیتا ہے' کہتا ہے یا اللہ جس طرح تو چاہتا ہے مجھے بچالے' اب یہ تیری توحید کا مسئلہ ہے' پہاڑ نے حرکت کی تو لے کر جانے والے مر گئے لڑکا بچ گیا۔

بادشاہ لڑکے کو کہنے لگا' وہ تیرے ساتھ والے کہاں ہیں؟

لڑکا جواب دیتا ہے کہتا ہے اللہ پاک نے ان سب کو ختم کر دیا ہے' بادشاہ نے اپنے دو سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس کو لے جاؤ' اگر یہ توحید نہ چھوڑے تو کشتی میں بٹھا کر دریا کے درمیان لے جا کر اس کو دریا میں پھینک دینا۔

مولوی عبدالستار رحمہ اللہ لکھتے ہیں' فرماتے ہیں:

سن کر حکم سپاہیاں' لڑکا کشتی پکڑ چڑھایا
جاں وچ کار گئے دریا دے تے لڑکے آکھ سنایا

اب لڑکا آسمان والے سے بات کرتا ہے۔ کہتا ہے یا اللہ جس طرح تو چاہتا ہے مجھے بچالے جب لڑکے نے اللہ سے دعا کی تو۔

امر الٰہوں وچ دریا دے تے کشتی پٹھی ہوئی
غرق کیتے رب دشمن سارے تے دیر نہ لگی کوئی
بے نقصان سلامت لڑکا تے خیریں باہر آیا
شاہ دے پاس ہویا پھر حاضر ہر گز غم نہ کھایا

بادشاہ کہنے لگا وہ تیرے ساتھ والے کہاں ہیں؟

لڑکا کہتا ہے' اللہ نے ان کو ٹھکانے لگا دیا ہے' وہ غرق ہو گئے ہیں۔

میرے بھائی! جس کے ساتھ رب ہو' اس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں مار سکتی۔ لڑکا کہنے لگا اے بادشاہ تو مجھے اس طرح نہیں مار سکتا' اگر تو نے مجھے مارنا ہے تو ایک دن مقرر کر کے لوگ اکٹھے کر لے' پھر مجھے سولی چڑھا کر میری کمان سے میرا ہی تیر لے کر میرے رب کا نام لے کر مجھے تیر مارے گا تو میں مر سکتا ہوں' ورنہ میں تجھ سے مر نہیں سکتا' لوگ اکٹھے ہو گئے' بادشاہ نے اسی طرح ہی کیا' لڑکے کو تیر لگا لڑکا شہید ہو کر زمین پر گر پڑا' نتیجہ یہ نکلا کہ جتنے لوگ جمع تھے۔ اللہ پاک نے سب کو کلمہ نصیب فرما دیا۔

بادشاہ کہنے لگا' پہلے ایک تھا' اب سب ہی بگڑ گئے ہیں' بادشاہ نے ''کھائیاں'' نکال کر ان میں آگ جلا دی اور توحید والے لوگوں کو پکڑ کر آگ میں پھینک دیا۔ لوگوں نے اس دن اللہ کی رضا کی خاطر اپنی جانیں پیش کر دیں۔

دعا کرو اللہ پاک ہم کو بھی توحید پر قائم دائم رکھے۔ کیونکہ اللہ پاک نے توحید میں بڑی برکتیں رکھی ہوئی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ صحابہ کرام نے ایک آدمی پکڑا اور اسے مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ دیا' جب اس کو کھانا کھلایا جاتا تو وہ کئی آدمیوں کا کھانا کھا جاتا اور ساتھ دودھ کا جگ بھی پی جاتا' میرے مصطفیٰ ﷺ نے تین دن تک اس کو سیر کر کے کھانا کھلایا۔ لیکن جب اللہ پاک نے اس کو کلمہ نصیب فرمایا پھر اس کے سامنے کھانا رکھا گیا تو اس نے ایک ہی روٹی کھائی اور ایک ہی روٹی سے اس کا پیٹ بھر گیا۔ یہ توحید کی برکت ہے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اللہ پاک مجھے اور آپ کو توحید کی سمجھ عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

ذکرِ الٰہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○ (طٰهٰ: ۱۲۴)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ رب رحمٰن کے لیے' درود وسلام سید الاولین ولاخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر۔

سولہویں سپارے سے سورت طٰہٰ کی چند آیات میں نے اس وقت آپ کے سامنے پڑھی ہیں' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت اللہ کریم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس بندے کی سزا بیان کی ہے جو بندہ دنیا میں آ کر اللہ کو چھوڑ دیتا ہے' اللہ کے ذکر اور اس کی یاد سے جو انسان غافل اور بے خبر ہو جاتا ہے' اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر یہ بیان فرمایا ہے کہ میں اس کو دو سزائیں دیتا ہوں' ایک سزا دنیا پر اور ایک قبر سے نکلنے پر دوں گا۔ دعا کرو اللہ غفلت سے بچائے اور اپنے ذکر کی ہمت نصیب فرمائے۔

انسان کو دکھ آئے تب سکھ آئے تب' انسان چلے پھرے' لیٹے' بیٹھا ہو' ہر حالت میں اسے اللہ پاک کا ذکر کرنا چاہیے' کیونکہ قرآن مجید نے بتایا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ۔(آل عمران: ۱۹۱)

میرے بندے وہ ہیں جو مجھے کھڑے بھی یاد کرتے ہیں' بیٹھے بھی یاد کرتے ہیں' لیٹے بھی یاد کرتے ہیں' چلتے پھرتے بھی یاد کرتے ہیں' دوکان میں بھی یاد' مکان میں بھی یاد' کاروبار میں بھی یاد جب ہر وقت یہ انسان اللہ کو یاد کرتا ہے۔ پھر اللہ فرماتے ہیں۔ اے میرے بندے' تو مجھے یاد کر' میں تجھے یاد کروں گا' تو مجھے زمین پر یاد کر میں تجھے عرشِ عظیم

پر یاد کروں گا۔

اللہ کریم فرماتے ہیں اے میرے بندے! جب تجھے غصہ آ جائے' تو اس وقت مجھے یاد کر اور جب قیامت کے دن مجھے غصہ آئے گا میں اس وقت تجھے یاد کروں گا' یہ نہ ہو کہ کاروبار چل پڑے تو الحمدللہ اور اگر نہ چلے تو پھر نہیں۔

میرے بھائی' دکان چلے نہ چلے' رب کا ذکر زبان سے نہیں ہٹنا چاہیے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ یا اللہ مجھے اپنا کوئی ولی دکھا' میں تیرا ولی دیکھنا چاہتا ہوں؟ اللہ پاک فرماتے ہیں اے میرے نبی موسیٰ! فلاں جگہ پر چلا جا' وہاں میرا ایک ولی اور دوست ہے' موسیٰ علیہ السلام گئے' جا کر دیکھا کہ ایک آدمی لیٹا ہوا ہے' ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے' بیماری اس کو کھا گئی ہے' موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں' یا اللہ کیا تیرا یہ ولی ہے؟

اللہ پاک فرماتے ہیں' ہاں یہی میرا ولی ہے' موسیٰ علیہ السلام دیکھتے ہیں کہ اس میں ولایت کی نشانی کیا ہے۔ دیکھا کہ اس کے لب حرکت کر رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کے لبوں سے اپنا کان لگایا تو آواز یہ آ رہی تھی "الحمدللہ' اللہ تیرا شکر ہے۔ تمام تعریفیں تیرے لیے ہی ہیں۔

اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ تو شکر کا کلمہ ہے۔ اس سے بڑا شکر کا کلمہ ہی کوئی نہیں۔ (جناب نوح علیہ السلام جب کھانا کھاتے' لقمہ اپنے منہ میں داخل کرتے تو ہر لقمہ کے بعد الحمدللہ پڑھتے' اللہ تیرا شکر ہے' آسمان سے آواز آتی ہے اگر تم نے میرا "عَبْدًا شَكُوْرًا" بندہ دیکھنا ہے تو نوح (علیہ السلام) کو دیکھ لو)

جب موسیٰ علیہ السلام اس کی زبان سے الحمدللہ سنتے ہیں تو کہتے ہیں' اے اللہ والے یہ تو شکر کا کلمہ ہے' تیرے پاس تو جسمانی نعمت بھی کوئی نہیں' تو چل پھر بھی نہیں سکتا' اٹھ کر بیٹھ بھی نہیں سکتا' تو کون سی نعمت کا شکرانہ ادا کر رہا ہے؟

یہ بندہ کہتا ہے' یہاں سے چلا جا' میری رب سے ملی ہوئی کال کو توڑنے والا تو کون ہے' مجھے تو بڑی لذت اور سرور آ رہا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں' آخر تو کون سی نعمت کا شکرانہ ادا کر رہا ہے؟

یہ کہتا ہے سرکار! اللہ نے میری زبان صحیح رکھی ہے' اگر رب میری زبان بند کر دے تو میں نے رب کا کیا کر لینا ہے۔ زبان درست ہونے کی بناء پر میں اس کا شکرانہ ادا کر رہا ہوں۔

اللہ ہم کو بھی ہر حالت میں شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ' یہ کلمات ہماری نظروں میں معمولی ہیں' لیکن اللہ کی قسم ہے یہ اتنے قیمتی کلمات ہیں کہ ایک دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھ لیں تو زمین و آسمان کا خلا سب نیکیوں سے بھر جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے' یا اللہ مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتا دے جو میں کروں اور تو راضی ہو جائے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں اے میرے نبی موسیٰ علیہ السلام! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا کر۔

موسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں' یا اللہ یہ کلمہ تو سارا جہان پڑھتا ہے' میں تو وہ وظیفہ پوچھنا چاہتا ہوں جو صرف میں ہی کروں اور تو خوش ہو جائے' میرے سوا اور کوئی بھی یہ کلمہ نہ پڑھتا ہو۔

اللہ پاک فرماتے ہیں اے میرے نبی موسیٰؑ! تو نے اس کلمے کو معمولی سمجھا ہوا ہے' یہ اتنا بھاری اور وزنی کلمہ ہے کہ ترازو کے ایک پلڑے میں ساتوں آسمان اور زمین رکھ دیئے جائیں اور ایک پلڑے میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رکھ دیا جائے' تو پھر بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا وزن زیادہ ہے۔

چلتے پھرتے' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' سُبْحَانَ اللّٰهِ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ' لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا کر۔ یہ کلمات معمولی نہیں' یہ اللہ کا ذکر ہے اور یہ اتنا قیمتی ذکر ہے' اسے معمول بنا لو' اللہ کی قسم ہے دنیا بھی بنے گی اور اگلا جہان بھی بنے گا۔

حدیث پاک میں لکھا ہے کہ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ' اللہ کے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے' ننانوے بیماریوں کا علاج ہے اور سب سے چھوٹی بیماری یہ ہے کہ اس بندے کو کبھی رزق کی پریشانی نہیں آ سکتی۔ علامہ منذری الترغیب میں اور حافظ

صاحب تفسیر محمدی میں لکھتے ہیں' عوف بن مالک رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' عرض کرتے ہیں سوہنیا' میرا بیٹا دشمنوں کی قید میں چلا گیا ہے' انہوں نے جیل میں بند کر کے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں بھی لگا دی ہیں' کوئی ایسا وظیفہ بتاؤ جو پڑھوں اور میرا بیٹا رہا ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے میرے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ' صبر کرو اور دوسرا لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پڑھو' اپنے بیٹے کو بھی پیغام بھیجو کہ وہ بھی یہی ورد کرے۔

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم پڑھتے رہے' اس کا بیٹا بیان کرتا ہے' میں بھی پڑھتا رہا' ایک دن میں نے دیکھا کہ میری ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کھلی ہوئی ہیں' پہرے دار سوئے ہوئے تھے۔ ساتھ کھلے میدان میں پچاس اونٹ کھڑے تھے اور چار ہزار بکریاں تھیں' میں نے وہ تمام اپنے آگے لگا لیں اور راتوں رات مدینے پہنچ کر ماں کا دروازہ جا کھٹکھٹایا' والدین کو آواز دی تو انہوں نے سمجھا کہ یہ آواز تو میرے بیٹے کی ہے' پھر فوراً ذہن بدلا کہ وہ تو دشمنوں کی جیل میں بند ہے' دروازہ کھولا تو سامنے بیٹا کھڑا ہے' بے شمار اونٹ اور بکریاں ساتھ ہیں' والدین کہتے ہیں بیٹا' تو اتنا مال کہاں سے لے آیا ہے' بیٹے نے ساری بات سنا دی۔ والدین نے سوچا کہ پتہ نہیں یہ ہمارے لیے حلال ہے یا حرام ہے' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں کہ یہ جائز ہے' یا ناجائز ہے' ادھر یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کے لیے چل پڑتے ہیں' ادھر اللہ آسمان سے قرآن نازل کر دیتے ہیں۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.

اللہ پاک فرماتے ہیں جو اللہ سے ڈر جائے میں اس کے نکلنے کے لیے راستے بھی بنا دیتا ہوں اور روزی بھی وہاں سے دیتا ہوں جہاں اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ (الطلاق: ۲)

اللہ کا ذکر کیا کر جب تو اللہ کا ذکر کرے گا تو پھر تیری روزی آسمان سے آئے گی' اب بھی آتی ہے لیکن پھر تجھے چین اور سکون کی روزی نصیب ہوگی اور اگر ذکر نہیں کرے گا تو پھر قرآن نے جو سزا بتائی ہے وہ سن بھی لے فرمایا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا .(طٰهٰ: ۱۲۴)

جو میرے ذکر سے منہ موڑ لیتا ہے' قرآن کریم کو پس پشت ڈال دیتا ہے' نماز نہیں پڑھتا' (نماز اور قرآن بھی اللہ کا ذکر ہے) میں اس کی دنیا کی گزران تنگ کر دیتا ہوں۔

ارب پتی ہے' کاروبار بڑا چلا ہوا ہے۔ اگر اس سے پوچھیں کہ حاجی صاحب کیا حال ہے؟ کہتا ہے' جی سکون نہیں' بڑی پریشانی ہے۔

ایم' این اے بن گیا ہے۔۔۔ ایم' پی' اے بن گیا ہے۔۔۔ وزیر بن گیا ہے۔۔۔ ضلع کونسل کا ممبر بن گیا ہے۔ اس سے پوچھیں' چوہدری جی بتاؤ' وہ کہے گا' جی سکون نہیں۔

آواز آتی ہے اے میرے بندے! اگر تو نے سکون لینا ہے تو میرے ساتھ تعلق جوڑ' اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. سرداری میں سکون نہیں۔۔۔ بادشاہت میں سکون نہیں۔۔۔ وزارت میں سکون نہیں۔۔۔ کسی عہدے میں سکون نہیں۔۔۔ اگر تو نے سکون لینا ہے تو میرا قرآن پڑھ' میرا ذکر کر۔

صدر سے پوچھو' اس کو بھی بے سکونی ہے۔

حاجی صاحب بھی بے سکونی میں ہیں۔

مولوی صاحب بھی بے سکون ہیں۔

ہر بندہ پریشان ہے' کوئی کسی لحاظ سے اور کوئی کسی لحاظ سے پریشان ہے' بات کیا ہے کہ دل سے خدا کی یاد نکل چکی ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں جو میرے ذکر سے منہ موڑ لیتا ہے' میں اس کی دنیا کی گزران تنگ کر دیتا ہوں اور دوسرا معنٰی یہ ہے کہ میں اس کی قبر تنگ کر دیتا ہوں' جس نے کبھی رب کو یاد ہی نہیں کیا یہ اسی طرح ہے جیسے گدھا چل پھر رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' جو بیٹھی ہوئی مجلس اللہ کا ذکر نہیں کرتی' اللہ کے ذکر کے بغیر ہی یہ مجلس برخواست ہو جاتی ہے' یہ اسی طرح ہی ہے جیسے مردار گدھے کا گوشت کھا کر اٹھے ہیں۔

اللہ فرماتے ہیں۔ وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى. جب یہ قبر سے نکلے گا تو میں اس کو آنکھوں سے اندھا کر کے کھڑا کروں گا۔ اس کا آنکھوں کا نور ہی ختم ہو گا یہ کہے گا'

رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى . اللہ میری تو بڑی بڑی آنکھیں تھیں' آج میری آنکھیں کدھر گئی ہیں؟

اللہ پاک فرمائیں گے. كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا۔ تیرے پاس میرا قرآن آیا' میرا ذکر آیا تو نے میرے قرآن کو پس پشت ڈال دیا' وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰىo (طٰہٰ: ۱۲۶) جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا' آج پچاس ہزار سال کے دن میں میں نے بھی تجھے بھلا دیا ہے۔

میرے بھائی! اگر تجھے ذکر نصیب ہو جائے' مسجد میں بیٹھنا نصیب ہو جائے' اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے۔ تو زمین پر اللہ کا ذکر کر رہا ہوگا تیرے چرچے آسمان کے فرشتے کر رہے ہوں گے۔

جامع ترمذی کی حدیث ہے' امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ مسند احمد میں نقل کرتے ہیں' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں' فرماتے ہیں۔ ایک دن فجر کی اذان ہوگئی' حضرت مسجد میں نہ آئے۔ نمازی جمع ہو گئے نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت کا حجرہ مبارک بھی ساتھ ہی تھا' لیکن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لیے نہ آئے' صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ جرأت نہ تھی کہ جا کر آپ کا دروازہ کھٹکھٹاتے اور کہتے حضرت جلدی آ جاؤ' نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

صحابی کہتا ہے' ہم انتظار کرتے رہے' حضرت مسجد میں نہ آئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اتنا لیٹ ہوئے قریب تھا کہ ہم کو سورج کی کرنیں نظر آ جائیں' سورج طلوع ہونے کے بالکل قریب تھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے' صفیں چیرتے ہوئے مصلے پر پہنچ گئے' صفیں درست ہو گئیں' تکبیر ہو گئی' حضرت نے چھوٹی چھوٹی سورتوں سے نماز پڑھائی۔ آمنہ کے لال' نماز پڑھا کر صحابہ کی طرف منہ کر لیتے ہیں اور فرماتے ہیں اے میرے صحابہ کوئی بندہ اٹھ کر نہ جائے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہو' میں نے تم کو بتانا ہے کہ میں لیٹ کیوں ہوا ہوں' صحابہ کی کیا جرأت تھی کہ جہاں میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بٹھا دے' وہاں صحابہ رضی اللہ عنہم قدم بھی نہیں ہلا سکتے۔

یہاں تو یہ حال ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جوتیوں والی جگہ پر آ رہے ہیں' حضرت منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے صحابہؓ بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جوتیوں والی جگہ پر ہی بیٹھ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے میرے عبداللہ رضی اللہ عنہ تو وہیں بیٹھ گیا ہے' آگے کیوں نہیں آتا؟

صحابی کہتا ہے سوہنیا' آپ نے فرمایا ہے' بیٹھ جاؤ' میں نے کہا کہ اگر آگے ایک قدم بھی اٹھالیا تو کہیں حضرت کی نافرمانی نہ ہو جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ آگے آجا' صحابی اٹھا نہیں' ویسے ہی گھسٹ کر آگے آ رہا ہے۔

آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے میرے عبداللہ رضی اللہ عنہ تو اٹھ کر کیوں نہیں آتا؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں سوہنیا آپ نے فرمایا ہے آگے آجا' یہ نہیں فرمایا کہ اٹھ کر آجا۔ میں نے کہا کہ اگر اٹھ کر گیا تو کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ ہو جائے۔ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا تو یہ حال ہے۔

ہتھ نبیؐ دے پھڑائی جنے نتھ اپنی
چھڈی سٹھ اپنی تے گل کتھ اپنی
بس پیچھے پیچھے چلنا وہار ہوگیا
جیدا پاک نبیؐ دے سنگ پیار ہوگیا
بھانویں لکھ گناہ گار بیڑا پار ہوگیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اے میرے صحابہؓ سنو! میں کیوں لیٹ ہوا ہوں' میں آدھی رات کو اٹھا اور وضو کر کے تہجد شروع کر دی' ابھی تھوڑی سی تہجد پڑھی تو نیند غالب ہوگئی' میں نے تہجد چھوڑ دی اور سو گیا میں جونہی لیٹا تو نقشہ عجیب بن گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' لیٹا میں مدینے میں تھا لیکن نقشہ اس طرح کا بن گیا کہ میں اللہ کے عرش کے پاس رب کے سامنے کھڑا ہوں' خواب میں اللہ کریم سے باتیں شروع ہوگئیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں' اے میرے محبوب پیغمبرؐ جن فرشتوں نے عرش اٹھایا ہوا ہے یہ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ یہ کس بحث میں پڑے ہوئے ہیں' ان کا جھگڑا اور تکرار کیسا ہے؟

آمنہ کے لال ﷺ فرماتے ہیں' یا اللہ مجھے کوئی پتہ نہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' اللہ کریم نے تین دفعہ فرمایا سوہنیا یہ بتاؤ' فرشتے کیوں جھگڑ رہے ہیں' میں نے کہا یا اللہ مجھے کچھ معلوم نہیں' پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت کا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھ دیا تو سارے جہان ہی میرے سامنے روشن ہو گئے۔

اللہ فرماتے ہیں' اے میرے محمد (ﷺ) اب مجھے بتاؤ کہ فرشتے کیوں جھگڑ رہے تھے؟

اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں' جو لوحِ محفوظ پر مقرر ہیں وہ فرشتے یہ باتیں کر رہے ہیں کہ سوہنے محبوب کے امتیوں کے گناہ کس طرح معاف ہوتے ہیں' بندوں کے گناہوں کا کفارہ کس طرح ہوتا ہے؟ فرمایا' جب بندہ وضو کر کے مسجد کی طرف آتا ہے' نمازی جماعت کی طرف آتے ہیں پھر نماز پڑھ کر مسجد میں بیٹھ جاتے ہیں' آواز آتی ہے اے میرے بندے تیرے گناہ معاف ہو رہے ہیں' نماز پڑھ کر مسجد میں بیٹھے رہنا یا نماز کے انتظار میں بیٹھنا گناہ معاف کروانے کا ذریعہ ہے۔ اگر رب توفیق دے تو صبح کی نماز پڑھ کر' مسجد میں بیٹھ کر ذکر اذکار کرتا ہے پھر سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ○ پڑھتا ہے آواز آتی ہے۔ اے میرے بندے' بیشک تیرے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر تھے میں نے سب بخش دیئے ہیں۔

اگر سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھ لیا ہے' اور سو دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا ہے۔ آواز آتی ہے' تیرے نامہ اعمال میں میں نے سو حج اور سو عمرے کا ثواب لکھ دیا ہے۔

اب یہ سورج نکلنے تک اللہ کا بندہ مسجد میں بیٹھا ہوا ہے' سورج نکلنے کے بعد اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ اس سے ایک تو اس کے تمام جسم کے جوڑوں کا شکرانہ ادا ہو گیا ہے اور دوسرا ایک حج اور عمرے کا ثواب مل گیا ہے۔ پھر اللہ پاک فرماتے ہیں' یہ فرشتے کس کے بارے جھگڑا کر رہے ہیں؟

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا' یہ فرشتے کہہ رہے ہیں کہ تیرے بندوں کے درجات کس طرح بلند ہوتے ہیں؟ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے کہا یا اللہ! غریبوں' مسکینوں کو کھانا کھلانے سے درجے بلند ہوتے ہیں۔

اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' جو کسی غریب' مسکین کو پانی پلاتا ہے' روٹی کھلاتا ہے' اللہ اس کو قیامت کے دن حوضِ کوثر سے پانی پلائیں گے۔

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سوالی آ گیا' کہتا ہے اے علیؓ مجھے اللہ کی رضا کی خاطر کچھ دو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حسن کو کہتے ہیں اے حسنؓ جا کر اپنی امی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کہہ' کہ ایک مسکین آیا ہے۔ ایک درہم دے دو' حضرت حسنؓ جا کر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کہتے ہیں اے امی جی' ابو جی نے بھیجا ہے فرماتے ہیں۔ ایک سوالی آیا ہے ایک درہم دے دو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں بیٹا' اپنے ابو کو جا کر کہہ دو' گھر میں اس وقت تمام پونجی اور جائیداد صرف چھ درہم موجود ہیں' گھر کی ضروریات زیادہ ہیں۔ فلاں چیز لانی ہے اور فلاں چیز بھی لانی ہے۔ اس لیے سوالی سے معذرت کر لیں' حضرت حسن رضی اللہ عنہ آ کر کہتے ہیں ابا جی' امی جان کہتی ہیں' گھر میں صرف چھ درہم موجود ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' بیٹا حسنؓ جا کر اپنی امی فاطمہؓ کو کہہ دو۔ کیا اب تم نے درہموں پر یقین کر لیا ہے۔ کیا رب پر یقین نہیں' جا کر چھ درہم ہی لے آ۔

جن کا رب پر یقین ہو۔ اللہ ان کے لیے رحمت کے خزانے بھی کھول دیتا ہے' ویسے ذہن میں بات آ ہی جاتی ہے' ظاہری اسباب دیکھنے پڑتے ہیں۔

دیکھئے' جناب یوسف علیہ السلام جیل میں گئے' ان کو معلوم ہے کہ یہاں والدین میری ملاقات کے لیے نہیں آئیں گے' بھائی اور کوئی رشتہ دار بھی نہیں آئے گا' کیونکہ میں یہاں اجنبی ہوں' اپنے وطن سے دور ہوں' کسی کو میرا پتہ نہیں' ذہن میں خیال آیا کہ اتنی دور جیل میں بیٹھا ہوں۔ روزی کہاں سے آئے گی۔ ملاقات کے لیے تو کسی نے آنا نہیں' اللہ نے آسمان سے جبرائیلؑ کو بھیجا' جبرائیلؑ نے آ کر زمین پر اپنا پر مارا' زمین پھٹ گئی' دیکھا کہ

ایک پتھر میں ایک "کیڑا" ہے اور اس کے منہ میں ایک دانہ ہے، کیڑا اللہ کی وحدانیت کے گیت گا رہا ہے، آپ نے کیڑے کے منہ کے ساتھ کان لگایا تو کیڑا کہہ رہا تھا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ مَنْ يَّرٰنِىْ وَيَعْرِفُ مَكَانِىْ وَيَسْمَعُ كَلَامِىْ وَيَرْزُقُنِىْ فِىْ قَلْبِ حَجَرٍ.

یوسف علیہ السلام کیڑے کی بات سنتے ہیں، کیڑا کہہ رہا ہے، پاک ہے، وہ اللہ جو مجھے دیکھ رہا ہے اور میری جگہ کو جانتا ہے، میں زمین کی تہہ کے نیچے اور اللہ عرشِ عظیم کے اوپر بیٹھا بھی میری باتیں سن رہا ہے، اس اللہ نے مجھے پتھر کے پیٹ میں روزی پہنچادی ہے۔

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، چھ درہم ہی لے آؤ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ چھ درہم لے آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ درہم ہی سوالی کو دے دیئے اور فرمایا یہ تو لے جا، ہمارا اللہ حافظ ہے، یہ سوالی چھ درہم لے کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص اونٹ لے کر آ گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کیا تو نے اونٹ بیچنا ہے؟ وہ کہتا ہے، ہاں جی ایک سو چالیس درہم کا فروخت کرنا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تو اپنا اونٹ یہاں باندھ دے، ذرا ٹھہر کر آ کر پیسے لے لینا۔ بھائیو! اپنا معاملہ صاف رکھو، اللہ ذوالجلال کی قسم ہے ہر گناہ معاف ہو جائے گا لیکن قرضہ معاف نہیں ہوگا۔ کسی کے پیسے نہ دباؤ، ابوجہل کی ریت پر عمل نہ کر، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کر۔

ایک تاجر منڈی میں اونٹ بیچنے کے لیے آیا۔ ابوجہل نے بولی لگا کر اونٹ خرید لیا اور گھر لے گیا، اس کی نیت بری تھی، تاجر آیا کہتا ہے چوہدری جی پیسے دو، ابوجہل کہتا ہے کل آنا، تاجر کل آیا، ابوجہل کہتا ہے پرسوں آنا، دو چار چکر لگوانے کے بعد ابوجہل کہتا ہے، دوڑ جا، کوئی پیسہ نہیں، ایک دن چوہدری بیٹھے ہوئے ہیں یہ تاجر بیچارہ ان کو جا کر کہتا ہے، تمہارا چوہدری ابوجہل میرے پیسے نہیں دیتا، انہوں نے مذاق بنایا ادھر میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب کی عبادت میں مصروف ہیں، یہ کہتے ہیں اے بھائی! ہم بھی ابوجہل سے ڈرتے ہیں، اگر تجھے

پیسے لے کر دے سکتا ہے تو محمد ﷺ ہی لے کر دے سکتا ہے' یہ اجنبی اور مسافر میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاس چلا جاتا ہے اور جا کر کہتا ہے سو ہنیا وہ جو مجلس بیٹھی ہوئی ہے ان سب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور کہا ہے اگر ابو جہل سے تیرے پیسے لیکر دے سکتا ہے تو محمد ﷺ ہی لے کر دے سکتا ہے' اللہ کے نبیؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ میری تو اس سے بول چال ہی کوئی نہیں' بلکہ آپ فرماتے ہیں اے مسافر' اگر میرے جانے سے تیرے پیسے مل جائیں تو میں سات دفعہ جانے کو تیار ہوں۔ آپ ﷺ کو یہ کوئی پتہ نہیں کہ یہ کہاں سے آیا ہے مگر غریب کی ہمدردی اور مدد کے لیے اور اس کی مظلومیت' دیکھ کر میرے نبیؐ ساتھ چل پڑے' آپ ﷺ نے جا کر ابو جہل کا دروازہ کھٹکھٹایا' ابو جہل باہر نکلتا ہے' کہتا ہے محمد ﷺ آپ کس طرح آئے ہیں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں کیا تو نے اس غریب مسافر کے پیسے دینے ہیں' اگر تو نے اس کے پیسے دینے ہیں تو دیتا کیوں نہیں' ابو جہل کہتا ہے آپ ایک منٹ ٹھہریں میں ابھی لا کر دیتا ہوں ابو جہل اندر گیا اور اندر سے پیسے لا کر میرے مصطفیٰ ﷺ کے سامنے اس مسافر کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

آپ ایمان سے بتلائیں کیا وہ دعائیں دیتا ہوگا یا نہیں؟

چوہدریوں نے کہا بتا' کیا تجھے پیسے مل گئے ہیں اور کس نے لے کر دیئے ہیں' یہ مسافر کہتا ہے' جس کی طرف تم نے بھیجا تھا اس نے لے کر دیئے ہیں' یہ ابو جہل کے پاس دوڑے ہوئے آئے کہتے ہیں' چوہدری' ہم نے تو مذاق بتایا تھا' تو نے واقعی پیسے دے دیئے ہیں' ابو جہل کہتا ہے' نبی محمد ﷺ میرے دروازے پر آیا اگر میں انکار کرتا تو حضرت کے سر پر ایک آفت تھی میں سمجھا کہ یہ مجھے کھا جائے گی۔

میرے بھائی اپنا معاملہ صاف کرو' بس آپ جنازے کے موقع پر فرضی کہہ دیتے ہیں' جی اگر کسی نے لینا ہو تو ہم حاضر ہیں' قرضہ شہید کو بھی معاف نہیں' جب تک وارث ادا نہ کریں' یا اللہ اپنے فضل سے معاف کر دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اونٹ دے جا' تھوڑی دیر بعد آ کر پیسے لے جانا' یہ

اونٹ دے کر چلا گیا' کہ ایک اور آدمی آ گیا' کہتا ہے اے علیؓ کیا آپ نے اونٹ بیچنا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ہاں بیچنا ہے' وہ کہتا ہے کتنے پیسے لو گے' آپ فرماتے ہیں جتنا تیرا دل چاہتا ہے دے دینا وہ کہتا ہے' دوسو درہم لے لو' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے نقد دوسو درہم لے لیے اور اونٹ بیچ دیا' جس سے اونٹ خریدا تھا' وہ بھی آ گیا' آپ نے ایک سو چالیس درہم اس کو دے دیئے اور ساٹھ درہم گھر بھیج دیئے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں اے علی رضی اللہ عنہ اتنے درہم کہاں سے آئے؟

آپ فرماتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا. (انعام)

''اللہ فرماتے ہیں جو ایک دیتا ہے میں دس دیتا ہوں۔''

اور رات کو تہجد پڑھنے سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

اب اللہ فرماتے ہیں اے میرے نبیؐ' سوال کر تجھے کیا چاہیے' مانگ کیا مانگتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا:

اللھم انی اسئلک فعل الخیرت وترک المنکرات وحب المساکین واستغفرلی وترحمنی واذا اردت عبادک فتنة فتوفنی غیر مفتون واسئلک حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنی الی حبک. (مشکوٰۃ)

یا اللہ! مجھے اچھے کام کرنے کی توفیق دینا اور برے کاموں سے محفوظ فرمانا اور مسکینوں کی محبت نصیب فرمانا' یا اللہ مجھے معاف کر دے' مجھ پر رحم کر' اور جب تو کسی قوم میں فتنہ برپا کرنا چاہے تو فتنے سے پہلے ہی مجھے اپنے پاس لے جانا' یا اللہ مجھے اپنی محبت نصیب فرما اور اس بندے کی محبت نصیب فرما' جو تجھے پیارا ہے اور اس طرح کے اعمال کی توفیق دینا جن کے کرنے سے میں تیرے اور قریب ہو جاؤں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! یہ خواب سچا ہے' یہ صرف خواب

ہی نہیں' رب کی وحی ہے' اس کو آگے لوگوں کو بھی بتاؤ۔

کیا مطلب' غریبوں کو کھانا کھلاؤ' نرم زبان استعمال کرو' تہجد پڑھا کرو' اس سے تمہارے درجات بلند ہوں گے۔ مسجد آیا کرو' ٹھنڈے پانی سے وضو کیا کرو' نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کرو۔ اس سے تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ مطلب پھر بھی یہی ہے کہ رب کا ذکر کرو۔

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کا بڑا ذکر کرتے تھے' آپ نے اپنی بیویوں کا گروپ بنا دیا کہ تم دس کا گروپ بن کر اللہ اللہ کرو' یہ ابھی ذکر میں مشغول ہوں تو باقی دس ذکر میں لگ جائیں' پھر دو گھنٹے وہ ذکر کریں۔

پھر اس کے بعد دوسری ذکر میں مصروف ہو جائیں' آپ چاہتے ہیں کہ ۲۴ گھنٹے میرے گھر سے اللہ اللہ کی آواز آئے میرے بھائی ہمیں بھی چاہیے کہ ہمارے گھروں سے بھی ۲۴ گھنٹے قرآن کی آواز آئے' صبح اٹھ کر سورۃ یٰسین کی تلاوت کریں' جب سوئیں تو سورۃ الملک اور السجدہ کی تلاوت کریں' دن کے وقت ذکر اذکار کریں' اس کے علاوہ سورۃ البقرہ کی تلاوت کر' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ شیطان بھاگتا ہوا تیرے گھر سے نکل جائے گا' اپنے گھروں میں آیت الکرسی پڑھو' چوروں ڈاکوؤں سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

میرے بھائی! قرآن پڑھ' تیری ساری رات عبادت میں گزرے گی' سونے سے قبل ۳۳ بار سبحان اللہ' ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھو' اس سے سارے دن کی تھکاوٹ دور ہو جائے گی۔ ذکر کی طرف آ۔ داؤد نبیؑ کہتے ہیں' میں چاہتا ہوں کہ ۲۴ گھنٹے میرے گھر سے اللہ' اللہ کی آواز آئے' ویسے بھی اللہ نے حکومت دی ہوئی ہے۔ آپ خود بھی اللہ کا بڑا ذکر کرتے ہیں' بیویاں اور اولاد بھی ذکر کرتی ہے' نبیؑ شاہانہ لباس اتار کر اور سادہ لباس پہن کر باہر سڑکوں اور بازاروں میں چلا جاتا ہے اور لوگوں سے پوچھتے ہیں تمہارا بادشاہ اور حکمران کیسا ہے' ہر بندہ یہی کہتا ہے' جی ہمارے حکمران کے کیا کہنے' آپ ایک طرف نبیؑ ہیں اور دوسری طرف آپ بادشاہ بھی ہیں۔ ہر طرف انصاف ہی انصاف ہے' عوام کی خبر گیری ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ جبرائیلؑ میرا نبی داؤد علیہ السلام چل رہا ہے جا کر اس کو ایک بات سمجھا دے، جبرائیل علیہ السلام آ گئے، داؤد نبیؑ گھر سے لوگوں کو پوچھنے کے لیے باہر نکلے کہ میں کیسا ہوں، حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں سامنے کھڑے تھے، آپ نے جبرائیل کو پہچانا نہیں، داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں اے بھائی، تمہارا حکمران کیسا ہے؟

جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں، اچھا ہے لیکن ایک کام اچھا نہیں، انہوں نے اپنا اور اپنی بیویوں کا بوجھ بیت المال پر ڈالا ہوا ہے، نبیؑ پریشان ہو گیا، یا اللہ اگر میں حکومت کروں تو دوکان نہیں چلتی، اور اگر دوکان کروں تو حکومت نہیں چلتی، پھر کیا کروں۔

اللہ فرماتے ہیں اے میرے نبی داؤد علیہ السلام، میں لوہا نرم کر دیتا ہوں لوہے کو تیرے لیے موم بنا دیتا ہوں، جس طرح دل چاہے ہاتھ سے توڑ کر استعمال کر لینا، لوہے کی زرہ بنانے کا طریقہ بتا دیا، فرمایا ایک زرہ بنا کر فروخت کر کے کچھ بچوں کو کھلا دیا کر اور کچھ میری راہ میں دے دیا کر اور میرا ذکر کیا کر۔

میرے بھائی تو بھی کام کیا کر، اور ساتھ اللہ کا ذکر کیا کر، کسی کہنے والے نے کہا ہے۔

ذکر اللہ دا بڑا نرالا
ٹٹے دلاں نوں جوڑن والا
تو ذکر دے موتی رول
اللہ ہی اللہ بول بندیا، اللہ ہی اللہ بول
بڑے بڑے ایتھے پھیرا پا گئے
آخر نوں وچ خاک سما گئے
تے بستر کر گئے ای گول
اللہ ہی اللہ بول بندیا اللہ ہی اللہ بول

اللہ توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

کمالِ قدرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَ اِذَا مَامِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ○ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ○ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ○ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ○ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا. وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ○ (مریم: ٦٦)

ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ جل جلالہ' کی ذات کے لیۓ بے شماران گنت درود وسلام سید الکونین رسول الثقلین' امام القبلتین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! قرآن کریم سورۃ مریم کی چند آیات میں نے اس وقت تلاوت کی ہیں' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ کریم مجھے ان آیات کے تحت صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت اللہ کریم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے بھائی اصل بات تو عمل کی ہے' عمل ہے تو سب کچھ ہے' بدعملی ہے تو کچھ بھی نہیں' اللہ ہر مسلمان کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

مکہ مکرمہ میں ایک آدمی ابی بن خلف بڑا ''اجڈ'' قسم کا آدمی تھا' ایک دن یہ ایک پرانی اور بوسیدہ ہڈی پکڑ کر اپنے ہاتھ سے توڑتا ہوا اللہ کے پاک پیغمبرؐ کو کہتا ہے اے محمد' صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۔کیا یہ پرانی اور بوسیدہ ہڈی قیامت کو دوبارہ زندہ کی جائے گی۔ یہ جلی ہوئی ہڈی جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے ''مسل'' دیا ہے کیا یہ دوبارہ زندہ ہوگی؟ اللہ نے آسمان سے قرآن نازل کر دیا' اللہ پاک فرماتے ہیں۔

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ. (یٰسٓ)

اے میرے پاک پیغمبر محمد ﷺ جب انسان کا وجود ہی نہیں تھا اللہ کریم نے اس وقت بنا دیا تو کیا وہ دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا۔

یہ ایمان کا جزو اور ایمان کا حصہ ہے اور انسان کا مکمل یقین ہونا چاہیے کہ اللہ پاک مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ قرآن نے بتایا ہے کہ:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ (الدهر: ٦٦)

اے انسان وہ وقت یاد کر' جب تو کچھ بھی نہیں تھا تو میں نے تجھے انسان بنا دیا۔

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَ اِذَا مَامِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ۝ (مريم)

انسان یہ باتیں کرتے ہیں کہ کیا جب میں مر گیا تو کیا دوبارہ میں پھر کھڑا کیا جاؤں گا۔

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا۔ (مريم:٦٧)

کیا یہ انسان یاد نہیں کرتا کہ یہ پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔ تو میں نے اسے انسان بنا دیا' کیا یہ اپنی تخلیق کی طرف غور نہیں کرتا کہ یہ انسان پہلے کیا تھا' اللہ پاک نے پانی کے ایک قطرے اور بوند سے اتنا خوبصورت انسان بنا دیا' اسی لیے حدیث پاک میں لکھا ہے کہ جب انسان شیشہ دیکھے تو اس کو اپنا خوبصورت چہرہ دیکھ کر پڑھنا چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ.

اے اللہ' جس طرح تو نے میرا چہرہ خوبصورت بنایا ہے' مولا میرا اخلاق بھی سوہنا بنا دے۔

اگر انسان غور کرے تو جس طرح کا رب نے انسان کو خوبصورت بنایا ہے کسی کو اتنا سوہنا نہیں بنایا جانور بنائے ...... حیوان بنائے ...... آسمان بنائے ...... خاکی بنائے ...... نوری بنائے ...... ناری بنائے ...... لیکن کسی کے بارے اللہ نے قسم کھا کر نہیں فرمایا' صرف اور صرف تیرے بارے ۴ قسمیں کھا کر فرمایا ہے۔

وَالتِّيْنِ ۝ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِسِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَاالْبَلَدِالْاَمِيْنِ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝

مجھے تین کی قسم' زیتون کی قسم' طورِ سیناء پہاڑ کی قسم اور اس امن والے مکے شہر کی قسم

اے انسان جس طرح کا میں نے تجھے خوبصورت بنایا ہے کائنات میں تیرے جیسا ہے ہی کوئی نہیں اور اگر تو کہے کہ میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہوں گا' اگر رب چاہے تو یہاں دنیا میں ہی دوبارہ زندہ کر کے دکھا سکتا ہے۔

یہ چیز انسان کے ذہن میں آتی ہے کہ جنازہ پڑھا' مٹی ڈال کر دفن کر دیا' مٹی کھا گئی' ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں' کوئی چیز باقی نہیں بچی' اللہ ان ہڈیوں کو پھر دوبارہ کیسے زندہ کرے گا؟

یہ تیری میری بات نہیں' یہ خیال انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی آ جاتا تھا' قرآن نے بتایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک ندی کے کنارے جا رہے تھے' دیکھا کہ پانی کی ایک لہر آئی ہے' پانی کی چیزیں مثلاً مچھلیاں اور اس قسم کی دوسری چیزیں ندی کے کنارے باہر گرتی ہیں' کتے بلے آئے اور کھا کر چلے گئے' کچھ جل گئی ہیں۔ کچھ پانی میں بہہ گئی ہیں' اللہ کے پیغمبر ابراہیم علیہ السلام نے وہاں کھڑے ہو کر اللہ پاک سے سوال کر دیا۔ اللہ کے نبیؑ نے رب کے آگے یہ درخواست رکھ دی ''گلی سڑی'' چیزوں کو دیکھ کر پیغمبرؑ کی زبان سے یہ کلمے نکل گئے۔ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی' اللہ مجھے اپنی آنکھوں سے دکھا دے کہ مردے کیسے زندہ ہوتے ہیں؟

اللہ پاک فرماتے ہیں' اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ' اے میرے نبی ابراہیم علیہ السلام ' کیا تیرا ایمان نہیں؟

ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں' یا اللہ میرا ایمان تو ہے' وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ' میں چاہتا ہوں کہ مردے اپنی آنکھوں سے زندہ ہوتے ہوئے دیکھ لوں۔

اللہ کریم فرماتے ہیں' اے میرے پیغمبر ابراہیم علیہ السلام ' اگر تو نے اپنی آنکھوں سے مردے زندہ ہوتے ہوئے دیکھنے ہیں تو فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْکَ. چار پرندے لے لے' ایک کبوتر' مور' مرغ اور ایک اور جانور مختلف قسم کے چار جانور لے کر ان کو ذبح کر دے' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے پیار کیا۔ دانہ کھلایا' جانور ہل

گئے تو پیغمبر نے ان کو چھری پھیر دی' ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ۔ پھر تسلی کے ساتھ ان کی بوٹیاں کر دیں' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی بوٹی بوٹی کر کے ان کا گوشت آٹھ پہاڑوں پر بکھیر دیا' ثُمَّ ادْعُهُنَّ ' اے میرے نبیؑ کبوتر' مور' مرغا اور ایک اور جانور کا سر پکڑ کر ان کو بلا تو وہاں کھڑا ہو جا اور بوٹیاں ان پہاڑوں پر پھینک دے' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مرغ کا سر پکڑ لیا اور فرماتے ہیں اے مرغ آ جا' حضرت ابراہیمؑ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ مرغ کا گوشت اڑ کر آ رہا ہے اللہ چاہے تو یہاں زندہ کر کے دکھا دے' نبیؑ نے بطورِ تجربہ مرغ کا سر ایک طرف رکھ کر کبوتر کا سر آگے کر دیا اور کبوتر کو آواز دی' مرغ کی بوٹیاں واپس چلی گئیں اور کبوتر کی بوٹیاں آپ کی طرف آنی شروع ہو گئیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ان کو اپنی طرف بلا یہ تیری طرف بھاگ کر آئیں گے۔ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اور جان لے کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

آگے سنیں' اللہ فرماتے ہیں۔

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيِيْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (البقرۃ: ۲۵۹)

بنی اسرائیل والے گناہوں پر تل گئے' جرائم کرنے پر کمربستہ ہو گئے' اللہ کی حدود توڑنے پر اتر آئے' یہ دیکھ کر اللہ نے بخت نصر بادشاہ کی شکل میں ایک عذاب بھیجا' اس نے اتنی تباہی کی کہ کئی اسرائیلی مار دیئے' کئی قتل کر دیئے' بعض قیدی بنا لیے اور بعض کو جلا

وطن کر دیا' ان قیدیوں میں ایک ایسا نوجوان ہے جس کو نبوت ملنے والی ہے' اس نے اس کو بابل شہر میں لے جا کر قید کر دیا' یہ بخت نصر بادشاہ ظالم مر گیا تو یہ نوجوان حضرت عزیر علیہ السلام اپنے گدھے پر بیٹھ کر سامان سفر لے کر آپ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ بیت المقدس کی بستی' وہ مسجد اقصیٰ جس کے بانی حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں' وہ مسجد جہاں پر ایک نماز کی تمیں ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے وہ مسجد جہاں بخت نصر بادشاہ نے مٹی ڈال کر تباہ و برباد کر دیا ہے' نبیؑ کا دل چاہا کہ اس مسجد میں پھر جاؤں اور اللہ کے گھر کو جا کر پھر آباد کر دوں' اللہ کے نبی عزیر علیہ السلام منزل بمنزل سفر طے کرتے کرتے اس بستی کے قریب جا کر بیٹھ گئے' دوپہر کا وقت ہے نبیؑ چاہتا ہے کہ درخت کے نیچے بیٹھ کر ذرا ستا لوں' ادھر نبیؑ کو بھوک اور پیاس بھی لگ گئی' اللہ کے نبی عزیر علیہ السلام نے انگور کے گچھے کو نچوڑ کر شربت تیار کر لیا اور انجیر پاس کھانے کے لیے پڑی ہوئی ہے' آپ نے اپنا گدھا ایک طرف باندھ دیا' اس اثناء میں نبیؑ کی نظر ایک بستی پر پڑی' اللہ کے نبیؑ حضرت عزیر بستی کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے اور کہتے ہیں۔ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۔ یہ بستی جو اجڑ گئی ہے' جس میں کوئی آدمی نہیں دیواریں موجود ہیں لیکن چھتیں کوئی نہیں' ان میں رہنے والے کوئی نہیں' بازار اور مکان سنسان پڑے ہوئے ہیں' نبیؑ کو شک تو نہیں تھا لیکن تعجب کے ساتھ پوچھتے ہیں' اس بستی کو اللہ دوبارہ کیسے آباد کر لیں گے۔

اللہ تو جس طرح چاہیں اسی طرح کر سکتے ہیں' اللہ دوبارہ زندہ بھی کر سکتے ہیں اور آباد بھی کر سکتے ہیں۔ ویران بھی کر سکتے ہیں۔

یہ ایک بادشاہ ہے' یہ بادشاہ بڑا ظالم حکمران ہے یہ لوگوں میں اپنے قانون کو رائج کرنا چاہتا ہے یہ لوگوں کو کہتا ہے کہ رب کوئی نہیں' دین کوئی نہیں' لوگوں سے اپنی پوجا اور پرستش کرواتا ہے۔ اپنے آپ کو سجدے کرواتا ہے۔ اس کی بادشاہی میں پانچ' سات نوجوان ایسے اٹھ کھڑے ہوئے کہنے لگے کہ ہمارا یہ حکمران کتنا مردود ہے' رب تو آسمانوں والا ہے اور یہ اپنے آپ کو رب کہلواتا ہے۔ ان نوجوانوں نے دین الٰہی اختیار کیا' نمازیں پڑھتے ہیں اور دین کی تبلیغ شروع کر دی' چند دانا اور عقل مند آدمی ان کے پاس چل کر آئے

کہنے لگے اے نوجوانو تم نے یہ کیا کام شروع کر دیا؟ یہ کیسے نوجوان ہیں' اللہ نے ان کی جوانی قرآن میں ریکارڈ کی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ یہ نوجوان ایسے جن کی ابھرتی ہوئی جوانی ہے' ابھی داڑھی کے بال نکل رہے ہیں' انہوں نے چڑھتی جوانی میں میرے ساتھ کنکشن جوڑ لیے اور میں نے جوانی میں ہی ان کی جیبوں میں ولایت کے ٹکٹ ڈال دیئے' میں نے جوانی میں ہی ان کو اپنا ولی بنا لیا۔

بعض لوگوں کو یہ دھوکا ہے کہ جوانی میں ولی نہیں بنتا' اللہ ذوالجلال کی قسم ہے ولی بنتا ہی جوانی میں ہے۔ یہ کہتے ہیں ولی اس وقت بنتا ہے' جب نہ نماز پڑھی جائے' نہ روزہ رکھا جائے' نہ اس کو پاکی پلیدی کا پتہ ہو...... دھکے کھاتا پھرے' پھر کہتے ہیں اب یہ پہنچا ہوا ہے۔

قرآن کہتا ہے ولایت جوانی میں ملتی ہے' نوجوانو' جوانی ضائع نہ کرو' اللہ کریم پاؤں کو بھی نہیں ہلانے دے گا اور اپنے سامنے کھڑا کر کے پوچھ لے گا' بتا تو نے جوانی کہاں ضائع کی ہے؟

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ وہ جوانی میں میرے ولی بن گئے' وہ لوگ کہتے ہیں تم نے کون سا رب تلاش کیا ہے۔ جس طرح آج یہاں پوچھتے ہیں' جی تمہارا مرشد کون ہے' تم کون سی سرکار کے مرید ہو؟

لوگ ان کو پوچھتے ہیں تم نے کون سا رب تلاش کیا ہے۔ اس وقت انہوں نے جو کہا اللہ نے ان کی بولی ریکارڈ کر کے قرآن بنا دیا۔ یہ کہتے ہیں۔

رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ۝ (کہف: ۱۴)

لوگو! تم ہمیں پوچھتے ہو کہ رب کون ہے' ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ گلے کٹوا لیں گے لیکن اللہ کو نہیں چھوڑیں گے۔

جب ان کی عبادت کا شہرہ ہو گیا۔۔۔ ان کی توحید کی دھوم پڑ گئی...... ان کے ایمان کے چرچے ہو گئے تو اب حکومت ان کی دشمن ہو گئی' پولیس ان کے پیچھے ہے' فوج ان کو گرفتار کرنے میں متحرک ہے۔ ان کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہیں' ان کے

والدین ان کے دشمن ہیں‘ یہ بھی نہیں کہ یہ غریبوں کے بیٹے ہیں‘ بلکہ یہ سب کھاتے پیتے گھرانوں کے چشم و چراغ ہیں‘ یہ اللہ کے ساتوں ولی آپس میں بیٹھ کر مشورہ کرتے ہیں کہ ہم والدین کی جائیدادیں دیکھتے رہے تو ہمارا ایمان نہیں بچے گا‘ ایمان بچالو بے شک کسی پہاڑ کی غار میں ہی بچانا پڑے۔

کہتے ہیں۔ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ پولیس ان کو پکڑنے کے لیے نکلی ہوئی ہے یہ بھاگتے جا رہے ہیں اور رب کو کہتے جا رہے ہیں یا اللہ ہم پر خاص نظرِ کرم فرما دے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ ہتھکڑیاں لے کر ہمارے قریب آ گئے ہیں تو یہ ایک پہاڑ کی غار میں ساتوں ہی داخل ہو گئے‘ جب یہ پہاڑ کی غار میں لیٹے تو میں نے ان کو اپنی رحمت کی گود میں لے کر جس طرح ماں اپنے بچے کے کانوں پر تھپکیاں لگاتی ہے اور ساتھ پیار سے کہتی ہے‘ اے میرے بچے سو جا۔

فَضَرَبْنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ (کہف: ۱۱)

اللہ فرماتے ہیں وہ بھی مجھے اتنے پیارے لگتے تھے کہ میں نے بھی اپنے ولیوں کو رحمت کی گود میں لے کر اپنی قدرت کے ہاتھوں سے تھپکیاں لگانی شروع کر دیں‘ اس طرح سمجھیں کہ اللہ نے لوریاں دینی شروع کر دیں۔ میرے اولیاء سو جاؤ‘ جب ان کو میری رحمت کی جھولی میں نیند آ گئی تو فرمایا اب سوئے رہنا جب تک میں نہ اٹھاؤں نہ اٹھنا‘ یہ غار میں سوئے رہے‘ انہوں نے سوتے ہوئے تین سو نو سال گزار دیئے یہ ظالم بادشاہ مر گیا تو اور حکومت آ گئی۔ وہ چلی گئی اور حکومت آ گئی۔ حکومتیں آتی جاتی رہیں آخر ایک اللہ والا حکمران آ گیا۔ یہ لوگوں کو وعظ کرتا ہے اے لوگو ظلم نہ کرو‘ کسی پر زیادتی نہ کرو‘ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

لوگ اس حکمران کو کہتے ہیں‘ اس کی دلیل پیش کر کہ اللہ مردے زندہ کر سکتا ہے‘ ورنہ فکر کر لے ہم عدمِ اعتماد کروا کر تجھے کرسی سے اتار کر تختۂ دار پر لٹکا دیں گے۔

آمنہ کے لال ﷺ نے فرمایا ہے جب نیک‘ عادل اور منصف حکمران ہو‘ تو عوام

کو دعا مانگنے کی ضرورت نہیں عادل اور منصف حکمران اکیلا رب سے دعا کرے رب کہتا ہے مجھے شرم آتی ہے کہ میں تیرے ہاتھ خالی لوٹا دوں' اللہ نیک حکمران کی دعاء رد نہیں کرتا' پہلے حکمران اس طرح کے ہوتے تھے جو آدھی رات کو اٹھ کر رب سے باتیں کرتے تھے' یہ حکمران بھی ایسا ہے جو آدھی رات کو اٹھ کر رب سے باتیں کر رہا ہے' کہتا ہے یا اللہ کوئی نشانی اور دلیل دکھادے' یہ تیرے بندے نہیں مانتے۔

اللہ پاک ان سوئے ہوئے اولیاء کو کہتا ہے' اٹھو اور جاگو' یہ اولیاء اتنے قیمتی ہیں' اللہ فرماتے ہیں۔ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۔ یہ میرے ولی مجھے اتنے پیارے لگتے تھے کہ اگر سوئے ہوئے ان کی دائیں کروٹ تھک جاتی تو میں خود ان کی کروٹ بدل دیتا تھا' میں ان کو کبھی دائیں کروٹ کرتا تھا اور کبھی بائیں کروٹ کرتا تھا۔

میرے دوستو! یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بے شک ولی کتنے بھی قیمتی کیوں نہ ہوں' اللہ فرماتے ہیں جب وہ سو جائیں تو وہ خود اپنی کروٹ بھی نہیں بدل سکتے' ان کی کروٹ مجھے ہی بدلنی پڑتی ہے' سوئے ہوئے اولیاء کی کروٹ رب بدلے اور جو مٹی کے نیچے پڑے ہوئے ہیں یہ کیسے اولاد دے سکتے ہیں۔ یہ بیڑیاں کیسے غرق کر سکتے ہیں' سیدھا سادھا عقیدہ بنالے۔

اللہ باہجوں کوئی مار دا نئیں — کوئی ڈبیاں بیڑیاں تار دا نئیں
کوئی وگڑے کم سنوار دا نئیں — سب نبیؑ ولی لاچار
نی اک دن مر جائیں گی

جے دیوے تے دیندا اللہ نی — چھڈ غیراں دا توں پلہ نی
بس اوسے تے رکھ تسلانی — تیرا ہو جائے بیڑا پار
نی اک دن مر جائیں گی

میرے دوستو! اللہ کے ولی اٹھ کر بیٹھ گئے' دوپہر کے وقت لیٹے تھے اور شام کے قریب اٹھ پڑے' یا شام کے قریب سوئے تھے اور صبح دوپہر کے وقت اٹھے' قرآن نے ان کی ایک ایک بولی ریکارڈ کر دی' قرآن کہتا ہے۔

قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ. ایک اللہ کا ولی کہنے لگا' ہم یہاں کتنی دیر ٹھہرے ہیں۔ ان اولیاء کو بھی کوئی پتہ نہیں چلا کہ کتنی دیر ٹھہرے ہیں۔

کہنے لگے۔ لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ. یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے' ہم صبح سوئے ہیں اور دوپہر کو اٹھے ہیں۔ ایک دن سوئے ہیں یا آدھا دن سوئے ہیں' دیکھا کہ باہر کچھ اور حالات نظر آئے تو آپس میں کہنے لگے یہ جھگڑا چھوڑو کہ ہم کتنی دیر سوئے ہیں' یہ اللہ ہی کو علم ہے کہ ہم نے کتنی دیر آرام کیا ہے۔ اللہ کے ولی تین سو نو سال سوئے رہے ہیں۔ اس عرصے میں ان کو بھوک اور پیاس بھی نہیں لگی' ناخن اور سر کے بال بھی نہیں بڑھے کپڑے بھی نہیں پھٹنے دیئے' مٹی نے نہیں کھایا' کیڑے مکوڑے قریب نہیں آئے' اب جونہی یہ اللہ کے حکم سے اٹھے ہیں تو کہنے لگے۔

فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ○ (الکہف: ۱۹)

اے فلاں تو چلا جا' فلاں کو بھیجو' اس کی زبان بڑی میٹھی ہے' اس کا طرزِ بیان بڑا اچھا ہے' اگر کوئی اس سے بات کر بھی لے تو اس میں قوتِ برداشت ہے۔

انہوں نے یہ نہیں کہا کہ برتن پکڑ کر چار محلے مانگ کر لے آ' اللہ کے ولیوں کی نشانیاں دیکھ لے' ان کو گھر سے بے گھر ہوئے تین صدیاں گزر چکی ہیں۔

کہتے ہیں' یہ پیسے لے جا' کوئی صاف ستھرا ہوٹل دیکھ کر کسی مواحد آدمی سے پاکیزہ روٹی خرید کر لے آ اور اگر دوکاندار یا کوئی مسافر راستے میں تیرے ساتھ گرم سرد ہو' تو تو نے اونچی آواز سے نہیں بولنا بلکہ نرمی سے پیش آنا' اپنا اخلاق پیش کرنا' کوئی گالی دے تو صبر کرنا۔

یہ باہر نکلتا ہے تو دیکھتا ہے کہ حالات ہی بگڑے ہوئے ہیں' یہاں حالات ہی مختلف ہیں' یہاں فلاں ہوٹل تھا' یہاں تو فلاں دوکان تھی' یہ اپنے آپ کو سمجھتا ہے کہ شاید میں سویا ہوا ہوں' اپنے آپ کو ہلا کر دیکھتا ہے تو کہتا ہے میں جاگتا ہی ہوں' پیسے بھی میرے پاس ہیں' بڑا پریشان ہے' آخر آہستہ آہستہ ایک ہوٹل والے کے پاس چلا گیا اور جا کر کہتا ہے جناب یہ پیسے لے لو اور مجھے کھانا دے دو' دوکاندار نے پیسے دیکھے تو

سکہ تین سو نو سال پرانا ہے۔

آپ ایمان سے بتلائیں، کیا ان کی ولایت میں کوئی شک ہے؟

یہ سنتا ہے کہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیتے ہیں، اللہ کریم کا نام لیتے ہیں، یہ سوچتا ہے کہ پہلے جو اللہ پاک کا نام لیتا تھا اس کو مار دیتے تھے۔ اب لوگ اللہ کا بہت نام لیتے ہیں، یہ بڑا حیران اور پریشان ہے، کہتا ہے پتہ نہیں کیا بات بن گئی ہے، آخر یہ مجبور ہو کر کہتا ہے بھائی یہ روپے رکھ لے اور مجھے روٹی دے دے۔

بعض دوکاندار بڑے چالاک اور ہوشیار ہوتے ہیں اور دیکھنے سے بڑے بھولے بھالے معلوم ہوتے ہیں اور اندر سے گاہک کو چھری پھیرتے ہیں، مولانا نے لکھا۔

تو ویکھ نہ بھلیں داڑھیاں اے اندروں نئیں صفاء
کنیاں دنیا ٹھگن واسطے اتھے متھے لیے گھسا
اے جیہڑے تینوں تجن جاپدے اے وچوں نی بدخواہ
اتھے رحم نئیں وچ نمازیاں نالے حاجی غضب الہ
اتھے خیر نئیں اندر صوفیاں گل تسبیاں مکر ریاء
اتھے انیاں کرن یعقوبؑ نوں ۴۰ سال رووا
اتھے ساڑن چیخا خلیلؑ نوں اودھے گل وچ پا کے پھاہ
اتھے عمل نئیں اندر عالماں نالے زہد نئیں وچ فقراء
ایتھوں جان بچا لے بندیا اجے ویلا ای اڑ جا

حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طالب علم کو بھیجا کہ جا ایک نمبر ''ٹسر'' لے کر آ۔ وہ درویش بھولا بھالا طالب علم ''ٹسر'' لینے کے لیے چلا گیا، اس نے ایک دکان پر ایک بابا دیکھا کہ بڑی بڑی داڑھی، ہاتھ میں تسبیح ہے اور زار و قطار رو رہا ہے اور ساتھ تسبیح بھی کرتا جا رہا ہے، اس لڑکے نے سمجھا کہ بابا بڑا نیک ہے، لڑکا کہتا ہے بابا جی یہ پیسے لے لو اور مجھے ایک نمبر سودا دینا، اس بزرگ نے پیسے رکھ لیے اور دو نمبر سودا دے دیا۔ وہ لڑکا سودا حافظ صاحب کے پاس لے کر گیا تو حافظ صاحب نے دیکھا کہ سودا دو نمبر ہے۔ انہوں

نے سوچا کہ بچہ ہے شائد پیسے کھا گیا ہوگا اور دو نمبر سودا لے آیا ہوگا۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کہتے ہیں' بیٹا یہ ٹسر بھی لے جا اور پیسے اور لے جا اس کو بدل کر لے آ' وہ لڑکا پھر بازار گیا دیکھا کہ وہی بابا پھر رو رہا ہے' رو رو کر اس نے اپنی داڑھی گیلی کی ہوئی ہے اور تسبیح پکڑی ہوئی ہے۔ لڑکا کہتا ہے' بابا اگر تو اس ''ٹسر کے لیے روتا ہے تو رب کا واسطہ ہے نہ رو' یہ بھی رکھ اور پیسے بھی رکھ لے۔ میری جان چھوڑ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلتَّاجِرُ الصَّادِقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ.

سچا اور امانتدار دکاندار قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کھڑا ہوگا۔

بعض گاہک کے ساتھ پیار کرنے والے ہوتے ہیں' بعض میں ہمدردی ہوتی ہے اور بعض گاہک کے کپڑے اتارنے والے ہوتے ہیں' دکھاتے کچھ اور ہیں' دیتے کچھ اور ہیں' یہ پتہ نہیں کہ مال یہاں ہی رہ جائے گا صرف ایمان ساتھ جائے گا۔

میرے بھائی' جب اس نے دیکھا کہ سکہ تین سو سال پرانا ہے تو دکاندار اس اللہ والے کو کہتا ہے' کیا تجھے کوئی خزانہ ملا ہے' مجھے بتا دے ورنہ میں ابھی پولیس کو اطلاع دوں گا۔

ولی کہتا ہے بھائی میں ایک درویش آدمی ہوں تو مجھے سودا دے میں چلا جاؤں' جب بات نہ بنی تو ساتھ کا دکاندار آ گیا۔ کہتا ہے کیا بات ہے' دکاندار کہتا ہے جی اس کو خزانہ ملا ہے' یہ بتاتا نہیں' دو چار ادھر سے آ گئے' دو چار ادھر سے آ گئے وہ بھولا بھالا اللہ کا ولی پریشان ہوگیا' یا اللہ کیا بن گیا ہے جس بات سے میں ڈرتا تھا وہی ہوگیا ہے۔ انہوں نے پولیس کو اطلاع دی' پولیس پکڑ کر لے گئی کہتی ہے تجھے پرانا خزانہ ملا ہے' بتا وہ خزانہ کہاں ہے؟

وہ بولے تو ان کی سمجھ میں نہ آئے' چلتے چلتے کیس بادشاہ کے پاس چلا گیا' اس بادشاہ کے پاس جس نے سجدے میں پڑ کر رب کے آگے رو کر دعا کی تھی کہ اللہ تو چاہے تو مردے دنیا میں زندہ کر کے دکھا دے۔ جب یہ بادشاہ کے پاس گیا تو دیکھا کہ سکے پر تین سو سال پرانی مہر ہے' بادشاہ کہتا ہے کیا بات ہے؟ اللہ کا ولی کہتا ہے' میں ہی نہیں' ہم چھ نوجوان اور ہیں وہ میرے ساتھ وہاں سوئے ہوئے ہیں۔ ان کے خزانے سے ایک تختی

ملی کہ اس طرح سات لڑکے غائب ہو گئے ہیں ان کا کوئی پتہ نہیں' پتہ چل گیا تو اللہ نے تین سو نو سال سے سوئے ہوئے ولی زندہ کر کے دکھا دیئے۔

اللہ چاہے تو دنیا میں زندہ کر سکتا ہے' اس کے آگے کوئی کام مشکل نہیں۔

یہ پیغمبرؑ ہے' اللہ پاک فرماتے ہیں' نبیؑ روٹی سامنے رکھ کر پانی کا پیالہ بھر کر پاس بیٹھ گیا اور بیت المقدس کی بستی کی طرف منہ کر کے کہتا ہے۔ اَنّٰی یُحْیِیْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ اس طرح کی بستیاں جو برباد ہو جائیں یہ پھر کیسے آباد ہوتی ہیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں' اے عزرائیل! جا کر میرے نبیؑ کی جان قبض کر لے' عزرائیل نے عزیر علیہ السلام کی جان قبض کر لی' اب آپ وہاں جنگل میں ہی پڑے ہوئے ہیں' کسی رشتہ دار کو کوئی پتہ نہیں' رشتہ دار تلاش کر کے تھک چکے ہیں' بیٹے اعلان کروا کر تھک چکے ہیں کہ ہمارا باپ عزیر علیہ السلام اللہ کا نبیؑ کہاں گم ہو گیا ہے؟ لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ پتہ نہیں عزیر علیہ السلام کہاں گئے ہیں' لیکن عزیر علیہ السلام اللہ سے تحقیق کر رہے ہیں کہ اللہ بستیاں کیسے آباد ہوتی ہیں؟

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ۔ اس گدھے اور نبیؑ کو ہم نے سو سال تک فوت کر دیا اور نبیؑ کے سوتے ہوئے ہی بستی آباد ہو گئی' لوگ آباد ہو گئے' بازار سج گئے' مسجد اقصیٰ آباد ہو گئی' جب پوری صدی گزر گئی تو اللہ کریم فرماتے ہیں اے میرے فرشتے' اب جا کر پہلے اس کا دل زندہ کر' پھر آنکھوں میں روح پھونک' آنکھوں میں روح پھونکی گئی' اب نبیؑ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ جان داخل ہونا شروع ہو گئی ہے' نبیؑ زندہ ہو گیا' اب اللہ کے نبیؑ اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔

اللہ کریم فرماتے ہیں۔ اے میرے فرشتے جبرائیل' اس سے پوچھ کَمْ لَبِثْتَ۔ اے میرے نبی عزیر علیہ السلام تو یہاں کتنی دیر ٹھہرا ہے؟

جب نبی عزیرؑ سویا ہوا تھا اس وقت دوپہر تھی اب اٹھے ہیں تو سورج غروب ہو رہا ہے۔ حضرت عزیر کہتے ہیں' لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ۔ یا اللہ یہ بھی کوئی پوچھنے والی

بات ہے' میں صبح سویا تھا اور دوپہر کو اٹھ پڑا ہوں' ایک دن یا آدھا دن سویا ہوں۔

میرے بھائی تو بھی اپنا ذہن صاف کر لے' چھپی ہوئی باتوں کا سوائے اللہ کے کسی کو علم نہیں' انبیاء کو تو اپنی نیند کا بھی پتہ نہیں۔

وہ رب کے ولی تین سو نو سال سوئے رہے اور کہتے ہیں صبح سوئے تھے اور یہ رب کا نبیؑ سو سال سویا رہا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں۔ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمْ یَتَسَنَّهْ. (البقرة: ۲۵۹)

اے میرے نبیؑ تجھے پوری صدی گزر گئی ہے' میرا رب ہونے کا کمال دیکھ لے پوری صدی گزر چکی ہے لیکن میں نے نہ تیری روٹی خراب ہونے دی ہے نہ ہی تیرا شربت خراب ہونے دیا ہے۔

انجیر دیکھی تو وہ تازہ انگوروں کا رس نکالا تھا وہ دیکھا تو وہ تازہ' روٹی بھی تازہ' اللہ نے مخلوق پر بھی پردہ ڈال دیا' مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا' روٹی کی طرف کسی جانور کو بھی نہیں آنے دیا۔ پانی خراب نہیں ہونے دیا' اور گدھے کی ہڈیاں رلا دی ہیں۔

فرشتہ کہتا ہے حضرت جی' وہاں آپ کے گدھے کی ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں' ایک ہڈی وہ پڑی ہے ایک ہڈی وہ پڑی ہے' ایک ٹانگ وہ پڑی ہے' سر کی کھوپڑی وہ پڑی ہے' یہ دیکھتے رہنا' عزیر علیہ السلام دیکھتے رہے۔ اللہ فرماتے ہیں۔ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِکَ. اپنے گدھے کی طرف دیکھ یہ کیسے کھڑا ہوتا ہے۔

عزیر علیہ السلام دیکھتے ہیں کہ کوئی ہڈی ادھر سے آ رہی ہے' کوئی ادھر سے آ رہی ہے' وَلِنَجْعَلَکَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ. اے میرے نبیؑ گھبرانا نہیں میں نے تجھے لوگوں کے لیے نشانی بنانا ہے تاکہ لوگوں کے ذہن بن جائیں دھوکہ کرنے والے...... داؤ لگانے والے ...... ظلم زیادتیاں کرنے والے...... گناہ کرنے والے یہ سوچ لیں کہ آج مر جانا ہے تو مٹی نہیں ہو جانا بلکہ اللہ نے دوبارہ کھڑا کر کے حساب لینا ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں' آپ ہڈیوں کی طرف دیکھتے رہیں کہ ہڈیاں کیسے اکٹھی ہوتی

ہیں ثُمَّ نَکْسُوْهَا لَحْمًا۔ اب ہڈیاں اکٹھی ہوگئی ہیں اور دیکھتے دیکھتے ہڈیوں پر گوشت چڑھ گیا ہے اور گدھا بن گیا ہے۔ میں ایک تفسیر میں پڑھ رہا تھا کہ گدھے نے ہینگ لگائی اور منہ آسمان کی طرف کرلیا' گدھا پریشان ہوگیا کہ کہیں قیامت تو قائم نہیں ہوگئی۔

جب عزیر علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مردہ زندہ ہوگیا ہے' بستی بھی آباد ہوگئی ہے

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝

کہتے ہیں یا اللہ اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اب آپ گدھے پر بیٹھ کر بستی کی طرف چلے گئے' پریشان ہوگئے کہ یا اللہ یہ کیا بنا ہوا ہے' آپ ایک بوڑھی سی عورت کو کہتے ہیں' بی بی کیا یہ گھر عزیر نبیؑ کا ہے؟

بی بی کہتی ہے' سو سال بعد عزیرؑ کا نام سنا ہے' عزیرؑ کہاں' وہ تو گم ہوگیا ہے اس کے بیٹے تلاش کر کے تھک چکے ہیں۔

مائی کہتی ہے میں آنکھوں سے نابینا ہوگئی ہوں' پیروں سے اپاہج ہوگئی ہوں' میں اس وقت بیس سال کی تھی جب عزیر نبیؑ گم ہوا تھا' آج میری عمر ایک سو بیس سال ہوگئی ہے۔

اللہ کے نبیؑ کہتے ہیں میں ہی عزیر ہوں' بی بی کہتی ہے' تو جھوٹ بولتا ہے' عزیر علیہ السلام کا تو اب نام بھی سنائی نہیں دیتا' آپ فرماتے ہیں' بی بی میں وہی عزیر ہوں۔

بی بی بڑی عقل مند تھی' کہتی ہے عزیرؑ مستجاب الدعوات تھا' عزیر علیہ السلام جو بھی دعا کرتا تھا وہ قبول ہوتی تھی اگر تو عزیر ہے تو پھر دعا کر کہ میری آنکھیں صحیح ہو جائیں' تیری کرامت کا ابھی پتہ چل جاتا ہے۔ عزیر علیہ السلام نے دعا کی تو آنکھیں بھی صحیح ہوگئیں اور ٹانگیں بھی درست ہوگئیں۔

نبیؑ ۴۰ سال کا اور مائی ۱۲۰ سال کی' مائی نے نبیؑ کا بازو پکڑ لیا اور جہاں بنی اسرائیل کا مجمع لگا ہوا تھا وہاں لے جا کر کہتی ہے' اے لوگو! یہ عزیر علیہ السلام ہے۔

لوگ کہتے ہیں اماں کیا تیرا دماغ صحیح ہے' یہ عزیر علیہ السلام کا بیٹا ہے' اس کی داڑھی سفید ہوگئی ہے اور یہ اس کا پوتا ہے اس کو بھی سفید بال آ رہے ہیں' یہ جو تو پکڑ کر لائی ہے اس کی داڑھی تو کالی ہے' اب نبیؑ کی داڑھی کالی اور پوتوں کی داڑھی سفید۔

بیٹا کہتا ہے میں اپنے باپ کو پہچان لوں گا' ان کے کندھوں کے درمیان ایک مہر لگی ہوئی تھی' وہ اٹھ کر دیکھتا ہے کہ باپ کے کندھوں کے درمیان مہر ہے' کہتا ہے یہ میرے ابا جی ہیں۔خوشی سے گلے ملے کہ ۱۰۰ سال کا بچھڑا ہوا باپ مل گیا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے ایک دلیل رکھ دی کہ عزیرؑ کو تورات یاد تھی کیا تجھے یاد ہے یا نہیں؟ اللہ کے نبیؑ فرماتے ہیں یہیں بیٹھ جاؤ میں ابھی ساری تورات سنا دیتا ہوں' جب یہودیوں نے دیکھا تو انہوں نے فتویٰ لگا دیا کہنے لگے اور کوئی بات نہیں بات یہ ہے کہ عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے۔

دوستو! اللہ نے بتایا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ۱۰۰ سال کے مردے بھی زندہ کر دوں' تین سو سال کے مردے زندہ کر دوں' اگر ہزار برس بھی مردہ پڑا رہے تو میں زندہ کر سکتا ہوں اور تم سب کو کھڑا کر کے حساب لے سکتا ہوں۔

اللہ قبر حشر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ الرَّحِیْمٌ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ○ (التوبۃ:۱۲۸)

دوستو! اللہ مالک کا بے حد شکر ہے کہ جس اللہ نے اس گئے گزرے دور میں ہم کو اپنے گھر میں آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے' اللہ اپنی بارگاہ میں منظور فرمائے اوران شاء اللہ منظور فرمائے گا' اس لیے کہ اللہ کے دین کے لیے قرآن کے لیے اور مدینے والی سرکار کے فرمان کے لیے اگر کچھ وقت لگ جائے تو یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ علامہ منذری رحمۃ اللہ نے الترغیب میں لکھا ہے کہ امام کائنات جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ آیا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جلالی طبیعت کے آدمی تھے' کہتے ہیں۔

لَا تُصَلِّ عَلَیْہِ اِنَّہٗ رَجُلٌ فَاجِرٌ اَوْفَاسِقٌ○ (مشکوۃ)

سوہنیا اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو' کیونکہ یہ بندہ گناہ گار ہے۔

میں اس نبیؐ سے صدقے جاؤں' ہماری نظریں لوگوں کی کمزوریوں کی طرف' لیکن میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر لوگوں کی نیکیوں کی طرف ہوا کرتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس کی کوئی نیکی کسی کو یاد ہے؟

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگا۔

اِنَّہٗ حَرَتَ لَیْلَۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ○

سوہنیا اس کی ایک رات اللہ کے دین کے لیے لگی ہوئی ہے' اس نے اسلامی فوج کا پہرہ دیا تھا اور دشمن کا تیر اسلامی لشکر کی طرف نہیں آنے دیا تھا' آمنہ کے لالؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتار کر مٹی ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' اے مرنے والے' یہ جتنے لوگ جمع ہوئے ہیں' انہوں نے سمجھا ہے' اِنَّکَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ. کہ تو جہنمی

ہے' اللہ نے تجھے معاف نہیں کرنا' لیکن میں رب کا سچا نبی اللہ کی طرف سے بول رہا ہوں کہ اللہ کریم نے تیری وہ رات لیکھے لگا کر تیری پوری زندگی کے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

دوستو! اللہ نے اپنے مصطفیٰ ﷺ کو کل ۶۳ سالہ زندگی عطا فرمائی' ۶۳ سالوں میں اللہ نے ۲۳ سال نبوت کے عطا فرمائے' ایک جنگلی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور اللہ کے نبیؐ کو کہتا ہے' سوہنیا آپ کس وقت سے نبیؐ ہیں' صحابہ رضی اللہ عنہم نے روکنے کی کوشش کی کہ اے جنگلی تو یہ کیسے سوال کر رہا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اس کو پوچھ لینے دو' یہ دیہاتی گنوار کہتا ہے' آپ کس وقت سے نبیؐ ہیں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے گنوار جنگلی سن! اللہ نے ابھی آدمؑ کی مٹی گوئی ہوئی تھی' مجھے اس وقت سے ہی خاتم الانبیاء لکھ دیا تھا' مولانا صمصام رحمہ اللہ مرحوم نے فرمایا ہے۔

ک' کُن دیاں منزلاں اجے پہلیاں ایں سی' جدوں میرے محمدؐ دی لوئی ہوئی سی
لکھ دتا ختم رسالتاں دا تے مٹی آدمؑ دی اجے گوئی ہوئی سی
آیا سارے جہان دا چن بن کے' جیدی وچ بائبل پیش گوئی ہوئی سی
صمصام زمین نوں بھاگ لگے' جیڑی مدتاں دی اگے موئی ہوئی سی

جس کے ساتھ پیار ہو' اس کی چاہت ہوتی ہے' کسی کو اپنے باپ کی چاہت' کسی کو اپنے دادا کی چاہت' کسی کو اپنے امام کی چاہت' کسی کو اپنے پیر کی چاہت' اور جس کا پیار کملی والے کے ساتھ ہے۔ اس کو کملی والے کی چاہت' قیامت کے دن کوئی کسی کا دامن پکڑ کر کھڑا ہوگا' کوئی کسی کا دامن پکڑ کر کھڑا ہوگا اور جس کو میرے مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ پیار ہے وہ آمنہ کے لالؐ کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہوگا' اسی لیے مولانا فرماتے ہیں۔

کسے ہورنوں ہور دی چاہ ہوسی' سانوں چاہ اس بدر منیر دی اے
جیدے ناں دیاں قسماں رب کھاوے' جیدی انگلی چن نوں چیر دی اے
کھارے کھوہ جیدا لب کرے مٹھے' تے دھم جگ وچ جیدی تاثیر دی اے
صبح و شام صمصام غلام ہوویں' شرم اوس تائیں دامن گیر دی اے

میرے مصطفیٰ ﷺ نے ۲۳ سالوں میں کتنی محنت کی' دن رات ایک کیا' کبھی آپ نے سکھ کی نیند لے کر نہیں دیکھی' آپ کی خواہش تھی کہ اللہ جتنے میرے امتی ہیں یہ سب جنت کے بادشاہ بن جائیں۔

آپ ﷺ نے ایک ایک آدمی کو قرآن سنایا' اجتماعات میں جا کر قرآن سنایا' گھروں میں جا کر قرآن سنایا میلے اور منڈیوں میں جا کر قرآن سنایا' آپ نے اتنی محنت کی کہ آپ کی محنت کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک میرے مصطفیٰ ﷺ کی مصطفائی ہے۔

جہاں موذن یہ کہتا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ○ وہاں اس کو ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْ لُ اللّٰهِ

جہاں مکبر یہ کہتا ہے۔اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ○ وہاں اس کو ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے' اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْ لَ اللّٰهِ○ جہاں نمازی یہ پڑھتا ہے۔التحیات للہ والصلوت والطیبات' وہاں اس کو ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.

غرض یہ کہ میرے دوستو!

وہ اذان' اذان نہیں جس میں میرے مصطفیٰ ﷺ کا نام نہیں
وہ تکبیر' تکبیر نہیں جس میں میرے آقاؐ کا نام نہیں
وہ نماز' نماز نہیں جس میں سوہنے نبیؐ پر درود نہیں
جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک میرے مصطفیٰؐ کی مصطفائی ہے۔

جب آپ کی نرینہ اولاد فوت ہوگئی تو ابوجہل اینڈ کمپنی کہنے لگی' بس اب صرف اتنے دن تک بات ہے' جب تک محمد ﷺ زندہ ہے۔ جب نبیؐ چلا گیا' اس وقت کوئی بھی آپ کا نام نہیں لے گا۔ میرے نبی ﷺ بڑے پریشان ہوئے تو اللہ پاک فرماتے ہیں۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ○ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ ○ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ○

یہ بے ایمان کہتا ہے' آپ کا کوئی نام نہیں لے گا' اللہ فرماتے ہیں۔ اے میرے محبوب پریشان نہ ہوں جب تک میری خدائی ہے۔ اس وقت تک آپ کی مصطفائی ہے۔ آپؐ کا نام تو قیامت تک موجود رہے گا لیکن اس ابوجہل بے ایمان کا نام کوئی نہیں لے گا۔ اب کوئی بھی اپنے بیٹے کا نام ابوجہل نہیں رکھتا' حالانکہ وہ چوہدری تھا' لیکن کافر' مشرک' عیسائی' کھتری' کوئی بھی ابوجہل کا نام رکھنے کو تیار نہیں' یہ میرے مصطفیٰ ﷺ کی شان ہے کہ جدھر دیکھو وہاں میرے مصطفیٰ ﷺ کی دھوم پڑی ہوئی ہے' مولانا نے لکھا ہے۔

چار چوفیرے پیاں سوہنے دیاں دھماں نی
خلق مٹھاسوں شہد کر دتا تماں نی
اللہ جے لیاوے موقعہ میں قدم جا چماں نی
ہو جائے صمصام اتے فضل غفار دا
نام محمدؐ والا کالجے ٹھار دا
اندر ورفعنا کیتا وعدہ رحمٰن نے
نام تیرے دا کلمہ پڑھنا جہان نے
نبیاں توں وکھری ای شان پائی سلطان نے
اج گھر گھر پہنچیا ویکھو' نام سرکار دا
نام محمدؐ والا کالجے ٹھار دا

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب مدینے کی گلیوں میں چلتے تھے تو اپنی جوتی اتار لیا کرتے تھے' لوگ پوچھتے سرکار آپ جوتی کیوں اتارتے ہیں؟

آپ فرماتے ہیں ان گلیوں میں میرے مصطفیٰ ﷺ چلتے تھے' میں جوتے پہن کر چلوں تو مجھے شرم آتی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

اوہ جیہڑی مسجد میرے پیغمبرؐ دی
اودی ریس کی طاقت عنبر دی
جتھے اک نماز دیاں ملن کئی
اوتھے عمراں لنگھان نوں جی کردا

اللہ مدت ہوگئی اے آسکدیاں نوں
ہن جوگی سانگ بنان نوں جی کردا
تیرے گھر دے دوالے پھر پھر کے
اللہ پھیریاں پان نوں جی کردا

۹ ہجری ہے‘ اللہ کے پاک پیغمبر علیہ السلام مدینہ طیبہ میں ہیں‘ یہاں ایک لمبی داڑھی والا بوڑھا بابا مرنے لگا ہے یہ اوپر سے اور ہے اور اندر سے بے ایمان اور ہے‘ اوپر سے اس کو نبیؐ سے اتنا پیار ہے کہ جب حضرت منبر پر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ منبر کے پاس کھڑا ہو کر کہتا‘ لوگو مجھے اللہ کی قسم ہے یہ رب کا سچا نبیؐ ہے اور باہر جا کر کہتا ہے۔

لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝ (المنافقون: ۸)

ہم عزت والے ہیں‘ نبیؐ اور نبیؐ کے صحابہؓ معاذ اللہ ذلیل ہیں۔

رب کی مرضی دیکھو‘ بیٹا صحابی ہے اور باپ منافق ہے‘ عجیب بات ہے کہیں باپ نبیؐ ہے اور بیٹا کافر ہے کہیں بیٹا نبیؐ ہے اور باپ کافر ہے‘ کہیں میاں اللہ کا نبیؐ ہے اور بیوی کافرہ ہے‘ کہیں بیوی اللہ والی ہے اور میاں کافر ہے۔

نوح علیہ السلام نبی ہے اور بیوی کافرہ ہے‘ اللہ پاک فرماتے ہیں میرے نبی نوحؑ تیری کشتی میں بندر‘ کتے‘ خنزیر وغیرہ تو بیٹھ سکتے ہیں لیکن تیری بیوی مشرکہ ہے اس لیے تیری کشتی میں نہیں بیٹھ سکتی‘ پیغمبر کی بیوی ہے لیکن کشتی میں بیٹھنے کی اجازت نہیں اور دوسری طرف فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں اور پیروں میں میخیں لگی ہوئی ہیں‘ جلاد مار رہے ہیں اور آسیہ مار کھاتے ہوئے آسمان کی طرف منہ کر کے کہتی ہے۔

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝ (التحریم: ۱۸)

اللہ اب میرا دنیا میں دل نہیں لگتا‘ میں چاہتی ہوں کہ جو عرش کے نیچے جنت ہے وہاں میرا گھر بن جائے‘ آسیہ اللہ سے دعائیں مانگ رہی ہے‘ اب جب آسمان کی طرف

دیکھتی ہے تو اس کے لبوں پر ہنسی آ جاتی ہے۔

فرعون کہتا ہے آسیہؓ مار کھا کر پاگل ہو گئی ہے۔

سیدہ آسیہؓ فرماتی ہیں' فرعون میں پاگل نہیں ہوئی۔

فرعون کہتا ہے' پھر ہنسی کیسی ہے؟

بی بی آسیہؓ فرماتی ہیں فرعون تو اس بات کو نہیں سمجھا' مجھے ہنسی اس لیے آ رہی ہے' میں جب آسمان کی طرف دیکھتی ہوں تو اللہ کریم ساتوں آسمان چیر کر مجھے جنت میں میرا گھر دکھا دیتے ہیں۔ یہ فرعون کی بیوی ہے اور جنت کا گھر دنیا میں دیکھ رہی ہے اور پیغمبرؑ کی بیوی جہنم میں دھکے کھا رہی ہے اور یہاں بیٹا صحابی اور باپ منافق ہے' مرتے وقت اپنے بیٹے کو کہتا ہے' بیٹا اب میں مرنے لگا ہوں میرا آخری وقت ہے' تو اپنے نبیؐ کو کہنا کہ آپ میری نمازِ جنازہ پڑھائیں' بیٹا صحابی تھا' اس لیے اس کو اپنے باپ کی کرتوتوں کا علم تھا۔

بیٹا کہتا ہے' اے ابا جی! آپ کس منہ سے کہتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول کو کہوں کہ تیری نماز جنازہ پڑھائیں۔ وہ کون سا تیرے پاس ہتھیار تھا' جو تو نے میرے نبیؐ کے خلاف استعمال نہیں کیا تھا۔

ایک جنگ میں ایک کمبل گم ہو گیا تو یہ لوگوں کو کہہ رہا ہے کہ وہ کمبل گم تو نہیں ہوا' وہ کمبل ذرا خوبصورت تھا' وہ معاذ اللہ نبیؐ نے خود ہی چھپا لیا ہے۔

میرے بھائی! اتنی دشمنی تو ابوجہل نے بھی نہیں کی' جتنی دشمنی اس بے ایمان نے کی ہے' ابوجہل بار بار دشمنی کرتا تھا اور اس بے ایمان نے میرے پاک محمد ﷺ کی بیوی پر تہمت لگائی۔

کہتا ہے بیٹا' یہ بات بالکل صحیح ہے کہ مجھ جیسا پاپی اب ماں کوئی نہیں جن سکتی اور یہ بات بھی بالکل درست ہے کہ اگر مجھ جیسا پاپی کوئی نہیں تو تیرے نبیؐ جیسا رحیم اور کریم بھی کوئی نہیں۔

اب یہ بوڑھا بے ایمان مر گیا' بیٹا صبح صبح اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہوا' کہتا ہے سوہنیا میرا ابا مر گیا ہے' حضرت آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابی عبداللہ رضی اللہ عنہ' اگر میرے نمازِ جنازہ پڑھانے سے اللہ تیرے بابا کو معاف کر دے تو میں ۷۰ بار پڑھانے کو تیار ہوں' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دیکھ رہے تھے' آپ میرے نبیؐ کا بازو پکڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں سوہنیا آپ اس منافق بے ایمان کا جنازہ نہ پڑھائیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں میرے عمرؓ ابھی تک اللہ نے مجھے روکا نہیں' جب تک وہ روکے گا نہیں' میں جنازہ ضرور پڑھوں گا' مجھ سے میرا عبداللہؓ صحابی دیکھا نہیں جاتا' میرے نبیؐ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جھٹکا دے کر اپنا بازو چھڑا لیتے ہیں۔ اب حضرت اس بے ایمان کی میت کے پاس جاتے ہیں اور اس کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالتے ہیں اور اپنے گلے کا کرتہ اتار کر اس بے ایمان کے گلے میں ڈال دیتے ہیں' میرے نبیؐ اس کا جنازہ پڑھانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ آواز آتی ہے سوہنیا اگر آپ ۷۰ بار بھی جنازہ پڑھائیں تو میں اس منافق کو معاف نہیں کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں اے میرے صحابی عبداللہؓ' اللہ نے اس لعاب کو بڑے شرف بخشے ہیں' میرے مصطفیٰ ﷺ کے تھوک مبارک میں بڑی برکتیں ہیں' میرے نبیؐ کا تھوک اتنا قیمتی ہے کہ:

اگر کھارے کنویں میں پڑ جائے تو اللہ کڑوے کنویں میٹھے کر دیتے ہیں۔

اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر سانپ ڈسے' حضرت اپنا تھوک مبارک لگائیں تو سانپ کے زہر کا اثر زائل ہو جائے۔

اگر علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھیں تو میرے مصطفیٰ ﷺ لعاب مبارک ڈالیں تو علیؓ کی آنکھیں صحیح ہو جائیں اگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی چھوٹی سی ہنڈیا' میں پڑے تو ۱۴۰۰ کا لشکر کھانا کھا جائے۔

جنگِ خندق کے موقع پر ایک صحابی اللہ کے رسولؐ کے پاس آتا ہے اور آ کر میرے نبیؐ کو کہتا ہے' سوہنیا آج مجھے اتنی بھوک لگی ہے' مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میری انتڑیاں دوہری نہ ہو جائیں۔ یہ دیکھئے۔ میں نے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابی' اگر تیرے پیٹ پر ایک پتھر ہے تو

تیرے پیر کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں' پھر بھی محسوس نہیں ہو رہا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو تڑپ گئے' گھر جا کر بیوی کو کہتے ہیں' اے میری گھر والی' آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی بھوک لگی ہوئی ہے' بیوی کہتی ہے پھر ہم کو کیا کرنا چاہیے؟ خاوند کہتا ہے ہم کو کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے' بیوی عرض کرتی ہے وہ چھوٹا سا بکرا کھڑا ہے آپ اس کو ذبح کر دیں' اور یہ سوا سیر جو میں پیس لیتی ہوں' اماں جی نے چکی چلائی اور جابر رضی اللہ عنہ نے بکرا ذبح کر لیا۔

بیوی کہتی ہے اب آپ حضرت کے کان میں جا کر کہہ دینا' سوہنیا آپ خود تشریف لے آئیں اور ایک دو صحابی ساتھ لے آئیں اور کھانا کھا لیں' حضرت جابر رضی اللہ عنہ میرے نبیؐ کے کان میں جا کر کہتے ہیں' سوہنیا آپ ایک دو صحابہ کے ہمراہ آ کر کھانا کھا لیں۔

میرے نبیؐ ایسے نہیں تھے کہ مریدوں کو چھوڑ کر اکیلے ہی چل پڑتے' آپ اونچی جگہ پر چڑھ کر اعلان فرما دیتے ہیں' اے خندق والو' سب تیار ہو جاؤ' جابر نے کھانے کا انتظام کیا ہوا ہے۔ جب حضرت جابر نے یہ بات سنی تو چہرے کا رنگ اڑ گیا کہ کھانا تو دو چار آدمیوں کا ہے۔ اور یہ ۱۴۰۰ ہیں جن کو کئی دنوں کا فاقہ ہے۔

جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ گھر گئے تو بیوی اللہ والی کہتی ہے۔ اے جابر رضی اللہ عنہ' لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آئیں تو رنگ چڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور تیرا پہلا بھی اتر گیا ہے' کیا بات ہے' کیا ہوا ہے؟

یارو! میرا نبیؐ سیرت کا بھی سوہنا تھا اور صورت کا بھی سوہنا تھا۔ جس کی سیرت بھی لاریب اور جس کی صورت بھی لاریب۔

کیسی صورت! کسی کہنے والے نے کہا ہے۔

قد کاٹھ سوہنا بنتر بناوٹ
ختم ہوگئی میرے سوہنے تے سجاوٹ
کسے ماں نے اج تک سوہنائیں جنیاں
جیویں اپنی مرضی مطابق ہے بنیاں

مصور نے بس انتہا کر سٹی
بڑی ریج دے نال تصویر کٹی
حسیناں جمیلاں دا منہ موڑ دتا
محمدؐ بنا کے قلم توڑ دتا

آپؐ کی سیرت بھی لاجواب' آپ کی صورت بھی لاجواب۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ سب آ رہے ہیں' بیوی بڑی سمجھدار اور دانا تھی وہ کہتی ہے تو نے کس طرح کہا تھا؟

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا تھا سوہنیا آپ ایک دو صحابہ کے ساتھ آ جائیں۔

بیوی کہتی ہے پھر گھبرانے کی کیا بات ہے' کھانا جانے اور کھانے والا جانے' ہم نے تو بتا دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے جابر رضی اللہ عنہ! جب تک میں نہ آؤں' ہنڈیا' چولہے سے نہ اتارنا اور آٹے کی روٹیاں تیار نہ کرنا۔

میرے جابر رضی اللہ عنہ کتنے خوش قسمت ہیں لوگ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے ہیں اور میرے نبیؐ جابر رضی اللہ عنہ کے گھر جا رہے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر اپنا لعاب مبارک ہنڈیا میں ملا دیا۔

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ۱۴۰۰ لشکر والے کھا گئے' نہ روٹیاں ختم ہوئیں اور نہ ہی بوٹیاں ختم ہوئیں۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میرے نبیؐ کے تھوک مبارک کی اتنی برکت تھی کہ اگر لاکھ آدمی بھی ہوتے تو روٹیاں پھر بھی ختم نہ ہوتیں۔

میرا نبیؐ اتنا اعلیٰ نبیؐ ہے' چلتے چلتے ام معبد کے گھر چکر لگ گیا' آپ کو سخت بھوک اور پیاس لگی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے بی بی' ہم کو کچھ کھلا پلا' ماں کہتی ہے آج گھر میں کچھ بھی نہیں ہے' اللہ کے نبیؐ نے حویلی میں نظر دوڑائی تو دیکھا کہ ایک کمزور سی بکری کھڑی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' اے بی بی وہ بکری کھڑی ہے اس کا دودھ ہی دوھ کر پلا دے' ماں کہتی ہے اس کو بڑی دیر ہوگئی ہے اس نے تو کبھی دودھ دیا ہی نہیں۔

میرے نبیؐ فرماتے ہیں اماں' اگر یہ دودھ نہیں دیتی' اجازت تو دے دے' دودھ

میں نکال لیتا ہوں۔

آکھیں تے چوہ لئے سرکار فرماوندی
صدقے میں جاواں چوہ لو مائی سناوندی
سوہنے دی ذات ہتھ تھناں نوں لاوندی
بکری نہر وانگوں دودھ الیر دی
جھوک وسیندی ڈھٹی جگاں دے پیر دی

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے' میرے نبیؐ نے جب نبوت والے ہاتھ بکری کے تھنوں کو لگائے' اللہ ذوالجلال کی قسم ہے ۱۸ سال کے لیے میرے محمد ﷺ نے دودھ کا ڈپو کھول دیا۔

ابو معبد گھر آتا ہے' کہتا ہے مال تو میرے پاس ہے تجھے دودھ کہاں سے ملا ہے' گھر سے خوشبو کیسی آ رہی ہے' کون آیا تھا۔

امِ معبد کہتی ہے' دو جوان آئے تھے انہوں نے خشک بیمار بکری سے دودھ نکالا ہے اور خوشبو بھی وہیں سے آ رہی ہے۔

ابو معبد کہتا ہے' اے امِ معبد کیا تو نے ان سے پوچھا تھا کہ وہ کون تھے اور کہاں سے آئے تھے اور کہاں جا رہے تھے۔

بیوی کہتی ہے اے ابو معبد' تو کیا پوچھتا ہے وہ اتنے خوبصورت تھے کہ میں ان کے چہرے ہی دیکھتی رہ گئی نام پوچھنا تو یاد ہی نہیں رہا' اب ابو معبد کہتا ہے۔

ہندا اے معلوم مرد کامل کوئی آیا اے
رونق تے برکت ساڈا ڈیرہ سوایا اے
مائی نے دل دا سارا حال سنایا اے
جاتا سواری لنگ گئی جگاں دے پیر دی
جھوک وسیندی ڈھٹی جگاں دے پیر دی
بیوی نوں کہندا اوتے نبیؐ غفاری سی

جس دی خاطر میں ایتھے عمر گزاری سی
روک لینی سی توں ایتھے سوہنی سواری سی
کردا زیارت اس بدر منیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

آپؐ کے ہاتھ بھی بڑے قیمتی تھے' آپ کا لب بھی بڑا قیمتی تھا' میرے مصطفیٰ ﷺ تو مجسمہ رحمت بن کر آئے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابی عبداللہ رضی اللہ عنہ اللہ نے اس تھوک کو بڑے اعزاز بخشے ہیں اور اس کرتے کو میرا پسینہ لگا ہوا ہے۔

ایک صحابی کے پاس ایک رومال تھا جب وہ میلا ہو جاتا تو رومال کو پکڑ کر تنور میں پھینک دیتا' رومال کی میل کچیل جل جاتی لیکن رومال کا ایک دھاگا بھی نہ جلتا' لوگ پوچھتے کہ بھائی تیرے رومال کی کیا کرامت ہے؟

وہ کہتا ہے کہ یہ میرے رومال کی کرامت نہیں ہے' اس سے کائنات کے آخری پیغمبرؐ نے ایک دن اپنا پسینہ صاف کیا تھا' اب جب بھی میلا ہوتا ہے تو اس کو دھونے کی ضرورت پیش نہیں آتی' میں آگ میں پھینک دیتا ہوں' میل جل جاتی ہے اور رومال صاف ہو جاتا ہے۔

میرے مصطفیٰ ﷺ نے کتنی محنت کی' اس کے منہ میں لعاب مبارک بھی ڈالا' اس کے گلے میں اپنا کرتہ بھی پہنایا' اللہ کریم نے جبرائیلؑ کو بھیجا' جبرائیلؑ دوڑ کر جا' میں نے اس بے ایمان کو معاف نہیں کرنا۔ میرے نبیؐ کا تھوک بھی اس کے منہ سے کھینچ لے' اس کے کفن سے کرتہ بھی کھینچ لے اور جا کر میرے نبیؐ کو کہہ دے یہ آپ ﷺ کا بے ادب اور گستاخ ہے' اگر آپ ﷺ اس کا ۷۰ بار بھی جنازہ پڑھائیں تو میں پھر بھی معاف نہیں کروں گا' لیکن میرے نبیؐ کی رحیمی اور کریمی ابھی بھی ختم نہیں ہوئی' آپ فرماتے ہیں۔ اللہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے ۷۲ دفعہ جنازہ پڑھنے سے تو نے معاف کر دینا ہے تو میں ۷۲ دفعہ ہی پڑھا دیتا۔

عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ الرَّحِیْمُ○

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں اعلان کر دیا کہ وہ جہاں ملے اس کو مار دو' صحابہ رات کو پہرہ دے رہے ہیں' اتفاقاً وہی آدمی قابو آ گیا' صحابہ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ وہی ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مار دینا ہے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پکڑ کر اس غیر مذہب آدمی کو مسجد نبوی کے پاک ستون کے ساتھ باندھ دیا' یہ بھی نہ سوچا کہ یہ پلید ہے اور مسجد پاک ہے۔

پہلے لوگ اس بات کا بڑا خیال رکھتے تھے کہ ہماری مسجد میں کوئی وہابی نہ آ جائے' اور ان کی مسجد میں بریلوی نہ چلا جائے' پہلے لوگ بڑی نفرت کرتے تھے' ایک مسجد میں ایک بابا چلا گیا' وہ وہابی تھا۔ گاؤں والوں نے اعلان کر دیا کہ مسجد میں ایک وہابی باندھا ہوا ہے' اگر کسی نے دیکھنا ہے تو دیکھ لو۔ لوگ دیکھنے کے لیے گئے' ایک بوڑھی اماں بھی دیکھنے کے لیے گئی' کبھی اوپر دیکھے' کبھی نیچے دیکھے' اور دیکھ دیکھ کر کہتی ہے' بیٹا اللہ کی قسم ہے' تو تو مجھے بندہ لگتا ہے اور انہوں نے اعلان کیا ہے کہ وہابی باندھا ہوا ہے' اس نے سمجھا کہ شاید وہابی جانور ہوتے ہیں' اب تو ماشاء اللہ اللہ کا بڑا احسان ہے۔

نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پاک مسجد کے پاک ستون کے ساتھ مشرک کو لا کر باندھ دیا' صبح رسول اللہ ﷺ کو بتایا' اے اللہ کے رسول! ہم ایک شکار لائے ہیں' میرے مصطفیٰ ﷺ نے دیکھا تو آپ فرماتے ہیں اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں' حضرت ہم کو کوئی پتہ نہیں۔

فرمایا' یہ وہ آدمی ہے جس کے بارے میں نے یہ آڈر جاری کیا تھا کہ یہ جہاں ملے اس کو مار دینا' لیکن اب نہیں مارنا' وہ وقت گزر گیا ہے۔

فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں' اب کوئی آدمی اس کی روٹی نہ لائے' کوئی آدمی اس کے لیے دودھ نہ لائے۔

صحابہ عرض کرتے ہیں' اللہ کے رسول ﷺ' کیا اب اس کو بھوکا رکھ کر مارنا ہے؟

فرمایا' نہیں اب اس کی روٹی آئے گی تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ کی پکی ہوئی

آئے گی اس کے لیے دودھ آئے گا تو میرے نبیؐ کی ڈاچی کا آئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کی روٹی بھی میں اپنے گھر سے لاؤں گا اس کے لیے دودھ بھی میں اپنی ڈاچی کا دودھ کر لاؤں گا میرے نبیؐ اس کے لیے سات روٹیاں تیار کروا کر لائے اور ساتھ دودھ کا ایک جگ بھی لائے یہ مشرک تھا اس نے تو ''بسم اللہ'' نہیں پڑھنی تھی۔

نبیؐ پاک نے فرمایا ہے جس کھانے پینے پر ''بسم اللہ'' نہ پڑھی جائے اس کے ساتھ شیطان بھی کھاتا ہے۔ بندہ سیر ہوتا ہی نہیں۔

اس کے سامنے سات روٹیاں پڑی ہوئی ہیں اور ایک دودھ کا جگ پڑا ہوا ہے اس نے ''بسم اللہ'' بھی نہیں پڑھی یہ سات روٹیاں بھی کھا گیا اور دودھ کا جگ بھی پی گیا شام کو میرے نبیؐ پھر سات روٹیاں پکوا کر لائے اور ساتھ دودھ کا جگ بھی لائے یہ چودہ روٹیاں کھا گیا یہ ابھی بندھا ہوا ہے اگر آزاد ہوتا تو اٹھائیس روٹیاں کھاتا میرے نبیؐ اس کے پاس جا کر بیٹھتے ہیں آپ فرماتے ہیں اے ثمامہ اوپر دیکھ تو سہی میں اللہ کا سچا نبیؐ ہوں۔

یہ کہتا ہے اگر آپؐ نے مجھے مارنا ہے تو جلدی مارو اور اگر آپؐ نے رہا کرنا ہے تو رہا کر دو اگر آپؐ مجھے ماریں گے تو میرے وارث بدلہ لے لیں گے اس کی بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کو لٹا کر اس کی طبیعت صحیح کر دو مولانا فرماتے ہیں۔

جاں تیجا دن ہویا سرور بیندے آ کول نے
کیویں ثمامہ تیرے کوڑے جئے بول نے
اوتاں تے ویکھ کیوں بیٹھا انپول اوئے
اے شہر مدینہ جتھے رحمت غفار دی
جھوک حبیب والی سینے نوں ٹھار دی
کہندا ثمامہ جیڑا شہر مدینہ ایں
سناں جاں نام میرا سڑھ جاندا سینہ ایں
نام تیرے تھیں مینوں ڈاڈھا ای کینہ ایں

اے دوویں لگن مکروہ اندر سنسار دی

جھوک حبیب والی سینے نوں ٹھار دی۔

کہتا ہے نہ مجھے مدینہ اچھا لگتا ہے اور نہ ہی تو مجھے اچھا لگتا ہے۔

اللہ کے نبیؐ کی سیرت دیکھ لے' کیسی ہے' آپ کا اخلاق اور پیار دیکھ لے کیسا ہے' بابا جی فرماتے ہیں۔

ضد اوہدی تے ترس آیا سرکاراں نوں

کھول دیو رسیاں حکم دے دتا یاراں نوں

گھر نوں جاوے ملے اے دوستاں یاراں نوں

مارن سرداراں نئیں جے عادت سردار دی

جھوک حبیبؐ والی سینے نوں ٹھار دی

آپ ﷺ فرماتے ہیں اس کی رسیاں کھول کر اس کو رہا کر دو' میرے نبیؐ نے تین دن اس کو اپنے ماحول میں رکھ کر اس کو رنگ دیا۔ یہ رہا ہو کر مدینے سے جا رہا ہے' مسجد نبوی کے سامنے کھجوروں کا ایک باغ تھا' اب وہاں جا کر سوچتا ہے۔

اوتھے کھلو کے دل وچ سوچاں دوڑاوندا

دشمن تے اج نئیں کوئی رحم کماوندا

میں کردا رھیا سختی پر اوہ نرمی فرماوندا

اے خلق گواہی دیندا احمدؐ سچیار دی

جھوک حبیب والی سینے نوں ٹھار دی

یہ وہاں غسل کرتا ہے' کپڑے دھو کر پہنتا ہے اور پھر سیدھا مسجد نبوی میں آ گیا' صحابہ رضی اللہ عنہم نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو بتایا' سوہنیا آپ نے جس کو رہا کیا تھا وہ پھر آ گیا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے ثمامہ! تو اب کس طرح آیا ہے؟

ثمامہ رضی اللہ عنہ عرض کرتا ہے سوہنیا آپؐ نے مجھے جانے کے قابل ہی کب رہنے دیا

ہے‘ اب مجھے کلمہ پڑھادو‘ آپ میرے مرشد اور ہادی اور میں آپ کا مرید بن گیا ہوں۔ اللہ کے نبیؐ نے کلمہ پڑھادیا یہ مسلمان بن گیا۔ کہتا ہے سوہنیا پہلے میں مکے جارہا تھا‘ آپؐ کے ساتھی مجھے پکڑ کر لے آئے‘ آپ بتائیں اب میں جاؤں یا نہ جاؤں؟

دیکھیے چند لمحے پہلے یہ اپنی مرضی کرتا تھا‘ جب آدمی کلمہ پڑھ لے تو پھر اپنی مرضی نہیں پھر کلمے والے کی مرضی چلتی ہے‘ کلمہ پڑھ کر پھر بھی اگر اپنی مرضی کرے‘ آپ ایمان سے بتلائیں‘ کیا کلمے کا کوئی فائدہ ہے؟ ایک بی بی کہتی ہے یارسول اللہ ﷺ! میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں‘ آپ نے فرمایا‘ ہوجا! یہ کلمہ پڑھنے لگی کہتی ہے دو منٹ مہلت دینا‘ میری ہمسائی نے ہمارے ایک مردے پر بڑے ’’بین‘‘ ڈالے تھے میں اس کا بدلہ چکا آؤں‘ یہ بی بی دوڑی دوڑی گئی اور اس کو جا کر کہتی ہے‘ بہن بات سن! میں مسلمان ہونے لگی ہوں‘ اگر تو نے بھی بین ڈلوانے ہیں تو اب کسی پر ڈلوالے‘ وہ کہتی ہے ہمارا تو مرا ہی کوئی نہیں میں کیوں بین ڈالواؤں۔

میرے بھائی‘ کلمے سے پہلے اپنی مرضی اور کلمے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مرضی‘ اللہ فرماتے ہیں کلمہ پڑھ کر دنیا میں چند دن میرے محبوب کی مرضی تو کرلے‘ جب تو میرے پاس جنت میں آئے گا تو پھر کروڑوں سال تیری مرضی میں کروں گا۔

یہ کہتا ہے سوہنیا میں مکے جانے لگا تھا‘ وہاں جاؤں یا‘ نہ جاؤں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں کوئی حرج نہیں‘ تو جاسکتا ہے‘ یہ چوہدری مکے پہنچ جاتا ہے‘ مکے کے چوہدری استقبال کے لیے نکلتے ہیں‘ کہتے ہیں اے ثمامہ رضی اللہ عنہ‘ سنا ہے کہ تو بے دین ہوگیا ہے‘ صابی اور بے مذہب ہوگیا ہے۔ تو نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے‘ تو نے ڈرتے ہوئے کلمہ پڑھ لیا ہے‘ تو اب رہا ہوگیا ہے‘ اب کلمہ چھوڑ دے۔

ثمامہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے مکے والو! تم کو بھول ہے میں پہلے آزاد ہوا ہوں‘ پھر غلام بنا ہوں‘ پہلے آزادی لی ہے پھر کلمہ پڑھا ہے۔

ثمامہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے مکے والو! سن لو اب وہ چیز تمہارے پاس آئے گی جس پر میرے مصطفیٰ ﷺ کی اجازت کی مہر ہوگی‘ یہ اپنے دیس میں چلا گیا اور سرحدوں پر اعلان کردیا کہ

مکے والے میرے محبوبؐ کے دشمن ہیں اب کوئی چیز بھی مکے نہیں جائے گی‘ مکے میں قحط سالی پڑ گئی‘ لوگ ہڈیاں پیس پیس کر کھاتے ہیں۔ کہتے ہیں چلو نجدی بادشاہ کی منت سماجت کر لیتے ہیں‘ مکے والے ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور جا کر کہتے ہیں اے نجد کے بادشاہ ہمارے بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں‘ ہمارے بوڑھے مر رہے ہیں یہ نجدی بادشاہ کہتا ہے۔

ہن نبیؐ دیاں جتیاں وچوں کنک ہتھ آوے گی
بھیجاں گا تائیوں ایں جے کر سرکار فرماوے گی
قوم کفار دانہ‘ اک نہ پاوے گی
چلے گی مرضی ایتھے احمدؐ سردار دی
جھوک حبیبؐ والی سینے نوں ٹھار دی

کہتا ہے اگر آپ نے غلہ لینا ہے تو پہلے مدینے سے اجازت لو‘ یہ کہنے لگے چلو‘ جا کر نبیؐ کے قدم پکڑ لیں‘ سب تیار ہو گئے‘ ایک بوڑھا کہنے لگا‘ اب نبیؐ کے پاس جاؤ گے تو کون سا منہ لے کر جاؤ گے‘ کہنے لگے بابا جی‘ پھر کیا کریں ہمارے بچے مر رہے ہیں‘ بابا کہنے لگا ایک چٹھی لکھ دو‘ اگر چٹھی پر غلہ مل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ ہمارا ناک تو رہ جائے گا‘ انہوں نے چٹھی لکھ دی‘ چٹھی میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئی چٹھی کا مضمون یہ ہے۔

پہنچیا قاصد حضرت چٹھی پڑھاوندے
ہاشمی مکی رو رو عرضاں سناوندے
مکے وچ قحط پیا لوکی کر لاوندے
کر لئی کنک بند مرضی نجدی سردار دی
جھوک حبیبؐ والی سینے نوں ٹھار دی

کہتے ہیں۔

دادکے پکھے تیرے دیندے دوہائیاں نے
سخت تکلیفاں بالاں بڈھریاں نے پایاں نے
چاچیاں تے پھپھیاں تیریاں بہناں تے تائیاں نے
رودن آواز پکھ دل دل کے مار دی

جھوک حبیبؐ والی سینے نوں ٹھار دی

روؤ رو کے چٹھی سنی رہبر جہان دے
مکی کفاراں اتے ترس فرماؤندے
فوراً ثمامہؓ ولے خط لکھاؤندے
آئی اے چٹھی طرفوں مدنی دربار دی
جھوک حبیبؐ والی سینے نوں ٹھار دی

بعد سلام سنی دوستاں میریاں
میں سنیاں ایں اناج مکے جاون تھیں گھیریا
سن دیاں چٹھی ذرا لائیں تو نہ دیرآ
بھیج دے غلہ طرف مکے تیار دی
جھوک حبیبؐ والی سینے نوں ٹھار دی

اے حرم دے مجاور پاس کعبے دے ڈیرے نے
اے بھاویں نے کافر ہے پرواد کے میرے نے
اے حرم دے گوانڈی کیوں پکھ نے گیرے نے
ایڈا نئیں اوں غصہ عادت نیک ابرار دی
جھوک حبیبؐ والی سینے نوں ٹھار دی

پہنچی جد چٹھی شاہ خوشی وچ آؤندا
چم چم چٹھی تائیں اکھیاں تے لاؤندا
اخلاق نبیؐ دا ویکھ کے عاشق ہو جاؤندا
تن نبیؐ دا جیڑا رحمت ستار دی
جھوک حبیبؐ والی سینے نوں ٹھار دی

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ الرَّحِیْمُ ٥ (التوبة:١٢٨)

اللہ اپنے محبوبؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اُسوۂ حسنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا. (الاحزاب: ۲۱)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہ کی ذات کے لیے اور بے شمار ان گنت درود وسلام سید الکونین، رسول الثقلین، امام القبلتین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر۔ سورۃ الاحزاب کی ایک آیت کریمہ میں نے اس وقت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اللہ مالک سے دعاء ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت اللہ سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو، بزرگو! اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے دنیا جہان والو! میرا محمد ﷺ تمہارے لیے ایک نمونہ اور طریقہ بن کر آیا ہے، گویا معلوم ہوا کہ اللہ کے پاک رسول ﷺ کا بچپن بھی بے داغ ہے اور جوانی بھی بے داغ ہے، آپ چار یا چھ مہینے کے تھے۔ آپ اپنی والدہ کے شکم میں ہیں کہ باپ اس دنیا سے چلا گیا۔ آپ کی عمر پانچ، چھ برس کی ہے کہ ماں بھی ساتھ چھوڑ گئی، اب سردار عبدالمطلب آپؐ کی پرورش کرتے ہیں، کعبۃ اللہ کے سائے کے نیچے آپ کے لیے ایک گدا بچھا دیا جاتا تھا۔ آپ کے دس بیٹوں میں سے کسی بیٹے کو یہ جرات نہیں ہوتی تھی کہ سردار عبدالمطلب کے اس بچھے ہوئے گدے پر آ کر بیٹھ جائے۔ میرے نبیؐ کی عمر سات آٹھ سال کی ہے، آپ اپنے دادا کے گدے پر جا کر بیٹھ جاتے ہیں، آپ کے چچا اور تایا وغیرہ روکنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن سردار عبدالمطلب فرماتے ہیں، اے میرے بیٹو! میرے اس بیٹے محمد (ﷺ) کو کچھ نہ کہو۔ مجھے اس طرح محسوس ہوتا ہے کہ اللہ اس کو بڑی شان عطا کرنے والا ہے۔

ایک دفعہ بچپن میں آپؐ کی آنکھیں دکھنے لگیں، مکے میں ایک حکیم تھا۔ جو چھ مہینے لوگوں کا علاج معالجہ کرتا تھا اور چھ مہینے اپنے اس کمرے میں اللہ اللہ کرتا تھا۔ آمنہ کے لال علیہ السلام کی آنکھیں ان دنوں میں دکھیں، جن دنوں وہ اپنے حجرے میں بند رہتا تھا اور کسی آدمی سے بات نہیں کرتا تھا، سردار عبدالمطلب میرے مصطفیٰ ﷺ کو اپنی انگلی سے لگا کر اس حکیم کے پاس لے جاتے ہیں اور جا کر حکیم کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں، ایسا کرنے سے حکیم کا مکان لرز جاتا ہے، یہ مکان سے جھانک کر نیچے دیکھتا ہے اور کہتا ہے سردار جی آپ کیسے آئے ہیں؟

سردار عبدالمطلب فرماتے ہیں، میرے اس پوتے کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ میں آپ سے دوائی لینے کے لیے آیا ہوں، حکیم بڑے غور سے دیکھ کر کہتا ہے، سردار جی، آپ کیسے انسان ہیں۔

آپ تو حکیم اور طبیب کو مریض کے دروازے پر لے آئے ہیں۔ آپ ایسا کریں کہ اسی بچے کا لعاب مبارک لے کر آپ اس کی آنکھوں میں ڈال دیں، اللہ کریم شفاء عطا فرمادے گا۔

سردار عبدالمطلب نے آپ کا لعاب لے کر آپ کی ہی آنکھوں میں ڈال دیا تو اللہ نے میرے مصطفیٰ ﷺ کی آنکھیں درست فرمادیں۔

آپؐ پر وہ دن بھی آئے کہ باپ کا سایہ بھی اٹھ چکا ہے۔ ماں بھی ساتھ چھوڑ گئی ہے۔ اتنی دیر میں میرے مصطفیٰ ﷺ کی عمر آٹھ سال کی ہو جاتی ہے۔ اب دادا نے بھی اللہ کے ہاں جانے کی تیاری کر لی۔ اللہ نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو ایک نمونہ بنانا تھا تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ تربیت ماں نے کی ہوئی ہے کہیں کوئی یہ نہ کہے کہ یہ باپ نے تربیت کی ہے۔ یہ دادا نے تربیت کی ہے۔ اللہ چاہتے ہیں کہ کسی کی تربیت کا اثر نہ ہو۔ بلکہ میں اپنے مصطفیٰ ﷺ کی تربیت خود کروں گا۔

اللہ فرماتے ہیں۔

وَالضُّحٰی ۝ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۝ وَلَلْاٰخِرَۃُ

خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ○ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ○ اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ○ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی ○

اے میرے محبوب رسول (ﷺ)! آپ یتیم تھے، میں نے آپ کی پرورش کی۔ آپ غریب تھے تو میں نے آپ کو مالا مال کیا۔ آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، میں دنیا کے کسی بھی موڑ پر آپ کو نیچا نہیں ہونے دوں گا۔

آج دادا بھی دنیا سے جانے کے لیے تیار ہے، آپ کے سامنے آپ کے بیٹے بیٹھے ہوئے ہیں، سردار عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ اے میرے بیٹو! آج اگر سردار عبداللہ زندہ ہوتا تو مجھے یہ بات کہنے کی ضرورت نہ پڑتی، کہ میرے اس یتیم پوتے محمدؐ کی پرورش کون کرے گا۔ سردار عباسؓ کھڑے ہوئے اور کہتے ہیں، اباجی، محمدؐ کی خدمت کرنے کا موقع مجھے فراہم کرو، اباجی میں حاضر ہوں۔

میرے بھائی! باپ اولاد کی نفسیات سمجھتا ہے، جس طرح استاد اپنے شاگردوں کو اچھی طرح، جانتا ہے، اسی طرح والدین بھی اپنی اولاد کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

سردار عبدالمطلب کہنے لگے، عباسؓ تیرا اہل وعیال پہلے ہی بڑا ہے۔ مجھ سے اور کوئی بات کرے، حضرت حمزہؓ کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ سردار حمزہؓ جس سے میرے مصطفیٰ ﷺ کی کئی طرح سے رشتہ داری تھی، ایک نسبی رشتہ تھا، حضرت کا حقیقی چچا تھا اور دوسرا دودھ کا رشتہ تھا جس لونڈی کا دودھ میرے مصطفیٰ ﷺ نے پیا تھا، سردار حمزہؓ نے بھی اسی کا دودھ پیا تھا۔ سردار حمزہؓ کہتے ہیں، اباجی یہ خدمت کا موقع مجھے دو، باپ بڑا سمجھدار تھا، کہتا ہے۔ حمزہؓ تو شکاری آدمی ہے، شکاری آدمی کا کیا ہوتا ہے۔ کئی کئی دن وہ گھر سے باہر شکار کے پیچھے ہی گزار دیتا ہے، اگر میرے پوتے کو تیری ضرورت پڑ جائے تو تجھے کہاں سے تلاش کرے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شکاری آدمی ہو، وہ بے خبر اور غافل ہوتا ہے، ویسے تو شکار حلال اور جائز ہے، کسی بھی حلال جانور کا شکار کر کے کھا سکتا ہے، لیکن شکار کا معاملہ ہی ایسا ہے۔ شکاریوں سے پوچھ لیں کہ وہ بعض دفعہ گھر بھی بھول جاتے ہیں۔

سردار عبدالمطلب کہتے ہیں اور کوئی بندہ بات کرے اب سردار ابو طالب کھڑے

ہوتے ہیں اور کہتے ہیں' اے ابا جی' سوہنے محمدؐ کی خدمت کرنے کی سعادت مجھے نصیب ہونی چاہیے۔ میں آپ کی خدمت کروں گا۔

سردار عبدالمطلب کہتے ہیں' ابوطالب تم ہی اس لائق ہو' لیکن یہ بات تب بنے گی اگر میرا محمدؐ تجھے پسند کرے گا۔

اللہ کے پاک پیغمبرؐ آرام سے اٹھ کر ابوطالب کی گود میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں' اب دادا بھی دنیا سے رخصت ہوگیا۔ والدین بھی چھوڑ گئے۔ اللہ کے پاک پیغمبرؐ کے دادا کا جنازہ جا رہا ہے اور میرے مصطفیٰ ﷺ بھی پیچھے پیچھے جا رہے ہیں۔

سردار ابوطالب اپنی اولاد سے بھی زیادہ میرے محمد ﷺ سے پیار کرتا ہے' ایک دن اپنی بیوی اور حضرت علیؓ کی والدہ صاحبہ کو کہتا ہے' اے فاطمہ تو نے میرے اس یتیم محمد ﷺ کا اچھی طرح خیال رکھنا ہے۔ بی بی کہتی ہے' ابوطالب' میں صبح اٹھ کر دوسرے بچوں کا منہ صاف کرتی ہوں' لیکن جب میں' آمنہ کے لال کی طرف دیکھتی ہوں تو میرے محمد ﷺ کا منہ پہلے ہی صاف کیا ہوتا ہے۔

اب میرے محمد ﷺ کی عمر ۹ سال کی ہو جاتی ہے' مکے میں قحط سالی پڑ جاتی ہے بارش بند ہو جاتی ہے۔ آسمان بارش برسانا بند کر دیتا ہے' لوگ سردار ابوطالب کے پاس آتے ہیں کہ تیرا بچہ محمدؐ بڑا خوبصورت ہے' چلو اس کو لے کر اللہ سے مینہ مانگ لیں۔

سردار ابوطالب آپؐ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں اور آپؐ کو بیت اللہ کے پاس لے جاتے ہیں' آپ نے بیت اللہ کی دیوار کو پکڑ لیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے بارش کی دعا کر دی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا' لیکن میرے مصطفیٰ ﷺ نے اپنے ننھے منے اور معصوم ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے تو اللہ نے اپنی رحمت کی اتنی بارش نازل کی کہ جدھر کوئی نظر اٹھاتا ہے ادھر بارش ہی نظر آتی تھی۔

میرے بھائی! جب میرے مصطفیٰ ﷺ کی عمر ۱۲ برس کی ہوئی تو سردار ابوطالب شام کی طرف تجارت کی غرض سے جاتے ہیں تو میرے مصطفیٰ ﷺ ننھا سا مکھڑا لے کر ابوطالب کو کہتے ہیں' چچا جان' آپ شام کی طرف جا رہے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں

بھی آپ کے ساتھ جاؤں' سردار ابوطالب آپ کو ساتھ لے جاتے ہیں' منزل بمنزل سفر طے کرتے جا رہے ہیں' آپ چلتے چلتے ''شام'' کے قریب پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بحیرہ راہب اپنے معبد خانے میں بیٹھا مکے والوں کو دیکھتا ہے کہ جن میں ایک بچہ ہے' جس کو آسمان کے بادل' درخت اور پہاڑوں کے پتھر جھک جھک کر سلام کر رہے ہیں۔

ابوطالب کہتے ہیں کہ ہم بارہا اس راستے سے گزرے لیکن وہ بحیرہ راہب یہودی مذہب سے تعلق رکھنے والے نے ہم کو کبھی سلام تک نہیں کہا تھا' اس نے کبھی ہماری خیریت دریافت نہیں کی تھی' لیکن جونہی ہم نے ایک درخت کے نیچے اپنا قافلہ بٹھایا تو اس نے اپنا ایک ایلچی بھیجا کہ اس قافلے والوں کو جا کر کہہ دے کہ تمام قافلے والے آج میرے ہاں دعوت پر آئیں اور مجھ سے کھانا کھا کر جائیں' قافلے والے بڑے حیران ہوئے' انہوں نے اس طرح کیا کہ میرے مصطفیٰ ﷺ کو سامان کے پاس بٹھا دیا اور باقی سب چلے گئے۔ یہ بحیرہ راہب کھانا کھلانے سے پہلے ان سب کو دیکھ کر کہتا ہے کہ کیا کوئی آدمی پیچھے تو نہیں رہ گیا؟

یہ قافلے والے کہنے لگے کہ ایک بارہ سال کا بچہ ہے ہم اس کو پیچھے چھوڑ کر آئے ہیں۔

یہ بحیرہ راہب کہتا ہے اے قافلے والو' تمہاری مثال تو پھر اسی طرح ہے کہ دولہا گھر چھوڑ آئے ہو اور خالی برات میرے دروازے پر لے آئے ہو' جس کے لیے میں نے سب کچھ کیا ہے تم اسے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ جاؤ اسے بھی لے کر آؤ' یہ میرے مصطفیٰ ﷺ اور آمنہ کے درِ یتیم کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے اس بچے کے والدین زندہ نہیں ہو سکتے' اس کا باپ کون ہے؟

سردار ابوطالب کہتے ہیں' میں اس کا باپ ہوں۔

یہ راہب کہتا ہے' میں نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس بچے کا باپ زندہ نہیں ہو سکتا' یہ بچہ جو آپ لے کر آئے ہیں' یہ اس امت کا آخری نبیؐ ہونے والا ہے۔

یہ راہب میرے مصطفیٰ ﷺ کو کہتا ہے' میں تجھے لات اور عزیٰ کی قسم دے کر

پوچھنا چاہتا ہوں میں جو سوال کروں' آپ اُس کا صحیح صحیح جواب دیں۔

آمنہ کے لال علیہ السلام فرماتے ہیں' اے راہب بات سن لے' جتنی مجھے لات اور عزیٰ سے نفرت ہے جہان میں اتنی مجھے اور کسی چیز سے نفرت نہیں' تو ویسے ہی بات کر' میں بالکل صحیح جواب دوں گا۔

یہ مصطفیٰ علیہ السلام سے پوچھتا ہے اور آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے جا رہے ہیں' یہ کہتا ہے سوہنیا میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کا جسم دیکھ لوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں تجھے اپنا تمام جسم تو نہیں دکھانا چاہتا اگر تو کچھ دیکھنا ہے تو دیکھ لے' یہ راہب میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ ہٹا کر دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھ کر ابو طالب کو کہتا ہے۔ اس کو شام نہ لے کر جانا یہودی اس کے دشمن ہو جائیں گے۔

کچھ ماہ و سال گزرنے کے بعد میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال کے لگ بھگ ہو جاتی ہے' آمنہ کے لال ایک نوجوانوں کی کمیٹی اور تنظیم بناتے ہیں کیونکہ میرے نبیؐ جدھر دیکھتے تھے ظلم ہی ظلم تھا۔ ہر طرف برائی ہی برائی تھی' غریبوں کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ جس کا جو جی چاہتا تھا کر لیتا تھا۔ کوئی تاجر منڈی میں مال بیچنے آیا تو کوئی اس کے پیسے ہضم کر گیا' کسی کا سامان چھین لیا کسی کے اونٹ چھین لیے' حالت یہاں تک بگڑ چکی تھی کہ ایک تاجر منڈی میں اونٹ بیچنے کے لیے آیا۔ ابو جہل نے بولی لگا کر اکیلے نے ہی اونٹ خرید لیے اور تاجر کو کہنے لگا' کل آنا' تجھے تیرے پیسے مل جائیں گے' یہ تاجر روزانہ آ کر چوہدری کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور کہتا ہے چوہدری جی میرے پیسے ادا کر دو۔ چوہدری کہتا ہے' کل آنا' تاجر جب بھی آتا ہے' ابو جہل کہتا ہے کل آنا' تاجر بے چارہ بڑا پریشان ہوا مکے کے چوہدریوں کی ایک اور مجلس بیٹھی ہوئی تھی' یہ تاجر ان کو جا کر کہتا ہے' اے مکے والو' تمہارا چوہدری ابو جہل میرے پیسے دبا گیا ہے' مجھے میرے پیسے دلوا دیں۔

یہ مکے کے چوہدری کہتے ہیں' ہم تو سب اس سے ڈرتے ہیں' ادھر میرے محمد ﷺ بیت اللہ میں بیٹھ کہ اللہ کی عبادت کر رہے تھے' انہوں نے مذاق سے کہا کہ اگر کوئی تجھے ابوجہل سے پیسے لے کر دے سکتا ہے تو وہ محمد ﷺ ہی لے کر دے سکتا ہے۔

یہ سیدھا میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاس گیا آپ اللہ کی عبادت میں مشغول تھے' یہ آپ کو جا کر کہتا ہے سوہنیا' وہ جو مجلس بیٹھی ہوئی ہے ان سب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے' یہ کہتے ہیں کہ اگر تجھے ابوجہل سے پیسے لے کر دے سکتا ہے تو محمد ﷺ ہی لے کر دے سکتا ہے۔ آپ نے انکار نہیں کیا' یہ نہیں فرمایا کہ میری اور اس کی بول چال نہیں' میرا اور اس کا لین دین نہیں' پوری زمین پر وہی تو میرا مخالف ہے' میرے مصطفیٰ ﷺ میں انسانی' ہمدردی اتنی ہے' آپ فرماتے ہیں کہ اے کائنات والو! اگر کوئی کسی مسلمان کا کام کرتا ہے اگر اس کے ذریعے اس کا کام ہو جاتا ہے تو اللہ کریم اسے ۱۰ سال کے اعتکاف کا اجر عطا فرما دیتے ہیں۔

میرے پیغمبر ﷺ اس کے ساتھ چلتے جا رہے ہیں' حضرت کو اس مسافر تاجر' اجنبی آدمی سے کوئی لالچ نہیں' صرف انسانی' ہمدردی ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے مسافر! اگر میرے جانے سے تجھے تیرے پیسے مل جائیں تو میں کئی بار جانے کو تیار ہوں۔ اس لیے آپ بھی مسلمانوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کیا کریں۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے مومن کی بڑی قدر و قیمت ہے۔

ایک دن میرے تیرے پیر و مرشد کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر کھڑے ہیں' حضرت کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ آپ بیت اللہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ اے بیت اللہ! تیری بڑی شان ہے' اللہ نے تجھے بڑی شان اور عظمت عطا فرمائی ہے' تیرا بڑا مقام ہے' اگر تجھے ایک دفعہ دیکھیں تو زندگی کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' لیکن یہ بات سن لے کہ تیری حرمت اور عزت سے اللہ نے ایک مومن کی عزت زیادہ بنائی ہے۔

نبی کریم ﷺ اس آدمی کے ساتھ اس بھوکے چوہدری کے گھر جا کر دروازہ

کھٹکھٹاتے ہیں۔ ابوجہل باہر نکلا تو آپؐ فرماتے ہیں' اے ابوجہل کیا تو نے اس غریب کے پیسے دینے ہیں؟

ابوجہل کہتا ہے ہاں میں نے اس کے پیسے دینے ہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' اگر تو نے اس کے پیسے دینے ہیں تو پھر تو اس کے پیسے کیوں نہیں دیتا؟ کہتا ہے حضرت' آپؐ ایک منٹ کھڑے ہوں میں ابھی لا کر دیتا ہوں۔

میرے نبیؐ کا رعب اور وقار ہی اتنا تھا کہ ابوجہل پر میرے نبیؐ کا رعب پڑ گیا' ابوجہل اندر چلا گیا اس نے تمام پیسے لا کر میرے مصطفیٰ ﷺ کے سامنے اس اجنبی مسافر کی مٹھی میں دے دیئے' یہ تاجر خوش ہوا اور دعائیں دیتا ہوا واپس جا رہا ہے۔ ان چوہدریوں نے پوچھا' کیا تجھے پیسے مل گئے ہیں؟ یہ کہتا ہے مل گئے ہیں' تم نے جس محمد ﷺ کی طرف بھیجا تھا' اسی نے لے کر دیئے ہیں۔

یہ ہے انسانی ہمدردی۔

آپ ﷺ نے نوجوانوں کی ایک تنظیم بنائی' آپ فرماتے ہیں ہم مکے میں کسی پر ظلم اور زیادتی نہیں ہونے دیں گے' ہم مکے میں امن قائم کریں گے۔ ہم مکے کو امن و سکون کا گہوارہ بنائیں گے۔ ایک دفعہ مکے میں قحط سالی پڑ گئی ابوطالب کا مال ختم ہو گیا' یہ میرے محمد ﷺ کو کہتا ہے۔ محمد ﷺ قحط سالی پڑ گئی ہے' مال ختم ہو گیا ہے۔ مکے میں ایک عورت خدیجۃ الکبریٰؓ جو بڑی پاک دامن بی بی ہے۔ اس کے حیاء کی بڑی دھوم ہے' یہ بڑی مالدار بی بی ہے' ابوطالب میرے نبی ﷺ کو کہتا ہے کہ میرا دل چاہتا ہے سوہنیا وہ لوگوں کو پیسے دے کر تجارت کراتی ہے۔ آپؐ بھی چلے جائیں۔

آمنہ کے لال ﷺ فرماتے ہیں اے میرے چچا جی' میں جانے کے لیے تیار ہوں لیکن میری طرف سے کوئی اور آدمی بات کرے' ابوطالب بات کرتے ہیں تو سیدہ خدیجہؓ کہتی ہیں اگر محمد ﷺ تجارت کرنے کے لیے جائیں تو جہاں میں لوگوں کو ایک اونٹ دیتی ہوں وہاں محمد ﷺ کو دو اونٹ دوں گی۔

میسرہ نامی غلام بیان کرتا ہے کہ جب ہم مکے کی سرزمین سے باہر نکلے' ہمارا شام کا ارادہ تھا۔ سفر طے کرتے کرتے ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں ایک پادری اپنی کٹیا میں بیٹھا ہوا تھا' ہم نے ایک درخت کے نیچے جا کر ڈیرہ لگا دیا' یہ پادری فوراً اپنی جھونپڑی سے باہر نکلا اس نے ایک کتاب پکڑی ہوئی ہے' یہ کبھی کتاب کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی میرے محمد ﷺ کی طرف دیکھتا ہے' بار بار دیکھ کر کہتا ہے اے میسرہ' یہ آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ' رحمۃ للعالمین بن کر آیا ہے۔

آپ ﷺ بازار میں گئے تو بڑی جلدی سودا فروخت کر کے آ گئے اور منافع بھی دگنا کمایا' کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی کسی کو داؤ نہیں لگایا تھا' اللہ کریم نے اپنے مصطفیٰ ﷺ کو نمونہ اور اسوہ بنانا تھا' حضرت کی سیرت کو بے داغ بنانا تھا۔

آپ ﷺ اپنے ساتھی کو فرمانے لگے کہ اگر اونٹوں کا سودا ہو جائے تو بتا دینا' کیونکہ یہ اونٹوں میں سے ایسا اونٹ ہے جس کا دو میل چلنے کے بعد پٹھہ کمزور پڑ جاتا ہے' حضرت واپس آئے تو آپ کے آنے سے پہلے سودا ہو چکا تھا' آپ فرماتے ہیں' کیا سودا ہو چکا ہے؟

ہاں! اللہ کے رسول ﷺ' سودا ہو چکا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' جس اونٹ میں نقص تھا' کیا تو نے وہ نقص بتایا ہے یا نہیں؟

یہ کہتا ہے سوہنیا' مجھے وہ نقص بتانا تو یاد ہی نہیں رہا' میں نہیں بتا سکا۔

اللہ کے پاک پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں پھر یہ تو ان سے دھوکا ہو گیا ہے' وہ کیا کہیں گے' آپ ﷺ گھوڑا لے کر کئی گھنٹے تک ان کے پیچھے سفر کرتے رہے۔ سفر کرتے کرتے ان قافلے والوں کو ملتے ہیں' آپ ﷺ فرماتے ہیں اے قافلے والو! تم نے یہ اونٹ کہاں سے لیے ہیں؟

وہ کہتے ہیں ہم یہ اونٹ غلہ منڈی سے لائے ہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' ان اونٹوں میں ایک اونٹ نقص والا ہے' اسے واپس کردو یا قیمت دوبارہ کرلو' یہ کہتے ہیں سوہنیا! جیسے آپ کی مرضی ہے۔

جہانوں کے پیر آدھی قیمت واپس کردیتے ہیں' یہ اپنے ملک چلے گئے' اور میرے نبیؐ واپس مکہ آ گئے۔ چند سالوں کے بعد میرے مصطفیٰ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا' انہوں نے وہاں سنا کہ وہ آدمی جس نے ہمیں اونٹ کی آدھی قیمت واپس کی تھی' وہ کہتا ہے' میں رب کا سچا نبیؐ ہوں' انہوں نے وہاں بیٹھے ہی کلمہ پڑھ لیا اور میرے محمد ﷺ کے دیوانے بن گئے۔

لوگ کہتے ہیں' بھائی! اس مدعی نبوت کا کردار تو دیکھو' اس کی گفتار دیکھو' اس کا چال چلن دیکھو' اس کی زندگی کا حال دیکھو۔

یہ کہتے ہیں زندگی میں ایک دفعہ دیکھا ہے اب دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں' جو اللہ کی مخلوق سے دھوکہ نہیں کرتا وہ اللہ سے دھوکہ کیسے کرسکتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (الاحزاب: ۲۱)

لوگو! میرے نبیؐ کی سیرت بھی بے داغ۔۔۔ میرے نبیؐ کی صورت بھی بے داغ۔

حضرت کی سیرت جیسا آج تک کوئی بندہ دنیا پر نہیں آیا اور میرے مصطفیٰ ﷺ کی صورت جیسا بھی کوئی نہیں آیا۔

اگر آپ دنیا آخرت کی کامیابی چاہتے ہیں تو میرے محمد ﷺ جیسی صورت اور سیرت بنا لو' اگر تم نبیؐ جیسی سیرت وصورت بناؤ گے تو تمہیں بڑا سکون حاصل ہوگا' کسی کہنے والے نے کہا ہے!

دل نبیؐ دے نظارے کولوں رج دا ای نئیں
سوہنا ایہو جیہا جگ وچ لبھدا ای نہیں

سوہنے نبیؐ دی زبان' ساڈے واسطے قرآن
سانوں ہور کوئی بیان چنگا لگ دا ای نئیں

کہیے آپ خدا' جبرائیل تو جا!

جا کے سوہنے نوں لیا' فلک سجدا ای نئیں

سوہنا ایہو جیا ہور کوئی لبھ دا ای نہیں

میسرہ بڑا دانا تھا' یہ ایک اونٹنی کو مہار لگا کر کہتا ہے' حضرت اونٹنی بھگاؤ اور خدیجہؓ کو جا کر بتاؤ کہ اللہ نے بڑا نفع عطا فرمایا ہے' خدیجہؓ اپنے مکان کے بالا خانے پر بیٹھی ہوئی ہے اور میرے محمد ﷺ ڈاچی پر آ رہے ہیں' خدیجہؓ کیا دیکھتی ہے کہ آپؐ پر بادلوں نے چھاؤں کی ہوئی ہے۔ پہاڑ' پتھر اور درخت جھک جھک کر میرے محمد ﷺ کو سلام کر رہے ہیں' میرے نبی ﷺ نے آ کر تمام بات سنا دی' خدیجہؓ پہلے ہی تلاش کر رہی تھی' اس نے اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل سے آپ کی باتیں سنی ہوئی تھیں کہ آخری نبیؐ کا وقت بالکل قریب آ گیا ہے۔ خدیجہؓ کی یہ خواہش تھی کہ اللہ مجھے آخری نبی کی بیوی بنا دے۔

کوئی بی بی کہتی ہے کہ میرا خاوند ڈی' سی لگا ہوا ہو۔

کوئی بی بی کہتی ہے میرا خاوند کمشنر ہو۔

کوئی سوچتی ہے میرا خاوند وزیر اعلیٰ ہو۔

کوئی سوچتی ہے میرا خاوند ایم' این' اے ہو۔

کوئی کہتی ہے میرا خاوند ایم' پی' اے ہو۔

سیدہ خدیجہؓ کہتی ہے' اللہ میرا خاوند آخری نبیؐ ہو۔ دعا مانگتے مانگتے پھر وہ وقت بھی آیا۔ کہ سیدہ خدیجہؓ سوئی ہوئی ہیں' رات کو خواب آیا' صبح اٹھ کر ورقہ بن نوفل کے پاس چلی گئیں اور جا کر کہتی ہیں اے ورقہ رات مجھے ایک خواب آیا ہے۔ ایسا محسوس ہوا کہ آسمان کا چاند میری جھولی میں اتر آیا ہے۔

حضرت ورقہ کہتے ہیں اے خدیجہؓ اگر تیری خواب سچی ہے تو تو آخری نبیؐ کی بیوی بنے گی' حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال ہے' پہلا خاوند فوت ہو گیا' پھر دوسرا بھی فوت ہو گیا۔ مال بہت زیادہ ہے' لوگ آپ کو طاہرہ کہہ کر آواز دیتے ہیں اور ادھر میرے محمد ﷺ کو صادق اور امین کہہ کر بلاتے ہیں۔

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سنا کہ اللہ نے تجارت میں دگنا نفع عطا فرمایا ہے۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہو کہ مجھ سے شادی کر لیں' پیغام لے جانے والا پیغام لے کر جاتا ہے' میرے نبیؐ اپنی جیب کی طرف نظر دوڑاتے ہیں' آپ فرماتے ہیں شادی تو میں کرلوں لیکن میری جیب بھی اجازت نہیں دیتی۔

میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صدقے جاؤں' یہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر کہتے ہیں' مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کی شادی ہو رہی ہے۔ آپ پیسے نہ ہونے کی وجہ سے لیٹ کر رہے ہیں' سوہنیا شادی آپ کی ہوگی اور خرچہ ابوبکر کا ہوگا' جو لباس آپ زیبِ تن کر کے دولہا بن کر جائیں گے۔ اس پر ابوبکرؓ کے پیسے خرچ ہوں گے۔

ابوطالب یہ سن کر بڑا خوش ہوا' کہتا ہے اگر خدیجہؓ آپ سے نکاح کرنے کے لیے تیار ہے تو ہم کو اور کیا چاہیے' شادی کی تاریخ طے ہو جاتی ہے' ذرا تصور کی دنیا میں آؤ۔ چچا حمزہؓ ساتھ ہے' چچا ابوطالب ساتھ ہے لیکن ماں باپ ساتھ نہیں۔

آپ دولہا بن کر حضرت خدیجہؓ کے ہاں پہنچ جاتے ہیں' آپ کا نکاح پڑھا جاتا ہے' آپ کے ۲۰ اونٹ حق مہر میں لکھے۔

اب میرے نبیؐ کی عمر ۳۵ سال ہو جاتی ہے۔ بیت اللہ بنا ہوا ہے لیکن اس کی چھت کوئی نہیں' سیلاب آیا جس کی وجہ سے اس کی دیواریں اور کمزور ہو گئیں۔

سیرتِ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ بیت اللہ میں ایک خزانہ تھا' اللہ کریم نے اس خزانے کی رکھوالی کے لیے ایک چوکیدار بہت بڑا سانپ مقرر کیا تھا۔

آپؐ فرماتے ہیں' وہ خزانہ آج بھی موجود ہے' قربِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور وہاں سے نکال کر غرباء میں تقسیم کریں گے۔

ایک آدمی رات کو آیا' اللہ جانے اس نے کس طرح داؤ لگایا کہ بیت اللہ میں خزانہ پڑا ہوا ہے۔ وہ بیت اللہ سے خزانہ اٹھا کر لے گیا' مکے والے بڑے پریشان ہوئے' ہم کو مر جانا چاہیے کہ بیت اللہ کا خزانہ چوری ہو گیا ہے' پروگرام بنایا کہ بیت اللہ پر چھت ڈالیں' نئے سرے سے دیواریں بنائیں' قدرت نے اسباب مہیا کیے' ایک کشتی آئی وہ

ٹوٹ گئی‘ اس کے پھٹے ٹوٹ کر‘ بندرگاہ میں پہنچ گئے‘ ان کو پتہ چلا تو انہوں نے وہ پھٹے خرید لیے‘ روم سے ایک مستری آیا‘ اس سے بات کی‘ اس نے کہا میں بیت اللہ تعمیر کر دوں گا‘ اس طرح چھت اور مستری کا‘ بندوبست ہو گیا اور آپس میں صلاح مشورے کے بعد کہنے لگے‘ کہ بیت اللہ اللہ کا پاک گھر ہے۔ یہاں پر رنڈیوں کی کمائی خرچ نہیں کی جائے گی۔

یہاں جوئے کا مال نہیں لگایا جائے گا۔

فریب اور دھوکہ بازی کے پیسے یہاں پر صرف نہیں کیے جائیں گے۔

ڈاکہ اور چوری کا مال یہاں نہیں لگایا جائے گا۔

اے مکے والو! تمام یہ عہد کر لو کہ یہاں پیسہ لگانا ہے تو حلال کا لگانا ہے‘ تمام پروگرام طے ہو گیا‘ اب کوئی ڈرتا ہوا بیت اللہ کی دیوار کو ہاتھ نہیں لگاتا کہ کہیں مجھ پر قہر الٰہی نہ آ جائے‘ ولید بن مغیرہ ایک بڑا عقل مند بوڑھا آدمی تھا‘ کہتا ہے‘ مکے والو بات سنو‘ ہماری نیت بری تو نہیں‘ میں بیت اللہ کی دیوار سے ایک پتھر اکھیڑتا ہوں‘ اگر میں رات زندہ رہا تو آپ سمجھیں کہ بیت اللہ بنانے میں اللہ کی مرضی ہے اور اگر مجھے کچھ ہو گیا تو تم بچ رہو گے۔ اس نے کدال سے ایک پتھر اکھیڑ دیا اور ساتھ کہتا ہے یا اللہ‘ تو ہماری نیت کو جانتا ہے۔ ہماری نیت یہ ہے کہ ہم تیرے گھر کی از سرِ نو تعمیر کریں‘ ولید بن مغیرہ نے پتھر پکڑ لیا۔ اس کے ہاتھ سے پتھر پھر بیت اللہ کی دیوار پر جا لگا‘ اب یہ کہتا ہے‘ مکے والو! تمہاری مرضی میں اللہ کی مرضی مل گئی ہے‘ تمام مکے والے جمع ہو گئے‘ یہ بیت اللہ کی دیواریں گرا کر از سرِ نو تعمیر کرنے لگے‘ انہوں نے آپس میں دیواریں تقسیم کر لیں کہ یہ دیوار فلاں قبیلہ بنائے گا‘ وہ دیوار فلاں قبیلہ بنائے گا‘ آپ بھی اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کر بیت اللہ پر لگاتے رہے‘ اسی لیے مولانا صمصام بیت اللہ کی طرف منہ کر کے فرماتے ہیں۔

اللہ شاید ہن میتھوں آیا نئیں جانا
بڈھا بدن ہو یا کمایا نئیں جانا

جہازاں دا خرچہ بنایا نئیں جانا
پر چھندا دل وی میتھوں منایا نئیں جانا
اے جدوں ویندا اے کر دے حج دی تیاری
اگوں کنبھ لاواں کس دے تے ماراں اڈاری
اینوں رتج اے مکے مدینے دی بھاری
بھلاواں کیوں بھلایا نئیں جاندا
اللہ کئی ایدے تے احسان کر دے
ایدے مکے رہن دے سامان کر دے
حکومت رعایا نوں فرمان کر دے
اینوں نہ کڈھو اس توں جایا نئیں جانا
اللہ شاید ہن میتھوں آیا نئیں جانا
بڈھا بدن ہویا کمایا نئیں جانا

میرے نبیؐ ساتھ لگے ہوئے ہیں' بیت اللہ کی دیواریں اونچی ہو رہی ہیں' مکے والوں سے اتنے پیسے جمع نہ ہو سکے کہ پورے بیت اللہ پر چھت ڈال سکیں' بابِ رحمت کی طرف ''حطیم'' کچھ جگہ چھوڑ دی میں تو کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اللہ نے جو یہ حطیم' جگہ چھڑائی' وہ اللہ نے ان غریبوں کے لیے' چھوڑی ہے' وہ بھی بیت اللہ کا حصہ ہے' اب حجرِ اسود کی باری آئی' ہر چوہدری کہتا ہے کہ یہ پتھر میں نصب کروں' دوسرا کہتا ہے میں نصب کروں گا۔ تین چار دن جھگڑے میں ہی گزر گئے' تلواریں نکل آئیں' تمام چوہدری اکٹھے ہو کر کہتے ہیں' جھگڑو نہیں' فیصلہ یہ ہوا کہ جو سب سے پہلے فلاں دروازے سے حرم پاک میں آ جائے وہ جو فیصلہ کر دے ہمیں منظور ہے۔

جہاں میرا نبیؐ ہو وہاں اور کوئی فیصل بن ہی نہیں سکتا' صبح ہوئی تو سب سے پہلے میرے محمد ﷺ آ جاتے ہیں' سب بیک زبان کہتے ہیں' ''رَضِینَا' رَضِینَا'' ہم خوش ہو گئے ہیں' محمد ﷺ جو فیصلہ کرے ہم کو منظور ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں چوہدریو! کیا بات ہے' آپ کیوں جھگڑ رہے ہیں؟

کہتے ہیں سرکار! حجرِ اسود کے بارے ہر کوئی یہی کہتا ہے کہ میں نے نصب کرنا ہے' دوسرا کہتا ہے میں نے نصب کرنا ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں جھگڑو نہیں' آپؐ نے اپنی چادر مبارک بچھا دی اور اپنے مبارک ہاتھوں سے حجرِ اسود اٹھا کر رکھ دیا اور فرمایا اس چادر کو پکڑ لیں' اور اس کو بیت اللہ کی دیوار کے پاس لے چلیں۔

آپؐ فرماتے ہیں' اب سب پیچھے ہٹ جاؤ سب پیچھے ہٹ گئے تو آپؐ نے پتھر اٹھا کر نصب کر دیا۔

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا' نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے نے' بتلا دیا چند اشاروں میں

اللہ نے میرے محمد ﷺ کے کمالات بتا دیئے اور بتا دیا' لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. دنیا والو! تمہارے لیے میرا محمدؐ نمونہ ہے' تم نے بھی اس جیسی زندگی بنانی ہے' اللہ کریم عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

محنتِ مصطفیٰ ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ. (توبۃ: ۲۸-۲۹)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ جل جلالہ کی ذات کے لیے' بے شمار' ان گنت درود و سلام' سید الاولین والاخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! اللہ مالک کا بے حد شکر ہے جس نے رات گئے تک ہم کو اپنا قرآن اور سرکارِ مدینہ کا فرمان سننے کی توفیق عطا فرمائی ہے' دعا ہے کہ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے ذمے جو موضوع لگایا گیا ہے وہ ہے ''نبی علیہ السلام کی محنت'' اللہ پاک نے اپنے پیغمبرؐ کو تریسٹھ سالہ زندگی عطا فرمائی ہے' اللہ پاک نے تریسٹھ سال میں تیئس سال نبوت کے عطا فرمائے ہیں۔ ۲۳ سال میں کائنات کے سردار نے اتنی محنت کی کہ یہ جو آپ دور تک نظر آ رہی ہیں یہ آپؐ کی محنت کا ہی نتیجہ ہے اور اتنی محنت کی کہ آج جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک میرے مصطفیٰؐ کی مصطفائی ہے' جہاں اللہ کا نام ہے وہاں مصطفیٰ ﷺ کا بھی نام ہے۔

آپ ﷺ نے ایک ایک آدمی پر محنت کی' جتھوں پر' لوگوں کے ڈیروں پر جا کر' بیٹھکوں میں جا کر محلوں میں جا کر' منڈیوں اور میلوں میں جا کر اللہ کے پیغمبرؐ نے قرآن سنایا اور اتنی محنت کی کہ اللہ پاک کو یہ بات کہنا پڑی۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا. (کہف: ٦)

''اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب! آپؐ ان کے پیچھے اپنی جان ختم کر دیں گے لیکن یہ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔''

آپؐ نے اتنی محنت کی' اللہ پاک نے اپنے قرآن میں فرمایا!

وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى. (الضحیٰ: ۵)

''اے میرے محبوب! میں آپ کو اتنا دوں گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔''

آپ ﷺ فرماتے ہیں میں بھی اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا میرے دوستو! غور کرنا' ۹ ھ ہے' ایک بڑی لمبی داڑھی والا آدمی' اس کے ماتھے پر محراب ہے اور یہ میرے مصطفیٰ ﷺ کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتا ہے' لیکن یہ بے ایمان اندر سے اور تھا اور اوپر سے اور تھا' جس کو ہماری زبان میں لوٹا کہتے ہیں نا!

اللہ ظاہری ٹیپ ٹاپ کو نہیں دیکھتا' اللہ تو تیرے دل کو دیکھتا ہے' تقویٰ اور پرہیز گاری دیکھتا ہے۔ اللہ کی قدرت دیکھئے کہ یہ خود رئیس المنافقین ہے اور اس کا بیٹا میرے محمد ﷺ کا صحابیؓ باپ منافق اور بیٹا مومن ہے' جب یہ مرنے لگا تو اپنے بیٹے کو کہنے لگا' بیٹا اب میں مرنے لگا ہوں تو اپنے نبی کو کہنا کہ میری نمازِ جنازہ پڑھائے۔

بیٹے کو باپ کے کرتوت کا علم تھا' کہنے لگا ابا جی اب کس منہ سے کہتے ہو' میں اپنے نبی کو کہوں کہ آپ تیری نمازِ جنازہ پڑھائیں' تیرے پاس وہ کون سا ہتھیار تھا جو تو نے میرے نبی کے خلاف استعمال نہیں کیا۔

یہ اتنا بے ایمان شخص تھا کہ میرے نبی خطبہ دینے کے لیے منبر پر کھڑے ہوتے ہیں تو یہ منبر کی ''بائی'' پکڑ کر کہتا ہے' لوگو! مجھے اللہ کی قسم ہے محمد رب کا سچا نبی ہے' لیکن باہر جا کر کہتا۔

لَئِنۡ رَّجَعۡنَآ اِلَى الۡمَدِيۡنَةِ لَيُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡهَا الۡاَذَلَّ. (المنافقون: ۸)

ہم عزتوں والے ہیں اور معاذ اللہ' یہ نبیؐ اور اس کے ساتھی ذلیل ہیں' جب ہم مدینے جائیں گے تو ان کو مدینے سے نکال دیں گے۔

بیٹا کہتا ہے ابا جی' اب تم کس منہ سے کہتے ہو' میں اللہ کے نبیؐ سے عرض کروں کہ

آپؐ تیری نمازِ جنازہ پڑھائیں۔

یہ کہتا ہے بیٹا بات سن لے' یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اگر مجھ جیسا پاپی کوئی نہیں تو تیرے نبیؐ جیسا رحیم اور کریم بھی کوئی نہیں۔

اگر میں بڑا پاپی ہوں تو تیرا نبیؐ بڑا رحیم و کریم ہے۔

اب یہ بوڑھا بے ایمان مر گیا تو اس کا بیٹا اللہ کے نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہتا ہے سوہنیا میرا ابا مر گیا ہے اور مرتے وقت یہ وصیت کر گیا ہے کہ اللہ کے پاک پیغمبر میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اے عبداللہ' اگر میری نمازِ جنازہ پڑھانے سے اللہ تیرے بابا کو معاف کر دے تو میں ایک بار نہیں بلکہ ستر بار پڑھانے کے لیے تیار ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' سوہنیا یہ منافق تھا' اس کا جنازہ نہ پڑھنا۔ آپؐ فرماتے ہیں عمرؓ ابھی اللہ نے مجھے روکا نہیں' مجھ سے میرا یہ عبداللہ صحابیؓ دیکھا نہیں جاتا۔ جب تک اللہ مجھے نہیں روکے گا میں ضرور جنازہ پڑھاؤں گا۔

یہ میرے نبیؐ کی محنت دیکھ لے کہ آپ کی کتنی محنتیں ہیں' اسی لیے تو اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ الرَّحِيْمٌ. فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. (توبہ)

میرے دوست غور کرنا' آج تو کسی کو معاف کرنے کے لیے تیار ہی نہیں' میرا نبی ساری زندگی اس سے کہیں زیادہ پریشان رہا ہے' اس کے باوجود میرے نبی اس کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالتے ہیں۔ اپنے گلے سے اپنا کرتہ مبارک اتار کر اس کو کفن میں دیتے ہیں اور ایک دفعہ نہیں' دو بار نہیں بلکہ ستر بار میرا نبیؐ اس کا جنازہ پڑھانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

آسمان سے آواز آتی ہے' سوہنیا اگر آپ ستر بار بھی پڑھائیں تو میں اس کو معاف

نہیں کروں گا بعض لوگ کہتے ہیں۔

خدا کا پکڑا چھڑا ئے محمدؐ
محمدؐ کا پکڑا چھڑا کوئی نئیں سکدا

یہ دیکھئے رب اس کو پکڑ کر کھڑا ہے اور نبی اس کے لیے ستر بار جنازہ پڑھانے کے لیے تیار کھڑا ہے' لیکن اللہ فرماتے ہیں۔ استغفرت لھم ام لم تستغفرلھم۔ سوہنیا آپ اس کے لیے معافی مانگیں یا نہ مانگیں میں اس کو معاف نہیں کروں گا۔

میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں اے عبداللہ' اللہ نے اس تھوک کو بڑے شرف بخشے ہیں' میرے نبی کا لعاب مبارک بڑا قیمتی ہے!

اگر یہ تھوک مبارک کڑوے کنویں میں ڈال دیا جائے تو کڑوے کنویں میٹھے ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ تھوک مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر لگ جائے تو سانپ کا زہر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر یہ لب مبارک حضرت علیؓ کی آنکھوں پر لگایا جائے تو علیؓ کی آنکھیں درست ہو جائیں۔ اگر یہ تھوک مبارک جابر کی ہنڈیا میں ڈال دیا جائے تو اللہ کی قسم ہے چودہ سو آدمی روٹی کھا جاتا ہے' پھر بھی نہ روٹیاں ختم ہوتی ہیں اور نہ ہی بوٹیاں ختم ہوتی ہیں۔

مولانا نے لکھا ہے' فرماتے ہیں:

اک چھوٹا جیہا لیلا تے سوا سیر دانے سی
جیڑے بارہ چودہ سو فوجیاں کھانے سی
تھکیا ہانڈی کنالی دے وچ سوہنے
ککھاں نکلیاں سارے لشکیر دیاں
آ اہل حدیثاں توں سن سجناں
جے گلاں سنیاں مدنی پیر دیاں
جیدیاں انگلیاں چن نوں چیر دیاں

اس کرتے کو میرے مصطفیٰ ﷺ کا پسینہ لگا ہوا ہے' یہ کرتہ بھی بابرکت ہے' یہ لب

بھی برکت والا ہے' میرے نبی کا پسینہ اتنا بابرکت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس مہمان آئے۔ کھانے پر جو رومال تھا وہ میلا تھا' مہمانوں نے نفرت کی' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وہ رومال اٹھایا اور آگ میں پھینک دیا' رومال کی میل جل گئی لیکن رومال کا ایک دھاگا بھی نہ جلا۔ مہمان کہنے لگے کہ اس رومال کی کرامت کیا ہے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کی کوئی کرامت نہیں' میرے نبی ایک دفعہ دوپہر کے وقت آئے تھے' آپ نے اس سے اپنا پسینہ صاف کیا تھا' حضرت کے پسینے کی برکت کی وجہ سے یہ رومال جلتا ہی نہیں' لیکن اللہ پاک اس منافق کو معاف نہیں کرتے میرے نبی کی محنت میں کوئی شک نہیں۔

ایک دن میرے نبیؐ صفاء پہاڑی کے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوجہل آ گیا' اس بے ایمان نے حضرت کو گالیاں نکالیں' پتھر مارے' ایک لونڈی یہ سارا ماجرا دیکھ رہی تھی' سردار حمزہؓ شکار سے واپس آئے تو اس لونڈی نے حضرت حمزہ کو طعنہ دیا' کہنے لگی اے حمزہؓ تم مر گئے ہوتے تو اچھا تھا۔

سردار حمزہؓ فرماتے ہیں' اے بی بی کیا بات ہے؟

یہ بی بی کہتی ہے' آج ابوجہل نے نبی پاک کو بڑی گالیاں نکالی ہیں اور مارا پیٹا بھی ہے۔ آج اگر سردار عبداللہ زندہ ہوتے تو میں دیکھتی کہ وہ کس طرح مقابلہ کرتے۔ اے قریشیو! تم مر گئے ہوتے تو بہتر تھا۔

حضرت حمزہؓ کی میرے نبی سے دوہری تہری رشتہ داری تھی' ایک یہ کہ جس لونڈی کا دودھ میرے نبیؐ نے پیا تھا اسی لونڈی کا دودھ حضرت حمزہؓ نے پیا تھا' ایک دودھ کی رشتہ داری اور ایک خون کی رشتہ داری۔

ابوجہل اپنے ساتھیوں میں بیٹھ کر باتیں کر رہا ہے کہ آج میں نے نبی پاکؐ کو بڑی گالیاں نکالی ہیں' حضرت حمزہؓ گئے' جا کر ابوجہل کو کمان ماری اور اس کا سر پھاڑ دیا اور ساتھ دھمکی لگا دی فرماتے ہیں۔ اے ابوجہل سن لے آج کے بعد اگر تو نے میرے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بری آنکھ کی تو میں تیری آنکھ نکال دوں گا' اگر تو نے آپ کی

طرف انگلی کی تو میں تیری انگلی کاٹ دوں گا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میرے نبی کا بدلہ لے کر واپس آتے ہیں اور میرے نبی کو کہتے ہیں' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں! چچا جی کس بات کی خوشی ہے' کیا آپ مسلمان ہو گئے ہیں؟

حمزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مسلمان تو نہیں ہوا' میں تو آپ کا بدلہ لے کر آیا ہوں۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے میرے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ! میں دنیا پر بدلے لینے کے لیے نہیں آیا' میں تو لوگوں کو معاف کرنے کے لیے آیا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انج تے توں پانویں سارے کافراں نوں مار دے
میں نیئیوں راضی پانویں مکہ اجاڑ دے
مینوں جے راضی کرنا ایں تاں کلمہ پکاردے
سن کے تے ہوش کھلی حمزہ سرداری دی
جھوک حبیب والی سینے نوں ٹھار دی

چچا کہتا ہے۔

جے انج ای توں راضی میرے سوہنیا تاریا
کلمہ پڑھادے مینوں رب دے پیاریا
سرور پڑھایا کلمہ نعرہ مومناں نے ماریا
الا اللہ والی بولی کالجے ٹھار دی
جھوک حبیب والی سینے نوں ٹھار دی

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لسوہنیا! اگر تو اسی طرح خوش ہے تو میں کلمہ پڑھ لیتا ہوں۔ میرے آقا فرماتے ہیں چچا جان مجھے بھی تب ہی خوشی ہے کہ اگر تو جہنم کی جیل سے بچ کر جنت کا بادشاہ بن جائے۔

حریص علیکم۔ میرا نبی حریص بن کر آیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''اسابہ'' میں' امام شوکانی رحمۃ اللہ نے ''نیل الاوطار'' میں اور حافظ ابن کثیر نے ''البدایہ'' میں لکھا ہے کہ اللہ کے پاک پیغمبر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن وعظ کرتے کرتے' قرآن سناتے سناتے ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے کہ میلے یا منڈیوں میں وعظ کی۔ میرے بھائی! صرف اتنی وعظ ہی کافی نہیں کہ بندہ منبر پر بیٹھ کر وعظ کردے' جمعہ پڑھالے جلسے میں تقریر کرلے' یہ نہیں بلکہ!

بازاروں میں جا کر وعظ کرنا۔۔۔ چوک میں جا کر وعظ کرنا۔۔۔ میلے منڈیوں میں جا کر وعظ کرنا یہ تیرے اسلاف کی سنت ہے۔

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ ایک دن بازارِ حسن کے قریب سے گزرتے ہیں۔ آپ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ عام وعظیں تو کافی کرلی ہیں' یہ بیبیاں جو اپنا حیاء اور عزت لٹارہی ہیں اگر ان کو وعظ نہ کی تو کہیں قیامت کے دن اللہ کے دربار میں یہ دعوی دائر نہ کریں۔ یہ سوچ کر شاہ اسماعیل شہید نے جس حویلی میں یہ اپنا حیاء لٹاتی تھیں' اس کی ''کنڈی'' کھٹکھٹادی۔ ایک عورت باہر آئی' آ کر کہتی ہے شاہ جی! آپ کس طرح؟

آپ فرماتے ہیں سب اکٹھی ہو جاؤ' میں بھی ایک مقصد لے کر آیا ہوں' یہ تمام عورتیں جمع ہو جاتی ہیں تو شاہ اسماعیل شہید ان کو قرآن پڑھ کر سناتے ہیں۔

اللہ شاہد ہے کہ قرآن سے بڑھ کر انقلابی کتاب ہی کوئی نہیں' سب سے بڑی انقلابی کتاب اللہ کا قرآن ہے۔ اہل حدیثو! اللہ کا شکر ادا کیا کرو کہ اللہ نے قرآن دیا ہے تو تمہیں دیا ہے۔

قرآن تیرے پاس .... حدیث تیرے پاس .... بخاری تیرے پاس......... مسلم تیرے پاس .... سنن ابوداؤد تیرے پاس ....نسائی تیرے پاس .... ابن ماجہ تیرے پاس .... ترمذی تیرے پاس......... مکہ تیرے پاس......... مدینہ تیرے پاس!

شاہ جیؒ قرآن سنا رہے ہیں' تو بھی دل لگا کر قرآن سنا کر' اللہ نے تو اس طرح کی کتاب ہی کوئی نہیں بنائی' جس طرح میرا ''نبی'' انبیاء سے اعلیٰ ہے' اسی طرح یہ کتاب

تمام کتابوں سے اعلیٰ ہے۔

شاہ جیؒ نے قرآن سے سورت نور پڑھ کر سنائی' اب نتیجہ نکلنے لگا ہے۔ شاہ جی قرآن سنا رہے ہیں اور یہ کنجریاں قرآن سن رہی ہیں اور رو رہی ہیں' انہوں نے جب زانی مرد اور عورت کی سزا سنی۔

بخاری کی حدیث ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے' میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ آگ کے ڈرم بنے ہوئے تھے' جن کے منہ اوپر سے تنگ تھے اور نیچے سے کشادہ تھے اس میں برہنہ مرد اور عورتیں جل رہی تھیں' آگ ان کو اوپر اٹھا لیتی تھی۔ اس طرح محسوس ہوتا تھا جیسے یہ باہر گریں گے' لیکن وہ باہر نہیں گرتے تھے بلکہ اسی آگ میں گر پڑتے تھے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' اے جبرائیل یہ کون ہیں جو آگ میں جل رہے ہیں؟

حضرت جبرائیل عرض کرتے ہیں سوہنیا' یہ آپ کی امت کے بے غیرت مرد اور بے غیرت عورتیں ہیں' یہ ان کی قبریں ہیں یہ قیامت تک جلتے ہی رہیں گے۔

شاہ جی نے سزا سنائی تو اٹھائیس بیبیاں سچی توبہ کے لیے تیار ہو گئیں' آپ اس کو لوٹے پکڑوا دیتے ہیں' وضو کا طریقہ بتاتے ہیں اور وضو کروا کر مصلے پر کھڑا کر دیتے ہیں' اب آسمان والے کے سامنے ہاتھ باندھ کر دعا کرتے ہیں اے اللہ اتنی سی محنت میں نے کر دی ہے' ان کو مصلی تک میں لے آیا ہوں۔ ہدایت تو عطا فرما دے۔ ان کو اسلام کی سمجھ دے دے اٹھائیس عورتوں نے سچی توبہ کر کے آگے نکاح کر لیے' جو سب سے بوڑھی تھی وہ کہتی ہے شاہ جی' میں اب یہاں رہ کر کیا کروں گی۔

شاہ جیؒ فرماتے ہیں بی بی تیرا کیا مقصد ہے؟

یہ بی بی کہتی ہے شاہ جی! آپ اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے ہیں میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔

شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بی بی تو وہاں کیا کرے گی' وہ کہتی ہے شاہ جی جن گھوڑوں پر چڑھ کر آپ جہاد کرتے ہیں میں ان کو دانے پیس کر کھلاؤں گی' ہو سکتا ہے میرا نام بھی مجاہدین میں لکھا جائے۔

میرے بھائی! بالا کوٹ چلا جا اور جا کر وہاں دیکھ جہاں شاہ اسماعیل شہید کی قبر ہے وہاں ساتھ اس بی بی کی بھی قبر ہے۔

میرے نبی وعظ فرما رہے ہیں کہ آپ کے سامنے ایک پہلوان آیا' یہ میرے نبی کو کہتا ہے' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' بسم اللہ' تو بھی مسلمان ہو جا' یہ کہتا ہے سوہنیا میں مشروط مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ اللہ کے نبی فرماتے ہیں تیری کیا شرط ہے؟

یہ کہتا ہے حضرت جی' میں آپ کے ساتھ کشتی کروں گا اگر آپ مجھے گرالیں گے تو میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا۔ میرے نبی کی محنت دیکھو' میرے آقا فرماتے ہیں اے ابن رکانہ' اللہ کے نبی کشتیاں کرنے کے لیے تو نہیں آتے' اللہ کے پیغمبر پہلوانی کرنے کے لیے تو نہیں آتے' لیکن اگر تیری قسمت میں اسی طرح اسلام ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کشتی کرنے کے لیے بھی تیار ہے۔ یہ کہنے لگا حضرت پھر آپ بھی ''لنگوٹ'' پہن کر تیار ہو جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' میں لنگوٹ نہیں پہنوں گا میں اسی طرح ہی تیرے ساتھ کشتی کروں گا۔

اب ایک طرف جانا پہچانا پہلوان اور ایک طرف آمنہ کا لال جنہوں نے کبھی کشتی ہی نہیں لڑی تھی۔ لیکن اللہ ذوالجلال کی قسم ہے میرے نبیؐ جیسا بہادر آج تک کسی ماں نے جنا ہی کوئی نہیں' اتنا دلیر اور اتنے حوصلے والا آج تک پیدا ہی نہیں ہوا۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ایک دفعہ مدینے میں رات کو چور' چور کی صدا بلند ہوئی' صحابہ سوئے ہوئے تھے' میرے نبیؐ اٹھے اور دور تک جا کر واپس آ گئے' واپس آ کر فرماتے ہیں میرے صحابہ بے فکر ہو کر سو جاؤ میں بڑی دور تک چکر لگا آیا ہوں' کوئی خطرہ نہیں۔

جب قبیلہ بنی حوازن کے ساتھ جنگ تھی' صحابہ کی تعداد بارہ ہزار ہے' وہ چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے یک دم حملہ کر دیا' حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے نبی اپنی خچر پر بیٹھے ہوئے تھے' آپ خچر کو ایڑھ لگا رہے ہیں اور ساتھ نبوت والی زبان سے فرما رہے تھے۔ انا النبی لاکذب انا ابن عبدالمطلب۔

عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خچر کی لگام پکڑی ہوئی ہے' میرے نبی خچر کو ایڑھ لگا کر آگے لے جا رہے ہیں اور ساتھ فرما رہے ہیں میں جھوٹا نبی نہیں میں سچا نبی ہوں' میں بزدلوں کا بیٹا نہیں میں بہادروں کا بیٹا ہوں۔

اللہ کے پاک پیغمبر نے جب رکانہ کو نبوت والا ہاتھ لگایا' ہاتھوں کا بھی فرق ہے نا! ایک ہاتھ تیرا ہے ایک میرا ہے اور ایک کائنات کے سردار نبی کا ہاتھ ہے۔

یہ کون سا ہاتھ ہے جس کو اللہ کا قرآن کہہ رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ.

سوہنیا جو آپ کی بیعت کر رہے ہیں یہ میری بیعت کر رہے ہیں۔

کہیں اللہ فرماتے ہیں۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى. (الانفال: ۱۷)

سوہنیا جب آپ کنکریاں پھینک رہے تھے تو وہ میں ہی پھینک رہا تھا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک صحابی کو آنکھ پر تیر لگا تو اس کی آنکھ باہر آ گئی' یہ صحابی نبی کے پاس آیا اور آ کر کہتا ہے سوہنیا آنکھ نکل گئی ہے۔ میرے نبی نے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ کر نبوت والا ہاتھ لگایا۔ صحابی کہتا ہے کہ میری آنکھ پہلی کی طرح درست ہو گئی۔

یہ تو وہ ہاتھ ہے بخاری کی حدیث ہے کہ ایک آدمی نے قلعے سے چھلانگ لگائی تو اس کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ یہ مصطفیٰ ﷺ کے پاس آ کر کہتا ہے سوہنیا جس کام کے لیے آپ نے بھیجا تھا وہ تو میں کر آیا ہوں لیکن پنڈلی ٹوٹ گئی ہے۔

اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں' آ میں تیرا علاج کروں' یہ کہتا ہے سوہنیا کس طرح کرو گے؟ صحابی کہتا ہے کہ میرے نبی نے نبوت والا ہاتھ پھیرا تو میری پنڈلی پہلے کی طرح درست ہو گئی اور جب میرے مصطفیٰ نے اس پہلوان کو ہاتھ لگایا تو پہلوان وہاں جا گرا' اس کے ساتھ کہنے لگے' تجھے کیا ہوا ہے؟ کہتا ہے ہونا کیا ہے پیر (Slip) پھسل گیا ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ پہلوان کہنے لگا' حضرت اگر آپ مجھے گرا لیں گے تو میں آپ کو یہ بکری بھی انعام دوں گا' اب وہ ایک بکری انعام دے بیٹھا تو کہنے لگا

اگر ایک دفعہ اور کشتی کرو گے تو میں دوسری بکری بھی انعام دوں گا۔ میرے مصطفیٰ ﷺ نے پھر ہاتھ لگایا تو وہ پھر وہاں جا گرا' اب دوسری بکری بھی انعام دے بیٹھا۔ کہنے لگا جی ایک دفعہ اور آ ؤ تو تیسری بکری بھی دے دوں گا' تیسری دفعہ میرے مصطفیٰ ﷺ نے ہاتھ لگایا تو وہ پھر وہاں جا گرا' جب پہلوان تینوں بکریاں دے بیٹھا تو ڈھیلا سامنہ کر کے کہتا ہے سوہنا اب میں گھر جاؤں گا' گھر والے پوچھیں گے کہ بکریاں کہاں ہیں' میں ایک بکری کے بارے تو کہہ دوں گا کہ بھیڑیا لے گیا ہے لیکن دوسری دو کے بارے میں کیا کہوں گا؟

میرے مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں اے ابن رکانہ مجھے تیری بکریوں کی ضرورت نہیں' مجھے تو تیری ضرورت ہے۔ چنانچہ یہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا' یہ میرے مصطفیٰ ؑ کی محنت ہے۔

اوہدی اک اکیلڑی جان سی
اوہدا دشمن سارا جہان سی
گل سچی تے مٹھی زبان سی
تائیوں ایں سارے جہان تے چھا گیا

میرے مصطفیٰ ﷺ کی کتنی محنت ہے' اسلام اور کفر کی جب پہلی لڑائی (جنگ بدر) ہوئی' اللہ پاک نے اپنے محبوب کو فتح عطا فرمادی' اللہ پاک نے قلیل کو کثیر پر غالب کر دیا' اللہ کے کام دیکھئے کہ اس لڑائی میں ستر کافر مارے گئے اور ستر گرفتار ہو گئے' جو پکڑے گئے ہیں ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھائی عقیل بھی ہے' ان قیدیوں میں میرے نبی کا چچا عباس رضی اللہ عنہ بھی ہے اور ان قیدیوں میں میرے آقا کا داماد ابوالعاص بی بی زینب رضی اللہ عنہا کا خاوند بھی قیدی ہو کر آیا ہے۔

آپ ﷺ نے صحابہ سے مشورہ لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا میرے رشتہ دار مجھے دو' علی رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ کے ان کو دو' ان کی گردنیں اتار دی جائیں۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا' فدیہ لے کر ان کو رہا کر دو اور عبداللہ بن رواحہ کہتے ہیں سوہنیا ان کو جنگل میں کھڑا کر کے آگ لگا کر جلا دو۔

صدقے جاؤں میرا نبی ؑ رحیم و کریم بن کر آیا ہے' آپ نے یارِ غار کا مشورہ قبول کیا' فدیہ لے لیا اور فرمایا! اے چچا عباس رضی اللہ عنہ اٹھارہ ہزار اپنا دے اور بارہ ہزار بھتیجے عقیل کا دے۔

چچا عباس عرض کرتے ہیں اے میرے بھتیجے محمد ﷺ کیا آپ کو معلوم ہے کہ میرے گھر تیس ہزار ہے؟

میرے نبی تھوڑا سا مسکرائے اور فرمایا اے چچا عباس' کیا گھر سے نکلتے وقت تو میری چچی ام فضل کو کہہ کر نہیں آیا کہ میں میدان کارزار میں جا رہا ہوں' اگر میرے ساتھ کوئی ایسا واقعہ ہو جائے تو ان سیڑھیوں کے نیچے روپوں کا ڈھیر پڑا ہوا ہے' وہ نکال لینا' چچا اس ڈھیر میں تیس ہزار سے بھی زیادہ ہے مجھے تو آسمان والے نے بتا دیا ہے۔

عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ محمد ﷺ اللہ کا سچا نبیؐ ہے۔

میرے نبی کی پیاری بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا' ساڑھے تین سو میل دور بیٹھی ہوئی ہے' یہ اپنے خاوند کی رہائی کے لیے ایک موتیوں کا ہار بھیجتی ہے اور کہتی ہے' میرے ابا جی کو جا کر کہہ دینا کہ تیری زینبؓ کے پاس ایک ہی موتیوں کا ہار تھا جو زینبؓ نے اپنے خاوند کی رہائی کے لیے بھیج دیا ہے' جب میرے نبیؐ کے پاس بیٹی کا ہار پہنچا تو میرے نبی نے اپنی بیٹی کا ہار دیکھا تو آپ فرماتے ہیں اے میرے صحابہ سن لو' یہ میری بیٹی زینبؓ کا وہ ہار ہے جو خدیجہ نے جہیز میں دیا تھا' آج ہار دیکھ کر مجھے میری خدیجہؓ یاد آ گئی ہے' اگر تم اجازت دو تو میں اپنی زینب کا ہار واپس کر دوں۔ صحابہ عرض کرتے ہیں سوہنیا ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے ابو العاص میرے ساتھ پکا وعدہ کر کہ میری زینبؓ کو مکہ جاتے ہی مدینے بھیج دینا' اس عوض میں میں تجھے آزاد کرتا ہوں۔

ابو العاص پختہ وعدہ کرتا ہے' یہ مکے پہنچ کر بی بی زینب رضی اللہ عنہا کو کہتا ہے' اے زینبؓ میں تیرے بابا کے ساتھ وعدہ کر آیا ہوں تو مدینے چلی جا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا مدینے جانے کی تیاری کر لیتی ہیں' اب اونٹ پر بیٹھ کر جا رہی ہیں۔ حبار بن اسود دور سے دیکھتا ہے کہتا ہے یہ تو اس نبی کی بیٹی ہے جس نے ہمارا ابوجہل مروایا ہے۔ عتبہ اور شیبہ قتل کروایا ہے۔ یہ زور سے نیزہ مارتا ہے تو بی بی زینب اونٹ سے زمین پر گر جاتی ہیں۔ بی بی زینب چادر دوہری کر کے اپنے پیٹ پر باندھ لیتی ہیں اور اس مظلومانہ طریقے سے مدینے پہنچ جاتی ہیں۔

میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں' میری زینب کیا بات ہے؟

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں' ابو جی مجھے حبار بن اسود نے نیزہ مارا ہے' جو نبی پتھر کھا کر بھی بددعا نہیں دیتا' جو نبی دانت شہید کروا کر بھی بددعا نہیں دیتا' بیٹیوں کا معاملہ ہی بڑا مشکل ہے۔ آپ فرماتے ہیں میرے صحابہ سن لو! اگر حبار بن اسود بیت اللہ کے غلاف کے ساتھ بھی چمٹا ہوا مل جائے تو اس کی وہاں ہی گردن اڑا دینا۔

قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میرے نبیؐ کی دو بیٹیوں کے نکاح ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ ہوئے تھے۔ میرے نبیؐ نے جب نبوت کا اعلان کیا' اللہ کی توحید کا ڈنکا بجایا تو ابولہب بے ایمان کہنے لگا اے میرے بیٹو! میں تم پر تب خوش ہوں اگر تم نبی کے سامنے جا کر کہو کہ ہم تیری بیٹیوں سے نکاح نہیں کریں گے۔

عتبہ بے ایمان جا کر میرے نبی کو کہتا ہے' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو نے ہمارے بتوں کی توہین کرنی ہے تو سن لے ہماری طرف سے تیری بیٹیوں کو طلاق ہے' تجھے اجازت ہے جہاں تیرا دل چاہتا نکاح کر لے۔

میرے نبی ﷺ اتنے پریشان ہوئے میرے نبی نے کبھی بددعا نہیں دی' آج بیٹیوں کے معاملے آئے ہیں تو آپ فرماتے ہیں۔ اللھم سلط علیه کلبا من الکلاب۔ یا اللہ اس پر جنگل کے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے۔

یہ گھر گیا اس کا رنگ اڑا ہوا ہے' باپ (ابولہب) کہنے لگا' تجھے کیا ہوا ہے؟

کہنے لگا ابا جی جس طرح آپ نے کہا تھا میں اسی طرح نبی کو کہہ کر آیا ہوں تو نبیؐ نے مجھے بددعا دے دی ہے۔ اس کو یقین تھا کہنے لگا اب تجھے گھر موت نہیں آئے گی' تجھے جنگل کے شیر ہی کھائیں گے۔ بے ایمان اندر سے تو مانتے تھے لیکن ایمان نہیں لاتے تھے۔ اب یہ شام کی تجارت پر جا رہا ہے' راستے میں رات پڑ گئی' ابولہب لوگوں کو کہتا ہے اس نبی نے میرے بیٹے کو بددعا دی ہے' مجھے خطرہ ہے تم اس طرح کرو کہ تمام سامان اکٹھا کر کے اوپر میرے بیٹے کو سلا دو اور چاروں طرف باڑ لگا کر تم سو جاؤ' اس کے بعد چاروں طرف اونٹوں کی باڑ لگا لو تا کہ میرا بیٹا نبی کی بددعا سے بچ جائے۔ اس بے ایمان

نے یہ طریقہ اختیار کیا لیکن میرے نبی کو کوئی گالی نکال کر بچ کیسے سکتا ہے۔

ایک ولید نامی آدمی مکے رہتا تھا' اس نے میرے نبی کو صرف اتنا ہی کہا تھا کہ نبی تو معاذ اللہ ہے ہی دیوانہ ہے۔ عرش والے نے فرمایا۔ سوہنیا' جس نے آپ کو گالی دی ہے آپ اس کی بات کا جواب نہ دیں۔

یا اللہ پھر کون دے گا؟

فرمایا! اس کی گالی کا جواب میں دوں گا' جس نے میرے نبی کو دیوانہ کہا تھا اللہ کریم نے سورت القلم میں اس کے دس عیب گن کر بیان کیے اور جو دسواں عیب اللہ نے بیان کیا' اللہ پاک نے فرمایا۔ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ. اس کی بات ہی کیا کریں یہ تو حرام زادہ ہے یہ تو اپنے باپ کا ہی نہیں۔

آخر یہ چوہدری تھا' اس نے تلوار پکڑ لی' ور جا کر ماں کی گردن پر چڑھ گیا' کہتا ہے اماں جان تو میری ماں ہے' بات صاف صاف کر دے' آج مجھے محمد ﷺ کے رب نے حرام کا کہا ہے۔

ماں کہتی ہے بیٹا بات سن لے' میری شادی ہوئے اٹھارہ سال گذر چکے تھے' اٹھارہ سال اولاد نہیں ہوئی تھی' جائیداد بڑی تھی' میں نے زناء کیا تو اس میں تو پیدا ہوا' جو بات محمد ﷺ نے کہی ہے سچ کہی ہے/ ایک آدمی مسلمان ہوا' یہ لکھنا پڑھنا جانتا تھا' میرے نبی نے اس کو فرمایا' تو میری وحی لکھا کر' یہ وحی لکھتا رہا' اس کو یہ اعزاز پسند نہ آیا' یہ بے ایمان مرتد ہو گیا' اب یہ ساتھیوں کو جا کر کہتا ہے کہ معاذ اللہ' نبی کو کیا آتا ہے' نبی تو مجھ سے پوچھ کر لوگوں کو مسئلے بتاتا ہے' اللہ کے نبی کے صحابہ بڑے پریشان ہوئے' صحابہ کہتے ہیں سوہنیا اس بے ایمان نے آپ کی توہین کی ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں میرے صحابہ' پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں' جب یہ بندہ مر جائے گا تو اللہ کی زمین کی مٹی بھی اس کو قبول نہیں کرے گی' اب یہ گستاخ اور بے ادب مر گیا تو اس کے ساتھیوں نے اس کو دفن کیا' صبح آ کر دیکھتے ہیں کہ اس کی میت باہر پڑی ہوئی ہے' یہ کہتے ہیں مسلمان اپنے نبی کی بات سچ ثابت کرنے کے لیے اس کی

لاش باہر نکال کر گئے ہیں۔ یہ پھر گہرا گڑھا کھود کر اس کو دفن کرتے ہیں۔ دوسرے دن پھر آ کر دیکھتے ہیں کہ اس کی لاش باہر پڑی ہوئی ہے۔ یہ تیسرے دن اس سے بھی گہرا گڑھا کھود کر اس کو دفن کرتے ہیں اور قبر پر لاٹھیاں لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں' اگر آج مسلمان اس کی لاش نکالنے کے لیے آئے تو ہم ان کو مار مار کر بھگا دیں گے۔ یہ محافظ بن کر بیٹھ جاتے ہیں' کیا دیکھتے ہیں کہ مٹی ''پرے'' ہوتی جا رہی ہے اور اس بے ایمان کی لاش باہر آتی جا رہی ہے۔

سڑ جائے زبان اس گستاخ نکارے دی
کردا اے توہین جیڑا احمد پیارے دی
لعنت تمام اس تے رب جبارے دی
ڈھوئی نہ مل سو' جگوں اوترا ای جاؤناں
پیر حقانی دے خواب سہاؤناں

کون نبی۔

سورج تے چن جیدے حسن تے نے جھول دے
جس دا فرشتے وی نئیں حکم عدول دے
زمین آسمان ایسے گل تے نے پھول دے
روضہ رسول جھاتی رج رج پاؤناں
پیر حقانی دے خواب سہاؤناں

اللہ اپنے محبوب کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ نے جنگل کے شیر کو حکم دیا' اے شیر! یہاں نبیؐ کا ایک گستاخ اور بے ادب سویا ہوا ہے۔ شیر آیا' یہ اونٹوں کی باڑ کراس کر کے تمام آدمیوں کا منہ سونگھتا ہے' جب اس کو پتہ چلا کہ ان میں کوئی بھی نہیں تو وہ چھلانگ لگا کر سامان کے ڈھیر پر چڑھ جاتا ہے۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ شیر اس گستاخ رسول کو گردن سے پکڑ کر نیچے لے آتا ہے اور چیر کر دو پھاڑ کر دیتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے کہ جو نبیؐ کا گستاخ ہے اس

کی سزا یہی ہوا کرتی ہے۔ نبی پاکؐ نے دیکھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا پریشان ہیں' آپ فرماتے ہیں صحابہ اگر حبار بیت اللہ کے غلاف کے ساتھ بھی چمٹا ہوا ہو تو اس کو مار دینا ہے۔

(یہ بات بھی یاد رکھیں کہ فیصلے زمین پر نہیں آسمان پر ہوتے ہیں' جس کو رب بچانا چاہے کیا اسے کوئی مار سکتا ہے اور جس کو اللہ مارنا چاہے کیا اس کو کوئی بچا سکتا ہے؟)

اب یہ حبار بن اسود فتح مکہ کے دن پہلے ہی میرے نبی کے پاس آ جاتا ہے اور آ کر کہتا ہے سوہنیا کیا آپ نے مجھے پہچانا ہے یا نہیں؟

آپؐ فرماتے ہیں تو کون ہے؟

یہ کہتا ہے میں وہی حبار بن اسود ہوں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ مارا تھا' آپ فرماتے ہیں اب کس طرح آیا ہے؟

کہتا ہے سوہنیا غلطی ہو گئی ہے مجھے معاف کر دو۔

اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں' حبار' جا میں نے تجھے بھی معاف کر دیا ہے۔

ایک دن میرے نبی ابوسفیان کو وعظ کرنے لگے' یہ کون ابوسفیان جس کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا میرے پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے' یہ پکی سچی مسلمان ہے۔ اس نے دو ہجرتیں بھی کی ہوئی ہیں' پہلی ہجرت کر کے حبشہ گئیں ان کا خاوند وہاں مرتد ہو گیا' یہ اللہ کی طرف سے کتنی بڑی آزمائش ہے' نجاشی نے وکیل بن کر ان کا نکاح میرے نبی سے کر دیا' اس نجاشی بادشاہ نے حق مہر بھی اپنے پاس سے ادا کیا اور تین دن تک میرے نبیؐ کا ولیمہ بھی کیا۔ جب یہ نجاشی فوت ہونے لگا تو آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگا اے اللہ اور تو میرے پاس نیکی کوئی نہیں لیکن یہ نیکی ضرور ہے کہ میں نے اپنے پاس سے تیرے نبی کا حق مہر ادا کیا تھا اور ولیمہ بھی کیا تھا۔

اب اماں جی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا میرے پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن گئی' یہی ابوسفیان مکے سے تجدید صلح کے لیے مدینے ملنے آیا اس کی کسی نے بات بھی نہ سنی' کہنے لگا چلو بیٹی کو ہی مل لوں' یہ اماں جی کو ملنے کے لیے گیا' چارپائی پر بستر بچھا ہوا تھا' یہ بیٹھنے لگا تو اماں جی فرماتی ہیں' ابا جان ذرا ٹھہر جاؤ' یہ ٹھہر جاتا ہے' ابوسفیان کہتا ہے میں سمجھا کہ شاید چادر میلی

ہے' بیٹی اس سے بھی کوئی اچھی چادر بچھانے لگی ہے' اماں جی بچھی ہوئی چادر اکٹھی کر کے فرماتی ہیں' ابو جی بیٹھ جاؤ۔

ابوسفیان کہتا ہے اے بیٹی' مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی' لوگوں کے ماں باپ آئیں تو بیٹیوں کو "چاؤ" چڑھ جاتے ہیں' سوہنے سوہنے بستر بچھاتی ہیں' نئی نئی چادریں بچھاتی ہیں اور تو نے میری آمد پر بچھا ہوا بستر بھی اکٹھا کر دیا ہے' مجھے یہ سمجھا کہ یہ بستر میرے لائق نہیں یا میں اس بستر کے لائق نہیں۔

اماں جی کا ایمان دیکھئے کتنا مضبوط ہے' کہتی ہیں ابا جی میرا نبی پاکؐ ہے' میرے نبی کا بستر بھی پاک ہے اور تو مشرک پلید ہے۔

تو ایں باپ میرا تے میں ہاں دھی تیری' اس گل اندر شک نائیں
پر اے بستر ای پاک رسول والا' تینوں بیٹھنے دا ایتھے حق نائیں
کریں لات منات دی تو پوجا' کیوں من دا اک ذات برحق نائیں
تیرے جیاں نوں نجس قرآن آکھے' اس گل اندر کوئی شک نائیں

انما المشرکون نجس۔ مشرک پلید ہوتے ہیں' مشرک کتنا پلید ہے' مشرک اتنا پلید ہے کہ اتنا بندر پلید نہیں' اتنا کتا پلید نہیں' اتنا سور پلید نہیں' جتنا مشرک پلید ہے۔

قرآن کہتا ہے جس کتے کو تو نے شکار کا طریقہ بتایا ہے اس شکاری کتے کو اگر تو بسم اللہ اللہ اکبر۔ پڑھ کر چھوڑ دیں' یہ شکار پکڑ لے' اگر اس کے منہ میں شکار مر جائے تو پلید کتے کا کیا ہوا شکار تو کھا سکتا ہے لیکن مشرک کا کیا ہوا ذبح نہیں کھا سکتا۔

میرے نبیؐ قرآن پڑھ کر سنانے لگے تو یہ مکے کا چوہدری ابوسفیان' بیس سال ڈٹ کر میرے آقا کی مخالفت کرنے والا کہتا ہے' محمدؐ کیوں کان کھا رہا ہے۔

آپؐ نے فرمایا اے ابوسفیان' یہ زندگی چار دن کی ہے' یہ ختم ہو جانی ہے' ابوسفیان اپنی ڈاچی پر بیٹھ کر ڈاچی دوڑا دیتا ہے کہ میں قرآن نہیں سنوں گا۔

کائنات کے سردار نبی کی محنت دیکھو' یہ ڈاچی بھگا رہا ہے اور حضرت اس کے پیچھے دوڑ لگا رہے ہیں۔ ابوسفیان کافی دور جا کر پیچھے کیا دیکھتا ہے کہ نبی پاکؐ پیچھے دوڑتے آ رہے ہیں۔

ابوسفیان ڈاچی کھڑی کر کے کہتا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو نے میرے پیچھے بڑی محنت کی ہے میں تیری بات سن لیتا ہوں ویسے میں تیری بات نہیں مانوں گا۔

مجھے بتلاؤ! کیا نبی پاک کی محنت میں کوئی شک ہے؟

پھر ابوسفیانؓ نے بڑی توجہ سے آپ کی بات سنی اور جو بات غور سے سنی جائے وہ ضائع نہیں جاتی' جب مکہ فتح ہوا تو یہ پہلے ہی آپ کے پاس آ گیا' یہ آپ کی دس ہزار فوج دیکھ کر کہنے لگا' پتہ نہیں اتنی فوجیں کہاں سے آ گئی ہیں۔ نبی کے چچا حضرت عباسؓ بھی تلاش کر رہے ہیں کہ کوئی بندہ مل جائے تو میں مکے پیغام بھیج دوں کہ آ جاؤ اور آ کر حضرت کے قدم پکڑ لو' آج تم مقابلہ نہیں کر سکتے' کیونکہ ایک صحابی نعرہ لگا رہا تھا' شعر پڑھ رہا تھا۔ کہتا ہے۔ الیوم یوم الملحم۔ آج مکے والوں کی بوٹیاں کر دیں گے' آج مکے والوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ کسی نے میرے نبیؐ کو بتایا' حضرت فلاں آدمی یہ کہہ رہا ہے کہ آج مکے والوں کی بوٹیاں کر دیں گے۔

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں میرے صحابی اس طرح نہیں' صحابیؓ عرض کرتا ہے' سوہنیا پھر کس طرح؟

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں تو اس طرح کہہ۔ الیوم یوم المرحم. آج جو معافی مانگے گا اس کو ہی مل جائے گی۔ ہدایات مل رہی ہیں کہ میرے صحابہ سن لو' میرے فوجیو' نوٹ کر لو' سوہنیا کیا ہدایت ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں میرے صحابہ' جو آدمی میدان چھوڑ کر بھاگ جائے اس کا پیچھا نہ کرنا۔

جو آدمی ہتھیار پھینک دے اس کو کچھ نہ کہنا' جو آدمی بیت اللہ کا غلاف پکڑے اس کو بھی کچھ نہ کہنا۔ جو گھر کا دروازہ بند کر لے اس کو بھی کچھ نہ کہنا۔

ایک صحابیؓ عرض کرنے لگا اس طرح ہی کہہ دو کہ کسی کو بھی کچھ نہ کہنا۔

میرے نبیؐ فاتح کی حیثیت سے مکے داخل ہوئے' دس ہزار کا لشکر ساتھ ہے' حضرت کا نواسہ سیدہ زینبؓ کا بیٹا حضرت کی ڈاچی پر میرے نبی کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے'

حضور چابی منگوا کر بیت اللہ کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اے مکے والو! بتاؤ آج میں تم سے کیا سلوک کروں۔

وہ تمام یک آواز ہو کر کہتے ہیں سوہنیا' تیرا باپ بھی اچھا تھا تو بھی اچھا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ جس طرح یوسف نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا تھا' تو بھی ہم کو معاف کر دے گا۔

میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں جاؤ' میں نے تم کو بھی معاف کر دیا ہے' دو ہزار آدمی یکدم مسلمان ہو گیا اور یہ ابوسفیان جو بات نہیں سنتا تھا۔ کہتا تھا ہمارے کان نہ کھا' میں تیری بات نہیں سنوں گا۔ اب یہ دین کا داعی اور اسلام کا سپاہی بنا ہوا ہے' اس کی بیوی کا نام "ہندہ" ہے جو بڑی پتھر دل بی بی ہے' اس کا اتنا پتھر دل ہے کہ جب سردار حمزہ شہیدؓ ہوئے تو اس نے آپ کے کان بھی کاٹ لیے' ناک بھی کاٹ لیا' ہونٹ بھی کاٹ لیے' زبان بھی کاٹ لی' ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے "پورے" بھی کاٹ لے' سینہ چیر دیا گیا' اب آپ کا کلیجہ نکال کر نگلنا چاہتی ہے لیکن نگل نہیں سکی' اس کو رسی میں "پرو" کر اپنے گلے کا ہار بناتی ہے۔

ابوسفیانؓ کہتے ہیں ہندہ' آج تو بڑے بڑے گھبرا گئے ہیں' بڑے بڑوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے' تو بھی پڑھ لے' ہندہ کہتی ہے اے بزدل' آج تک مخالفتیں کر کر کے اب کہتا ہے کلمہ پڑھ لے' اگر تو کلمہ پڑھنا چاہتا ہے تو تو پڑھ لے میں نے نہیں پڑھنا' ابوسفیانؓ نے بڑا سمجھایا کہ مان جا!

بعض عورتیں بڑی پتھر دل اور ضدی ہوتی ہیں وہ مانتی ہی نہیں۔

ابوسفیانؓ کہتے ہیں' دن چڑھا میں گھر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہندہ اکیلی بیٹھی کلمہ پڑھ رہی ہے۔ میں نے کہا ہندہ' رات میں تیرے آگے واسطے ڈالتا رہا ہوں کہ مسلمان ہو جا' لیکن تو مسلمان نہیں ہوئی تجھے اب کیا ہوا ہے؟

ہندہ کہتی ہے اے ابوسفیان اگر تم کو رب فتح دے' خوشی دکھلائے تو تم شراب پیو' ڈھول بجاؤ' کنجریاں نچاؤ' لیکن نبی کے دس ہزار صحابہ جو فاتحہ رنگ میں مکے داخل ہوئے ہیں میں تو ساری رات ان کو دیکھتی رہی ہوں یہ تو شکرانے کے نفل ہی پڑھتے رہے ہیں'

میں تو ان کے سجدے دیکھ کر ہی مسلمان ہوئی ہوں۔

آپ ﷺ یہاں سے فارغ ہوئے تو فرماتے ہیں' یہ قبیلہ بنی ہوازن ہے' ان کی بھی خبر لیں' یہاں بھی اللہ نے فتح دی' ان کے چھ ہزار مرد اور عورتیں قیدی بنا لیے گئے' چالیس ہزار بکریاں اور چوبیس ہزار اونٹ بھی مالِ غنیمت میں آ گئے' کہیں ریشم کے ٹکڑوں کے اور کہیں سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ ان قیدیوں میں ایک بی بی بھی قیدی ہے جس کی جوتی ٹوٹی ہوئی ہے کپڑے پھٹے پرانے ہیں' دیہاتیوں کی طرح زندگی گزارنے والی ہے' یہ میرے نبی کے صحابہ کو کہتی ہے' اے میرے ''ویر'' کے نوکرو' تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟

صحابہؓ کہتے ہیں بی بی ہمارا تو بادشاہ ہے ہی نہیں' صرف ایک ہی آسمان والا بادشاہ ہے۔ یہ بی بی کہتی ہے۔ پھر تم اپنے بڑے کو کیا کہتے ہو' صحابہ کہتے ہیں بی بی ہمارے بڑے کا نام ''محمد ﷺ'' ہے۔ یہ بی بی کہتی ہے جو تمہارا پیر ہے وہی تو میرا ویر ہے۔

صحابہؓ کہتے ہیں بی بی تو ہمارے نبیؐ کو کس طرح جانتی ہے۔ یہ کہتی ہے مجھے ذرا آپ کے پاس لے چلو۔ صحابہ اس کو میرے نبیؐ کے پاس لے جاتے ہیں۔ یہ حضرت کے پاس کھڑی ہو جاتی ہے اور میرے نبیؐ کو کہتی ہے اے میرے ویر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو نے مجھے پہچانا ہی نہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں بی بی تو کون ہے' یہ کہتی ہے میں تیری ماں حلیمہ کی بیٹی ''شیماں'' ہوں۔ جب تو ہمارے گھر گیا تھا' اس وقت تیری عمر ایک سال تھی اور میری عمر دس سال تھی' آج میں اکہتر سال کی ہوں اور تو اکسٹھ سال کا ہے' یہ میرے نبیؐ کو اپنا تعارف کرواتی ہے کہتی ہے۔

میں شیماں میری ماں حلیمہ تے اسی آں تیریاں دایاں
تو ساڈے گھر پرورش پائی گلاں یاد کرایاں
میں نال محبت چاوندی تینوں سارا دن کھڈاندی

ہن تو بن گیا ایں پیر جگاں دا تے ملیا ای شان اچیرا
اصحاباں تیریاں پکڑ لیاندا ای سب قوم قبیلہ میرا
اج میں بھی ویرا قیدی ہو کے آئی آں تیرے دوارے
اے گل سن کے چھم چھم روپئے پاک رسول سوہارے
تاں موڈیاں اتوں کمبل لا کے پاک رسول الٰہی
بیٹھ وچھایا شیماں کارن اتے اوہاں نال بٹھائی
اصحاباں نے نفرت کیتی اے غیر مذہب دی مائی
اے کمبل پاک مزمل کیوں ایدھے بیٹھ بچھائی
نبی کہیا نہ نفرت کرو اے اللہ جے تور لیاندی
اے جے میری بہن رضاعی جو مینوں رہی کھڈاندی
حکم دتا اصحاباں تائیں رب دے نبی سوہارے
ادبوں احتراموں شیماں تائیں چھڈ دیو قیدی سارے

تے جلدی چھڈ دیو قیدیاں تائیں، جد حکم سنایا
بہن شیماں دے قیدیاں سن کے کلمہ بول سنایا

یہ ہے اللہ کا قرآن۔

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ.

اللہ تیرا میرا بھلا فرمائے، سب کا آنا قبول فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

عدالتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ. اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَا اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ○

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ جل جلالہ کی ذات کے لیے اور بے شمار ان گنت درود و سلام سید الاولین والاخرین امامِ کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! اس وقت سورۃ مائدہ کی تین آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت مولا کریم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مفسرین نے ان آیات کا شانِ نزول مختلف لکھا ہے' مدینہ' خیبر اور اس کے قرب و جوار میں یہودی آباد تھے' ان یہودیوں میں سے ایک قبیلے کا نام بنو قریظہ تھا اور ایک قبیلے کا نام بنو نضیر تھا' یہ دو بڑے مشہور قبیلے تھے' ان یہودیوں نے اپنے اندر اتنا فرق رکھا ہوا تھا کہ اگر بنو قریظہ قبیلے کا کوئی فرد بنو نضیر قبیلے کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو بنو قریظہ کے اس آدمی کو قتل کیا جاتا تھا اور

اگر بنونضیر قبیلے کا کوئی آدمی بنوقریظہ کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو اس کو اس کے عوض قتل نہیں کیا جاتا تھا' بلکہ سو اونٹ پر جتنی کھجوریں رکھی جاسکیں' سو اونٹ کی کھجوروں کے وزن کی دیت ادا کر دی جاتی تھی' لیکن جب اللہ کے پاک پیغمبر محمد ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے وہ فرق ختم کر دیا اور فرمایا کہ اگر بنوقریظہ قبیلے کے آدمی کا خون بہا ہوگا تو بنو نضیر کے قاتل آدمی کا خون بھی بدلے میں بہایا جائے گا۔

اللہ کریم نے تورات' انجیل اور قرآن پاک میں یہ بات واضح طور پر لکھ دی ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا! کسی بڑے چھوٹے اور امیر غریب کا کوئی فرق نہیں!

جو کسی کو قتل کرے گا اس کے عوض اس کو قتل کیا جائے گا۔

جو چوری کرے گا' اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

جو زنا کرے گا' اس کو سنگسار کیا جائے گا۔

اگر کوئی کسی کی آنکھ نکالے گا' اس کے عوض اس کی آنکھ نکالی جائے گی اور قرآن نے بھی وہی قانون بحال رکھا ہے۔

بھائیو! اس کائنات میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنی مخلوق آئی ہے۔ ان سب میں اگر سب سے زیادہ انصاف کرنے والا کوئی انسان ہے تو اس کا نام ''محمد'' ﷺ ہے دنیا قائم ہی تب رہ سکتی ہے' امن تب ہی قائم ہوسکتا ہے۔ ملک کی بدامنی تب ہی ختم ہوسکتی ہے جب محمد رسول اللہؐ کے طریقے پر عمل کیا جائے گا۔

جب قانون کمزوروں کے لیے اور ہوگا' طاقتوروں' سرداروں اور چوہدریوں کے لیے اور ہوگا۔ مزدوروں کے لیے اور ہوگا حکمران طبقے کے لیے اور' رعایا کے لیے اور ہو تو اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' اس طرح دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔

یہ دیکھیے! امن کس طرح قائم ہوتا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' ایک دن یہودیوں کے مدرسے میں گئے یہودیوں کا ایک بہت بڑا عالم جس کا نام '' فخاص'' تھا۔ اس کے اردگرد لوگوں کا اجتماع تھا۔ وہ تورات کے مسائل بیان کر رہا تھا اور اپنی قوم کو وعظ کر رہا تھا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جرأت اور حوصلہ دیکھ لیں کیسا ہے' آپ جا کر فرماتے ہیں' اے یہودیوں کے عالم' تو تورات کا درس دے رہا ہے' جس اللہ نے تورات نازل کی ہے' اس اللہ کے قرآن کو بھی مان لے' قرآن اور صاحب قرآن پر ایمان لے آ۔

یہ یہودی عالم کہتا ہے۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ' تو مجھے اس رب کی دعوت دیتا ہے' کہتا ہے اللہ پر ایمان لے آ' میں تیرے رب پر کس طرح ایمان لاؤں' ہم امیر ہیں اور رب معاذ اللہ غریب ہے' تمہارا رب ہم سے قرضہ مانگتا ہے' منت سماجت کرتا ہے کہ مجھے قرضے دو۔ ہم اس طرح کے رب کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہودی کے چہرے پر زوردار طمانچہ مارا' اور فرمایا' اے ظالم! تجھے شرم نہیں آتی' تو اللہ کی توہین کرتا ہے۔

مدرسہ بھی یہودیوں کا' مولوی بھی یہودی اور اجتماع بھی یہودیوں کا ہے۔ اللہ کی توہین ہوئی ہے۔ صدیق رضی اللہ عنہ کو برداشت نہیں ہوئی۔

اب یہودی عالم اپنے ساتھیوں کو کہنے لگا' صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے جو تھپڑ مارا ہے' اس کا بدلہ لو' یا اپنا معبد خانہ سنبھالو' میں جا رہا ہوں۔

یہودی کہنے لگے' آپ مت گھبرائیں' ہم آمنہ کے لال ﷺ سے تجھے انصاف لے کر دیں گے۔ محمد ﷺ کی سچی اور سچی عدالت ہے' وہاں سے انصاف ملے گا۔

یہودیوں نے اپنے مولوی کو ساتھ لیا اور میرے مصطفیٰ ﷺ کی عدالت میں جا کر مقدمہ دائر کر دیا' کہتے ہیں اے محمد ﷺ' آپ کے صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمارے مدرسے میں جا کر ہمارے مولوی کے چہرے پر بلاوجہ تھپڑ مارا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ بات کس طرح ہے؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' سوہنیا' آج قدرتی میں ان کے مدرسے میں گیا' میں نے ان کے مولوی کو جا کر تبلیغ کی' اللہ کے قرآن کی دعوت دی تو اس نے بکواس کی کہ اے صدیق تمہارا رب غریب ہے' ہم غریب رب کو نہیں مانتے' میری غیرت اور میرے ایمان نے برداشت نہ کیا تو میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔

اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' یہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے۔ جس کی چار پشتیں صحابیت کے درجے پر فائز ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ خود صحابی آپ کا باپ ابوقحافہ صحابی' آپ کا بیٹا صحابی اور آپ کا پوتا بھی صحابی' پوری کائنات میں انبیاء کے بعد اگر افضل ہستی ہے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہستی ہے۔

یہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے' جس نے اپنے گھر کا سارا مال میرے نبیؐ پر قربان کر دیا ہے۔

یہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ جس کے بارے میرے مصطفیٰ ﷺ کو کہنا پڑا' اے میرے صحابہؓ سن لو' جس نے بھی مجھ پر جو احسان کیا ہے' میں اس کا بدلہ دے چکا ہوں' لیکن جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ نیکیاں اور احسان کیے ہیں۔ جو صدیق نے وفاداریاں کی ہیں میں اس کی قیمت اور اس کا صلہ نہیں دے سکا' اگر کوئی صدیق کو میری محبت کا صلہ دے سکتا ہے۔ تو عرش کا رب ہی دے سکتا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ' اگر تیری بات سچی ہے تو کوئی گواہ پیش کر۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' سوہنیا زمین پر میرا کوئی گواہ نہیں' یہودی قسمیں اٹھا اٹھا کر کہہ رہے ہیں' سرکار بھلا اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہمارا مولوی اللہ کو گالیاں نکالے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زیادتی کی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ' اگر تیرے پاس کوئی گواہی نہیں تو پھر تھپڑ کھانے کے لیے تیار ہو جا۔

یہ کیسی عدالت ہے میرے مصطفیٰ ﷺ کی دعا فرمائیں اللہ ہماری حکومت کو بھی ہدایت نصیب فرمائے' اللہ کے پیغمبرؐ کا فرمان رائج ہو جائے' قرآن رائج ہو جائے' اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' امن قائم ہو جائے گا۔ امن اس طرح قائم ہوتا ہے۔ فرمایا! اگر تیرا گواہ کوئی نہیں تو پھر تھپڑ کھانے کے لیے تیار ہو جا' اب چہرہ صدیقؓ کا اور تھپڑ یہودی کا۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔ صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کو اتنا پیارا لگتا ہے' قرآن نے بیان کیا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ یوسف پیغمبر علیہ السلام کو گواہی کی ضرورت پڑی۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَذِبِينَ ○ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ○ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ○ يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِينَ○

اللہ نے بی بی کے رشتہ دار کو بلایا' یہ کہتا ہے اے عزیزِ مصر' جلدی سے فیصلہ نہ سنا دینا' میں بات سنا دیتا ہوں۔ فیصلہ خود کر لینا' کہتا ہے' یہ چھوٹا سا معصوم بچہ' یا وہ آدمی جس نے کبھی بات ہی نہیں کی۔ جس کو بولنا آتا ہی نہیں یہ بول پڑتا ہے' إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ' اگر یوسف علیہ السلام کا کرتہ آگے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ دفاع کرتے ہوئے پھٹ گیا ہے اور تیری بیوی سچی ہے اور اگر یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے' یوسف علیہ السلام دوڑا ہے تو اس نے پیچھے سے پکڑ لیا ہے تو تیری بیوی جھوٹی ہے۔

جب عزیزِ مصر نے دیکھا کہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو کہتا ہے' إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ. عرش والے نے خود یوسف علیہ السلام کی گواہی دلوادی۔

جب سیدہ مریم پر الزام لگا' اللہ پاک فرماتے ہیں۔

فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ . قَالُوا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ○ يٰأُخْتَ هٰرُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا○

جب بی بی مریم عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا کر لائی تو پوری قوم بولنے لگی' عیسیٰ نبیؑ دودھ پی رہے تھے' اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نبی عیسیٰؑ اب دودھ پینا چھوڑ دے اور ماں کی صفائی پیش کر دے' اللہ کریم نے ماں کی صفائی بیٹے سے دلوادی۔

جب جریج ولی کو ضرورت پڑی تو اسی بچے سے گواہی دلوادی۔

قارون ایک کنجری کو ہزار دینار دے کر کہتا ہے کہ تو موسیٰ نبیؑ پر الزام لگا دے' موسیٰ علیہ السلام وعظ فرما رہے ہیں' یہ کنجری بول کر کہتی ہے' حضرت مجھے قارون نے ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا ہے کہ تو پیغمبرؑ کو بدنام کر دے۔ تو یہ سب کچھ میرے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے

کہ جب بھی کسی کو گواہی کی ضرورت پڑی تو اللہ نے وہاں سے ہی گواہی دلوا دی' لیکن صدقے قربان جاؤں' جب صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی باری آئی' اگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گواہی کی ضرورت پڑی ہے تو اللہ نے خود آسمان سے گواہی پیش کر دی۔

اللہ فرماتے ہیں: سُبْحٰنَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ.

عائشہ رضی اللہ عنہا گناہوں سے پاک ہے اور جب صدیق رضی اللہ عنہ کو ضرورت پڑی تو آمنہ کے لال کی سچی عدالت سے آڈر جاری ہو گیا' ارے صدیق رضی اللہ عنہ گواہی پیش کرو' یا پھر بدلے میں تھپڑ کھانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اللہ نے آسمان سے قرآن نازل فرما دیا'

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ.

اللہ پاک فرماتے ہیں' اے میرے محبوب' میں نے عرش پر سن لیا ہے' یہ یہودی بے ایمان جھوٹے ہیں اور صدیق رضی اللہ عنہ سچا ہے دیکھ' میرے نبیؐ کی عدالت کتنی سچی ہے۔

بنی مخزوم قبیلے کی ایک خاندانی بی بی نے چوری کر لی' بعض عورتوں اور مردوں کو چوری کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی نے چوری کر لی' آپ نے فرمایا' اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس نے پھر چوری کر لی' آپؐ نے فرمایا اس کا ایک پیر کاٹ دو' اس نے پھر چوری کر لی' آپ نے فرمایا اس کا دوسرا ہاتھ کاٹ دو' وہ کاٹا گیا تو اس نے پھر چوری کر لی۔ آپؐ نے فرمایا اس کا دوسرا پیر بھی کاٹ دو۔

حدیث پاک میں لکھا ہے کہ وہ دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹوا بیٹھا' لیکن چوری پھر بھی کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تلوار مار کر اس کی گردن اڑا دو۔

یہ میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی عدالت ہے' اللہ ہماری عدالتیں بھی ایسی بن جائیں کہ جہاں سے انصاف ملے' لوگوں کی حق تلفی نہ ہو۔ بلکہ حق ملے۔

بعض دفعہ لوگ بڑے چالاک بن کر کوئی اچھا سا وکیل کر کے بیگانے کا حق کھا لیتے ہیں' دوسرے کا حق مارتے ہیں اور بعض دفعہ ججوں کو بھی غلطی لگ جاتی ہے' لیکن بیگانے کا حق کھانے والا یہ نہ سمجھے کہ میں کوئی اچھی چیز کھا رہا ہوں بلکہ وہ جہنم کی آگ اپنے پیٹ میں ڈال رہا ہے۔

بعض دفعہ چالاکی اور ہوشیاری دیکھ کر نبیؑ بھی بھول جاتا ہے۔ حدیث پاک میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس دو عورتیں ایک مقدمہ لے کر آئیں، کہتی ہیں یا حضرت ہم دونوں جارہی تھیں، ہم دونوں کے پاس ایک ایک بچہ تھا، ہم پیشاب کرنے کے لیے ذرا ''پرے'' ہو کر بیٹھیں تو ایک کا بچہ بھیڑیا اٹھا کر لے گیا، یہ کہتی ہے بھیڑیا تیرا بچہ لے کر گیا ہے اور میں کہتی ہوں کہ بھیڑیا اس دوسری عورت کا بچہ اٹھا کر لے گیا ہے۔ حضرت ہم دونوں کا جھگڑا نپٹا دیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے نبیؑ ہیں۔ جس عورت کا بچہ بھیڑیا لے کر گیا تھا، وہ بڑی چالاک، ہوشیار تھی، باتیں زیادہ کرنا جانتی تھی۔ اس نے اپنی زبان کی تیزی کی وجہ سے مقدمہ جیت لیا اور داؤد نبیؑ سے اس کا بچہ حاصل کر لیا۔ یہ نبیؑ ہے لیکن اس کی زبان کی تیزی کی وجہ سے اس کا بچہ اس کو دے دیا، فیصلہ غلط ہے۔ یہ بیبیاں باہر نکلیں تو سامنے سلیمان علیہ السلام کھڑے تھے۔ جس کا جگر گوشہ دوسری بی بی لے کر جارہی تھی، یہ بیچاری تڑپ رہی تھی، رو رہی تھی، اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں، ہماری عدالتوں میں سے لوگ ہنستے ہوئے باہر نکلتے ہیں یہاں سے تو کوئی بھی روتا ہوا نہیں نکلتا کیونکہ یہاں انصاف ہوتا ہے، یہاں کسی کی حق تلفی نہیں ہوتی۔

یہ بی بی کہتی ہے سرکار! پھر آج تو اس کا داؤ لگ گیا ہے۔ بچہ میرا ہے اور آپ کے بابا نے اس کو دے دیا ہے۔ نبیؑ کی عمر بھی اتنی نہیں، صرف بارہ، چودہ سال عمر ہے، لیکن نبیؑ عقل اور فہم کا بادشاہ ہوتا ہے، نبیؑ بڑا عقل مند ہوتا ہے لیکن بعض دفعہ نبیؑ سے بھی بھول ہو جاتی ہے۔

اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں، اے بی بی، اگر تیری تسلی نہیں ہوئی تو میں دوبارہ فیصلہ کر دیتا ہوں یہ کہتی ہے سرکار پھر دوبارہ فیصلہ کر دو، میرا حق مارا گیا ہے، میرا حق دلا دو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان دونوں عورتوں کو اپنے پاس بٹھا لیتے ہیں اور ایک ساتھی کو فرماتے ہیں جا چھری لے کر آ۔

یہ بی بی کہتی ہے، حضرت چھری منگوا کر آپ کیا کریں گے؟

اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں، اے بی بی تیرا جھگڑا ختم کرنے لگا ہوں، اس بچے کو کاٹ کر آدھا تجھے دے دیتا ہوں اور آدھا اس کو دے دیتا ہوں، تاکہ ہر روز کا جھگڑا ختم ہو جائے۔

جس بی بی کا بچہ بھیڑیا اٹھا کر لے گیا تھا' یہ کہتی ہے' ٹھیک ہے سرکار' کاٹ دو' اس کا مقصد یہ تھا کہ میں تو اپنے بچے سے ہاتھ دھو بیٹھی ہوں' یہ بھی اپنے بچے سے ہاتھ دھو بیٹھے جس عورت کا بچہ تھا' یہ بی بی سلیمان علیہ السلام کو کہتی ہے حضرت جی چھری سے نہ کاٹنا بلکہ اس کو ہی دے دو۔ جیتا رہا تو کبھی اس کا چہرہ ہی دیکھ لیا کروں گی۔ بعض دفعہ نبیؑ کی عدالت میں بھی اس طرح ہو جاتا ہے' لیکن یہ محمد ﷺ کی سچی اور سچی عدالت ہے آپؐ فرماتے ہیں اے دنیا جہان والو! قیامت کے دن کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا۔ سایہ ہوگا تو اللہ کے عرش کا ہوگا۔ سب سے پہلے رب کے عرش کے سائے کے نیچے وہ لوگ ہوں گے' جو دنیا میں انصاف کرتے ہیں' انصاف کرنے والے اللہ کے عرش کے سائے کے نیچے ہوں گے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے دنیا میں عدل اور انصاف کیا' یہ قیامت کے دن نور کے منبروں پر اللہ کے عرش کے داہنی طرف بیٹھے ہوئے ہوں گے۔

ایک حدیث میں میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ ایک جج' ایک وزیر' ایک منصف قاضی جو انصاف کرتا ہے اس کا ایک دن کا انصاف اللہ کے نزدیک سات سال کی عبادت سے افضل ہے۔

اسی لیے میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ عادل بادشاہ اور منصف حکمران جب کوئی دعا کرتا ہے اللہ پاک فرماتے ہیں مجھے شرم آتی ہے کہ میں تیری دعا کو قبول نہ کروں۔

میرے بھائی! یہ دیکھو کیسا انصاف ہے' بنو مخزوم قبیلے سے تعلق رکھنے والی بڑی خاندانی بی بی نے چوری کر لی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا' خاندان بڑا اونچا ہے' لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اگر ہاتھ کاٹا گیا تو قیامت تک ''کالک'' نہیں اترے گی' چلو' حضرت عمرؓ سے سفارش کروا لیتے ہیں' یا فلاں کو سفارشی بنا لیتے ہیں۔

جب کام سفارشوں پر آ جائے' تو کام اسی وقت شروع ہوتا ہے' چور ایک ہوتا ہے' اور اس کے پچاس سفارشی ہوتے ہیں' ڈاکو ایک ہوتا ہے اور اس کو بچانے والے ہزاروں ہوتے ہیں۔

خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا انصاف قائم کیا' آپ کے دور میں دور دور تک اسلامی مملکت کی حدود چلی گئیں تھیں۔

ایک دن کہتے ہیں کہ میرا سیب کھانے کو دل چاہتا ہے' آپ کے ایک رشتہ دار کو پتہ چلا کہ آج آپ کا سیب کھانے کو دل چاہتا ہے' وہ آ کر کہتا ہے' حضرت سنا ہے آپ کا سیب کھانے کو دل چاہتا ہے' یہ لو' سیب حاضر ہے۔ آپ نے سیب پکڑ کر خوشبو لی اور سیب کو کہنے لگے' تیری خوشبو اور رنگت بڑی پیاری ہے اور تو بڑا مزیدار ہو گا میرا دل چاہتا ہے کہ تجھے کھا لوں' لیکن آپ نے واپس کر دیا۔

وہ رشتہ دار کہنے لگا' سرکار آپ کا دل چاہتا ہے تو آپ کھاتے کیوں نہیں؟

آپؒ فرماتے ہیں آج تو سیب لے کر آیا ہے اور کل کسی کی سفارش لے کر آئے گا۔

یہ کیسا انصاف ہے کہ ''بھیڑیئے اور بکریاں اکٹھی'' ''چرتی'' ہیں لیکن بھیڑیا بکریوں کو کچھ نہیں کہتا۔ جب زمین پر انصاف ہو تو زمین خوش ہوتی ہے' حیوان خوش ہوتے ہیں اور اللہ برکت فرما دیتے ہیں۔

میرے بھائی! جب بادشاہ کی نیت میں فرق پڑ جائے تو رعایا کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اگر آدمی کی نیت میں فرق پڑ جائے تو گھر کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے' جہاں نیتوں میں فرق پڑ جائیں وہاں رب کی رحمتیں نہیں ہوتیں' نیت صحیح کرو' حکمران بھی نیت صحیح کریں' رعایا بھی نیت صحیح کرے۔ تمام افسران بھی نیت صحیح کریں' عوام بھی نیت صحیح کرے' گھر والے بھی نیت صحیح کریں اور دوکاندار بھی نیت صحیح کریں' داؤ لگانے کی کوشش نہ کریں' مولانا خادم مرحوم نے لکھا ہے!

اوتھے کدی رب نئیں رحم کردا' جتھے نیتاں دے وچ کھوٹ ہووے
اوتھوں برکتاں رب اٹھا لیندا' جتھے وچ بھراواں انجوٹ ہووے
جگھا کدی او خیر نال وسیائیں' جتھے وسدا نت دا سوٹ ہووے
اس بات وچ نفع نئیں کوئی ہندا' گل گل اندر جتھے چوٹ ہووے

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا انصاف کیا ہے' فوت ہونے کے بعد ایک دن بڑے گھبرائے ہوئے کسی کو خواب میں اس حالت میں ملے کہ اپنا پسینہ صاف کر رہے ہیں' یہ کہتا ہے سرکار' آپ نے تو اتنا انصاف کیا ہے' آپ پھر بھی

گھبرائے ہوئے ملے ہیں؟

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ فرماتے ہیں' بھائی بات سن لے' میری حکومت کے دوران ایک نہر کے اوپر پل تھا اور اس پل کو ایک سوراخ تھا' ایک دن وہاں سے بکریوں کا ایک ''اجڑ'' گزرا تھا' تو پل کے سوراخ میں ایک بکری کی ٹانگ پھنس کر ٹوٹ گئی تھی' آج اللہ کریم مجھے پوچھ رہے ہیں کہ تیری حکومت کے دوران بکری کی ٹانگ ٹوٹی ہے تو کیوں ٹوٹی ہے۔

جہاں روزانہ ہزاروں لوگ ذبح ہو جائیں' جہاں روزانہ لوگوں کی عزتیں لوٹی جائیں اور جہاں روزانہ ڈاکے پڑیں اس ملک کا کیا بنے گا۔

یہ دیکھ لے' یہ سفارشی تلاش کرتے پھر رہے ہیں کہ فلاں کو سفارشی لے چلو' انہوں نے سوچا کہ زید کے بیٹے اسامہؓ کو لے چلیں' حضرت کو اس سے بڑا پیار ہے۔ نبی کریمؐ مان جائیں گے۔ حضرت اسامہؓ چل پڑے' رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو کہتے ہیں سوہنیا یہ بی بی غلطی کر بیٹھی ہے' بعض عورتیں اپنی عادت سے مجبور ہوتی ہیں اس کو اور سزا دے لو۔ منہ کالا کر دو۔ جرمانہ کر لو لیکن ہاتھ نہ کاٹنا' حضرت یہ قیامت تک عار رہے گی' یہ سن کر اللہ کے پاک پیغمبرؐ کا چہرہ پرانوار سرخ ہو گیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ اَتَشْفَعُ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ. اے اسامہ کیا تو اللہ کی حدود میں مجھ سے سفارش کرتا ہے۔ لَوْ سَرَقَتْ فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا. اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو محمدؐ اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا انصاف ہو تو امن قائم ہوتا ہے' اولاد کے درمیان بھی انصاف کیا کرو' اولاد کا حق نہ کھایا کرو' ورنہ قیامت کے دن ظالم بن کر اللہ کے دربار میں پیش ہو جاؤ گے۔

ایک صحابی کی بیوی کہتی ہے' موت کا کیا پتہ ہے' میرا یہ بیٹا مجھے بڑا پیارا لگتا ہے تو اس طرح کر کہ اپنے جیتے جی رسول اللہ ﷺ کی گواہی ڈال لے کہ میرے مرنے کے بعد یہ میرا غلام اس میرے بیٹے کا ہے۔

بعض دفعہ اس طرح ہوتا ہے کہ تمام اولاد میں سے ایک بچہ زیادہ پیارا لگتا ہے' ایک کم پیارا لگتا ہے۔ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ ایک بچہ زیادہ خدمت کرتا ہے اور ایک کم کرتا ہے۔

آخرایک دن یہ صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا' جا کر کہتا ہے سوہنیا گواہ ہو جاؤ۔ میرے مرنے کے بعد یہ غلام میرے اس بیٹے کا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' کیا تیری اور بھی اولاد ہے

کہتا ہے سوہنیا' اللہ کی بڑی کرم نوازی ہے' میرے اور بھی بیٹے بیٹیاں ہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں کیا تو نے دوسروں کو بھی ایک ایک غلام دیا ہے یا صرف اس اکیلے کو ہی دیا ہے؟ کہتا ہے حضرت سب کو تو نہیں' صرف اس اکیلے کو ہی دیا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' اَتُشْهِدُوْنِیْ عَلَی الزُّوْرِ. تو ایک ظلم کرنے لگا ہے اور گواہی محمد ﷺ کی ڈالنے لگا ہے۔ یہ بھی ظلم ہے کہ تو ایک بیٹے کو دے اور ایک کو نہ دے۔

یہ بھی ظلم ہے کہ تو دو بیویاں رکھے اور انصاف نہ کرے۔

میرے بھائی! جب زمین پر ظلم ہوتا ہے تو اللہ کا عرش کانپ جاتا ہے' دعا کرو اللہ انصاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اولاد کے درمیان بھی انصاف کرو۔۔۔ بیویوں کے درمیان بھی انصاف کرو۔۔۔ اور جو آپ کے ماتحت ہیں ان کے درمیان بھی عدل کرو' ورنہ قیامت کے دن تیرے ہاتھ باندھ کر تجھے رب کے دربار میں پیش کیا جائے گا۔

میں ان آیات کا شان نزول بتا رہا تھا کہ خیبر میں (مدینے کے قریب یہ قلعہ خیبر بڑا مشہور تھا) ایک یہودی سردار نے ایک عورت سے برائی کر لی تو انہوں نے خود ہی سوچا کہ ہماری تورات میں تو یہ لکھا ہوا ہے کہ زانی کو رجم کر دو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ابھی رجم کی آیات نہیں اتریں' اس لیے رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کروا لیتے ہیں' انہوں نے بنونضیر کے یہودیوں کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ سے ایک فیصلہ کروا دیں' جب یہ نبی پاک ﷺ کے پاس آئے تو ان کے آنے سے پہلے اللہ نے آسمان سے جبرائیلؑ کو بھیج دیا' فرمایا جبرائیلؑ جا کر میرے مصطفیٰ ﷺ کو بتا دے کہ جس طرح تورات میں بے غیرت مرد اور عورت کو پتھر مار مار کر ختم کیا جاتا ہے' قرآن میں بھی اللہ کریم نے اسی طرح مسئلہ بیان فرمایا ہے' جبرائیلؑ نے آ کر بتا دیا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے یہودیو! جس طرح تمہاری تورات میں لکھا ہے'

ہمارے قرآن میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ اس مرد اور عورت کو رجم کرنا پڑے گا۔ یہ کہنے لگے ہم نہیں مانتے جبرائیلؑ کہنے لگے سوہنیا' اب آپ کے پاس آئے ہوئے یہ مجرم اگر اسی طرح واپس چلے جائیں تو بات جچتی نہیں' آپ فرماتے ہیں جبرائیلؑ پھر کیسے کرنا چاہیے؟

جبرائیلؑ اللہ کے پاک پیغمبرؐ کو بتاتے ہیں کہ سوہنیا ''مقام فدک'' پر ان کا ایک بہت بڑا عالم رہتا ہے' اس کا نام ''ابن سوریاء'' ہے' رنگ کا گورا ہے اور ایک آنکھ سے کانا ہے' ان سے ذرا اس کے بارے میں پوچھو' آپ ﷺ فرماتے ہیں اے مدینے کے یہودیو! مقام فدک پر تمہارا ایک نوجوان رہتا ہے' اس کی ایک آنکھ نہیں ہے' رنگ کا گورا ہے کیا تم اس کو جانتے ہو؟

یہودی کہنے لگے سوہنیا اس وقت پوری زمین پر اس آدمی سے بڑھ کر ہم میں عالم ہی کوئی نہیں۔ حضرت اس کی بات تو بالکل سچی بات ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں اے خیبر والو! جس طرح ابن سوریاء فیصلہ کردے کیا تمہیں منظور ہے؟

یہ کہتے ہیں حضرت اس کا فیصلہ ہم کو بالکل منظور ہے' اس کا فیصلہ ہمارے سر ماتھے پر آپ ﷺ فرماتے ہیں جاؤ ابن سوریاء کو بلا کر لاؤ' وہ آجاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ہاں بھائی' کیا تو اپنی قوم کا عالم ہے۔ کہتا ہے جی' لوگ مجھے کہتے ہی ہیں' اللہ نے مجھے کچھ علم دیا ہوا ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں کیا تو تورات پڑھا ہوا ہے' کہتا ہے ہاں جی' پڑھا ہوا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھنا چاہتا ہوں جس نے موسیٰؑ پر تورات نازل فرمائی تھی جس نے تمہارے بڑوں کے لیے دریا میں بارہ راستے بنا دیئے' جس نے تمہاری قوم پر من و سلویٰ نازل کیا تھا۔ بات سچی کرنا۔

(یہودیوں کا ایک فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' آپ ﷺ فرماتے ہیں جو تمہاری تورات میں لکھا ہے میرا فیصلہ ویسے ہی ہے۔ یہ کہنے لگے' ہماری تورات میں تو لکھا ہی نہیں' آپ فرماتے ہیں تورات لاؤ' یہ تورات لے آئے' اس مولوی نے جس لائن پر فیصلہ لکھا ہوا تھا اس پر ہاتھ رکھ لیا اور اس سطر کے اوپر نیچے سے پڑھ دیا' حضرت ابی بن

کعب رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے کہتے ہیں سرکار یہ داؤ لگا رہے ہیں' جس لائن پر فیصلہ لکھا ہے' اس آیت پر اس نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ یعنی کہ چھپایا ہوا ہے' اس قوم کے پاس بڑے بڑے طریقے ہیں۔)

آپ فرماتے ہیں ابن سوریاء میں تجھے اللہ ذوالجلال کی قسم دے کر پوچھنا چاہتا ہوں' صحیح صحیح بات کرنا' ابنِ سوریاء کہتا ہے حضرت جی' اگر آپ اللہ کی قسم دے کر پوچھنا چاہتے ہیں تو پھر ہماری تورات میں بھی لکھا ہوا ہے کہ جب شادی شدہ مرد اور عورت برائی کریں گے تو دونوں کو پتھر مار مار کر رجم کیا جائے گا۔

اللہ کے نبیؐ نے فیصلہ فرما دیا' آپ فرماتے ہیں' تمہاری تورات میں بھی اسی طرح فیصلہ ہے' انجیل میں بھی اسی طرح فیصلہ ہے اور میرا بھی اسی طرح فیصلہ ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اس مرد اور عورت کو مسجد نبوی کے سامنے صحابہؓ نے پتھر مار مار کر رجم کیا' میں دیکھ رہا تھا جب ان کو پتھر لگ رہے تھے تو یہ مرد اس عورت کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا' اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ ٱلَّذِينَ يُسَـٰرِعُونَ فِى ٱلْكُفْرِ مِنَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِأَفْوَٰهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ ٱلَّذِينَ هَادُوا۟ ۛ سَمَّـٰعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّـٰعُونَ لِقَوْمٍ ءَاخَرِينَ.

اے میرے محبوب' گھبرانے اور غم کرنے کی ضرورت نہیں' یہ یہودی پروگرام بنا کر آئے ہیں کہ اگر نبیؐ نے ہماری شریعت کے مطابق ہمارے حق میں فیصلہ دیا تو مان لیں گے اور اگر نہ دیا تو نہیں مانیں گے' آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' میں عنقریب ہی تجھے فتح عطا فرماؤں گا اور ہر جگہ تیرے نام کے چرچے ہو جائیں گے۔

یہ دیکھ' میرے نبیؐ کا کیسا انصاف ہے' مدینہ طیبہ میں ایک قبیلے کے آدمی آپ کے پاس آئے اور آ کر مسلمان ہو گئے۔ ان کو مدینے کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم اس طرح کرو کہ باہر کھلے میدان میں چلے جاؤ۔ وہاں بیت المال کے اونٹ موجود ہیں۔ آپ ان ڈاچیوں کا دودھ دوھ کر اس میں اونٹوں کا

پیشاب ملا کر وہ دودھ پیو' یہ کھلے میدان میں چلے گئے اور ڈاچیوں کا دودھ پی کر خوب موٹے تازے ہو گئے' نتیجہ یہ نکلا کہ یہ اسلام سے پھر گئے۔ انہوں نے اونٹوں کے چرواہے کی آنکھیں بھی نکال دیں اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ میں پھینک دیا' وہ بے چارے اسی طرح تڑپ تڑپ کر مر گئے' رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ وہ دودھ پینے والی قوم نے چرواہا قتل کر دیا ہے' آپؐ نے بیس آدمی بھیجے کہ جاؤ ان کو پکڑ کر لاؤ' صحابہ گرفتار کر کے لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا جس طرح انہوں نے سزا دی ہے اسی طرح ہی ان کو دو تا کہ اللہ کی زمین پر امن قائم ہو جائے' جب زمین پر انصاف ہو' پھر اللہ پاک خوش ہوتے ہیں اور زمین پر فصلات کو اللہ پاک بہار لگا دیتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ. (روم: ۴۱)

یہ جو ہر طرف ظلم ہی ظلم نظر آ رہا ہے۔۔۔ فساد ہی فساد نظر آ رہا ہے۔۔۔ یہ جو تم کو قتل نظر آ رہے ہیں' ڈاکے' چوریاں اور بدمعاشیاں نظر آ رہی ہیں' اس کی وجہ صرف یہی ہے' کہ یہ سب کی سب تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور جنہوں نے انصاف کرنا ہو' ان کو دیکھئے جناب یوسف علیہ السلام حکمران بنے بیٹھے ہیں' پوری حکومت پر کلی اختیار حاصل ہے' عدمِ اعتماد کا بھی کوئی ڈر نہیں' قحط سالی پڑے ہوئے سات سال گزر جاتے ہیں' لوگ دور دور سے آ کر غلہ لے جاتے ہیں' آپ سیر ہو کر کھانا ہی نہیں کھاتے' فرماتے ہیں۔

آپے یوسفؑ نے رج نہ کھادا تے برساں ست کدائیں
تھوڑے قدر کفایت کھاوے تے جان بچاون تائیں
تے کہیا غلاماں یوسفؑ میاں اے مال غلہ سب تیرا
کیوں نہ رج کے کھاویں یوسفؑ تے جھلیں درد گھنیرا
یوسفؑ کہیا جے رج کھویاں مڑ بھکے یاد نہ آون
کی جواب دیاں گا رب نوں' جس دن پکڑ منگاون

جن کو ڈر رہے وہ انصاف کرتے ہیں' یہ دیکھ لے نبیؑ تو جانور پر بھی ظلم کرنا برداشت نہیں کرتا۔ مولانا عبدالستار مرحوم رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو ایک بکری نے بڑا

تنگ کیا' فرماتے ہیں۔

موسیٰؑ لاٹھی لے کر ''نسیا'' تے بکری مگر سدھایا
اے بکریئے جے قابو آئیوں' تے ٹنگ توڑاں فرمایا
جاں او بکری قابو آئی' تے یاد قیامت آئی
ڈھائیں مار کے رویا موسیٰؑ تے بکری گل نال لائی
اے بکریئے جے میں ماردا تینوں لنگ ٹٹ جاندے تیرے
روز قیامت دعویٰ کردیوں کی پلے رہندا میرے

ایک پیغمبرؑ ایک مقام پر پہنچا تو بے خبری میں چیونٹیوں کے ''بھوں'' پر بیٹھ گیا' ایک چیونٹی نے کاٹ لیا' نبیؑ کو غصہ آ گیا تو نبیؑ نے سارا ''بھوں'' ہی جلا دیا۔ اللہ نے آسمان سے جبرائیل بھیج دیا اور فرمایا! اے میرے پیغمبرؑ ان بے چاری چیونٹیوں کا کیا گناہ تھا' تو نے ان کو کیوں ختم کیا ہے؟ نبیؑ کہتا ہے' یا اللہ ایک چیونٹی نے مجھے کاٹا ہے' اللہ فرماتے ہیں تجھے کاٹا ایک چیونٹی نے ہے اور تو نے تباہ سب کو کر دیا ہے۔

اللہ کو ظلم ہرگز پسند نہیں' عدل اور انصاف پسند ہے۔

میرے بھائی انصاف ہوگا تو امن قائم ہوگا' دیکھئے اگر آج ایک چور کا ہاتھ کاٹا جائے تو لوگ چوریوں سے توبہ کر جائیں' قاتل کو قتل کیا جائے' لوگ توبہ کریں' سعودی عرب میں کیوں امن ہے' ایک دن میں نے وہاں کے چیف جسٹس کا انٹرویو پڑھا' اس نے بتایا کہ ہم لاکھوں آدمیوں کو سکون پہنچانے کے لیے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹتے ہیں اور لاکھوں آدمیوں کو راحت پہنچانے کے لیے ایک آدمی کی گردن اتارتے ہیں۔ یہ معلوم ہو کہ اگر میں نے کسی کو قتل کیا تو حکومت مجھے پکڑ کر مار دے گی تو کوئی قتل ہی نہیں کرے گا۔ اگر یہ پتہ ہو کہ چوری کرنے سے میرا ہاتھ کاٹا جائے گا تو بتاؤ کوئی چوری کرے گا؟ اصل میں ہمارے ملک میں قرآن وسنت کا نفاذ ہی نہیں' اس لیے بدامنی ہے' دعا کرو' اللہ قرآن وسنت قسمت میں فرما کر امن نصیب فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

وفات النبی ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. (مائدہ: ۳)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ رب رحمٰن کے لیے ہے' درود و سلام سید الکل' خاتم الرسل جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر۔

سورۃ مائدہ کی ایک آیت کا کچھ حصہ آپ کے سامنے تلاوت کیا ہے اللہ کریم سے دعا ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ میرے سمیت سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جب اللہ کے پاک پیغمبر جناب محمد ﷺ نے اپنی زندگی میں آخری حج کیا۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کی زندگی کا ایک ہی حج تھا جو حجۃ الوداع کے نام سے موسوم ہے۔

ایسا نقشہ بنا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہؓ کا اجتماع ہے' آمنہ کے لال' جدھر نظر دوڑاتے ہیں ادھر صحابہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نظر آتے ہیں' جاں نثار ہی نظر آتے ہیں' اللہ کا وعدہ پورا ہو چکا ہے جو اس نے اپنے مصطفیٰ ﷺ سے کیا تھا۔

اللہ پاک فرماتے ہیں:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۝

اے میرے محبوب پیغمبر محمد ﷺ جب اللہ کی مدد آئے گی تو آپ دیکھیں گے کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ عرفات کا میدان ہے' عرفہ اور جمعہ کا دن ہے' عرفہ کا دن وہ بھی عید کا دن' جمعہ کا دن وہ بھی عید کا دن اور بعض روایات میں لکھا ہے کہ اس دن پانچ عیدیں تھیں' قدرتی طور پر عیسائیوں' مسلمانوں اور یہودیوں کی

عید بھی اسی دن تھی' اللہ ذوالجلال والاکرام نے عرفات کے میدان میں اپنے مصطفیٰ ﷺ پر یہ آیات نازل فرمائیں اور یہ آیات سب سے آخری آیات ہیں۔ اس کے بعد اللہ نے قرآن کریم کی کوئی آیت نازل نہیں فرمائی۔

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ

اے میرے محبوب پیغمبر جناب محمد e اور میرے نبیؐ کے ساتھیو آج کے دن کافر آپؐ کے دین سے ناامید ہوگئے ہیں۔ ان سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں صرف مجھ سے ہی ڈرو۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاo (مائدہ: ۳)

اللہ پاک فرماتے ہیں آج میں نے آپؐ پر اپنا دین مکمل کر دیا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ۲۳ سال میں اللہ کریم نے اپنے مصطفیٰ ﷺ پر دین مکمل کیا' نبی ﷺ نے پورے کے پورے احکام سارا دین سنا دیا' آپؐ نے صحابہؓ سے پوچھا اے میرے صحابہ کرامؓ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں نے آپ تک اللہ کا دین پہنچا دیا ہے' صحابہؓ نے ہاتھ کھڑے کر کے اللہ کے پاک پیغمبر کو بتایا' سوہنیا ہم اقرار کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے مکمل دین ہم تک پہنچا دیا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں جو لوگ اب نہیں آئے' ان تک پہنچا دیں' دین میں کوئی کمی اور گنجائش نہیں رہ گئی' اب اس میں کمی بیشی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابہ کرامؓ آج مجھ سے حج کے احکام تسلی سے سن لیں اور پوچھ لیں۔ شاید آج کے بعد مجھے حج نصیب نہ ہو' مجھے اللہ پاک دوبارہ اس مقام پر آنے کا موقع نصیب نہ فرمائیں جب یہ آیات نازل ہوئیں تو اللہ کے پاک پیغمبرؐ نے سمجھ لیا کہ اب میرے لیے یہ آخری دن ہیں' میں دنیا سے جانے والا ہوں اور اس کی نشانیاں یہ تھیں کہ اللہ کے پیغمبر ماہِ رمضان میں ہر سال دس دن اعتکاف کرتے

تھے' اس سال میرے مصطفیٰ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا' اس کے علاوہ ہر سال قرآن کریم کا ایک دفعہ دور ہوتا تھا اس دفعہ جبرائیلؑ نے دو دفعہ دور کروایا۔

ذوالحج کا مہینہ گزر گیا' محرم کے بعد صفر آیا' صفر کے آخری ایام میں میرے نبیؐ میدان احد میں گئے۔ وہاں جا کر میرے نبیؐ نے احد کے ستر شہداء کے لیے دعائیں کیں' ان کو الوداع کہا اور ۲۹ صفر کو میرے مصطفیٰ ﷺ ایک جنازے سے واپس آ رہے ہیں کہ آپؐ کو سر درد شروع ہو گیا۔ سر درد کے ساتھ آپؐ کو تیزی سے بخار چڑھ گیا' صحابیؓ کہتا ہے کہ اللہ کے پاک پیغمبر کو اتنا تیز بخار تھا کہ آپ نے اپنے ماتھے پر پٹی باندھی ہوئی تھی پھر بھی بخار کی گرمی اس رومال سے باہر آ رہی تھی۔

صفر کے بعد ربیع الاول آیا' یہی وہ مہینہ ہے جس کی ۹ تاریخ کو اللہ نے اپنے مصطفیٰؐ کو پیدا فرمایا اور اسی مہینے کی ۱۲ تاریخ کو اللہ نے اپنے مصطفیٰ ﷺ کو اپنے پاس بلا لیا' آپؐ کی پیدائش میں اختلاف ہے اور وفات میں کسی کا اختلاف نہیں' ساری امت کا اجماع ہے کہ اللہ کے پاک پیغمبر ۱۲ ربیع الاول سوموار کے دن اپنی تریسٹھ سالہ اور چار دن کی زندگی گزار کر اپنے اللہ کے ہاں چلے گئے۔ میرے نبیؐ تیرہ یا چودہ دن بیمار رہے' حتیٰ کہ ماہِ ربیع الاول آ گیا' اللہ کے پیغمبر کی بیک وقت نو بیویاں تھیں' اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المومنین بھی موجود ہیں' اللہ کے نبیؐ بار بار فرماتے ہیں' کل میں کس کے گھر جاؤں گا' میں کس مقام پر جاؤں گا' اماں جی سمجھ گئیں کہ اللہ کے پاک پیغمبر کا دل چاہتا ہے کہ میں حجرہ عائشہ صدیقہؓ میں جاؤں' تمام امہات المومنین اجازت دے دیتی ہیں کہ سوہنیا جہاں آپؐ کا دل چاہتا ہے اس حجرے میں تشریف لے جائیں۔

اللہ کے پاک پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ حجرہ عائشہ صدیقہ میں چلے جاتے ہیں' آپ بیماری کے عالم میں بھی نمازیں خود پڑھاتے رہے' حتیٰ کہ وہ دن بھی آئے اللہ کے پاک پیغمبر کی مبارک زندگی کے پانچ دن باقی رہ جاتے ہیں' آپؐ فرماتے ہیں سات کنوؤں کا پانی لاؤ' چنانچہ سات مشکوں میں پانی لایا گیا اور رسول اللہ ﷺ کو ایک ''ٹب'' میں بٹھا کر یہ پانی آپ پر انڈیلا گیا' اس سے حضرت کا بخار کچھ نرم ہوا' آپؐ

فرماتے ہیں مجھے مسجد لے چلو' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسجد میں لے گئے' اللہ کے پاک پیغمبرؐ منبر پر بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں میرے صحابہؓ سنو! اگر کسی آدمی نے مجھ سے کچھ لینا ہے تو لے لو۔

ایک صحابی کھڑا ہو کر کہتا ہے' سوہنیا میں نے آپؐ سے تین درہم لینے ہیں' آپؐ نے فضل ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا' جاؤ اس کے تین درہم ادا کر دو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر میں نے کسی پر زیادتی کی ہے تو وہ بھی بدلہ لے سکتا ہے' ایک صحابی کھڑا ہوا' کہتا ہے سوہنیا آپؐ نے ایک دن مجھے چھڑی ماری تھی۔

آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو بھی اپنی چھڑی کا بدلہ لے لے' یہ صحابی کہتا ہے سوہنیا جب آپؐ نے مجھے چھڑی ماری تھی اس وقت میری کمر ننگی تھی' آپ کے جسم پر کپڑا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں بھی اپنی کمر ننگی کر دیتا ہوں تو بھی اسی طرح میرے جسم پر چھڑی مار کر بدلہ لے لے' یہ صحابی حضرت کی کمر ننگی دیکھ کر چھڑی پکڑ کر دور سے دوڑتا ہوا آتا ہے اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو چومنا شروع کر دیتا ہے۔

اللہ کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو نے یہ کیوں کیا ہے؟

کہتا ہے سوہنیا میں نے یہ چاہا کہ اللہ کے پاک پیغمبرؐ کے جسم اطہر کا آخری بار بوسہ ہی لے لوں۔ آپؐ فرماتے ہیں اے میرے صحابہؓ اللہ نے ایک بندے کو یہ اختیار دیا ہے کہ اے میرے بندے اب دنیا میں رہنا ہے یا میرے پاس آنا ہے۔ اس بندے نے اللہ کے ہاں جانے کو پسند کر لیا ہے' صحابہؓ یہ بات نہ سمجھ سکے' لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے' لوگ کہنے لگے' ابوبکرؓ آپ کو کیا ہوا ہے آپؐ نے تو عام بات کی ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اے صحابہؓ کی جماعت! تم اللہ کے رسول کی بات ہی نہیں سمجھ سکے' اگر کوئی آدمی ہے جس کو اللہ نے یہ اختیار دیا ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں' اب آپ ہمارے پاس مہمان ہیں اب میرے نبیؐ کی زندگی کے صرف پانچ دن باقی رہ جاتے ہیں' فجر' ظہر' عصر اور مغرب کی نماز آپؐ نے پڑھائی عشاء کی اذان ہو جاتی ہے' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مسجد کے قریب آ کر کہتے ہیں' الصلوٰۃ' الصلوٰۃ' نماز

کا وقت ہو گیا ہے' اللہ کے پیغمبرؐ فرماتے ہیں' مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ. میں مسجد میں نہیں آ سکتا میرے ابوبکرؓ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔ ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی میرے نبی ﷺ کی زندگی میں ابوبکر نے سترہ نمازیں پڑھائیں' حتیٰ کہ آج میرے مصطفیٰ ﷺ کی زندگی کا آخری دن ہے' اللہ کے پاک پیغمبر' اللہ سے دعا فرما رہے ہیں۔

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ.(مشکوۃ)

اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں' اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ بَعْدِیْ. (کتاب التوحید)

اے اللہ میں تیرا نبیؐ دنیا سے جا رہا ہوں' اللہ میری قبر کو بت خانہ نہ بنانا۔۔۔ میری قبر پر میلہ نہ لگانا۔۔۔ میری قبر پر جھنڈیاں نہ لگانا' اللہ اپنے نبیؐ کی قبر کو اس قسم کی خرافات سے محفوظ فرمانا' لوگ میری قبر پر آ کر سجدہ نہ کریں۔

آپ دیکھ لیجئے' آپ کی قبر آج بھی کچی ہے' یہ جو اوپر گنبد بنا ہوا ہے' یہ رسول اللہؐ کی زندگی کے بعد بنا ہے' جو اس وقت مدینے کا بادشاہ تھا اس کو خواب آئی' وہ خواب میں دیکھتا ہے' اللہ کے پاک پیغمبرؐ فرماتے ہیں کہ میری قبر کو یہودی و عیسائی کھود کر میری نعش کی بے حرمتی کرنا چاہتے ہیں' ایک دن خواب آئی' تیسرے دن خواب آئی' اس لیے اس نے پانی کی تہہ تک زمین کھود کر آپؐ کی قبر کے اردگرد پکی دیوار بنا دی تھی' تا کہ کوئی حضرت کی نعش مبارک کی بے حرمتی نہ کر سکے۔ آپؐ نے فرمایا ہے جو پکی قبر بنائے گا یا قبر پر چراغ جلائے گا اس پر خدا کی لعنت برستی ہے۔ اللہ نبی پاکؐ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حتیٰ کہ آج ۱۲ ربیع الاول سوموار کا آخری دن آ گیا' اماں جی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو میرے نبی ﷺ اپنے پاس بلاتے ہیں' اپنی پیاری بیٹی کو بلا کر اس سے پیار کرتے ہیں اور اس کے کان سے منہ لگا کر کہتے ہیں' اے میری پیاری بیٹی فاطمہ' میں اب دنیا سے جا رہا ہوں میرا آخری وقت ہے۔ اماں جی یہ سن کر رو پڑتی ہیں' حضرت پھر کان سے منہ لگا کر فرماتے ہیں' اے میری پیاری بیٹی فاطمہؓ کیا تو نہیں چاہتی کہ میرے بعد تو میرے پاس جلدی پہنچ جائے گی' اللہ نے تجھے جنت کی عورتوں کی سردار بنا دیا ہے۔

میرے مصطفیٰ ﷺ کا آخری دن ہے' ایک آدمی آ کر حضرت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے' سیدہ فاطمہؓ فرماتی ہیں اے آنے والے مسافر' میرے ابا جی بیمار ہیں' اس لیے وہ باہر نہیں آ سکتے۔ یہ پھر دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ سیدہ فاطمہؓ فرماتی ہیں' ابو جی' باہر ایک آدمی دروازہ کھٹکھٹاتا ہے ہم دروازہ کھولتے ہیں تو نظر نہیں آتا۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں اے میری پیاری فاطمہؓ یہ اعرابی' دیہاتی نہیں' یہ تو وہ ہے جو بچوں سے ماں باپ جدا کر دیتا ہے' یہ بیویوں کو بیوہ کرنے والا اور بچوں کو یتیم کرنے والا عزرائیلؑ ہے۔ جو آج تجھے بھی یتیم کرنے کے لیے آیا ہے۔

ایک دن اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ کے پاس جبرائیلؑ بیمار پرسی کرنے کے لیے آیا' دوسرے دن بھی آیا' جبرائیلؑ کے ساتھ اسماعیل نامی فرشتہ بھی آتا ہے۔ چوتھے دن جبرائیلؑ پھر آئے اور آ کر میرے نبی ﷺ کو کہتے ہیں۔ آج میرے ساتھ اسماعیل نہیں آیا بلکہ عزرائیلؑ آیا ہے' وہ دروازے پر کھڑا اجازت طلب کر رہا ہے۔ آپؐ کی اجازت سے عزرائیلؑ آگے آ جاتا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں عزرائیلؑ تیری کیا رائے ہے؟

عزرائیلؑ کہتا ہے سوہنیا! اللہ کریم نے فرمایا تھا کہ اگر میرا نبیؐ اجازت دے تو روح قبض کر لینا اور اگر اجازت نہ ملے تو واپس آ جانا۔ ویسے میں جدھر جاتا ہوں کبھی خالی واپس نہیں آتا۔ میں نے تو آباد گھر اجاڑ دیئے ہیں' اگر آپؐ واپس بھیج دیں گے تو چلا جاؤں گا۔

یہ صرف جناب محمد ﷺ کی ہستی ہے جس سے عزرائیلؑ بھی اجازت لے رہا ہے' ورنہ اس نے کبھی کسی سے اجازت نہیں لی' وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس کی بوڑھی ماں خوار ہو گی' اس کے بچے یتیم ہو جائیں گے وہ یہ پرواہ نہیں کرتا بلکہ وہ اللہ کے حکم کا پابند ہے۔

آج میرے مصطفیٰ ﷺ کا آخری دن ہے' حضرت نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے' جس نبیؐ کا تو کلمہ پڑھتا ہے ان کی عظمت پر غور کر۔

میرے نبیؐ کی لوہے کی ایک زرہ ہے جو ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی ہے' زرہ یہودی کے پاس ہے اور رب کے نبیؐ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' اللہ نے رسول اللہؐ کے آخری وقت جو

مجھے فضیلت دی ہے۔ وہ آپؐ کی کسی بیوی کو بھی نصیب نہ ہوئی۔ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ ○ اللہ کے نبیؐ جس دن فوت ہوئے تھے۔ اس دن باری بھی میری تھی' گھر بھی میرا تھا' میری گود تھی اور میرے محمد ﷺ کا سر تھا' آخری وقت اللہ نے میرا اور آپؐ کا لعاب مبارک بھی اکٹھا کر دیا' میرے بھائی عبدالرحمٰن آئے اس کے ہاتھ میں مسواک تھی' حضرت نے اپنی نظر اس مسواک پر جمادی۔ میں نے کہا' سوہنیا کیا آپؐ کا مسواک کرنے کو دل چاہتا ہے' آپؐ نے اشارہ کیا' ہاں مسواک کرنے کو دل چاہتا ہے۔

آپ نے مسواک لی' مسواک سخت تھی' میں نے عرض کی سوہنیا کیا میں اپنی زبان سے نرم کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا' ہاں نرم کر دو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے مسواک اپنے منہ سے نرم کی پھر حضرت کو دی' حضرت نے مسواک کی آپ فرماتی ہیں آخری رات چراغ جلانے کے لیے ہمارے گھر تیل بھی نہیں تھا اور پیسے بھی نہیں تھے کہ دوکان سے ہی منگوالوں' میں نے اپنی ہمسائی سے ادھار تیل لیا اور اپنے محبوب کا چہرہ مبارک جی بھر کر دیکھا سوموار کا دن آتا ہے' بیماری دن بدن شدت اختیار کرتی جارہی ہے' حضرت بیمار ہی ہوتے جارہے ہیں۔ اب آپؐ مسجد میں بھی نہیں آتے' اللہ کے نبیؐ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام امام نامزد کر دیا ہے۔ اپنے مصلے کا وارث بنا دیا ہے۔ دوپہر کا وقت ہوگیا۔ آپؐ نے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ بلند کیے ہوئے ہیں' آپؐ فرماتے ہیں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ. موت کی بڑی بے ہوشی ہوتی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں' اَللّٰهُمَّ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى. اللہ مجھے اعلیٰ ساتھ نصیب فرمادے۔

آپؓ فرماتی ہیں میں نے حضرت کا منہ حرکت کرتا ہوا دیکھا' میں نے اپنے کان آپؐ کے منہ سے لگائے تو آپؐ فرما رہے تھے۔

مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ○ (النساء: ۶۹)

آپؐ کے ہاتھ آہستہ آہستہ نیچے ہو جاتے ہیں' اللہ کے پیغمبرؐ اس دنیائے فانی کو خیر باد کہہ کر اپنے رب کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ کے نبیؐ کی وفات کی خبر آناً فاناً پورے

مدینے میں پھیل گئی' صحابہؓ پریشان ہو گئے' کوئی ادھر رو رہا ہے اور کوئی ادھر رو رہا ہے' کہیں اماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں اور کہیں حفصہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں کہیں میرے عثمانؓ اور علیؓ رو رہے ہیں۔ میرے عمرؓ آپؐ کی وفات کی خبر سنتے ہیں تو گھبرا جاتے ہیں۔ آپ کو ہوش نہیں رہتا' آپ گھر سے تلوار پکڑ لیتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں' جس نے یہ بات کہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں' میں اپنی تلوار سے اس کی گردن اڑا کر رکھ دوں گا' اللہ کے نبیؐ کب فوت ہوئے ہیں' آپ تو رب کے پاس گئے ہیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام چالیس دن رہ کر واپس آ گئے تھے' اللہ کے نبیؐ بھی واپس آ جائیں گے اور ان منافق بے ایمان لوگوں کی گردنیں اتاریں گے۔

کسی نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جا کر اطلاع دی کہ ابوبکرؓ تو یہاں بیٹھا ہے تیرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکا ہے۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر سیدھا اماں عائشہ صدیقہؓ کے گھر گئے' جا کر دیکھتے ہیں کہ اللہ کے نبیؐ لیٹے ہوئے ہیں' آپ کے اوپر ایک یمنی چادر پڑی ہوئی ہے' آپ چادر ہٹا کر حضرت کے چہرے کو بوسہ دیتے ہیں اور ساتھ فرماتے ہیں' اللہ آپ پر کبھی بھی دو موتیں وارد نہیں کرے گا۔

اس کے بعد آپ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عمرؓ کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن عمر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں بات ہی نہیں آ رہی' پھر آپ مسجد نبوی میں چلے گئے' آپ منبر پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلَامَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْمَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ۝

اے مدینے والو سن لو! جو آدمی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اس کا اللہ تو فوت ہو چکا ہے اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے' اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور ساتھ قرآن کریم کی یہ آیہ مبارکہ پڑھتے ہیں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ

شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۝ (آل عمران: ۱۴۴)

ابراہیم علیہ السلام آئے اور چلے گئے ...... نوح علیہ السلام آئے اور چلے گئے ...... موسیٰ علیہ السلام آئے اور چلے گئے ...... عیسیٰ علیہ السلام آئے اور چلے گئے ...... جناب یعقوب اور یوسف علیہم السلام آئے اور چلے گئے ...... جس طرح پہلے انبیاء آئے اور چلے گئے۔ اسی طرح میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا چھوڑ کر چلا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے یہ آیت سنی تو مجھے اس طرح معلوم ہوا جس طرح یہ ابھی نازل ہوئی ہے۔ مجھے بھی یقین ہو گیا کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" فوت ہو گئے ہیں۔

اب یہ جھگڑا کھڑا ہو گیا کہ نبی کریمؐ کی قبر مبارک کہاں بنے' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے نبیؐ سے سنا ہے کہ نبیؐ فوت ہی وہاں ہوتا ہے جہاں پیغمبرؐ کی قبر تیار ہوتی ہے۔ پھر اللہ کے نبیؐ کو غسل دیا گیا' غسل دے کر حضرت کی چارپائی رکھ دی گئی' دس' دس آدمی آتے ہیں اور میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر' درود پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔

رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ کسی کے جنازے کے ساتھ چالیس مومن مل کر اللہ سے سفارش کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ مومن تھا اس کو معاف کر دے' اللہ فرماتے ہیں تمہاری گواہی ہو گئی ہے اور میں نے اس کو معاف کر دیا ہے' جنازوں میں شرکت کیا کرو' خاص کر غریبوں کے جنازے میں زیادہ شرکت کیا کرو۔ اللہ بہت خوش ہوتا ہے' اگر تو غریب کے جنازے کے ساتھ ثواب سمجھ کر جائے گا' اللہ کریم تجھے احد پہاڑ کے برابر ثواب عطا فرمائیں گے۔

آخر سوموار کا سارا دن گزر گیا' منگل بھی درود پڑھتے گزر گیا' بدھ کے دن میرے مصطفیٰؐ کو لحد میں اتار دیا گیا' مٹی ڈال دی گئی' مٹی ڈال کر فارغ ہوتے ہیں تو اماں جی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا' جناب انس و بلال رضی اللہ عنہم سے پوچھتی ہیں۔

وے انسؓ بلال نبیؐ دیو یار و تسی نبیؐ کتھے چھڈ آئے
ایسے سوہنے مکھڑے تائیں' کیونکر خاک سمائے
تسی تے پاک نبیؐ دے اتوں' جاناں گھول گھماندے
یار یاراں نوں اج تے تائیں' اندر خاک چھپاندے

اب صحابہؓ کہتے ہیں۔

کجھ نہ رہ گیا وس اساڈے، تے ورت گیاں تقدیراں

ہوش ہواس نہ رہ گیا کوئی تے بھل گیاں تدبیراں

بی بی تو ہم کو کیا پوچھتی ہے، یہ تو اللہ کا قانون ہی ایسا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ. وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ. وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ٥(آل عمران: ۱۸۵)

یہ اللہ کا قانون ہے ہر آدمی نے دنیا سے جانا ہی جانا ہے۔

کہیں امی عائشہ صدیقہ رو رہی ہیں۔۔۔ کہیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں اور کہیں جناب بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہنا چھوڑ دی ہے، لوگ پوچھتے ہیں، بلال رضی اللہ عنہ اب تو اذان کیوں نہیں کہتا۔

بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں پہلے جس کو اذان سناتا تھا اب وہ ہستی مجھے نظر نہیں آتی، پہلے جب میں اذان میں، اشھد ان محمد رسول اللہ پڑھتا تھا اس وقت مجھے میرا سوہنا پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نظر آ جاتا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اے بلال رضی اللہ عنہ! ہم کو چھوڑ کر نہ جانا، آپ نبی پاکؐ کے موذن ہیں۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جس مدینے میں میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آئے میرا وہاں دل نہیں لگتا، بلال ملکِ شام میں چلے گئے، کئی مہینوں کے بعد واپس آئے تو سارا مدینہ اکٹھا ہو گیا، لوگ کہتے ہیں بلالؓ نبیؐ کا موذن آ گیا ہے، کوئی ادھر سے کہتا ہے کہ یہ وہ بلالؓ ہے جو نبیؐ کا موذن تھا، حضرت حسنؓ اور حسینؓ بھی آ جاتے ہیں اور آ کر کہتے ہیں اے بلال، ذرا وہ اذان تو سناؤ تا کہ میرے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہو جائے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھ میں اذان کہنے کی ہمت ہی نہیں، حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم مجبور کرتے ہیں کہ ضرور اذان سناؤ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ وعدہ کر لیتے ہیں کہ میں اذان کہوں گا، منبر پر چڑھ گئے، اللہ اکبر کی صدا بلند کی، جب اشھد ان محمد رسول اللہ پر پہنچے تو غش کھا کر گر

پڑتے ہیں اور کہتے ہیں مجھے میرا محمد نظر نہیں آتا۔

کہیں پریشان بی بی فاطمہ اپنے بابا کی جدائی میں کہہ رہی ہیں۔

غیب طبق زمیں وچ ہون والے میرا دل ہجروں کر داوین بابل

اج اساں تھیں ہون جدا لگوں' سانوں روندیاں ہوگ نہ چین بابل

جیڑے غم آئے میری جاں اتے' جے چانئی دناں تے پین بابل

کالک دکھ دی ہو ہنیر جائے' ہووے نور نہ کدی چنین بابل

نانا جان جاں ویکھیا نہ نظر آیا' کی کرن گے حسن حسین بابل

اماں جی فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے اوپر اس طرح کے غم آئے ہیں' ایسی پریشانی آئی ہے کہ وہ وفات نبی والی تکلیف (جو مجھے آئی) اگر روشن دن پر پڑ جائے تو روشن دن سیاہ راتیں بن جائیں اور ہمارے مسلمان خوشیاں منا رہے ہیں' حضرت فاطمہ رو رہی ہیں' صحابہؓ پریشان ہیں کیونکہ اللہ کے پاک پیغمبرؐ جدائی دے گئے ہیں بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مشکوٰۃ میں موجود ہے کہ مدینے کی تاریخ میں دو دن آئے ہیں' ایک دن خوشی کا اور ایک دن غمی کا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خوشی کا دن وہ جب رب کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ چھوڑ کر مدینے آئے' اس دن مدینے میں ایک سماں تھا' عجب بہار لگی ہوئی تھی' یہ خوشی کا دن تھا اور غمی کا دن وہ دن ہے جب آمنہ کے لال دنیا چھوڑ کر اللہ کے ہاں چلے گئے' پورے مدینے پر اندھیرا برپا ہو گیا' لوگ پریشان ہیں بلکہ ایک روایت میں لکھا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام قصویٰ تھا اللہ کے پاک پیغمبرؐ کی جدائی میں یہ اتنی پریشان رہی کہ پندرہ دن تک اس نے نہ کچھ کھایا نہ ہی پیا' یہ بھی میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں اللہ کے ہاں پہنچ جاتی ہے' اونٹنی پریشان ہے کہ میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آتا' اللہ مسلمانوں کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔

اصل میں اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہیں رہے تو تم کس باغ کی مولی ہو' اس لیے مرنے کی تیاری کرو' اپنی آخرت کی فکر کرو' یہ زندگی اصلی زندگی نہیں ہے بلکہ اصلی زندگی مرنے کے بعد شروع ہوگی۔

اللہ کے پاک پیغمبرؐ اتنی شان اور مقام لے کر آئے' اللہ نے میرے مصطفیٰ ﷺ میں اتنی برکتیں رکھیں' ایک صحابی بیان کرتا ہے کہ حضرت جمروں کو کنکریاں مار رہے تھے کہ ایک بی بی اپنا چھوٹا سا بچہ لے کر آئی اور آ کر میرے مصطفیٰ ﷺ کو کہتی ہے' سوہنیا پتہ نہیں میرے اس بچے کو کیا ہے' یہ بولتا نہیں' یہ زبان سے گونگا ہے۔

اللہ کے پاک پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ اس بچے کو اپنا لعاب مبارک کھلاتے ہیں۔اس کے منہ میں اپنا تھوک مبارک ڈالتے ہیں' یہ بی بی واپس چلی جاتی ہے' صحابی بیان کرتا ہے کہ چند دنوں کے بعد یہ بی بی پھر مجھے ملی' میں نے کہا بی بی' بتا تیرے بچے کا کیا حال ہے؟

یہ بی بی کہتی ہے جب مصطفیٰ ﷺ نے اپنا لب مبارک لگایا' اللہ نے اسی وقت میرے بچے کو بولنا سکھا دیا تھا۔اتنی شان اور مقام والا میرا محمد ﷺ' آپ بھی دنیا میں نہیں رہے۔

میرے بھائی! آپ نے بھی ایک دن دنیا سے جانا ہے' اس لیے تیاری کر لے' اللہ کا قرآن اعلان کر رہا ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.

یہ سارا جہان فانی ہے اس لیے تو اپنے پاس سے دین میں اضافہ نہ کیا کر' دین میں کمی بیشی نہ کیا کر کیونکہ اللہ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی دین مکمل فرما دیا ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. (مائدۃ: ۳)

آج کے دن دین مکمل ہو گیا ہے اس میں کمی بیشی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اور جو اپنے پاس سے ہی کبھی ''عید میلاد النبی'' بنائے گا اور کبھی کچھ بنائے گا' بخاری شریف میں موجود ہے' جہانوں کے پیر فرماتے ہیں قیامت کا دن ہو گا میں حوضِ کوثر پر کھڑا ہوں گا' لوگ آئیں گے' میں لوگوں کو پانی پلا رہا ہوں گا' آمنہ کے لال ﷺ فرماتے ہیں وہ اتنا برکت والا پانی ہو گا۔ اگر کسی کو ایک گھونٹ بھی نصیب ہو گیا تو پچاس ہزار سال تک پیاس نہیں لگے گی۔

دعا فرمائیں اللہ اپنے محبوب کے ہاتھوں حوضِ کوثر کا پانی نصیب فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قسمت والے وہ پانی پئیں گے' ایک جماعت آئے گی ان کے چہرے بڑے چمک رہے ہوں گے۔ ہاتھ پیر چمکیں گے' وضو کے اعضاء چمکیں گے' میں دور سے ہی دیکھ کر پہچان لوں گا کہ یہ تو میرے ہی آرہے ہیں کسی نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ آپ قیامت کے دن اپنی امت کس طرح پہچانیں گے' آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کی امتیں اکٹھی ہوں گی اور آپ کی بھی امت ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس طرح سفید اور ''ڈبے'' گھوڑوں والا اپنے گھوڑے پہچان لیتا ہے اسی طرح میں بھی اپنی امت کو پہچان لوں گا' اس گروہ کے وضو کے اعضاء چمک رہے ہوں گے' میں دور سے ہی دیکھ کر کہوں گا یہ تو میرے ہیں' لیکن فرشتے ان پر لاٹھی چارج کر کے ان کو پیچھے ہی بھگا دیں گے میرے اور ان کے درمیان اللہ ایک دیوار حائل کر دیں گے' یہ پیچھے ہٹ جائیں گے' میں کہوں گا کہ یہ تو میرے تھے تم نے ان کو پیچھے کیوں ہٹایا ہے؟

فرشتے کہیں گے۔ اِنَّکَ لَاتَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ. سوہنیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا بدعات رائج کر دی تھیں' ان کو بھی دین بنا دیا تھا۔

اے نئیں اوں امت تیری احمد پیاریا
دین رسولاں تیرا ایناں نے اجاڑیا
نویاں نویاں رسماں کڈھ دین نوں بگاڑیا
اے ظاہر نمازاں پڑھ دے اندر گمراہی آ
جیہی آسانوں احمد سرور نوں آئی آ

صحیح بخاری کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں پھر میں کہوں گا' فَسُحْقًا' فَسُحْقًا لِاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۔ ان کو لے جاؤ' میں ان کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا' بدعات کو فروغ دینے والے اور رسم و رواج کو عام کرنے والے جہنم میں جائیں گے اور جنہوں نے سنت سے پیار کیا' قیامت کے دن میں ان کو سینے سے لگا لوں گا۔

آپ فرماتے ہیں۔

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ ٥

جب سنتوں پر عمل کرنے والے لوگ کم ہوں گے' سنت کو مذاق کرنے والے زیادہ ہوں گے' سنت کسی کو اچھی نہیں لگے گی' جو اس وقت میری سنت سے پیار کرے گا' اللہ اس کو سو شہید کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

صحابہؓ نے پوچھا اللہ کے رسولؐ اس وقت کے شہید یا اب کے شہید؟

آپ فرماتے ہیں جو قیامت کے نزدیک میری سنت سے پیار کریں گے اللہ ان کو احد اور بدر کے شہداء کے برابر مقام نصیب فرمادے گا۔

بھائی! یہ بارہ ربیع الاول کا دن!

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سوا دو سال خلافت کی' آپ کی خلافت میں یہ دن دو مرتبہ آیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دس سال خلافت کی' خلافت میں یہ دن دس مرتبہ آیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ سال خلافت کی' آپ کی خلافت میں یہ دن بارہ مرتبہ آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سات سال خلافت آپ کی خلافت میں یہ دن سات مرتبہ آیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس سال خلافت کی' آپ کی خلافت میں یہ دن بیس مرتبہ آیا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دور میں آیا...... شافعیؒ' مالک اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے دور میں آیا...... پیر جیلانی کے دور میں آیا...... اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' نہ کسی صحابی' نہ کسی امام نے' اور نہ کسی پیر نے میرے ''محمد ﷺ'' کا جلوس نہیں نکالا' اگر نکالا ہے تو تو ثابت کر کے دکھادے تیرا کیا خیال ہے کہ ان کو میرے مصطفیٰ ﷺ سے پیار نہیں تھا؟

ابوبکرؓ جان پیش کرسکتا ہے کیا جلوس نہیں نکال سکتا تھا۔

عمر' عثمان' علی' رضی اللہ عنہم مال اور جان پیش کر سکتے تھے' آئمہ دین اپنی جانیں قربان کر سکتے تھے کیا وہ بارہ ربیع الاول کے دن میرے محمد ﷺ کی خوشی نہیں کر سکتے تھے' یہ سب کھانے پینے کے ڈھنگ اور بہانے ہیں۔

دعا کرو اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَ جَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا. وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ○ (التوبۃ: ۴۰)

ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ جل جلالہ کی ذات کے لیے‘ بے شمار ان گنت درود و سلام سید الاولین والآخرین۔ امامِ کائنات جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر۔

سورت توبہ کی ایک آیتِ کریمہ میں نے اس وقت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے‘ اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنیکی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت اللہ سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ نے اس ہستی کا ذکر کیا ہے‘ اس انسان کے بارے بتایا ہے جس کو اللہ پاک نے پوری کائنات میں انبیاء علیہم السلام کے بعد بڑی شان عطا فرمائی ہے۔ یہ وہ انسان ہے جس کو اللہ کریم نے سب سے پہلے کلمہ نصیب فرمایا‘ اللہ کریم نے سب سے پہلے کلمہ پڑھنے کا شرف بخشا ہے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بخشا ہے۔

اللہ کریم نے آزاد جوان مردوں میں سب سے پہلے صدیق اکبرؓ عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا‘ غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید رضی اللہ عنہ اور چھوٹے بچوں میں سب سے پہلے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کلمہ نصیب فرمایا ہے۔

یہ چار ہستیاں ہیں جنہوں نے سب سے پہلے کلمہ پڑھا ہے‘ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے یہ چاروں ہستیاں کائنات میں نمایاں نظر آتی ہیں۔

اللہ صحابہؓ کا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان میں سے اگر ایک ایک پر گفتگو کی جائے تو بہت وقت چاہیے لیکن آج میں سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کروں گا' اللہ سے دعا ہے کہ اللہ مجھے اور آپ کو صدیقؓ جیسی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بھائیو! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس امت پر بڑے احسان ہیں' جب ابوبکر صدیقؓ نے کلمہ پڑھا' اس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار درہم موجود تھے' لیکن آپ نے کچھ رات کو خرچ کیے' کچھ صبح خرچ کیے' کچھ اعلانیہ خرچ کیے' کچھ پوشیدہ خرچ کیے' چالیس ہزار درہم اللہ کے دین کے لیے خرچ کر دیئے' حتیٰ کہ یہاں تک بھی نوبت آ گئی کہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال کی ضرورت پڑ گئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے تن کا لباس اتار کر فروخت کر کے یہ بھی میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

جس طرح انبیاء میں یوسف علیہ السلام کا مقام ہے کہ خود نبی ہیں' آپ کا باپ نبی' آپ کا دادا نبی اور دادا کا باپ نبی' انبیاء کی چار پشتیں' کریم بن کریم بن کریم۔

اسی طرح ہی ابوبکر صدیق صحابی' باپ ابوقحافہ صحابی' بیٹا صحابی اور پوتا صحابی' یعنی کہ صحابہ کرامؓ کی چار پشتیں ہیں' اللہ نے یہ شان اگر دی ہے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی ہے۔ جب میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا' آپ کے ابوبکرؓ سے پہلے ہی تعلقات تھے' ابوبکر نے فوراً کلمہ پڑھ لیا' مکے کے مشرکوں نے ان کو تنگ کرنا شروع کر دیا' رسول اللہؐ نے جس ملک میں مسلمانوں کی حفاظت ہو سکتی تھی وہاں ہجرت کرنے کا آڈر فرما دیا' صحابہؓ چلے گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی جا رہے ہیں' راستے میں مکے کا ایک کافر چوہدری ابنِ دغنہ ملا' یہ ابوبکر کو کہتا ہے' ابوبکرؓ کہاں چلے ہو؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تیری قوم مجھے مکے میں رہنے نہیں دیتی' میں اپنا دین' ایمان اور جان بچا کر حبشہ جا رہا ہوں' ابن دغنہ کہتا ہے' آپ جیسے آدمی ہر روز نہیں ملتے' تو واپس چل' میں تجھے امان دیتا ہوں' تو میری پناہ میں مکے داخل ہونا۔

کہتا ہے ابوبکرؓ تو وہ ہستی ہے جو رشتہ داری قائم رکھتا ہے' ابوبکر تو وہ آدمی ہے جو رشتہ داری جوڑتا ہے اور کما کر غریبوں' مسکینوں کو کھلاتا ہے اور جو کچھ نہیں کر سکتے تو ان کی پرورش کرتا ہے' تو غریبوں مسکینوں کا حامی ہے۔ تجھ جیسے آدمی مکے سے نہیں

نکالے جا سکتے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکے پہنچ جاتے ہیں' ابنِ دغنہ کہتا ہے' اے مکے والو! میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو واپس لایا ہوں' میں نے اس کو اپنی پناہ دی ہوئی ہے۔کوئی آدمی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ کہے۔

مکے والے کہتے ہیں اے ابن دغنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جا کر کہہ دے' بیت اللہ یا اپنے گھر میں عبادت کرے لیکن قرآن اونچی آواز سے نہ پڑھے' ابوبکرؓ اونچی آواز سے قرآن پڑھتا ہے اور ساتھ رب سے ڈر کر روتا ہے' ہم کو خطرہ ہے کہ کہیں ہماری بیویاں اور بچے مسلمان نہ بن جائیں' اس کو کہہ کہ آہستہ قرآن پڑھا کرے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنا لی' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہاں ہی قرآن پڑھنا شروع کر دیا' ابوبکر اللہ رضی اللہ عنہ کے قرآن کے معنی سمجھتا ہے اور ساتھ روتا ہے' مکے والوں کی بیویاں اور بچے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر قرآن سنتے ہیں۔ یہ ابنِ دغنہ سے شکایت لے کر آئے' کہتے ہیں ابنِ دغنہ یا تو ابوبکرؓ کو روک لے کہ آہستہ قرآن پڑھا کرے' یا پھر اپنی امان ختم کر دے' ابنِ دغنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جا کر کہتا ہے اے ابوبکر رضی اللہ عنہ قرآن آہستہ پڑھا کرو ورنہ میں اپنی امان ختم کر دوں گا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تو قرآن اونچی آواز سے پڑھوں گا تو نے اپنی امان ختم کرنی ہے تو کر لے۔میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔

ایک دن مکے والے میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں کپڑا ڈال کر کپڑے کو بل دیتے ہیں' کسی نے بتایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ آج مکے والے تیرے نبیؐ کو مار رہے ہیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑ کر آئے اور آ کر کہتے ہیں۔

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ ۝ (المومن: ۲۸)

مکے والو! تم اس بندے کو ختم کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ مکے والے اللہ کے نبیؐ سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتنا مارتے ہیں کہ

ابوبکر رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں' آپ کا چہرہ' سوج گیا' چہرہ پہچانا ہی نہیں جاتا' آپ کئی گھنٹے بیہوش رہے' کئی گھنٹوں کے بعد ہوش آیا تو یہ نہیں کہا کہ مجھے تکلیف اور درد ہو رہی ہے' بلکہ کہتے ہیں بتاؤ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔

اللہ ہم کو بھی صدیق رضی اللہ عنہ جیسی محبت عطا فرمائے۔

دوستو! ابوبکر وہ ابوبکرؓ ہے' آمنہ کے لال ﷺ آسمان پر گئے' آپ فرماتے ہیں اے اللہ میں معراج سے واپس زمین پر جا رہا ہوں' مکے والے میری یہ بات نہیں مانیں گے' میری بات کون مانے گا؟ اللہ فرماتے ہیں سوہنیا تیری بات کوئی مانے نہ مانے ابوبکرؓ ضرور مانے گا۔

وہی بات ہوئی' ابوجہل کہتا ہے' ابوبکر بات سننا' اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ میں راتوں رات عرش سے ہو کر واپس آ گیا ہوں' کیا یہ بات مانی جاسکتی ہے؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ابوجہل سیدھی بات کر' ابوجہل کہتا ہے کہ یہ بات تیرا ساتھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' پاگل یہ تو معمولی بات ہے میرا نبیؐ تو روزانہ مجھے آسمان کی خبریں بتاتا ہے' یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان ہے۔

اللہ کریم نے پوری کائنات میں انبیاء کے بعد پہلا نمبر اور نبیؐ کے بعد دوسرا نمبر رکھا ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رکھا ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء: ۶۹)

جو اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ آدمی قیامت کے دن انبیاء اور صدیقین کے ساتھ ہوں گے۔

ایک دن اللہ کے نبیؐ مسجد نبوی میں اس انداز سے داخل ہوئے کہ دایاں ہاتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے اور بایاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے۔ صحابہؓ دیکھتے ہیں کہ بڑا عجیب منظر بنا ہوا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابہؓ آپ بڑے تعجب سے دیکھتے ہیں۔ سن لیں جس طرح ہم یہاں مسجد میں داخل ہوئے ہیں اسی طرح جنت میں بھی اکٹھے ہی داخل ہوں گے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں میری امت میں سب سے پہلے جو آدمی جنت میں جائے گا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوگا۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' ابوبکر وہ ہے کہ ایک دن صحابہؓ سے مسجد بھری ہوئی ہے آپ فرماتے ہیں مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا. میرے صحابہؓ کیا آج تم میں سے کسی آدمی کا نفلی روزہ ہے تو بتاؤ' صحابہؓ خاموش ہیں' حالانکہ عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر رضی اللہ عنہم بھی موجود ہیں' کوئی صحابی نہیں بولا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' سوہنیا میرا روزہ ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔ مَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا ٥ کیا آج تم میں سے کسی نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے' کوئی صحابی نہ بولا' ابوبکر کہتے ہیں سوہنیا میں مسکین کو کھانا کھلا کر آرہا ہوں۔ یہ ابوبکر ہے جو مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ جس کا یتیموں سے پیار ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مدینے سے باہر ایک نابینی بڑھیا رہتی تھی' میں اس کی جھونپڑی میں جا کر جھاڑو دیتا اور پانی کی مشک بھر کر دیتا اور بڑھیا کا پاخانہ اٹھا کر باہر پھینک دیتا تھا۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو میں حسبِ معمول وہاں گیا دیکھا کہ بڑھیا کا مکان صاف تھا' پانی کی مشک دیکھی تو وہ بھی پانی سے بھری ہوئی تھی۔ پھر میں نے دیکھا کہ بکری کا دودھ بھی دوھ دیا گیا ہے اور بڑھیا کا پاخانہ بھی کسی نے باہر پھینک دیا ہے' عمرؓ سوچتے ہیں کہ اس بوڑھی عورت کی خدمت تو میں کرتا تھا' آج کون کر گیا ہے' بڑھیا کے گھر میں جھاڑو کون دے گیا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دوسرے دن پھر گیا تو اماں جی کے گھر میں جھاڑو پھرا ہوا تھا' پانی بھرا ہوا تھا میں نے کہا پتہ نہیں میرے آنے سے پہلے یہ جھاڑو کون دے گیا ہے' بکری کا دودھ کون دوھ گیا ہے۔ اس عورت کی خدمت کون کر گیا ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تیسرے دن میں فجر کی اذان سے پہلے چلا گیا'

میں نے کہا دیکھوں تو سہی یہ کون ہستی ہے' جو بوڑھی عورت کی خدمت کرتی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک آدمی نے چادر اوڑھی ہوئی ہے' میں نے کہا یہ کون ہستی ہے ذرا دیدار اور اپنا تعارف تو کراؤ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جس وقت اس نے منہ سے کپڑا ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ یہ وہ آدمی ہے جو پرسوں ہمارا خلیفہ بنا ہے' یہ ہمارا حکمران ہے جو غریب کی جھونپڑی میں جھاڑو دے کر گیا ہے۔

میرے بھائی! اس کے سر پر سرداری کا تاج رکھا گیا ہے' اس کو امیر المومنین کا لقب دیا گیا ہے' یہ مسلمانوں کا خلیفہ بنا ہے' ان کا نام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے آج خلیفہ بنے ہوئے' کل اپنے بازو پر کپڑا ڈالا ہوا ہے اور بازار جا رہے ہیں' عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت آپ کہاں جا رہے ہیں؟

فرماتے ہیں میں بیوی بچوں والا ہوں' کپڑا بیچ کر گزارہ کروں گا' عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر آپ دکان پر جا کر بیٹھ گئے تو خلافت کون سنبھالے گا' آپ کا خرچہ بیت المال سے جائے گا' آپ مسلمانوں کا نظام سنبھالیں۔

اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں' کس کا روزہ ہے؟

ابوبکرؓ عرض کرتے ہیں' جی ابوبکر رضی اللہ عنہ کا روزہ ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں مسکین کو روٹی کس نے کھلائی ہے؟

ابوبکرؓ عرض کرتے ہیں' جی ابوبکرؓ نے کھلائی ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں۔ مَنْ عَادَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مَرِیْضًا ٥ اے میرے صحابہؓ کیا آج کسی نے کسی بیمار کی مزاج پرسی بھی کی ہے' کیا کوئی کسی بیمار کی بیمار پرسی کے لیے گیا ہو' کوئی صحابیؓ نہیں بولا' ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں سوہنیا ہمارے محلے میں ایک غریب آدمی بیمار تھا میں اس کی بیمار پرسی کر کے آیا ہوں۔ میرے بھائی تو بھی غریبوں کی خیر خواہی کیا کر' کسی بیمار کی بیمار پرسی کیا کر' اس کو دوائی کے لیے پیسے دیا کر۔ اس کے حال پر رحم کیا کر۔

آپ فرماتے ہیں ۔ مَنْ تَبِعَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ جَنَازَۃً ٥ کیا آج کسی نے کسی کا

جنازہ بھی پڑھا ہے؟ کوئی صحابی نہیں بولتا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں' سوہنیا میں آج جنازہ بھی پڑھ کر آیا ہوں' یہ سن کر آپ فرماتے ہیں' اے میرے ابوبکرؓ جس میں یہ چاروں صفات موجود ہوں' جس میں یہ چاروں اوصاف پائے جائیں' جس نے یہ چار کام کیے ہوں میں محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم امید سے کہتا ہوں' اللہ اس کیلیے جنت کے آٹھوں دروازے ہی کھول دیں گے۔

اے تے او صدیق اکبر ہے یارو' جیدی مہر تے احمد چڑھیا
ساری خلقت توں پہلاں' جنے کلمہ رسول دا پڑھیا
او تے روز حشر شرمندہ ہوسی' جیڑا نام صدیق توں سڑیا
اے شریف حقدار ہے وہ جنت دا' جنے لڑھ رسول دا پھڑیا

یہ تو وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے ابوبکر تیرے لیے جنت کے آٹھوں دروازے ہی کھول دیئے جائیں گے۔تمام صحابہؓ مہاجر ہو کر چلے' ابوبکر بھی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ مجھے بھی ہجرت کی اجازت دو۔ آپ فرماتے ہیں ابوبکر میں نے بھی مدینے جانا ہے' ہوسکتا ہے اللہ تیرا میرا ساتھ اکٹھا کر دے' ابوبکر دو اونٹیاں خرید کر ان کی پرورش کرتے ہیں' وحی کا انتظار ہے' نبوت کا اعلان کیے ہوئے تیرہ سال گزر جاتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اے میرے پاک پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَاِذْ يَمْكُرُبِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْيَقْتُلُوْكَ اَوْيُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُاللّٰهُ. وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ○

سوہنیا آج تیری مکے میں آخری رات ہے مکے والوں نے پروگرام بنایا ہے کہ ہم نے آمنہ کے لالؐ کو شہید کر دینا ہے اور میں نے تجھے بچانے کا پروگرام بنایا ہے' یہ پھونکیں مار کر تیرے دین کی شمع کو بجھانا چاہتے ہیں۔

اماں عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' عین دوپہر کے وقت میں میرا ابا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور میری بہن اسماء ہم تینوں گھر میں بیٹھے ہوئے تھے' کسی نے بتایا ابوبکر رضی اللہ عنہ آج تیرا نبیؐ دوپہر کے وقت ہی چلا آ رہا ہے' حضرت نے چادر اوڑھی

ہوئی ہے' ابوبکر رضی اللہ عنہ گھبرا جاتے ہیں۔

میں قربان جاؤں میرے نبیؐ کبھی کسی کے گھر دوپہر کے وقت نہیں گئے' اللہ ہم مسلمانوں کو بھی سوچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تو جب دل چاہے جا کر دروازے کھٹکھٹا دیتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے قانون بنایا ہے کہ اگر کسی کے گھر جانا ہو تو تین وقتوں میں نہ جاؤ۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' دوپہر کے وقت کسی کے گھر نہ جاؤ' عشاء کے فوراً بعد اور صبح اذان کے فوراً بعد کسی کے گھر نہ جاؤ' اللہ کے پیغمبرؐ نے زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے نبیؐ کبھی کسی کے گھر دوپہر کے وقت نہیں جاتے تھے' اللہ کرے خیر ہو آج میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہی چلا آ رہا ہے' آپ دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں سوہنیا آپ نے مجھے پیغام بھیج دینا تھا آپ نے دوپہر کے وقت اتنی تکلیف کیوں کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے علیحدگی میں بات کرنی ہے' ابوبکرؓ عرض کرتے ہیں' سوہنیا یہاں اجنبی تو کوئی نہیں' ایک عائشہ رضی اللہ عنہا ہے ایک اسماء ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آج اللہ نے مجھے حکم دے دیا ہے کہ سوہنیا آج مکے رات بسر نہیں کرنی ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں سوہنیا میں آپؐ کو اکیلے نہیں جانے دوں گا۔ آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں' ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے اکیلے کب جانا ہے' اللہ نے آسمان پر تیرا نام لے کر کہا ہے کہ میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر جانا۔

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں' میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا کہ فرطِ مسرت سے کسی کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں' خوشی سے کسی کو رونا آ جائے' میں نے دیکھا کہ میرے ابا کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے' اتنی خوشی ہوئی کہ کہاں میں ابوقحافہ کا بیٹا اور کہاں آسمان کا رب' اللہ نے آسمان سے میرا نام لے کر کہا ہے۔

میرے بھائی! یہ اللہ کی مرضی ہے وہ جس جس کو پسند کر لے۔ جس کو چن لے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو میرے نبیؐ فرماتے ہیں اے معاذ رضی اللہ عنہ تو نے یمن میں دین کی تبلیغ کرنے کے لیے جانا ہے' میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جج بنا دیا' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ

گھر آئے' گھر آ کر اپنی امی کو کہتے ہیں اے میری اماں مجھے اللہ کے رسولؐ نے یمن کا قاضی اور جج بنا دیا ہے۔ ماں کہتی ہے' معاذ رضی اللہ عنہ میں تیری بوڑھی ماں' میں بیمار ہوں' مجھے روٹی پانی کون کھلائے گا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے اللہ کے رسولؐ سے جا کر معذرت کی کہ سوہنیا میری ماں بوڑھی ہے اللہ کے رسولؐ فرماتے ہیں' معاذ رضی اللہ عنہ یہ میرا حکم نہیں یہ آسمان والے کا حکم ہے' تیرا تو اللہ نے آسمان سے نام لے کر کہا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجو' جس ماں کے بیٹے کا نام رب لے' اس صحابی کے کیا کہنے۔ معاذ گھر گئے' جا کر کہتے ہیں' امی یہ رسول اللہؐ کا حکم نہیں' اللہ نے عرش پر تیرے بیٹے کا نام لے کر رسول اللہؐ کو فرمایا ہے' سوہنیا معاذ رضی اللہ عنہ کو کہو کہ یمن جاؤ' یہ سن کر ماں کو اتنی خوشی ہوئی' کہ رب نے میرے بیٹے کو چن لیا ہے' ماں نے زور سے جسم کو ہلایا تو اللہ نے تمام جوڑ ہی صحیح فرما دیئے۔ کتنی خوش نصیب مائیں ہیں جن کے بیٹوں کے نام اللہ آسمان پر لے اور کتنے خوش نصیب ہیں وہ بندے جن کے نام آسمانوں سے آ رہے ہیں' اللہ آسمان سے نام لے کر کہتے ہیں کہ فلاں کو بھیجو۔ ایک صحابی حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ' قاری رسول' اللہ آسمان سے کہتے ہیں' سوہنیا ابی کو کہو کہ قرآن سنائے۔

خیر رات ہوئی' مکے والے آپ کے گھر کا محاصرہ کیے کھڑے ہیں' ہاتھ میں تلواریں پکڑی ہوئی ہیں اور باتیں کر رہے ہیں کہ محمدؐ کہتا ہے۔ اگر میرے کہنے پر چلو گے تو قیصرو کسریٰ کے مالک بنو گے۔ آج اس کی اپنی زندگی ختم ہو رہی ہے۔

اللہ کے نبیؐ گھر سے نکلے مکے والوں کی تلواریں چمک رہی ہیں لیکن میرے مصطفیٰؐ کی کال اللہ سے ملی ہوئی ہے' جب تار رب سے ملی ہوئی ہو' پھر دنیا کی کوئی طاقت زیر نہیں کر سکتی' اگر مسلمانوں کا دھیان اللہ کی طرف ہو' اللہ کی قسم ہے پھر کوئی طاقت بھی نیچا نہیں دکھا سکتی' اور جب دھیان ادھر ادھر ہو جب نظر امریکہ اور F.16 طیاروں کی طرف ہو تو پھر آپ خود ہی غور فرمائیں۔

آپؐ فرماتے ہیں اللہ! تلواریں چمک رہی ہیں' ان کے مجھے مارنے کے منصوبے ہیں۔

اللہ فرماتے ہیں سوہنیا یہ مار کر دکھا دیں میں بچا کر دکھا دوں گا' سوہنیا آپ قرآن پڑھنا شروع کر دیں میں ان کو اندھا کر دوں گا' آپ پڑھتے ہیں۔

یٰسٓ . وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ. اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ. عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ. (یٰسٓ: ۱-۴)

آپ پڑھتے پڑھتے۔

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۝ (یٰسٓ: ۹)

سوہنیا میں نے ان کے آگے بھی پردہ کر دیا ہے' پیچھے بھی پردہ کر دیا ہے' آپؐ اپنی مٹھی میں مٹی پکڑ کر ان کی آنکھوں اور سر میں ڈال کر چلے جائیں' یہ آپؐ کو دیکھ ہی نہیں سکیں گے' آپ ان کے قریب سے گزر رہے ہیں' یہ حضرت کو نہ دیکھ سکے' صرف پیروں کی آہٹ سن رہے ہیں' صدیق رضی اللہ عنہ کو کہتے ہیں صدیقؓ یہ تیرے ساتھ کون ہے؟

صدیق رضی اللہ عنہ سوچ میں پڑ گئے' اللہ کیا کہوں' اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہوں تو نبیؐ کی جان خطرے میں ہے' اور اگر یہ کہوں کہ یہ کوئی اور آدمی ہے تو جھوٹ بولا جائے گا' صدق میں فرق آ جائے گا۔

اللہ فرماتے ہیں نہ اس طرح کہہ نہ اس طرح کہہ' بلکہ اس طرح کہہ کہ . هٰذَا رَجُلٌ يَهْدِى السَّبِيْلَ۝ یہ وہ آدمی ہے جو مجھے سیدھے راستے پر چلا رہا ہے۔

اندھیری رات اور مکے کا پتھریلا علاقہ ہے اور مکے سے تین میل دور ''ثور پہاڑ'' اور پھر اس پہاڑ کی تین میل چڑھائی' سیدھا چلنا آسان ہے اور اوپر چڑھنا مشکل ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان پر قربان جاؤ' راستے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور کبھی پیچھے ہوتے ہیں' آپؐ فرماتے ہیں اے میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ! کیا بات ہے تو کبھی آگے ہوتا ہے' کبھی پیچھے ہوتا ہے ابوبکر کہتے ہیں سوہنیا میں جب آگے جاتا ہوں تو مجھے خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ کہیں کوئی آگے سے حملہ نہ کر دے اور جب پیچھے آتا ہوں تو ڈر لگتا ہے کہ کہیں کوئی پیچھے سے حملہ نہ کر دے۔ سوہنیا اگر کوئی آگے سے حملہ کرے تو مجھ پر

کرے‘ اگر پیچھے سے کرے تو مجھ پر کرے‘ اگر نقصان ہو تو ابوبکرؓ کا نقصان ہو‘ میرا نقصان ہوا تو اکیلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہوگا‘ سوہنیا اگر آپؐ کا ہوا تو پوری امت کا نقصان ہوگا۔

آپؐ پہاڑی پر چڑھنے لگے تو میرے نبیؐ فرماتے ہیں‘ اے میرے ابوبکرؓ میرے پیر چھلنی ہوگئے ہیں جوتی نے زخم کر دیئے ہیں‘ نوکیلے پتھروں پر چل کر پیر زخمی ہوگئے ہیں‘ اب مجھ سے چلا نہیں جاتا۔ سیرت نگار لکھتے ہیں‘ ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں سوہنیا آپؐ میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں‘ اللہ کے نبیؐ ابوبکرؓ کے کندھوں پر بیٹھ گئے‘ ابوبکر تین میل کی چڑھائی جو سینہ چیر کر رکھ دیتی ہے‘ میرے نبیؐ کو لے کر وہاں چلے گئے‘ مولانا کہتے ہیں۔

ابوبکرؓ نوں اتنی قوت کتھوں حاصل ہوئی
بھار نبیؐ دا چک لیا اس نے جیدی حد نہ کوئی
بھارستاں آسماناں زمیناں جے اک در پائے جاون
تادیں بھار نبیؐ دا بھارا‘ راوی خبر لیاون
اے سب ابوبکرؓ دی مولا عظمت شان ودھاوے
نئیں اور جوڑا پاک نبیؐ نوں کیونکر دکھ پوچاوے

اللہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ صدیق رضی اللہ عنہ کی کیا شان ہے‘ پہاڑی کی تین میل کی چڑھائی ہے‘ ابوبکر میرے نبیؐ کو وہاں لے کر چڑھ جاتے ہیں۔

دوسری طرف موازنہ کرنا‘ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے محمدؐ کا داماد‘ مکہ فتح ہو جاتا ہے‘ اللہ کے نبیؐ بیت اللہ کا دروازہ کھولتے ہیں‘ دیکھتے ہیں کہ مشرکین کے ۳۶۰ بت پڑے ہوئے ہیں‘ آپ نے سب توڑ دیئے‘ آپؐ نے اوپر دیکھا تو اوپر حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی تصویر لٹکی ہوئی ہے اور انہوں نے ہاتھ میں تیر پکڑے ہوئے ہیں۔

آپ اپنے امیدواروں کی تصویریں لٹکائیں‘ کنجروں اور قوالوں کی تصویریں لٹکائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس گھر میں تصویر اور کتا ہو اس گھر میں فرشتہ دیکھتا بھی نہیں۔ آپ ملنگوں کی تصویریں لٹکائیں اور پھر علماء کو جا کر کہتے ہیں‘ جی کاروبار بڑا ہے برکت نہیں ظالم‘ برکت کس طرح ہو‘ تیرے گھر میں تو رحمت کا فرشتہ نظر بھی نہیں

دوڑا تا۔ اللہ ان تصویروں سے محفوظ فرمائے۔

تصویر بے شک کسی نبی کی ہو۔۔۔ بیشک کسی ولی کی ہو۔۔۔ بیشک کسی پیر کی ہو۔ کسی فقیر کی ہو' آمنہ کے لال اور ساری کائنات کے سردار کا فتویٰ ہے کہ جہاں تصویر اور کتا ہو وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔

ایک دن جبرائیلؑ رسول اللہؐ سے وعدہ کر گئے کہ حضرت میں رات کو آؤں گا' نبیؐ پاک ساری رات انتظار کرتے رہے لیکن جبرائیلؑ نہ آیا' آپ گھر سے باہر نکلے تو جبرائیلؑ سے ملاقات ہوگئی آپؐ فرماتے ہیں جبرائیلؑ! کیا تو بھی اس طرح کر لیتا ہے؟ میں ساری رات تیرا انتظار کرتا رہا ہوں کہ اب جبرائیلؑ آتا ہے' اب آتا ہے' تو آیا ہی نہیں۔ جبرائیلؑ عرض کرتے ہیں' حضرت گھر جا کر دیکھو تو سہی' آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کا بچہ پڑا ہوا ہے' جہاں کتے ہوں وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں جاتا۔

حضورؐ کے گھر کتے کا بچہ تھا' جبرائیلؑ نہ آیا' اور جہاں ''بھولی'' بندھا ہوا ہو وہاں تو چھلانگ لگا کر آتا ہوگا۔

اللہ مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں علیؓ میرے کندھوں پر سوار ہو کر بابا جی ابراہیمؑ کا بت توڑ دے۔ علیؓ کہتے ہیں سوہنیا مجھ سے یہ گستاخی اور بے ادبی نہیں ہوسکتی کہ آپ کے کندھوں پر چڑھے آپ میرے کندھوں پر چڑھیں۔

آپؐ فرماتے ہیں میرے علیؓ! تو نبوت کا وزن نہیں اٹھا سکتا' صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ نے اتنی قوت عطا فرمائی ہے کہ کندھوں پر اٹھا کر میرے محمد ﷺ کو تین میل کی چڑھائی پر چڑھ کر لے جاتا ہے۔

جب آپ غار کے منہ پر پہنچے' صدیق رضی اللہ عنہ کو میرے نبیؐ سے اتنا پیار اور محبت ہے' بابا جی فرماتے ہیں۔

قیمت دار عجوبہ چادر ابوبکرؓ دی آئی
اس دے نال دتا اس جھاڑ و خاطر نبیؐ الٰہی

غار اندھ سن بہت سوراخاں جو جو نظری آیاں
چادر پھاڑ صدیق پیارے ساریاں بند کرایاں

محبت بڑی عجیب ہے' اپنی قیمتی چادر اندھیری رات میں پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخ بند کر دیئے۔ چادر ختم ہوگئی' دو سوراخ بچ گئے' ابو بکر نے ان سوراخوں کے آگے اپنی ایڑیاں رکھ لیں' اب میرے مصطفیٰ ﷺ کو کہتے ہیں' سوہنیا اندر تشریف لے آئیں' جہانوں کے پیر غار میں چلے گئے' اب گود ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور سر میرے مصطفیٰ ؐ کا' آپ ؐ نے صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ دیا' میرے نبی کا چہرہ اوپر کو ہے اور ابو بکر کا چہرہ نیچے کو ہے' آنکھیں ابو بکرؓ کی ہیں اور چہرہ محمد کریم ﷺ کا ہے اس غار میں ایک سانپ تھا جس نے صدیق ؓ کی ایڑی پر ڈسا' دل میں خیال آیا کہ ایڑی کو ہٹاؤں' پھر سوچا کہ اگر ایڑی ہلائی تو محمدؐ کی نیند ختم ہو جائے گی' سانپ بار بار ڈس رہا ہے' آخر انسان تھے' درد ہوئی تو آنکھوں سے سیلِ رواں جاری ہو گئے' گرم گرم آنسو حضرت کے چہرے پر گرے' باباجی فرماتے ہیں۔

نین مبارک درد کمالوں بے خود جاری ہوئے
نبی پاکؐ دے چہرے اتے ڈگے دو تن چوئے
تاں اس وقت رسول اللہ دیاں اکھاں اگھڑ گیاں
کی ویکھن جو ابو بکر دیاں ہنجو برسن پیاں
حکم کیتا نبیؐ پیاروں کی دکھ آیا تینوں
پیر ہٹا کر سپ وکھایا اس ڈنگیا جے مینوں
ابو بکر نوں درد مکانے لب حضرت نے لائی
درد دور ہوئی اس ویلے' دیر نہ لگی کائی

آپ ﷺ فرماتے ہیں میرے ابو بکرؓ کیا بات ہے' عرض کی سانپ نے ڈنگ لگایا ہے' آپ نے اپنا لعاب مبارک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر لگایا تو سانپ کا زہر ختم ہو گیا۔

ایک دن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہودیوں کے مدرسے میں چلے گئے اور یہودیوںؑ کے مولوی کو جا کر دین کی دعوت دیتے ہیں' کہتے ہیں اے یہودی مسلمان ہو جا' نبی کا کلمہ پڑھ لے۔

یہ یہودی بڑا چالاک اور ہوشیار تھا کہتا ہے ابو بکرؓ تو مجھے اس رب کے دین کی طرف

دعوت دیتا ہے جو رب کہتا ہے' مجھے قرضہ دو' وہ غریب ہے ہم امیر ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ تیرے میرے جیسا تو مسلمان نہیں تھا' آپ میں غیرت' حیاء اور ایمان تھا' اس یہودی کے چہرے پر زوردار طمانچہ مارا اور کہا' ظالم تو نے اللہ کی توہین کی ہے' انہوں نے میرے نبیؐ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا' کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمارے مولوی کو تھپڑ مارا ہے' یہ عالم کہنے لگا اے یہودیو! تمہارے مدرسے میں آ کر اگر کوئی مجھے تھپڑ مار دے تو تمہارا جینا فضول ہے' یہودی کہتے ہیں جو ابوبکر تجھے تھپڑ مار کر گیا ہے' ہم اس کا بدلہ لیں گے' حضرت کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ سرکار آپ کے ابوبکرؓ نے ہمارے مدرسے میں آ کر ہمارے مولوی کو تھپڑ مارا ہے' اس کی قیمت پڑنی چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا جائے' ابوبکرؓ آ گئے' فرمایا میرے ابوبکر کیا آپ نے ان کے مدرسے جا کر ان کے مولوی کو تھپڑ مارا ہے؟

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں سوہنیا میں نے طمانچہ ضرور مارا ہے لیکن آپ اس کی وجہ سن لیں کہ میں نے کیوں مارا ہے' اس بے ایمان نے اللہ کی توہین کی ہے' میں نے دین الٰہی کی دعوت دی تو اس نے کہا' تم اس رب کی طرف بلاتے ہو' جو کنگال ہے' ہم سے صدقے مانگتا ہے۔ حضرت میری غیرت نے گوارا نہیں کیا اس لیے میں نے تھپڑ مار دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہودیو! سچی بات بتلاؤ کیا بات ہے؟

یہودی کہتے ہیں حضرت یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے' یہ بات نہیں ہوئی' چلو دین میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن رب تو ہمارا اور تمہارا ایک ہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ اگر تو سچا ہے تو اپنی سچائی کا گواہ پیش کر' ابوبکرؓ کہتے ہیں سوہنیا اور تو میرا گواہ نہیں' اللہ میرا گواہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے ابوبکرؓ اپنا گواہ پیش کر' اگر انسانوں میں تیرا گواہ کوئی نہیں تو پھر بدلہ دینے کے لیے تیار ہو جا' یہ تو نبیؐ کی سچی انصاف کی عدالت ہے' یہ نبیؐ تو بدلہ لے کر دے گا' ابوبکر نے رب سے کال ملالی' اللہ تیری خاطر تھپڑ مارا ہے' اور دنیا کا کوئی لالچ نہیں' میری گواہی دینے والا کوئی نہیں۔ میرے بھائی' جب دوسروں کی گواہی

کی ضرورت پڑی تو اللہ نے زمین سے ہی گواہی دلوا دی۔ یوسف علیہ السلام کی گواہی وہیں سے ہی دلوا دی۔ موسیٰ علیہ السلام کی گواہی بھی دلوا دی۔ لیکن ابوبکر اور ابوبکرؓ کے خاندان سے اللہ کو اتنا پیار ہے کہ اگر اماں عائشہؓ کو گواہی کی ضرورت پڑی تو اللہ نے آسمان سے خود گواہی پیش کی۔ سُبۡحٰنَکَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ۝ (نور: ۱۹)

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی باری آئی' یہودی کو تھپڑ مارا' آپ کا اور کوئی گواہ نہیں' آسمان سے رب نے گواہی کو قرآن بنا کر نازل کر دیا' اللہ پاک فرماتے ہیں۔

لَقَدۡ سَمِعَ اللّٰهُ قَوۡلَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيۡرٌ وَّنَحۡنُ اَغۡنِيَآءُ سَنَكۡتُبُ مَا قَالُوۡا وَقَتۡلَهُمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ وَّنَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ۝ (آل عمران: ۱۸۱)

میں نے ان ظالموں کی باتیں سن لی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں' سو دنیا میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا ابوبکرؓ سچا ہے۔ یہ ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام آیا اس نے مٹھائی پکڑی ہوئی ہے' کہتا ہے حضرت یہ مٹھائی کھالیں' آپ نے کھالی' یہ نہ پوچھا کہ یہ کس چیز کی ہے' تو یہ کیسے لایا ہے' بعد میں پوچھتے ہیں اے غلام یہ مٹھائی کیسی تھی' کہتا ہے حضرت' زمانہ جاہلیت میں میں ''ٹھل'' لگا تا تھا' انہوں نے مجھے اپنے ہاتھ دکھائے میں نے ویسے ہی کہہ دیا کہ تمہارے ہاں بچہ ہوگا' یا یہ کہ میں نے کہا کہ تمہارا فلاں کام ہو جائے گا۔ وہ رب کی طرف سے ہی ان کا کام ہو گیا' وہ آج مٹھائی لے کر آئے ہیں' میں نے سوچا کہ آپؐ کو بھی تھوڑی سی کھلا دوں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے غلام تو نے صدیق کو حرام مال کھلا دیا ہے۔

ابوبکر کو پتہ تھا کہ حرام مال سے جو خون تیار ہوا' اس خون سے جو گوشت تیار ہوا' وہ کبھی جنت میں نہیں جا سکتا' آپ نے مٹھائی کھانے کے بعد انگلی ڈال کر قے کر دی۔

جب آپ امیر المومنین' خلیفۃ المسلمین بنے' میرے نبیؐ نے اپنی زندگی میں ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلیٰ کا وارث بنا دیا' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی زندگی میں سترہ

نمازیں پڑھائی ہیں' میں آج ہی ایک تاریخ میں پڑھ رہا تھا کہ ادھر اللہ کے نبیؐ بیمار تھے' ادھر بلالؓ اذان کہہ دیتے ہیں' بلال رضی اللہ عنہ حضرت کے حجرے کے پاس آ کر کہتے ہیں' حضرت جماعت کا وقت ہو گیا ہے۔

اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں۔ مُرُوْا اَبَابِکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ٥ بلال رضی اللہ عنہ کو کہہ دو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہے کہ وہ نماز پڑھا دے۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج مسجد میں نہیں آ سکتا' صحابی جا کر عرض کرتا ہے آج ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں' ابوبکرؓ تو مسجد میں نہیں تھے' وہ صحابی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جا کر کہتا ہے' اے عمرؓ آپ نماز پڑھا دیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مصلہ رسول پر کھڑے ہو گئے' عمرؓ فرماتے ہیں میں سمجھا کہ شاید اللہ کے رسول کا حکم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز بڑی اونچی تھی' کہتے ہیں اللہ اکبر ٥

جب اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی تو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے میں ہی آواز سن لی' آپ فرماتے ہیں۔ یَاْبَ اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ' یَاْبَ اللّٰہُ وَالْمُسْلِمُوْنَ ٥ اللہ کو بھی پسند نہیں' مجھے بھی یہ پسند نہیں اور مسلمانوں کو بھی یہ پسند نہیں کہ جہاں میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہو وہاں کوئی نماز بھی نہیں پڑھا سکتا' آج آخری دن ہے صبح کی نماز ہے' اللہ کے پاک پیغمبرؐ فرماتے ہیں' ابوبکرؓ کو کہو کہ نماز پڑھائے' میرے نبیؐ اپنے حجرے میں لیٹے ہوئے ہیں' آپ پردہ ہٹا کر دیکھتے ہیں کہ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہے' یہ دیکھ کر آپ خوش ہو جاتے ہیں' حضرت دو صحابہؓ کے سہارے مسجد میں آ گئے' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ رہے ہیں' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی' آپؐ فرماتے ہیں اے ابوبکرؓ مصلیٰ پر ہی کھڑا رہ' اللہ کے نبیؐ ابوبکرؓ کے دائیں طرف آ کر بیٹھ گئے۔ اس طرح سمجھیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا امام میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ابوبکرؓ لوگوں کا امام بنا ہوا ہے' اللہ نے اگر یہ شان دی ہے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی ہے۔

دعا کریں کہ اللہ صدیقؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

سیرۃ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ o وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ o وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ o تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ.﴾(الحاقة ۴۰-۴۳)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہ کی ذات کے لئے ، بے شمار اوران گنت درود وسلام سید الکونین، رسول الثقلین امام القبلتین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

سورت الحاقہ کی چند آیات 29 پارے میں سے آپ کے سامنے پڑھی ہیں، اللہ مالک سے دعاء ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت سب کو مولا کریم عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! آپ کو معلوم ہے کہ آج یکم محرم الحرام ہے۔ یہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے۔ حرمت والے چار مہینے ہیں ان کو حرمت والے اس لئے کہا جاتا ہے۔ ان مہینوں کا احترام ادب کافر اور مشرک بھی کرتے تھے۔ یہودی اور عیسائی بھی کرتے تھے۔

یکم محرم وہ تاریخ ہے جس دن اسلام کے عظیم جرنیل جن کو اللہ کریم نے ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل کا حکمران بنایا تھا وہ ہستی جس کے بارے آمنہ کے لالؐ اور ساری کائنات کے سردار نے فرمایا ہے اے میرے عمرؓ! جس راستے سے تو گذر جاتا ہے شیطان وہ راستہ ہی چھوڑ دیتا ہے وہ ہستی جس کے بارے آمنہ کے لالؐ نے فرمایا ہے۔ لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ.

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ نبی ہوتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں وہ خصوصیات موجود تھیں جو انبیاء والی تھیں۔ اس عظیم جرنیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کو دیا گیا۔

آپؓ عام الفیل یعنی جس سال ابرہہ بے ایمان نے بیت اللہ پر چڑھائی کی تھی۔ اس سال کے تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ میں خطاب کے گھر پیدا ہوئے اور تریسٹھ سالہ زندگی

گذاری جتنی میرے مصطفےٰ ﷺ کی عمر تھی اور ستائیس سال کی عمر میں اللہ پاک نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دولت نصیب فرمائی۔ آپ کے اسلام لانے کے حدیث میں مختلف واقعات ہیں۔ ایک حدیث میں کسی اور طریقے سے ہے اور کسی حدیث میں کسی اور طریقے سے ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے مسند احمد میں بڑے واضح الفاظ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے دل میں ہر وقت اسلام کی نفرت ہی رہتی تھی مسلمانوں کے بارے میں میرا دل ہر وقت کڑھتا رہتا تھا۔ بلکہ کئی لونڈیاں تھیں جن کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اتنا مارا کرتے تھے عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں مارتا مارتا تھک جاتا تھا لیکن یہ لونڈیاں اسلام نہیں چھوڑتی تھیں۔

جناب عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میری بتوں پر پہرے کی باری تھی مکے والے اپنے بتوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ کہ کہیں کوئی ان کو اٹھا کر نہ لے جائے مکے والے پہرہ لگایا کرتے تھے کہ آج فلاں آدمی نے پہرہ دینا ہے اور آج فلاں بندے نے پہرہ دینا ہے۔ ایک دن میری بتوں پر پہرہ دینے کی باری تھی میں اپنی تلوار اور تیر لے کر بیت اللہ میں آیا۔ میں نے دیکھا کہ اللہ کے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کعبۃ اللہ کے سامنے قرآن پڑھ رہے تھے۔ رب کی رحمت کا نزول ہو رہا تھا۔ میں بیت اللہ کے غلاف میں آ کر چھپ گیا میرے ذہن میں یہ تھا کہ آج میں نے اللہ کے نبیؐ کو دوران نماز پریشان کرنا ہے۔ میرے نبیؐ نے سورۃ الحاقہ کی تلاوت شروع کر دی۔ اللہ کے پیغمبرؐ بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے۔ آپ قرآن پڑھتے پڑھتے یہاں پہنچ گئے۔

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ اس کا معنےٰ یہ ہے کہ اس کو پکڑ کر اس کے گلے میں طوق پہنا دو۔

ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ اس کو پکڑ کر سنگلوں میں جکڑ دو۔

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا یہ کتنا حساب لگاتا ہے کہ میں غلاف میں چھپ کر کھڑا ہوں اس نے مجھے پہچان لیا ہے، شائد یہ مجھے کہہ رہا ہے کہ اس کو پکڑ لو میرے ذہن

میں یہ بات آئی کہ یہ کوئی کاہن اور شاعر ہے اللہ کے پیغمبرؐ تلاوت کرتے کرتے یہاں پہنچ گئے اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ یہ قرآن رسول بزرگ کی بات ہے عمرؓ کہتے ہیں میں نے کہا نبی محمد ﷺ میری باتیں جانتا جارہا ہے۔اس کو میری بات کی سمجھ آ گئی ہے۔

نبی پاک ﷺ نے اگلی آیت پڑھ دی۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ٥

یہ قرآن نہ کسی شاعر کی بات ہے اور نہ کسی پاندے کی بات ہے۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ یہ قرآن تو اللہ کی سچی کتاب ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنے برے ارادے سے ہٹ گیا اور سوچ میں پڑ گیا کہ اس طرح لگتا ہے یہ قرآن بھی سچا ہے اور نبی محمدؐ بھی سچا ہے۔اور جب بندہ سوچے تو پھر کسی نہ کسی نتیجے پر ضرور پہنچ جاتا ہے

ادھر کفار مکہ نے مسلمانوں پر ظلم ڈھانے شروع کر دیئے،ایک دن میرے نبیؐ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں۔اے صدیقؓ تیری طبعیت بھی دو انبیاء جیسی ہے اور عمر رضی اللہ عنہ تیری طبیعت بھی دو انبیاء جیسی ہے آپ فرماتے ہیں اے میرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تیری طبیعت حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام جیسی ہے۔ابراہیمؑ بھی نرم طبیعت کے مالک اور عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی نرم طبیعت کے آدمی تھے،ان کی طبیعت قرآن نے اس طرح بیان کی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کر رہے ہیں۔یا اللہ ان مکے والوں میں جو تجھ پر ایمان لائیں ان کو رزق دینا،اور جو تجھے نہ مانیں ان کو رزق نہ دینا۔اور جناب عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے دربار میں کھڑے ہیں، اللہ پاک پوچھ رہے ہیں اے میرے نبی عیسیٰ علیہ السلام تیری امت کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔

اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ یا اللہ اگر تو ان بندوں کو کچھ کہے گا تو بندے تو تیرے ہی ہیں۔وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥ اور اگر تو ان کو معاف فرما دیں تو تجھے کوئی بھی پوچھنے والا نہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں میرے صدیقؓ! تیری طبیعت نرم ہے۔تیری طبیعت ابراہیمؑ اور عیسیٰؑ نبی سے ملتی ہے آپ فرماتے ہیں میرے عمر رضی اللہ عنہ تیری طبیعت جناب نوحؑ

اور موسیٰ نبی علیہ السلام سے ملتی ہے نوحؑ نبی بھی غصے میں آ کر کہتے ہیں۔ یا اللہ ان کافروں کو صفحہ ہستی سے مٹا دے اور موسیٰ علیہ السلام بھی بددعاء کر دیتے ہیں میرے مصطفیٰ انبیاء سے تشبیہ دے رہے ہیں کہ جس طرح موسیٰ نبی علیہ السلام کوہ طور پر گئے۔ بیوی ساتھ ہے۔ بکریاں ساتھ ہیں موسیٰ نبیؑ کی بیوی کے ہاں بچے کی ولادت کا وقت ہے سردی کا موسم ہے نبی علیہ السلام اپنی بیوی کو کہتا ہے سردی لگ رہی ہے تو ذرا یہاں بیٹھ مجھے وہ آگ نظر آ رہی ہے (حالانکہ وہ رب کے نور کی تجلی ہو رہی تھی) میں وہاں سے تیرے لئے آگ لے کر آ ؤں۔ اس کے علاوہ ہم راستہ بھول گئے ہیں میں راستہ بھی معلوم کر آ ؤں۔

موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر پہنچے تو اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ. موسیٰ علیہ السلام جوتی پیچھے اتار کر آ جا، اور مجھ سے نبوت لے جا، یہاں مولانا نے ایک بڑی پیاری بات کی ہے۔ انہوں نے اللہ کے کاموں پر تعجب کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

هر شے تے قادر قدیر ہے تو — جو چاہے سو کر کے دکھا دیناں ایں
کتے جنگل وچ بچے دے ہیٹھ پیروں — ٹھنڈے پانی دا چشمہ چلا دیناں ایں
کوئی اگ دا بھورا لین جاوے — تو پیغمبری کر عطا دیناں ایں
تو جزا دیناں ایں تو سزا دیناں ایں — جیویں چاہیں سو کر کے دکھا دیناں ایں
ہووے او جو تینوں منظور ہووے — تگڑے ماڑیاں کولوں مروا دیناں ایں
بیٹے بردے نوں تاج پیغمبری دا — تخت مصر دے اتے بیٹھا دیناں ایں
دل کرے پیغمبر دی نہ منیں — چٹا کورا جواب سنا دیناں ایں
جدوں من تے آویں تے فضل کر کے — گناہ گار دی آس پہنچا دیناں ایں

یہ پیار دیکھو کیسا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یَا مُوْسٰی اے موسیٰؑ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ سوال یہ تھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے جواب موسیٰ نبیؑ کا اتنا ہی کافی تھا۔ کہتے یا اللہ یہ میرا عصاء ہے بات ختم ہو جاتی۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں۔ هِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی ۝ (طٰہٰ: ۱۸)

یا اللہ یہ میرا عصاء ہے اگر میں تھک جاؤں تو اس پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو جاتا ہوں اس سے بکریوں کے لئے پتے بھی گرا لیتا ہوں اس کے اور بھی کئی فائدے ہیں۔

جس سے پیار ہو دل چاہتا ہے اس سے باتیں کرتے ہی جائیں جس سے پیار نہ ہو اس سے جان چھڑانی پڑتی ہے اور جس سے پیار ہو بندہ بہانے بہانے سے ہی اس سے باتیں کرتا ہے موسیٰ علیہ السلام پیار کی باتیں کر رہے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں تجھے نبوت عطا فرما دی ہے اب موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هٰرُوْنَ اَخِیْ. (طٰهٰ: ۲۵-۳۰)

یا اللہ میرا سینہ کھول دے۔ میرا کام آسان کر دے میں نے بچپن میں جو آگ کا انگارا منہ میں ڈالا تھا جس سے زبان جھلس گئی تھی۔ اب زبان پر لکنت آ گئی ہے وہ زبان کی لکنت والی گرہ بھی کھول دے اور میرے اہل سے میرا ایک وزیر بنا دے میرے بھائی ہارون کو نبوت عطا فرما دے کیونکہ اس کی زبان بڑی چلتی ہے وہ بڑا فصیح اللسان ہے اس کے ساتھ میری طاقت بڑھا دے۔ اس کو میرا وزیر بنا دے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا وزیر بنانے کے لئے کوہ طور پر کھڑے ہو کر رب سے دعا کی۔ یہ دیکھ لے، نبوت کا پانچواں سال ہے۔ جمعرات کا روز ہے انتالیس آدمی مسلمان ہو چکے ہیں مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے جا رہے ہیں آدھی رات کا وقت ہے۔ آمنہ کے لالؐ اور ساری کائنات کے سردار نے کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر رب سے دعاء مانگنی شروع کر دی۔

آپ فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَوْبِعُمَرَ ابْنِ هِشَامٍ.

یا اللہ! دو عمروں میں سے ایک عمر عطا کر دے۔ اسلام کو غلبہ عزت اور طاقت عطا فرما دے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عمرؓ اسلام کی طاقت اور عزت تھے ادھر میرے نبیؐ نے کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر دعا مانگی جو دعا کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر کی جائے۔ اللہ کی قسم ہے وہ رد نہیں جاتی۔ وہ کیسا موسم ہو گا۔ میرے مصطفیٰؐ نے کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑا ہوا ہے۔ زار و قطار رو رہے ہیں اور ساتھ دعا کر رہے ہیں۔

ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہؓ خود آئے اور کلمہ پڑھتے گئے لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو میرے مصطفےٰ ﷺ نے کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر دعائیں کیں۔ کہ یا اللہ عمرؓ کے ساتھ اسلام کو غلبہ دے دے۔ مکے والوں نے ان دنوں ایک فیصلہ کیا ہوا تھا کہ قرآن سن کر مسلمان بڑھتے جا رہے ہیں۔ اسلئے قرآن سننا بند کرو پابندی لگا دو۔ جب مصطفےٰؐ قرآن پڑھیں تو پیچھے شور ڈالو' سیٹیاں بجاؤ' آوازیں لگاؤ کہ یہ نبیؐ سچا نہیں اس کا قرآن سچا نہیں۔ اسمبلی ہال میں یہ بل پاس ہوا۔ ادھر میرے مصطفےٰ ﷺ نے اپنی چار پائی اور بستر چھوڑا، نبیؐ ساری ساری رات نہیں سوتا تھا۔ بستر ہی اس طرح کا ہوتا تھا۔ ایک دن میرے نبیؐ کو سوتے ہوئے کافی رات بیت گئی آدھی رات سے وقت اوپر چلا گیا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے میری حفصہؓ! کیا بات ہے آج میری آنکھ کیوں نہیں کھلی کیا تم نے میرے نیچے کوئی نرم و نازک بستر بچھا دیا ہے؟

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں سوہنیاء میں نے آپ کے نیچے کوئی گدا نہیں بچھایا بلکہ جو چادر میں پہلے ایک ہی تہہ میں بچھاتی تھی۔ آج وہی چادر دوہری کر کے بچھا دی ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں میری حفصہؓ یہی بات ہے کہ آج دوہری چادر تھی اس لئے مجھے ساری رات نیند ہی آتی گئی ہے۔ حضرت نے اپنا بسترہ چھوڑا اور کعبۃ اللہ کے سامنے آکر قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ ابوجہل کا گھر بیت اللہ کے بالکل ہی قریب ہے اس نے سوچا کہ سرکار قرآن پڑھ رہے ہیں مکے کے تمام چوہدری سوئے ہوئے ہیں میں سن کیوں نہ لوں۔ اس کونے میں میرے نبیؐ قرآن پڑھ رہے ہیں اور پچھلے کونے میں ابوجہل چھپ کر اللہ کے نبیؐ کا قرآن سن رہا ہے اس کمیٹی کا دوسرا ممبر ابوسفیانؓ تھا۔ اس نے بھی سوچا کہ تمام چوہدری سوئے ہوئے ہیں۔ سرکار قرآن پڑھ رہے ہیں میں سن ہی لوں اور ایک ممبر اخنس بن شریق تھا۔ اس نے بھی یہی خیال کیا کہ نبی پاکؐ قرآن پڑھ رہے ہیں میں سن لوں۔ سرکار قرآن پڑھ رہے ہیں اور یہ تینوں دشمن چھپ کر سن رہے ہیں جب میرے مصطفےٰ ﷺ نے قرآن پڑھنا ختم کیا تو یہ چوہدری اٹھ کر چل پڑے۔ چند قدم چلنے کے بعد تینوں کی آپس میں ملاقات ہوگئی تو کہنے لگے چوہدریو، اس وقت

بیت اللہ میں کس طرح؟

ابو جہل کہتا ہے اگر سچی بات پوچھتے ہو تو مجھے محمدؐ کے قرآن نے نہیں سونے دیا۔ دوسرے کہنے لگے ہم کو بھی یہی مرض ہے۔ ہم کو بھی نبیؐ کے قرآن نے نہیں سونے دیا۔ اب آپس میں کہنے لگے کہ قسمیں اٹھاؤ۔ آج کے بعد قرآن نہیں سنیں گے۔ اگر دوسرے کافروں کو پتہ چل گیا تو وہ کہیں گے کہ چوہدری خود سنتے ہیں اور ہم کو روکتے ہیں۔ دوسرے دن پھر میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھا۔ یہ تینوں آ کر پھر سن رہے ہیں۔ ان کی پھر ملاقات ہوگئی کہنے لگے۔ آج کس طرح آنا ہوا۔؟

تینوں ہی کہنے لگے کل والی مرض ہے۔ تیسرے دن پھر اسی طرح ہی ہوا، ابو جہل کہتا ہے یہ قرآن کی آواز بند نہیں ہو سکتی ایک ہی طریقہ ہے جو محمدؐ کا (نعوذ باللہ) سر قلم کرے گا میں اس کو اپنی طرف سے سو اونٹ اور سونا چاندی انعام پیش کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے بھی پتہ چل گیا (ابو جہل عمر کا سگا ماموں تھا) زمانہ جاہلیت میں میری خواہش تھی کہ میں سو اونٹ کا مالک بن جاؤں۔ لیکن جب اسلام کے دامن میں آیا تو اب خواہش یہ ہے کہ پوری دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ دنیا کے چپے چپے اور کونے کونے پر اسلامی جھنڈا لہرا جائے۔

عمرؓ نے تلوار پکڑ لی اس کو زہر کی پان لگائی عمرؓ نے تلوار گلے میں لٹکائی ہوئی ہے اور نیزہ ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے آپ مکے کے بازار میں تلوار لہراتے ہوئے گذر رہے ہیں۔

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی تھی کہ یہ کام تو کرے۔ پورے عرب میں تیری مشہوری ہو جائے گی۔ میں یہ سوچ کر نکلا کہ میں (معاذ اللہ) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ کروں گا تو دنیا میں میری بہادری کے چرچے ہو جائیں گے۔

راستے میں عمرؓ کا اپنا ہی ایک رشتہ دار حضرت نعیم بن عبداللہؓ مل گیا یہ فرماتے ہیں اے عمرؓ! کدھر جا رہے ہو؟

عمرؓ کہتے ہیں یہ جو نئی شریعت لے کر آیا ہے میں اس محمدؐ رسول اللہ کا سر قلم کرنے کیلئے جا رہا ہوں حضرت نعیمؓ کہتے ہیں عمرؓ تو نے یہ کیا بات کی ہے عمرؓ فرماتے ہیں معلوم ہوتا ہے تو بھی اس کا ہی ساتھی ہے عمرؓ نے تلوار پکڑی اور کہتے ہیں اے نعیمؓ پہلے تجھے ٹھکانے

لگا تا ہوں حضرت نعیمؓ کہتے ہیں۔ مجھے بعد میں کچھ کہنا پہلے جا کر یہ دیکھ لے کہ تیری بہن فاطمہ کے گھر جامعہ محمدیہ کی شاخ کھلی ہوئی ہے۔ تیری بہن کا گھر تو مدرسہ بنا ہوا ہے تیرا بہنوئی سعید رضی اللہ عنہ تو عشرہ مبشرہ میں داخل ہو گیا ہے نبوت کی زبان سے اعلان ہو چکا ہے کہ جس نے جنتی دیکھنا ہے وہ عمرؓ کا بہنوئی سعید دیکھ لے۔ عمرؓ کہتے ہیں۔ یہ بات ناممکن ہے کہ وہ میرے بغیر مسلمان ہو جائیں عمرؓ نے میرے مصطفیٰؐ کی طرف جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور بہن کے گھر کا رخ کر لیا۔ سیدھے بہن کے گھر گئے دروازہ کھٹکھٹایا۔ فاطمہؓ کہتی ہے کون ہے۔ (عمرؓ فرماتے ہیں میں باہر کھڑا ہو کر قرآن کی آواز سن چکا تھا) میں نے کہا میں عمرؓ ہوں جلدی دروازہ کھولو۔ بہن کہتی ہے بھائی خیر تو ہے کیا بات ہے؟

عمرؓ کہتے ہیں یہ جو تم گھر میں پڑھ رہے تھے یہ کیا تھا؟

بہن کہتی ہے بھائی عمرؓ اگر تیرے دین سے اور کوئی دین اچھا نظر آئے تو کیا ہم وہ دین قبول نہ کریں؟ اچھا اس کا معنےٰ ہے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو عمرؓ نے غصے سے اپنے بہنوئی سعیدؓ کو نیچے لٹا لیا اور سینے پر بیٹھ گئے۔ حضرت فاطمہؓ کو اپنے شوہر سے بڑا پیار تھا حالانکہ ادھر بھائی تھا اور ادھر خاوند ہے آگے ہو کر کہتی ہے اے بھائی اس کو کچھ نہ کہنا عمرؓ نے زور سے بہن کو تھپڑ مارا۔ بہن منہ کے بل زمین پر گر پڑی منہ سے خون بہہ نکلا۔ بہن ہمت اور جرأت کر کے پھر سامنے کھڑی ہو گئی اور کہتی ہے بھائی عمرؓ بات سن لے جس ماں کا دودھ تو نے پیا ہے اسی کا ہی میں نے پیا ہے ایسی بات کی کہ عمرؓ کا کلیجہ ہلا کر رکھ دیا۔ عمرؓ اپنے بہنوئی کے سینے پر بیٹھا دھمکیاں دے رہا ہے حضرت فاطمہؓ سامنے کھڑی ہیں کہتی ہے بھائی عمرؓ یہ توحید کا رنگ ہم پر چڑھ گیا ہے یہ تیری دھمکیوں سے نہیں اتر سکتا۔ جان جا سکتی ہے لیکن ایمان نہیں جا سکتا۔

اب عمرؓ سوچ میں پڑ گئے کہ یہی فاطمہؓ جب میں گھر آتا تھا تو ڈر کر اندر چلی جاتی تھی۔ میرا رعب اتنا تھا کہ پانی مانگتا تھا تو ڈرتی ڈرتی پکڑاتی تھی۔ آج کیا بات ہے یہ میرے سامنے کھڑی ہو گئی ہے۔

عمرؓ کہتے ہیں بہن وہ قرآن دکھلانا جو تو پڑھ رہی تھی بہن کہتی ہے بھائی یہ قرآن اللہ کی پاک کتاب ہے تو مشرک ہے اور مشرک ناپاک ہوتا ہے اگر تو نے قرآن پڑھنا ہے تو

پانی سے غسل کر پاک صاف ہو جا!

میں آج ہی ایک تاریخ میں پڑھ رہا تھا کہ حضرت عمرؓ نے جلدی جلدی غسل کیا اور چارپائی پر آکر بیٹھے تو داڑھی سے پانی کے قطرے گر رہے تھے عمر رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے۔

بھن دے اگے عمرؓ واسطے پاؤندا لیاکے سنا ویں مینوں چشمہ ایمان دا
توہی سنا دے میں نئیں ہتھ لگاؤندا نال طٰہٰ سورت بھن کڈھ کھلا ردی
جھوک مدینے والی احمد سردار دی

طٰہٰ دیاں آیتاں اجے پہلیاں ایں آیاں سی بھن نے پڑھ کے جاں ویرنوں سنایاں سی
چھم چھم روے پیا دیداد و ہائیاں سی ہنجواں نال داڑھی بجھ گئی سرداردی
جھوک مدینے والی احمد سردار دی

طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى ٥ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ٥ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ٥

عمر رضی اللہ عنہ نے دو تین آیات سنیں یا خود ہی پڑھیں۔ چونکہ آپ پڑھنا جانتے تھے نا! عمرؓ بڑا قیمتی ہے۔

یہ عمرؓ کی وہ ہستی ہے جس نے مکے مدینے کے راستے میں سرائیں تعمیر کروائیں۔

یہ عمر رضی اللہ عنہ کی وہ ہستی ہے جس نے فوج کا محکمہ تیار کیا۔

یہ عمر رضی اللہ عنہ کی وہ ہستی ہے جس نے باقاعدہ طور پر بیت المال تیار کیا۔

یہ عمر رضی اللہ عنہ کی وہ ہستی ہے جس نے تمام عالم اسلام میں مساجد میں اذان کا اہتمام کیا اماموں کا انتظام کیا۔ اماموں اور موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔

یہ عمر رضی اللہ عنہ کی وہ ہستی ہے جس نے عام مسجدوں میں لائٹ کا بندوبست کیا۔

یہ وہی عمر رضی اللہ عنہ ہے جس نے جنتے بچوں کے بیت المال سے وظیفے مقرر کیے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دن ایک قافلہ آیا۔ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اے عبدالرحمٰنؓ آج ان قافلے والوں کا پتہ کرنا ہے آج رات ان کا پہرہ دینا ہے تاکہ کوئی چور کوئی ڈاکو اور کوئی بدمعاش ان کو پریشان نہ کرے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں میں اور عمرؓ دونوں نے قافلے والوں کا پورا چکر کاٹا اور

پھر ایک جگہ بیٹھ گئے کیا دیکھتے ہیں کہ آدھی رات کا وقت ہے کہ ایک ماں کا بچہ روتا ہے اور مسلسل رو رہا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے اور جا کر فرماتے ہیں اے بی بی! تیرا بچہ کیوں رو رہا ہے تو اس کو چپ کیوں نہیں کرواتی اپنے بچے کو چپ کروا۔ ماں نے بچہ چپ کروایا۔ تھوڑی دیر گذری تو بچہ پھر رونے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر کہتے ہیں اے بی بی تیرا یہ بچہ کیوں رو رہا ہے تو اس کو چپ کیوں نہیں کروا رہی۔ ماں نے پھر چپ کروایا۔ تھوڑی دیر بعد بچہ پھر رونے لگا۔ عمر فرماتے ہیں بی بی تیرا یہ بچہ کیوں روتا ہے تو اس کو خاموش کیوں نہیں کرواتی۔ اس کو کوئی بیماری اور تکلیف تو نہیں؟

بی بی کہتی ہے بھائی! میں نے اس بچے کا دودھ چھڑایا ہے یہ اس لیے رو رہا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بی بی تو نے اس کا دودھ کیوں چھڑایا ہے۔ بی بی کہتی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتنی دیر تک وظیفہ مقرر نہیں کرتے جب تک بچے کا دودھ نہ چھوٹ جائے۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بی بی اس بچے کی عمر کتنی ہے بی بی کہتی ہے یہ ابھی سات ماہ کا ہے۔ (حالانکہ قرآن نے کہا ہے کہ دو سال تک دودھ پلاؤ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے پریشان ہوئے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ اتنے پریشان ہوئے کہ مسجد نبوی میں آگئے۔ صبح کی اذان ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں قرآن پڑھتے جا رہے ہیں۔ آپ نماز میں اتنا روئے کہ قرآن پڑھنے کی بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ آپ سلام پھیرنے کے بعد فرماتے ہیں اے مدینے والو۔ سن لو۔ میں عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی جان پر کتنے ظلم کیے ہیں کتنے بچوں کو بھوکا مارا ہے میں نے دو سال سے پہلے بچوں کے وظیفے مقرر نہ کر کے کتنی بڑی غلطی کی ہے سن لو۔ اب جس دن کسی کے گھر بچہ پیدا ہو گا۔ اسی دن سے ہی اس کا وظیفہ مقرر ہو جائے گا۔

یہ کیسا عمرؓ ہے۔ آذربائیجان کا علاقہ فتح ہوا تو وہاں کے گورنر نے بڑی بہترین مٹھائی کی ایک ٹوکری بھیجی۔ قاصد وہ ٹوکری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا اور کہنے لگا۔ سرکار یہ آذربائیجان کے گورنر نے آپ کے لئے یہ مٹھائی کا تحفہ بھیجا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اسے کھولیں دیکھا کہ بڑی ذائقہ دار اور لذیذ مٹھائی ہے۔ اور پھر گورنر کا بھیجا ہوا تحفہ ہو۔ حضرت عمرؓ اس قاصد سے پوچھتے ہیں کیا وہاں کے سب لوگ ہی اس قسم کی مٹھائی

کھاتے ہیں؟ وہ کہتا ہے جی سب کیلئے کہاں یہ صاحب ثروت اور امیر لوگ کھاتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جلدی کر یہ ٹوکری بند کر کے اپنی سواری جلدی واپس لے جا اور آذربائیجان کے گورنر کے پاس پہنچ جا اور اس کو جا کر ہدایت کر۔ کہ اگر آذربائیجان کے غریبوں کو اس طرح کی مٹھائی نصیب نہیں ہوتی تو تو کیوں کھا رہا ہے۔ یہ ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

بہن کہتی ہے بھائی تو نے قرآن سن لیا ہے اب کیا پروگرام ہے عمرؓ کہتے ہیں اب مجھے بھی وہاں لے چلو جہاں سے تمہیں اسلام ملا ہے۔ بہن کہتی ہے بھائی تو چوہدری آدمی ہے چوہدریوں کا کیا پتہ ہے کہ وہ کس وقت پھر جائیں۔ اگر تو نے وہاں جانا ہے تو تیرے بازو باندھ کر لے جاؤں گی۔ جس طرح قیدی کو پیش کیا جاتا ہے مصطفیٰؐ کی خدمت میں تجھے اس طرح پیش کروں۔ گی۔ اب یہ منت سماجت کر رہا ہے کہ اے بہن تو جس طرح چاہتی ہے اسی طرح لے جا۔

عمرؓ آکھدا بہن پادیں اجڑے نوں — مینوں کول اس سرکار دے لے چلو
جتھوں چنے نے تساں اے پھل نوری — مینوں وچ اوس گلزار دے لے چلو
حق سچ دے سودے ہون جتھے — مینوں وچ اوس بازار دے لے چلو
گھروں آیا ساں مارن میں پاپی بن کے — ہن مینوں ماردے ماردے لے چلو
متاں عمرؓ دی عمر برباد ہو جائے — جتھے عمر سنواردے لے چلو

بہن نے عمر رضی اللہ عنہ کو بازو سے پکڑا، بہنوئی سعید ساتھ ہے۔ مکے کے بازار میں جا رہے ہیں۔ مکے کے چوہدری دیکھتے ہیں۔ کہتے ہیں عمرؓ تجھے کیا ہوا ہے۔ کیا بات ہے تو کس کام کیلئے گیا تھا۔ فرماتے ہیں دو منٹ ٹھہرو، ابھی آ کر بتاتا ہوں کیا ہوا ہے کسی نے میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، سرکار عمر رضی اللہ عنہ آ رہا ہے فرمایا آنے دو، میں نے رات کو دعاء کی تھی یا اللہ عمرؓ ہی دے دے۔

سرکار! اس کے پاس تو تلوار ہے۔ فرمایا دروازہ کھول دو۔ اگر عمرؓ صحیح نیت سے آئے تو ست بسم اللہ، ورنہ عمرؓ کی تلوار سے ہی عمرؓ کی گردن اتار دی جائے گی۔

عمرؓ گئے تو میرے مصطفیٰؐ نے فرمایا دروازہ کھول دو، پیچھے ہٹ جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ۔

اے عمرؓ! اللہ تجھے کب ہدایت دے گا تو کب راہ راست پر آئے گا؟

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا، جب میں گھر سے چلا تھا تو صرف جوش ہی جوش تھا۔ راستے میں قرآن سنا ہے تو رب نے ہوش عطا فرما دیا ہے سرکار اب میں تو آپ کا غلام بننے کے لئے آیا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا تو مسلمانوں کو اتنا جوش آیا، مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا پورے مکے میں گونج پیدا ہوگئی۔ آپ دار ارقم میں تشریف فرما تھے۔ لوگ کہنے لگے پتہ نہیں، مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے۔ پتہ چلا کہ عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نماز پڑھنے لگے عمرؓ کہتے ہیں۔ سرکار کیا بات ہے اللہ کی عبادت تو اس کے گھر میں کرنی چاہیے۔ آپ فرماتے ہیں عمرؓ وہ ہم کو بیت اللہ میں عبادت نہیں کرنے دیتے۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا اگر آج بھی گھر نماز پڑھی تو مجھے میرے ایمان کا مزہ نہیں آنا۔ اس لئے آج بیت اللہ میں جانا ہے۔ صحابہؓ کے دو حصے بن گئے۔ ایک طرف سردار حمزہؓ اور ایک طرف عمر فاروقؓ تلوار پکڑ کر بیت اللہ جا رہے ہیں۔

دوستو! اس وقت ابو بکر صدیقؓ بھی مسلمان تھے، عثمانؓ و علیؓ بھی اسلام قبول کر چکے تھے۔ بلکہ اللہ کریم نے بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ کو کلمہ نصیب فرمایا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ سوموار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی ہے اور منگل کے دن حضرت علیؓ نماز پڑھتے دیکھے گئے ہیں۔ ابو بکرؓ موجود ہیں، عثمانؓ موجود ہیں علیؓ بھی موجود ہیں لیکن کفار مکہ بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھنے دیتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسانوں میں کوئی مشکل کشا ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔

انسانوں میں کوئی مشکل کشا نہیں صرف ایک اللہ کی ذات ہے، اگر علیؓ مشکل کشاء ہوتے، اگر ابو بکرؓ اور عثمانؓ مشکل کشا ہوتے تو حضرت پہلے بھی بیت اللہ میں نماز پڑھتے، لیکن اللہ کے سوا کوئی بھی مشکل کشا نہیں، یہ مشکلات حل کی ہیں تو عمرؓ نے آ کر اللہ کی مدد سے حل کی ہیں۔

آپؓ نے دس سال خلافت کی 9 ذوالحجہ ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عرفات سے واپس آ رہے ہیں اور مزدلفہ چلے گئے 22 لاکھ مربع میل کا حکمران ان پتھروں پر لیٹا ہوا

ہے کہ آپ کی نظر آسمان کے چاند پر پڑ گئی ۔ چاند کبھی بڑھتا ہے۔ کبھی گھٹتا ہے۔ آپ آسمان کی طرف منہ کر کے فرماتے ہیں۔ یا اللہ میری حالت بھی اسی طرح کی ہوگئی ہے۔ جس طرح آسمان کے چاند کی ہے۔ اللہ اب میں کمزور ہوتا جا رہا ہوں۔ آپ نے ہاتھ اٹھا دیئے اور فرماتے ہیں

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ.

یا اللہ میں تیرا عمرؓ تجھ سے موت بھی مانگتا ہوں تو شہادت کی مانگتا ہوں اور موت بھی آئے تو تیرے نبیؐ کے شہر مدینے میں آئے۔

اب ذوالحج کے دن گزرتے جا رہے ہیں ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینے پہنچ جاتے ہیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام ابو لؤلؤ مجوسی، ایرانی بے ایمان، آگ کا پجاری اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے کہتا ہے، عمرؓ جی میرا مالک مجھ سے روزانہ دو درہم لیتا ہے، آپ اس کو کہیں کہ پیسے کچھ کم کر دے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تیرا کاروبار کیا ہے۔ کہتا ہے جی میں فلاں کام بھی کر لیتا ہوں، فلاں کام بھی کر لیتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں تو اتنے ہنر جانتا ہے تجھ سے جو ٹیکس لیا جاتا ہے یہ زیادہ تو نہیں یہ سن کر یہ بے ایمان اندر ہی اندر جل گیا۔ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے ہیں آپ اس کو فرماتے ہیں اے ابو لؤلؤ، سنا ہے کہ تو اس طرح کی چکی بناتا ہے جو ہوا سے چلتی ہے ہم کو بھی ایک چکی بنا دے۔

ابولولوء مجوسی کہتا ہے۔ اے عمرؓ سن لے۔ میں تجھے ایک ایسی چکی بنا کر دوں گا کہ قیامت تک دنیا یاد رکھے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساتھیوں کو فرماتے ہیں۔ اس آدمی نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے۔ دیکھ لو، اسلامی ریاست ہے اسلامی حکمران ہے لیکن کوئی پرچہ نہیں، کوئی کاروائی اس کے خلاف نہیں کی گئی جب تک وہ کوئی کام کر نہ بیٹھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے

خلاف کوئی کاروائی کرنے کا حکم نہیں دیا، اور نہ ہی اسکی گرفتاری کا آرڈر جاری کیا ہے۔

27 ذوالحجہ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مصلہ رسول پر کھڑے ہو کر فجر کی نماز پڑھانے لگے ہیں۔ آپ کی یہ عادت مبارکہ ہوتی تھی کہ آپ صفوں میں داخل ہو کر خود صفیں درست کرواتے۔ قدم سے قدم ملاتے اور ایڑیاں برابر کرواتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتنے بڑے اللہ کے ولی ہیں آپ اتنے قیمتی ہیں کہ آپ زمین پر بات کرتے اور اللہ عرش سے قرآن بنا کر نازل کر دیتا ہے۔ لیکن آج آپ کو پتہ نہیں چلا کہ قاتل بے ایمان منبر رسول کے نیچے مصلہ رسول کے قریب چھپ کر بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ کی قسم یہ وہ جگہ ہے جس کے متعلق اللہ کے نبیؐ نے اشارہ کر کے فرمایا ہے۔

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ.

دنیا والو! سن لو میرے حجرے سے لیکر میرے منبر تک یہ جگہ جنت کے باغوں میں سے باغ ہے۔ پھر مجھے کہنے دو کہ عمر رضی اللہ عنہ جنت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھا رہے ہیں جونہی آپ نے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی یہ بے ایمان مجوسی ابو لؤلؤ اٹھا اس نے دو دھاروں والا چھرا حضرت عمرؓ کے پیٹ میں مارا، حضرت عمرؓ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے۔ اب یہ بے ایمان بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ صحابہؓ اسے گرفتار کرتے ہیں تو اس نے اور صحابہؓ کو بھی زخمی کیا، ایک صحابی نے اسکے اوپر چادر ڈالی تو اس بے ایمان نے اپنا ہی چھرا اپنے ہی پیٹ میں مار لیا، خودکشی کی اور جہنم میں داخل ہو گیا اب ایک صحابی آگے ہو کر نماز پوری کرتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گھر پہنچایا جاتا ہے۔ طبیب بلایا، جو دوائی کھلائی جاتی ہے۔ وہ زخموں کے راستے باہر آ جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ بس اللہ نے دعائیں قبول کر لی ہیں۔ شہادت کا موقع مل گیا ہے، پتہ کرواتے ہیں کہ پتہ کرو، میری شہادت کس کے ہاتھوں ہوئے ہے بتایا جاتا ہے کہ ابو لولوء مجوسی، بے ایمان آگ کا پجاری ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرماتے ہیں اے میرے بیٹے اب مجھ سے جھکا نہیں جاتا۔ میرا سر زمین پر نہیں لگتا، تو میرا سر پکڑ کر زمین پر

لگادے۔ تاکہ میں آخری وقت اپنے رب کو سجدہ کرلوں۔ اگر اللہ قیامت کے دن پوچھے گا تو میں کہوں، یا اللہ تجھے سجدے کر کے آیا ہوں۔

آپ اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں۔ بیٹے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلا جا۔ وہاں جا کر یہ نہ کہنا کہ امیرالمومنین کہتے ہیں۔ کہیں اماں جی پر رعب نہ پڑ جائے۔ بلکہ کہنا کہ عمرؓ آپ کو سلام کہتا ہے اور ساتھ آپ سے درخواست کرتا ہے کہ اگر میری امی مجھے اجازت دے دے تو جہاں میرے نبیؐ اور میرا صدیقؓ لیٹا ہوا ہے ان کے پاس مجھے بھی جگہ مل جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ عبداللہ وہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی اگر عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مانگی ہے تو میں نے اپنے اوپر عمرؓ کو ترجیح دے دی ہے۔

اللہ پاک نے یہ جوڑیاں ہی ایسی بنائی ہیں کہ دنیا میں بھی اکٹھے، قبریں بھی اکٹھی، حشر میں بھی اکٹھے اور جنت میں بھی اکٹھے ہی ہوں گے۔

آج بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی پاکؐ کے ساتھ لیٹے ہوئے ہیں آپ کے حجرے میں صحابہؓ اس طرح لیٹے ہیں کہ یہ میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے اور جہاں آپ کا کندھا مبارک ہے یہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ہے۔ اور ابوبکرؓ کے کندھے کے برابر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ اللہ کے پیغمبر کے یار جن کو نبی پاکؐ نے فرمایا ہے کہ زمین پر میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہیں اور وہ ساتھ ہی سوئے ہیں۔ قیامت کے دن ساتھ ہی اٹھیں گے۔ حوض کوثر پر اکٹھے ہی ہوں گے اور جنت میں بھی اکٹھے ہی ہوں گے۔

اللہ کریم اپنے نبیؐ کے صحابہؓ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ. (ال عمران: ١٧٠)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ جل جلالہ کی ذات کے لئے بے شمار اور ان گنت درود وسلام سید الاولین والآخرین امام کائنات جناب محمد رسول اللہ e کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! سورۃ آل عمران کی دو آیات میں نے اس وقت آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں جو لوگ میرے راستے میں شہید کر دیئے گئے ہیں ان کو مردہ تک بھی نہ کہو یہ بھی نہ کہو کہ وہ مر گئے ہیں بلکہ وہ میرے ہاں زندہ ہیں اور میں نے ان کے لئے جنت میں رزق تیار کیا ہوا ہے۔

دعا کرو اللہ شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ آمین

میرے بھائی! شہید کا مقام بہت بڑا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ شہید کے خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے اللہ ساری زندگی کے گناہ پہلے ہی معاف فرما دیتے ہیں۔

آج میرا دل چاہتا ہے کہ اس مظلوم شہید کی شہادت کا تذکرہ کروں جس اسلام کے بہت بڑے جرنیل اور عظیم انسان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو 18 ذوالحجہ کو بڑی بے دردی اور مظلومانہ طریقہ سے شہید کر دیا گیا۔

میرے بھائی یہ وہ عثمانؓ ہے جس کے بارے ایک ایک مقام پر آمنہ کے لالؐ نے آٹھ آٹھ مرتبہ فرمایا کہ لوگو! اگر عثمانؓ آج کے بعد کوئی بھی عمل نہ کرے تو عثمانؓ پھر بھی جنتی ہے۔

یہ وہ عثمانؓ ہے جس کو یکے بعد دیگر میرے مصطفیٰؐ نے دو بیٹیاں عطا فرمائیں جب میرے مصطفیٰؐ کی پہلی بیٹی فوت ہوئی تو عثمان رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں آپؐ فرماتے ہیں عثمانؓ تو

کیوں روتا ہے؟ حضرت عثمانؓ عرض کرتے ہیں اللہ کے رسول پہلے لوگ کہتے تھے کہ وہ عثمانؓ نبیؐ کا داماد آ رہا ہے اب وہ رشتہ ختم ہو گیا ہے

آپؐ فرماتے ہیں میرے عثمانؓ رونے کی ضرورت نہیں جبرائیل میرے پاس آئے ہیں اور آ کر مجھے پیغام دے رہے ہیں کہ اے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کریم نے مجھے بھیجا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی دوسری بیٹی کا رشتہ بھی عنایت فرما دو حافظ ابن کثیر البدایہ میں لکھتے ہیں پھر وہ دن بھی آئے کہ میرے مصطفےٰ ﷺ کی دوسری بیٹی بھی فوت ہو گئی اللہ کے پاک پیغمبرؐ عثمانؓ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرماتے ہیں اے عثمانؓ اگر میری 40 بیٹیاں بھی ہوتیں وہ فوت ہوتی جاتیں میں یکے بعد دیگرے ان کا تیرے ساتھ نکاح کرتا جاتا۔

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا.

اے دنیا جہان کے لوگو! جنہوں نے میری راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے جو میری راہ میں شہید ہوئے ہیں۔ ان کی میرے نزدیک بڑی شان ہے تم ان کو مردہ تک بھی نہیں کہہ سکتے یہ میرے پاس زندہ ہیں لوگوں کو تو میں جنت تقسیم کر کے دوں گا اور شہداء کے لئے تمام جنت ہی کھلی ہے۔

آؤ میں تم کو ایک ایسا مظلوم انسان دکھاؤں ایک ایسا خطیب اور ایسا شہید دکھاؤں جو منبر پر خطبہ دے رہا ہے تو اس پر پھول کی پتیاں نچھاور نہیں کی جارہیں۔ جس پر پیسوں کی بارش نہیں کی جارہی جس کو مسجد نبوی میں میرے نبیؐ کے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہوئے بارہ سال گزر گئے ہیں حضرت عثمانؓ خطبہ دینے کے لیے اس منبر پر کھڑے ہوتے ہیں تو باغی پتھر مار مار کر عثمان رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیتے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ جب خطبہ دیتے ہیں تو خطبہ کے دوران ہی باغی کھڑے ہو کر کہتے ہیں اے عثمانؓ ہم تیرا خطبہ نہیں سنیں گے۔

ایک باغی آگے بڑھ کر وہ عصاء جس کو میرے مصطفےٰؐ نے پکڑا وہ عصا جس کو صدیقؓ نے پکڑا وہ عصاء جس کو فاروق اعظمؓ نے پکڑا وہ عصا جس کو عثمان رضی اللہ عنہ نے پکڑ کر بارہ سال خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایک باغی وہ عصا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے چھین کر توڑ دیتا ہے یہ باغی پتھر برسانا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ آج کے بعد تو مسجد نبوی میں خطبہ نہیں دے سکتا۔ وہ مصلی رسول جس پر میرے عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ سال نماز پڑھائی باغی اعلان

کرتے ہیں کہ آج کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ نبیؐ کے مصلیٰ پر کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھا سکتا۔

اسلامی دور حکومت میں جو وقت کا حکمران ہو وہی امام اور خطیب ہوتا ہے حضرت عثمانؓ امام بھی ہیں اور خطیب بھی ہیں اور وقت کے حکمران ہیں آپ کی بارہ سال کی خلافت میں اسلام نے اتنی ترقی کی کہ صحابہؓ نے پورا فریقہ فتح کر کے سمندر میں گھوڑے دوڑا دیئے اور کہتے ہیں اے اللہ اگر ہم کو معلوم ہو کہ اس سے آگے بھی زمین ہے تو ہم سمندر پار جا کر بھی تیرے دین کی اشاعت کر دیں۔

جتنی ترقی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی شاید ہی کسی کے دور میں ہوئی ہو پوری دنیا میں اسلام کا جھنڈا لہرا دیا گیا ہے۔ لیکن آج اس خطیب کو منبر پر پتھر پڑ رہے ہیں اس کو گالیاں نکالی جا رہی ہیں عثمانؓ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں صحابہ کرامؓ اٹھا کر دار الخلافہ میں لے جاتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد آپ کو ہوش آتا ہے تو فرماتے ہیں اے نبیؐ کے ساتھیو ذرا مجھے یہ تو بتلاؤ کہ مدینے والوں کا کیا حال ہے عثمانؓ کو فوراً فکر پڑ گیا کہ کہیں مسلمانوں کا خون خرابہ تو نہیں کر دیا گیا۔

حضرت عثمانؓ اپنے مکان میں بند ہیں اور یہ باغی اعلان کر رہے ہیں کہ آج کے بعد عثمانؓ مسجد نبوی میں نہیں آ سکتے مسجد نبوی میں پانچ وقت اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی ہیں ہر باغی کو مسجد میں آنے کی اجازت ہے۔ ہر شخص مسجد میں آ سکتا ہے اگر مسجد میں آنے کی اجازت نہیں تو عثمانؓ کو آنے کی اجازت نہیں گیارہ دن گزر جاتے ہیں عثمانؓ کا کھانا پینا بند ہے حضرت عثمانؓ اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر آواز دیتے ہیں کہ تم میں حضرت علی موجود ہیں یا نہیں، فلاں شخص موجود ہے یا نہیں؟

آواز آتی ہے حضرت علیؓ موجود ہیں آپ فرماتے ہیں آج گیارہ دن گزر گئے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ تک پانی نہیں پہنچا کوئی آدمی پانی کا بندوبست کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پتہ چلتا ہے کہ آج اتنے دن گزر گئے ہیں عثمانؓ کا پانی بند ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی کی مشک لے کر حضرت عثمانؓ کے مکان کی طرف چل پڑتے ہیں ان باغیوں کو پتہ چلتا ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے لئے پانی لے کر جا رہے ہیں باغی دوڑ کر تلواروں سے حضرت علیؓ کی مشک کو سوراخ کر دیتے ہیں اور کہتے

ہیں اے علی ہم عثمانؓ تک پانی کی ایک بوند بھی نہیں جانے دیں گے۔

عثمانؓ اپنے بالا خانے پر چڑھ کر فرماتے ہیں اے باغیو سن لو میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جب اللہ کے نبیؐ مدینے آئے تو مدینے میں میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا۔ یہودی مہنگے داموں مسلمانوں کو پانی دیتے ہیں میرے نبیؐ فرماتے ہیں اے میرے صحابہؓ چندہ جمع کر کے ایک دن کا پانی یہودی سے خرید لو۔ عثمانؓ غنی کو پتہ چلتا ہے تو عثمانؓ عرض کرتے ہیں سوہنیا چندہ اکٹھا کرنے کی ضرورت نہیں، آپ دعا فرما دیں اور میں کوشش کر دیتا ہوں آپ یہودی کو جا کر کہتے ہیں اے یہودی کیا میں اور تو یہ کاروبار اکٹھا نہ کر لیں؟ ایک دن میں پانی فروخت کیا کروں گا۔ اور ایک دن تو پانی فروخت کیا کر۔ یہودی رضامند ہو جاتا ہے۔ وہ بیر رومہ جس کی آج حاجی زیارت کرنے کے لئے جاتے ہیں میرے عثمان نے 35 ہزار درہم دے کر آدھا پانی خرید کر کے مسلمانوں کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ اللہ کے پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرتے ہیں سوہنیا میں نے یہودی سے آدھا کنواں خرید لیا ہے ہم نے اپنی باری میں پانی بیچنا ہے ایک دن یہودی پانی فروخت کرے گا اور ایک دن میں بیچوں گا۔ مسلمانوں میں اعلان کر دو کہ جس دن میری باری ہو اسی دن پانی مفت بھر لیا کریں اور اتنا پانی بھریں کہ دوسرے دن پانی کی ضرورت پیش نہ آئے۔ تاریخ الخلفاء میں موجود ہے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں قحط پڑ گیا غلہ نہیں ملتا۔ لوگ بڑے پریشان ہیں۔ لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آ کر کہتے ہیں۔ سوہنیا قحط سالی پڑ گئی ہے۔

ابوبکرؓ فرماتے ہیں گھبراؤ نہیں ایک دو دن تک اللہ تمہاری پریشانی دور کر دے گا۔ دوسرا دن گزرا تو میرے عثمان رضی اللہ عنہ کا غلے سے لدا ہوا ایک ہزار اونٹ شام سے مدینے پہنچ جاتا ہے پتہ چلتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا غلے سے لدا ہوا ایک ہزار اونٹ مدینے پہنچ رہا ہے مدینے کے تاجر دوڑ کر آگے آئے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ مدینے سے باہر نکل کہ سودا کر لیں اور یہ غلہ ہم خرید لیں ہم یہ مدینے کے بازار میں مہنگا کر کے فروخت کریں گے اس سے دگنا نفع آ جائے گا۔

بعض تاجر ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کی مخلوق کو تنگ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چیزیں لے کر رکھ لیتے ہیں اور اللہ کی مخلوق کو تنگ کرنے کے لئے دگنا بھاؤ لگاتے ہیں۔

یہ تاجر باہر چلے گئے تاکہ ان کے مدینے پہنچنے سے پہلے پہلے وہاں ہی سودا کرلیں یہ مدینے کے تاجر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچتے ہیں کہتے ہیں عثمانؓ ہم سے سودا کرلے۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں تم مجھے کتنا نفع دوگے تاجر کہتے ہیں دس کے بارہ لے لو۔

آپ فرماتے ہیں یہ منافع تھوڑا ہے تاجر پھر کہتے ہیں دس کے چودہ لے لو۔

آپ فرماتے ہیں یہ نفع بھی تھوڑا ہے۔ تاجر پھر کہتے ہیں دس کے اٹھارہ لے لو۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں یہ نفع بھی تھوڑا ہے یہ تاجر کہنے لگے۔ ہم مدینے کے سب سے بڑے تاجر ہیں ہم آپ کا غلہ خریدیں گے آپ کس کو غلہ فروخت کریں گے؟

عثمانؓ فرماتے ہیں میں نے تو ایک ایسا تاجر تلاش کیا ہے جو مجھے ایک کے ستر دینے کے لئے تیار ہے یہ تاجر حیران ہوکر واپس اپنی دوکانوں پر آجاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہتے ہیں اے عثمانؓ ہم تلاش کرتے ہیں کہ وہ تاجر کون ہے جو تجھے ایک کے ستر دینے کے لئے تیار ہے راتوں رات اونٹ مدینے پہنچ جاتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گوداموں میں غلہ پہنچ جاتا ہے ادھر سے ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے اے مدینے کے غریبو فقیرو اور محتاجو سن لو عثمانؓ کے گوداموں کے منہ کھلے ہوئے ہیں جتنا کسی کو غلہ چاہئے جا کر وصول کرلے۔ کسی سے کوئی پیسہ نہیں لیا جائے گا۔ تاجر کہتے ہیں واقعی ہم اتنا منافع کہاں دے سکتے ہیں۔

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رات پڑگئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ کے رسول ایک بڑے خوبصورت گھوڑے پر سوار ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک بڑی پیاری چھڑی ہے اللہ کے نبیؐ تیز تیز گھوڑا دوڑا رہے ہیں۔ میں نے کہا سوہنیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میرا آپ سے باتیں کرنے کو بڑا دل چاہتا ہے حضرت آپ تیز تیز ہی دوڑے جارہے ہیں۔ ذرا مجھ سے دو باتیں تو کرلیں۔

آپؐ فرماتے ہیں اے عبداللہ ابن عباسؓ! کیا تجھے پتہ نہیں کل عثمانؓ نے ایک ہزار غلے سے لدا ہوا اونٹ اللہ کے راستے میں خرچ کردیا ہے اللہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک بڑی

پیاری حور سے نکاح کیا ہے میں بھی شریک ہونے کے لئے جا رہا ہوں۔

عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے باغیو! میں نے بیر رومہ خریدا تم آج اسی کنویں کا پانی مجھے نہیں پینے دیتے۔ مدینے والو سن لو! مسجد نبوی کی جگہ تنگ ہوگئی میرے نبیؐ کے نمازی بڑھنے لگے اور وہ مسجد جس کی پہلی اینٹ میرے مصطفیٰ نے رکھی دوسری ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رکھی تیسری عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رکھی چوتھی عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے رکھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے صحابہؓ تم خود ہی سوچ لینا یہ جو اینٹیں اس طرح رکھی گئی ہیں یہ اللہ کی طرف سے رکھی گئی ہیں میرے بعد خلیفہ ابوبکرؓ اس کے بعد عمرؓ اور اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہم خلیفہ بنے گا۔

سو ہاتھ لمبی سو ہاتھ چوڑی اور چھت کھجور کے پتوں کی ہے۔ لیکن کتنی قیمتی ہے ایک نمازی کی پچاس ہزار۔ بابا جی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

جیڑی مسجد تیرے پیغمبرؐ دی او دی ریس کی طاقت عنبر دی
جتھے اک نمازوں ملن کئی اوتھے سینکڑے نمازاں گزار لیاں

نمازی زیادہ جگہ تھوڑی جس طرح اہلحدیث کی مساجد تنگ اور نمازی الحمد اللہ زیادہ۔ نمازی زیادہ اور میرے نبیؐ کی مسجد تنگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اور جگہ خرید کر مسجد وسیع کر دی۔

آپ دعا فرماتے ہیں اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی عثمانؓ سے راضی ہو جا۔

جامع ترمذی میں لکھا ہوا ہے کہ ایک آدمی مر گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے جنازے کی اطلاع دی گئی کہ حضرت ایک آدمی مرا ہے آپ نے اس کا جنازہ پڑھانا ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں ٹھیک ہے جنازہ پڑھائیں گے جنازہ پڑھایا جائے گا۔ جنازہ تیار ہو گیا۔ صفیں بالکل درست ہو گئیں چارپائی آگے پڑھی ہوئی ہے آپ فرماتے ہیں اے میرے صحابہؓ ذرا مجھے اس آدمی کا نام بتاؤ۔ اس کا نام کیا ہے۔ یہ کون ہے؟

صحابہؓ عرض کرتے ہیں سوہنیا یہ فلاں آدمی ہے۔ فلاں قبیلے سے تعلق رکھنے والا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس مردود کو لے جاؤ۔ میں اس کا جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں۔ سوہنیا آپ تو منافق کا جنازہ پڑھنے کے لئے بھی

تیار ہو جاتے ہیں اس کا جنازہ کیوں نہیں پڑھنا؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں یہ وہی بے ایمان ہے جو میرے عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں نکالتا تھا۔ جو عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں نکالے محمد ﷺ اس کا جنازہ پڑھنے کے لئے تیار نہیں۔

میرا نبیؐ منافق کا جنازہ ستر مرتبہ پڑھنے کے لئے تیار ہے آپ اللہ سے عرض کرتے ہیں اللہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ تو منافق کو میرے بہتر مرتبہ استغفار کرنے سے معاف کر دے گا۔ تو میں بہتر دفعہ پڑھنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ لیکن آپ عثمانؓ کے دشمن کا جنازہ پڑھنے کے لئے تیار نہیں۔

آپ فرماتے ہیں اے مدینے والو! ذرا یہ بھی بتا دینا جنگ تبوک کی تیاری ہو رہی ہے۔ اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں جو اس لشکر میں چندہ جمع کرائے گا میں محمد ﷺ اس کی جنت کا ضامن ہوں حضرت عثمانؓ نے اس لشکر کو نو سو اونٹ ایک ہزار دینار اور ایک سو گھوڑے دیئے۔

میرے آقا منبر پر بیٹھے ہوئے ہیں حضرت عثمانؓ ساڑھے پانچ کلو سونے کے سکے لاکر میرے نبیؐ کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت اس گٹھڑی کو کبھی اس ہاتھ پر پھینکتے ہیں اور کبھی ادھر پھینکتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ مَاضَرَّ عُثْمَانُ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ۔ اے مدینے والو سن لو! آج کے بعد میرا عثمان کوئی بھی عمل نہ کرے تو پھر بھی جنتی ہے۔ یہ نبوت کی زبان سے اعلان ہو رہا ہے صحابی کہتا ہے کتنی دیر ہی گزر جاتی ہے میرے نبیؐ فرماتے جا رہے ہیں۔

بئر رومہ خرید کر وقف کیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا۔

مسجد نبوی کی جگہ لے کر دی تو میرے عثمان رضی اللہ عنہ نے دی۔

بقیع قبرستان کی جگہ لے کر دی تو میرے عثمان رضی اللہ عنہ نے دی۔

تبوک کی تیاری میں آدھا سامان دیا تو میرے عثمان رضی اللہ عنہ نے دیا۔

باغی عثمان رضی اللہ عنہ تک کوئی چیز نہیں جانے دیتے۔ کسی نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا اے عثمان رضی اللہ عنہ بھوک ستاتی ہے پیاس تنگ کرتی ہے تو پھر کیا کرتے ہو؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے پوچھنے والے جب مجھے بھوک لگتی ہے تو میں اللہ کا قرآن پڑھنا شروع کر دیتا ہوں۔ جب رب کا قرآن پڑھتا ہوں تو اللہ بھوک

دور فرما دیتا ہے جب پیاس لگتی ہے تو میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔ میں پیاس کا علاج روزے سے کرتا ہوں اور بھوک کا علاج قرآن کی تلاوت سے کرتا ہوں۔

انتالیس دن گزر جاتے ہیں۔ میرے عثمانؓ کی زوجہ حضرت نائلہ کہتی ہیں۔ آج تو روزہ افطار کرنے کیلئے نمک بھی نہیں آج کس چیز سے روزہ افطار کرو گے۔

یہ وہ عثمانؓ ہے جس کے پانچ ہزار غلام ہیں۔ میرا عثمانؓ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتا ہے اگر ایک جمعہ غلام رہ جائے تو اگلے جمعے دو غلام آزاد کرتے ہیں۔ لیکن آج نوبت یہاں تک آئی ہے کہ آج عثمانؓ کے گھر نمک بھی نہیں کہ روزہ افطار کرلے۔

حضرت عثمانؓ اپنی بیوی کو کہتے ہیں۔ نائلہ گھبرانا نہیں اگر نمک نہیں تو میں نیت سے ہی روزہ رکھ لوں گا اور نیت سے ہی افطار کرلوں گا۔ آج عثمانؓ کا آخری دن ہے عثمانؓ کے گھر میں صرف ایک اونٹ بندھا ہوا ہے حضرت عثمانؓ آسمان کی طرف منہ کر کے فرماتے ہیں اے اللہ یہ اونٹ صرف اس لئے رکھا ہوا تھا کہ اس پر سوار ہو کر تیرے گھر بیت اللہ کی زیارت کرلیا کروں۔ باقی ہر چیز تیری راہ میں ہی تقسیم کردی ہے۔

آج آخری رات ہے جمعہ کا دن ہے 18 ذوالحجہ ہے ذوالحجہ کا تیسرا جمعہ ہے۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے سامنے قرآن رکھا ہوا ہے اور قرآن پڑھتے جارہے ہیں حضرت عثمان کو قرآن کی تلاوت کرتے کرتے اونگھ آجاتی ہے۔

سیدہ نائلہ فرماتی ہیں۔ میں سمجھی کہ شاید حضرت عثمانؓ فوت ہوچکے ہیں میں کافی دیر تک دیکھتی رہی۔ میں نے آکر ہاتھ ہلایا۔ آپ نے حرکت کی۔ میں نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ کیا بات ہے۔ آپ اتنے کمزور ہوگئے ہیں کہ سیدھے ہو کر بیٹھ بھی نہیں سکتے۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں اے نائلہ! مجھے ابھی اونگھ آئی ہے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں۔ عثمانؓ کیا بات ہے بڑے کمزور ہوگئے ہو؟

عثمانؓ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی سوہنیا آج بھوک اور پیاس لگے ہوئے چالیس دن گزر گئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں عثمانؓ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں آج تو نے روزہ میرے پاس آ کر افطار کرنا ہوگا۔ آج تجھ پر ظلم کے دن ختم ہوچکے ہیں۔

عثمانؓ فرماتے ہیں نائلہ میرا پاجامہ والا لباس مجھے پہنا دے کہیں میرا پردہ نہ ختم

ہو جائے آپ اتنے حیاء دار تھے کہ آسمان کے فرشتے عثمانؓ سے حیاء کرتے تھے۔

امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے نبیؐ میرے حجرے میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ٹیک لگا کر لیٹے ہوئے تھے کہ کسی نے آ کر دروازے پر دستک دی، دروازہ کھولا تو ابو بکر صدیقؓ آ گئے، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آ گئے میرے نبیؐ کی پنڈلی سے کپڑا اہٹا ہوا تھا۔ جب ابو بکرؓ آئے تو میرے نبیؐ اسی طرح بیٹھے رہے پھر عمرؓ آئے تو میرے نبیؐ اسی طرح بیٹھے رہے پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو حضرتؐ نے جلدی جلدی اپنے کپڑے درست کر لیے۔

امی عائشہ صدیقہ کہتی ہیں میں نے عرض کی سوہنیا میرے بابا آئے تو آپ اسی طرح بیٹھے رہے پھر عمر فاروقؓ آئے تو آپ اسی طرح بیٹھے رہے اب عثمانؓ آئے ہیں تو آپ نے اپنا کپڑا درست فرمالیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں اے عائشہ! سن لے یہ وہ عثمانؓ ہے جس سے آسمان کے فرشتے حیاء کرتے ہیں۔ جس سے فرشتے حیاء کریں میں محمد بھی حیاء کرتا ہوں۔

میں اس عثمانؓ کی بات کر رہا ہوں جس نے بی بی فاطمہؓ اور علیؓ کے نکاح کے خرچے برداشت کیے۔ میرے نبیؐ فرماتے ہیں۔ اے ابو بکرؓ و عمرؓ بیٹی فاطمہؓ جوان ہو گئی ہے کوئی رشتہ نظر میں رکھنا حضرت ابو بکرؓ حضرت علیؓ کو کہتے ہیں اے علی یار تو شادی کیوں نہیں کرتا؟

حضرت علیؓ کہتے ہیں اگر تم کوئی مناسب رشتہ تلاش کرو تو شادی کر لوں گا۔ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم عشاء کے بعد میرے نبیؐ کے پاس گئے اور جا کر عرض کی حضرت ہم نے بی بی فاطمہ کا رشتہ تلاش کر لیا ہے۔

میرے بھائی! صحابہؓ کا آپس میں کتنا پیار ہے علیؓ کا رشتہ تلاش کریں تو ابو بکرؓ اور عمرؓ تلاش کریں۔ آپ فرماتے ہیں میری فاطمہؓ کا رشتہ کس کے لئے لائے ہو۔ عرض کرتے ہیں سرکار ہم علیؓ کا رشتہ تلاش کر کے لائیں ہیں۔

آپ فرماتے ہیں اے ابو بکرؓ و عمرؓ تم جیسی ہستیوں کو خالی نہیں بھیجا جا سکتا جاؤ میں نے تمہارا آنا قبول کر لیا ہے جاؤ علیؓ کو کہو کہ انتظام کرے حضرت ابو بکرؓ اور عمر فاروقؓ گئے

اور حضرت علیؓ کو کہنے لگے سرکار رشتہ مل گیا ہے اور رشتہ بھی بڑا قیمتی ملا ہے اتنا قیمتی رشتہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اگر کسی نے جنت کی عورتوں کی سردار دیکھنی ہے تو میری بیٹی فاطمہؓ کو دیکھ لو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کیا تم شادی کے اخراجات برداشت کرو گے حضرت علی کہتے ہیں میرا تو اپنا ذاتی مکان بھی کوئی نہیں میری جائیداد کوئی نہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں علی رضی اللہ عنہ کو کہو کہ مکان کرایہ پر لے لے۔ علیؓ نے کرایہ پر مکان لے لیا اور کہنے لگے شادی کا کوئی سامان نہیں یہ ایک لوہے کی زرہ ہے چلو یہی فروخت کر دو شاید خرچہ پورا ہو جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہنے لگے اس وقت کس کے پاس جا کر زرہ فروخت کریں یہ زرہ کم قیمت میں بکے گی اس سے کیا بنے گا۔ سوچ کر کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کون ہے آپ اس وقت کیسے تشریف لائے ہیں؟

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں سرکار! علی رضی اللہ عنہ کی شادی ہونی لگی ہے۔ حضرت عثمانؓ کہتے ہیں اب میرے لئے کیا حکم ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکار! یہ ایک لوہے کی زرہ ہے یہ فروخت کرنی ہے ہم کو آپ جیسا تاجر مدینے میں کوئی نظر ہی نہیں آیا۔ حضرت عثمانؓ کہتے ہیں اس کی کیا قیمت ہونی چاہیے؟

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں آپ خود ہی سوچ لیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساڑھے چار سو درہم لا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جھولی میں ڈال دیئے اور فرمایا لے جاؤ۔

حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں زرہ کم قیمت کی تھی اور عثمانؓ نے پیسے زیادہ دے دیئے ہیں۔

ایک شیعہ مورخ لکھتا ہے کہ ابوبکر ڈر کر بھاگ گئے کہ کہیں عثمان رضی اللہ عنہ کو یاد آ جائے اور زرہ واپس نہ کر دے۔ پھر وہی بات ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آواز دی اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ذرا ٹھہر جانا سنو یہ درہم لے جاؤ علی رضی اللہ عنہ کی شادی پر خرچ کر دینا میرا محمد ﷺ راضی ہو جائے گا۔ یہ لوہے کی زرہ بھی لے جاؤ۔ علی رضی اللہ عنہ کو کہنا کہ اس کو پہن کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ اللہ آسمان پر خوش ہو جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے درہم لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ڈال دیئے اور کہتے ہیں سوہنیا شادی کے لئے پیسے لے آیا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں اس طرح کرو کہ آدھے درہم لے جاؤ۔ یہ حضرت علیؓ کو جا کر دو تا کہ وہ بندوبست کرے اور آدھے تو لے جا اور بازار سے فاطمہؓ کے لئے جہیز خرید کر لاؤ۔ بلالؓ کو ساتھ لے جاؤ یہ سامان اٹھا کر واپس لے آئے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہؓ کے لئے کیا جہیز خریدا آپ فرماتے ہیں اے ابوبکرؓ جو چیز تجھے پسند ہے وہ خرید کر لے آ۔ ابوبکرؓ نے ایک چکی ایک مصلیٰ ایک لوٹا اور ایک پانی کا مشکیزہ چار چیزیں ابوبکرؓ نے فاطمہؓ کے لئے پسند کیں۔

رسول اللہؐ فرماتے ہیں اے ابوبکرؓ جو تجھے پسند ہے مجھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہی پسند ہے۔

عثمانؓ کے پیسے علیؓ کی شادی پر صرف ہو رہے ہیں۔

عثمانؓ کے پیسے مسجد نبوی پر خرچ ہو رہے ہیں۔

عثمانؓ کے پیسے بیئر رومہ پر لگ رہے ہیں۔

عثمانؓ کے پیسے اللہ کے راستے میں لگ رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے بار بار فرمایا اے لوگو! اگر تم نے جنتی دیکھنا ہے تو عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو۔

اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں۔ اے عثمانؓ آج تیرا روزہ میرے پاس افطار ہوگا۔

حضرت عثمانؓ نے قرآن کریم پر نظریں جمائی ہوئی ہیں۔ پہلا پارہ کھولا ہوا ہے اور تلاوت کرتے جا رہے ہیں۔ چار باغی آپ کے مکان کی پچھلی جانب سے ڈاکو اور لٹیرے بن کر عثمانؓ کے گھر داخل ہو جاتے ہیں دیکھتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ قرآن کریم ہی پڑھتے جا رہے ہیں ایک باغی آگے بڑھ کر حضرت عثمانؓ کی داڑھی پکڑ کر زور سے آپ کی داڑھی کھینچتا ہے عثمان فرماتے ہیں جس داڑھی کو تو پکڑ کر کھڑا ہے تیرا ابا اسکی بڑی قدر کرتا تھا۔ ایک باغی آگے ہو کر عثمان رضی اللہ عنہ کو پاؤں سے ٹھوکر مارتا ہے ایک باغی آگے بڑھ کر عثمان رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارتا ہے۔ اور ایک باغی آگے ہو کر عثمان رضی اللہ عنہ کی گردن پر تلوار مارتا ہے عثمانؓ کے خون کی چھینٹیں اللہ کے قرآن پر گر رہی ہیں عثمانؓ پڑھ رہے ہیں۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِاهْتَدَوْ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَاهُمْ فِيْ

شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○

اے عثمانؓ تجھے اللہ کافی ہے ایک باغی آگے ہو کر قرآن کریم کو پاؤں سے ٹھوکر مار کر پرے پھینک دیتا ہے جب تک عثمانؓ کی جان میں جان ہے آپ کی زبان چلتی ہے فرماتے ہیں اے مدینے والو اللہ کے حوالے حضرت عثمانؓ نے مدینہ نہیں چھوڑا جان کا نذرانہ پیش کر دیا ہے حالانکہ شام کا گورنر پیغام بھیجتا ہے مغیرہ بن شعبہ چٹھی لے کر آتا ہے کہتا ہے حضرت ساٹھ ہزار کی فوج تیار بیٹھی ہے کہتے ہیں عثمانؓ اشارہ کرے تو ہم ان باغیوں کا قلع قمع کر کے رکھ دیں گے۔

عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے نبیؐ نے فرمایا تھا عثمان رضی اللہ عنہ تیری وجہ سے مدینے میں خون خرابہ نہ ہو اللہ تجھے ایک قمیض پہنائیں گے۔ باغی اتارنا چاہیں لیکن تو وہ قمیض نہ اتارنا۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے خون خرابہ ہو مدینے کے انصار بھی تیار ہیں کہ اگر عثمانؓ اجازت ہو تو جس طرح ہم نبیؐ کے انصار بنے تھے نبیؐ کے داماد کے بھی انصار بن جائیں۔ کہیں عبداللہ بن زبیرؓ جیسے ہیرے، کہیں میرے عبداللہ بن عمرؓ جیسے ہیرے، کہیں حضرت حسنؓ اور حسینؓ جیسے شہزادے تلواریں پکڑ کر کھڑے ہیں کہتے ہیں اے خالو عثمانؓ آپ کی اجازت ہونی چاہیے ہم بزدل نہیں، ہم بہادروں کے بیٹے ہیں کہیں علیؓ اجازت طلب کر رہے ہیں کہ اے عثمانؓ اجازت دو، ہم ان باغیوں کا قلع قمع کر دیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے علی رضی اللہ عنہ سن لو! میری وجہ سے مدینے کی گلیوں کو خون سے رنگین نہ کرنا، میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دوں گا۔ لیکن مدینے میں کسی کا خون نہیں ہونے دوں گا۔

کوئی ادھر سے پیغام دیتا ہے کہ حضرت شام چلے جائیں مصر چلے جائیں حضرت عثمانؓ کہتے ہیں شام میں کیا ہے لوگ کہتے ہیں وہاں فوج موجود ہے آپ کے حامی موجود ہیں عثمانؓ فرماتے ہیں وہاں سب کچھ ہوگا لیکن مجھے یہ بھی بتاؤ کہ وہاں میرے نبیؐ کا روضہ بھی ہوگا میں حضرت کا روضہ چھوڑ کر نہیں جاؤں گا

میں جب نبیؐ کے روضہ اطہر کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے ٹھنڈ پڑ جاتی ہے۔

میں جب نبیؐ کے شہر کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے سکون ہو جاتا ہے۔
میں جب مسجد نبوی کو دیکھتا ہوں تو مجھے اطمینان ہو جاتا ہے۔
اللہ ہم کو بھی مدینے کی زیارت نصیب فرمائے۔ مولانا کہتے ہیں۔

جدوں روضۂ اطہر نظر پوے — دل بے صبرے نوں صبر پوے
بے نورا کھاں نوں نظر پوے — یکدم روشنائیاں ہندیاں نے
ہر پاپی دل دیاں دھو دھو کے — کیا خوب صفائیاں ہندیاں نے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو جاتے ہیں۔ بی بی نائلہ دفاع کر رہی ہے بی بی نائلہ کے ہاتھ کی چار انگلیاں بھی کٹ جاتی ہیں تین دن عثمانؓ کی لاش بے گوروکفن پڑی رہتی ہے کوئی کفن دینے کے لئے تیار نہیں کوئی غسل دینے کے لئے تیار نہیں۔ باغی اعلان کر رہے ہیں کہ ہم عثمانؓ کا جنازہ نہیں پڑھنے دیں گے اور جنت البقیع میں دفن نہیں ہونے دیں گے۔ غسل اور کفن کا اہتمام بھی نہیں کرنے دیا جاتا۔ تین دن کے بعد میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ یا سترہ صحابی کوشش کرتے ہیں۔ میرے عثمانؓ کا جنازہ رات کی تاریکی میں جا رہا ہے تو باغی پتھروں کی بارش شروع کر دیتے ہیں اور آپ کا جنازہ بھی نہیں پڑھنے دیتے۔

بی بی نائلہ فرماتی ہیں میرے عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ ذرا ادھر روضہ رسول کی طرف سے لے کر جانا سیدہ نائلہ کی چیخیں نکل جاتی ہیں آپ اللہ کے رسولؐ کے روضے کے پاس کھڑی ہو کر کہتی ہیں۔ سوہنیا آج آپ کے داماد عثمانؓ کا جنازہ جا رہا ہے۔ جس کو آپ نے اپنی دو بیٹیاں دی تھیں۔

صحابہؓ بقیع قبرستان میں لے جاتے ہیں ایک طرف درختوں کے جھنڈ میں سترہ آدمی عثمان غنیؓ کا جنازہ پڑھتے ہیں اور آپ کو وہاں دفن کر دیا جاتا ہے۔

اللہ کریم کا اعلان سن لو۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا.

اللہ پاک ہم سب کو عثمانؓ جیسی جود وسخا اور حیا والی زندگی نصیب فرمائے اور ہم سب کو شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

سیرت حضرت علی رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ○

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ جل جلالہٗ کی ذات کے لیے بے شمار ان گنت درود و سلام آمنہ کے لال' جہانوں کے پیر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر۔

سورۃ قصص کی ایک آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت اللہ سب کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے چچاؤں میں سے آپ کے ایک چچا کا نام ابو طالب تھا۔ میرے پیر و مرشد علیہ السلام آٹھ سال کی عمر میں ان کے پاس چلے گئے۔ اس لیے کہ باپ آپ کی ولادت سے پہلے فوت ہو گیا' ماں پانچ سال کی عمر میں چھوڑ کر چلی گئی اور دادا آٹھ سال کا چھوڑ کر چلا گیا۔ آخر آپ نے کسی کی گود میں جانا ہی تھا۔ سردار ابو طالب نے آپ کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ اس کی کفالت میں رہے۔ ابو طالب نے آپ کی بڑی خدمت کی۔ اصل میں بات یہ ہے کہ اگر صرف نبیؐ کی ذات سے پیار ہے اور بات سے پیار نہیں تو انسان پھر بھی کامیاب نہیں اور اگر صرف آپ کی بات سے پیار ہے اور ذات سے محبت نہیں تو نجات پھر بھی نہیں۔ جس طرح نبی کریمؐ کی ذات سارے جہان سے اونچی ہے۔ اسی طرح آمنہ کے لالؐ کی بات بھی سارے جہان سے اونچی ہے' اس چچا کو حضرت کی ذات سے بڑا پیار ہے' چچا نے آپ کی وجہ سے لوگوں کی بڑی مخالفتیں لیں' بلکہ شعب ابی طالب میں تین سالہ زندگی قیدیوں سے بڑھ کر گزاری' ہڈیاں پیس پیس کر اور چمڑا بھگو بھگو کر اپنے پیٹ کی بھوک اور پیاس بجھائی' لیکن کلمہ نصیب نہیں' آج اس چچا کا آخری وقت ہے' ابو جہل کے علاوہ کفار کی پوری کمپنی کے بڑے بڑے سردار اس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ'

اللہ کے پاک پیغمبرؐ کو جا کر بتاتے ہیں کہ حضرت میرے باپ اور آپ کے چچا کا آخری وقت ہے۔ آمنہ کے لالؐ تشریف لائے دیکھا کہ چچا موت وحیات کی کشمکش میں ہے۔ آپؐ ابو طالب کے قریب ہو کر بیٹھ گئے اور فرماتے ہیں۔ اے چچا! اونچی نہیں بلکہ آہستہ آواز میں ایک دفعہ میرے کان میں۔ لا الہ الا اللہ کہہ دے تا کہ میں قیامت کے دن رب کے دربار میں یہ کہہ سکوں کہ یا اللہ میرے چچا نے میرے کان میں کلمہ پڑھا تھا۔

ابو طالب کے پاس پوری کمپنی کا سردار' بے ایمان ابو جہل بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا' دیکھنا آخری وقت ہے' کہیں جاتے وقت ہار نہ جانا۔

صحیح مسلم میں لکھا ہوا ہے۔ چچا کہتا ہے کہ اے میرے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پتہ ہے کہ تو اور تیرا دین سچا ہے۔ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہو کہ لوگ میرے مرنے کے بعد کہیں گے۔ بوڑھا جاتی دفعہ ہار گیا ہے' تو میں جاتے جاتے ضرور تیرا کلمہ پڑھ جاتا۔

اللہ کے پاک پیغمبرؐ پریشان ہو کر اٹھ کر چلے گئے اور چچا اسی حالت میں ہی مر گیا' آواز آتی ہے۔

اے میرے محبوب پیغمبرؐ سن لے' آپؐ کا کام صرف وعظ کرنا ہے' ہدایت دینا آپ کا کام نہیں' ہدایت دینا میرا کام ہے۔ ایک دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیٹھے بیٹھے مسکرا رہے ہیں' صحابہؓ نے پوچھا' اے بلالؓ آج بڑا مسکرا رہے ہو' کیا بات ہے؟

بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں اللہ کی قدرت اور اس کے انصاف پر خوش ہو رہا ہوں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں' اللہ کی تو بیشمار قدرتیں ہیں۔ تجھے اللہ کی کون سی قدرت نظر آئی ہے؟

بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں اس لیے خوش ہو رہا ہوں کہ ہدایت اللہ نے اپنے قبضے میں رکھی ہوئی ہے اور اگر اللہ کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے' سوہنیا جس کو تیرا دل چاہتا ہے' ہدایت دے دے' حضرت نے تو پہلے اپنے رشتہ داروں اور عزیز واقارب کو پھر مکے والوں کو' پھر مدینے والوں کو اور پھر طائف والوں کو ہدایت دینی تھی' میں تو حبشہ کا رہنے والا تھا' پتہ نہیں میری باری آنی تھی یا نہیں' میں اس لیے خوش ہو رہا ہوں کہ اللہ نے ہدایت اپنے اختیار میں رکھی ہے اور اس نے پہلا نمبر میرا ہی لگا دیا ہے۔

اللہ کریم فرماتے ہیں:

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ○ (القصص: ۵۶)

سوہنیا! پریشان نہ ہونا' جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے' ہدایت اسے ملتی ہے' جسے میں چاہوں' اگر میں چاہوں تو بلالؓ کو حبشہ سے چلا کر لے آؤں' بلال رضی اللہ عنہ مدینے کی گلیوں میں چلے اور چلنے کی آواز جنت میں آئے۔

اگر میں چاہوں تو سلمان رضی اللہ عنہ کو فارس سے لے آؤں۔

اگر میں چاہوں تو زید رضی اللہ عنہ کو یمن سے لے آؤں۔

اگر میں چاہوں تو صہیب رضی اللہ عنہ کو روم سے لے آؤں۔

اگر میں چاہوں تو پاس رہنے والوں کو کلمہ نصیب نہ ہو۔

میں بہتر جانتا ہوں کہ اس بندے کو ہدایت دینی ہے اور اس کو نہیں دینی ہے

آج میں آپ کے سامنے ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ'' کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ نے اس ابوطالب میں سے کیسا ہیرا پیدا فرمایا' بیٹے کو کیا مقام ملا اور باپ کہاں پہنچا۔

میرے بھائی! اللہ کریم نے حکم دیا' سوہنیا' پہلے اپنی برادری کو وعظ کرو' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رشتہ دار اکٹھے کر لیے اور ان کی دعوت کی' سب کو کھانا کھلایا' اس کے بعد آپ فرماتے ہیں' اے میری برادری والو! میں تمہاری طرف اللہ کا پیغمبر بن کر آیا ہوں' یہ سن کر سب خاموش ہو جاتے ہیں کوئی بھی نہیں بولتا' سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آٹھ دس سال کی عمر ہے۔ یہ کھڑے ہو کر کہتے ہیں' سوہنیا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں' ساری برادری سے پہلے اللہ نے کلمہ نصیب فرمایا ہے تو آٹھ سال کے بچے کو نصیب فرمایا ہے۔ وہ سب دیکھتے رہ گئے' ان کے ذہن میں تو تھوڑی سی عمر کا بچہ تھا' ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ آج جو بچہ ہے' ایک دن آنے والا ہے کہ اس نے رب کا شیر' محمد کریمؐ کا داماد' اور میرے نبیؐ کی پیاری بیٹی کا شوہر بن جانا ہے۔ ان کو معلوم نہیں تھا کہ یہ تو وہی علیؓ

ہے جس کے بارے آمنہ کے لال نے فرمایا ہے۔ خیبر کے نو قلعے ہیں' آٹھ قلعے فتح ہو گئے۔ نواں قلعہ فتح نہیں ہو رہا' حضور ﷺ صحابہؓ کو ساتھ لے کر کوشش فرما رہے ہیں۔ یہودیوں کی دس ہزار کی فوج ہے اور میرے مصطفیٰ ﷺ کی تین ہزار کی فوج ہے' جہانوں کے پیر فرماتے ہیں' اے میرے صحابہؓ صبح میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا' جو اللہ کا بھی پیارا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا بھی پیارا ہے' اللہ اس کے ہاتھ پر قلعہ فتح فرما دیں گے۔ صحابی بیان کرتا ہے' صبح ہوئی تو ابوبکر' عمر' عثمان' اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے' ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ یہ جھنڈا مجھے ملے' یہ سعادت مجھے نصیب ہو' حضرت نظر دوڑا کر دیکھتے ہیں کہ سب صحابہؓ نظر آ رہے ہیں' اللہ کے پاک پیغمبرؐ فرماتے ہیں' تم سب مجھے نظر آ رہے ہو لیکن میرا علی رضی اللہ عنہ مجھے نظر نہیں آیا۔ اَیْنَ عَلِیٌّ' علی کہاں ہے؟

صحابی کہتا ہے سوہنیا علی اس لیے نہیں آئے کہ علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔

میرے بھائی' سوچ جو مشکل کشا ہو اس کی آنکھیں نہیں دکھتیں اور اگر آنکھیں دکھیں تو مشکل کشا نہیں جن کو بیماریاں لگیں وہ مشکل کشا نہیں' جو حاجت مند ہو' وہ مشکل کشا نہیں' مشکل کشا وہ ہے جس کو کبھی کوئی دکھ اور پریشانی آئی ہی نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو کئی کئی دن فاقوں میں گزر جاتے ہیں کئی کئی دن آپ کے چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی۔

ایک دن میرے مصطفیٰ ﷺ بلال رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں اے بلال آج تین دن گزر چکے ہیں کہ تیرے نبیؐ نے کوئی چیز نہیں کھائی۔ کوئی چیز تلاش کر کے لا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' بڑی کوشش کے بعد مجھے اتنا سا کھانا ملا کہ میں نے اپنی بغل میں چھپا کر اللہ کے پاک پیغمبرؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس کھانے میں سے تھوڑا سا کھانا مجھے دے کر فرمایا' بلالؓ یہ میری بیٹی فاطمہؓ کو دے کر آؤ۔ کیونکہ وہ بھی کئی دن سے بھوکی ہے۔

صحابی کہتا ہے سوہنیا علی کی آنکھیں دکھ رہی ہیں' میرے نبیؐ فرماتے ہیں کہ اس کو دکھتی آنکھوں کی حالت میں ہی لے آؤ' میں اس کی دکھتی ہوئی آنکھوں کا علاج کر دیتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں دکھتی آنکھوں سے ہی حضرت کے پاس چلا گیا۔ حضرت نے کسی ڈاکٹر اور طبیب کو نہیں بلایا۔ بلکہ آپ نے اپنا مبارک لعاب دہن لے کر میری آنکھوں پر لگایا' اس کے بعد پوری زندگی میری آنکھیں کبھی دکھی ہی نہیں۔

اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر سانپ ڈسے تو حضرت یہی تھوک مبارک ابو بکرؓ کی ایڑی پر لگائیں اور اگر علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دُکھیں تو آپ تھوک مبارک علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں ڈال دیں اور باطنی طور پر یہ سمجھا دیں کہ اے علیؓ اپنی آنکھوں سے ابو بکر کی ایڑیوں کی طرف دیکھتے جانا' جہاں جہاں میرا ابو بکر چلتا جائے ادھر ادھر چلتے جانا۔

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تلوار لے کر میدان میں گئے تو خیبر کے دروازے کو اٹھا کر ''پرے'' کر دیا اور اللہ کے راستے میں جہاد شروع کر دیا۔ آپ کے سامنے ایک مرحب نامی کافر آیا جو اپنے آپ کو بہت بڑا پہلوان سمجھتا تھا جب یہ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں آیا تو حضرت علی نے مرحب کے سر پر تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دیا اور اللہ نے قلعہ فتح فرما دیا۔

ان مکے والوں کو کیا پتہ ہے کہ یہ علی آج آٹھ' دس سال کا ہے' یہ کل کو کیا بننے والا ہے۔ اللہ کریم اس کو کیا مقام دینے والا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَّجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ اِذْ جَآءُوكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُونَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝ وَاِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ اِلَّا غُرُورًا. (الاحزاب : ۹-۱۲)

مکے والوں نے دس ہزار کی فوج لی اور مدینے پر چڑھائی کر دی' قرب و جوار سے یہودی بھی مکے کے کافروں سے مل گئے اللہ کے پاک پیغمبرؐ کو پتہ چلا کہ مکے والوں نے

چڑھائی کر دی ہے' آپ صحابہؓ کو اکٹھا کر کے مشورہ لیتے ہیں کہ اب کیا کرنا چاہیے؟

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' سوہنیا میرا مشورہ یہ ہے کہ مدینے کے اردگرد خندق کھود لیں اور اندر بیٹھ کر دفاع کریں' میرے مصطفی ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا مشورہ قبول فرما لیا' اور چالیس' چالیس گز خندق دس دس صحابہؓ میں تقسیم فرما دی۔ صحابہؓ نے کدال پکڑے ہوئے ہیں اور خندق کھود رہے ہیں' حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک پتھر ''اڑ'' گیا ہم کدال مار مار کر تھک گئے لیکن وہ پتھر نہیں ٹوٹتا' ہم نے اللہ کے رسول کو بتایا سوہنیا' یہاں بڑی سخت جگہ آئی ہے جو ٹوٹنے پر نہیں آ رہی' آپ فرماتے ہیں' سلمان ہمت نہ ہارو۔ ادھر آؤ جو جگہ نہیں ٹوٹتی' محمد ﷺ توڑ کر دکھا دیتا ہے۔

صحابہؓ کو کئی دن کا فاقہ ہے لیکن ایمانی قوت ایسی ہے کہ پھر بھی خندق کھود رہے ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ میری بہن تھوڑی سی کھجوریں لے کر آئی میری والدہ نے کہا جاؤ اپنے بھائی کو کھجوریں دے کر آؤ' میری بہن تھوڑی سی کھجوریں مٹھی میں لے کر آئی' تو سامنے سے اللہ کے رسول مل گئے' آپ ﷺ فرماتے ہیں' بیٹا کدھر جا رہی ہو' یہ لڑکی کہتی ہے' سوہنیا میں اپنے بھائی کو ناشتہ کرانے کے لیے کھجوریں دینے جا رہی ہوں' آپ ﷺ فرماتے ہیں یہ مجھے پکڑا دے' یہ بچی کہتی ہے' میں نے وہ کھجوریں حضرت کی مٹھی میں دے دیں۔ میرے محمد ﷺ کی مٹھی بھی نہ بھری۔

اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں' میری چادر پھیلا دو۔ صحابہؓ چادر بچھا دیتے ہیں' اللہ کے پاک پیغمبرؐ اپنے نبوت والے ہاتھوں سے چادر کے اوپر یہ مٹھی بھر کھجوریں رکھ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں میرے صحابی یہ جو چودہ پندرہ سو آدمی خندق کھود رہے ہیں ان کو اعلان کر دو کہ تمام آ کر صبح کا ناشتہ کر لیں' کھجوریں کھا لیں۔

صحابی کہتا ہے ہم سب نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں لیکن وہ کھجوریں پھر بھی ختم نہ ہوئیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کدال مار مار کر تھک گئے لیکن یہ پتھر نہ ٹوٹا' اب اللہ کے پاک پیغمبرؐ کدال اپنے ہاتھ میں پکڑ کر پتھر پر مارتے ہیں تو اس میں سے روشنی نکلتی ہے' پتھر ٹوٹ جاتا ہے' آپ پھر کدال پتھر پر مارتے ہیں' پتھر پھر ٹوٹ جاتا ہے' میں

نے آگے ہو کر اللہ کے پاک پیغمبرؐ سے عرض کیا' سوہنیاء میں نے ایک روشنی دیکھی ہے۔

اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں سلمان کیا تجھے نظر آ گئی تھی' جب میں نے پہلی کدال ماری تھی اس وقت اللہ نے مجھے قیصر و کسریٰ کے خزانے دکھا دیئے تھے۔ اللہ نے فرمایا۔ سوہنیا' اس پر تیرے صحابہؓ قبضہ جمالیں گے۔ میں نے پھر کدال ماری تو مجھے روم اور یمن کی دور دور تک مملکتیں نظر آئی ہیں' اللہ نے فرمایا' سوہنیا یہ بھی تیرے صحابہؓ کے قدموں میں چلی جائیں گی اور یہاں تک تمہاری حکومت پھیل جائے گی۔

میرے نبیؐ کے صحابہؓ بھوک کی حالت میں خندق کھود رہے ہیں' صحابہؓ کو جہاد کا شوق کیسا ہے' کہتے ہیں۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا

عَلَی الْجِهَادِ مَابَقِیْنَا اَبَدًا

ہم وہ بندے ہیں جنہوں نے نبیؐ کے ہاتھ پر اس چیز کی بیعت کی ہے کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے جہاد کرتے ہی رہیں گے۔ دوڑیں گے نہیں' چھپیں گے نہیں' بہانے نہیں بنائیں گے' جب تک زندگی نے وفا کی ہم اللہ کی راہ میں غازی اور مجاہد بنتے رہیں گے۔

جب اللہ کے نبیؐ نے دیکھا کہ میرے صحابہؓ کو جہاد کا بڑا شوق ہے تو آپ اپنی نبوت کی زبان سے فرماتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ لَاعَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ ٥

یا اللہ دنیا کی زندگی کوئی زندگی نہیں' اصل زندگی تو مرنے کے بعد کی ہے۔ یا اللہ میرے انصار کو بھی معاف کر دے اور میرے مہاجروں کو بھی معاف کر دے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں حضرت کے پاس ہی تھا۔ جب حضرت نے کدال اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں تاکہ کہیں بھوک کی وجہ سے انتڑیاں دوہری نہ ہو جائیں' خندق کھودی گئی تو کفارِ مکہ دس ہزار کی فوج لے کر آ گئے' انہوں نے دیکھا کہ چاروں طرف سے ''کھائی'' نکلی ہوئی ہے۔ دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ کسی عربی کا کمال نہیں۔ یہ مشورہ دینے والا کوئی اور ہی ہے' کافروں

کی فوج میں بڑے بڑے فنکار' بڑے بڑے بہادر اور دلیر آدمی تھے اور ایسے ایسے نوجوان تھے کہ لوگ ایک ایک آدمی کو ہزار ہزار کا مقابل سمجھتے تھے۔ انہوں نے پوری خندق کا چکر لگایا' جگہ تنگ دیکھ کر گھوڑوں سے چھلانگیں لگوا کر خندق سے پار ہو گئے۔

میرے نبیؐ صحابہؓ میں تشریف فرما ہیں کہ عمرو بن عبدوّد جا کر اعلان کرتا ہے' کوئی ہے جو میرے مقابلے میں آئے' صحابہؓ پکار اٹھے کہتے ہیں' سوہنیا مجھے اجازت دو' ہم اس کا مقابلہ کریں' یہ پھر کہتا ہے۔ مسلمانوں تم میں سے میرا مقابلہ کون کر سکتا ہے' علیؓ کہتے ہیں سوہنیا مجھے اجازت دو' میں اس کا مقابلہ کروں' آپ فرماتے ہیں علی رضی اللہ عنہ بیٹھ جاؤ' یہ تیسری مرتبہ پھر کہتا ہے' مسلمانوں تم کہتے ہو کہ ہمارے مقتول جنت میں جائیں گے' کیا تمہیں جنت کی ضرورت نہیں ہے' کوئی میرے مقابلے میں کھڑا ہو' حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' سوہنیا مجھے اجازت دو' اگر یہ واپس چلا گیا تو مجھے پوری زندگی افسوس رہے گا' عمرو بن عبدود کیا کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شیدائیوں میں میرا کوئی مقابل ہی نہیں تھا۔ سیرت کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے' آپ فرماتے ہیں اے علی رضی اللہ عنہ اٹھو اور جاؤ میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تلوار دیتے ہیں کہ علی میری تلوار سے جا کر لڑو اور ساتھ فرمایا کہ اگر تیری دعوت سے کوئی ایک آدمی بھی مسلمان ہو گیا تو تیرے لیے ''رتی'' اونٹوں سے بہتر ہے پہلے اسلام کی دعوت دینا' جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کے لیے جاتے ہیں' یہ گھوڑے پر ہے اور میرا علیؓ پیدل ہے' یہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترتا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے عمرو بن عبدود۔ میں نے سنا ہے کہ اگر کوئی بندہ تیرے سامنے تین باتیں رکھے' تو ان میں سے ایک ضرور مان لیتا ہے۔ یہ کہتا ہے ہاں ایک ضرور مان لیتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تو اس طرح کر کہ مسلمان بن جا' کہتا ہے میں مسلمان نہیں ہو سکتا۔ آپ فرماتے ہیں' پھر تو کافروں کے لشکر سے ہٹ جا' عمرو بن عبد کہتا ہے اگر میں ہٹ گیا تو مکے کی عورتیں مجھے طعنہ دیں گی۔

کہتا ہے اے علیؓ تو مجھے کہہ رہا ہے کہ واپس چلا جا' لیکن میں تجھے کہتا ہوں کہ تو واپس ہو جا!

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے عمرو! اگر تجھے مکے کی عورتوں کے طعنوں کا خطرہ ہے اور اگر میں مر گیا تو مجھے جنت کی حوروں کے طعنوں کا خطرہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' پھر میرے مقابلے میں آ جا' ایک طرف عمرو بن عبدود ہے اور ایک طرف حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ہیں' میرے نبیؐ نے حضرت علیؓ کو تلوار دی اور ساتھ دعا دی' عمرو بن عبدود اپنے گھوڑے سے نیچے اترتا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں' کیا پہلے تو وار کرے گا یا میں کروں' عمرو پہلے وار کرتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال آگے کر دیتے ہیں۔

اس بے ایمان کی تلوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ڈھال کاٹ کر آپ کی پیشانی پر جا لگی' تھوڑا سا زخم آ گیا' جب میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو رب کے سامنے سجدے میں پڑ گئے۔ دعا شروع کر دی' فرماتے ہیں۔

دیکھا ایہہ حالت پاک نبیؐ نے سر سجدے وچ پایا
کرن دعائیں مولا اگے' رکھ لیں شرم خدایا

یا اللہ یہ ایک تو میرے چچا کا بیٹا ہے اور دوسرا میرا داماد ہے۔

یارب تو عبیداللہ میتھوں لے لیا روز بدر دے
پا شہادت حارث دا پت تے وڑھیا وچ قبر دے

اس دے پچھے حمزہ آیا' تے عبدالمطلب جایا
جنگ احد وچ اووی میتھوں لے لیا ای آپ خدایا

ہن میں علی بھرا اپنے نوں' بھیجیا ای خاطر تیری
تے اکو ای ساک میرا ہن باقی' ربا' ہاں نہ بنھیں میری

یا اللہ دیکھنا کہیں میرا علیؓ شہید نہ ہو جائے' یا اللہ تیری مدد کی ضرورت ہے' میرے علیؓ کی حفاظت فرمانا' علیؓ اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے ہیں اور پیشانی زخمی ہے' خون جاری ہے' اب دوسرا وار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں' اس بے ایمان کے سر پر تلوار مارتے ہیں' تلوار اس کے سر پر اس زور سے لگی کہ عمرو بن عبدود کی ڈھال چیرتی ہوئی اس

بے ایمان کو دولخت کر دیتی ہے۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا' مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ اللہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فتح عطا فرمائی ہے۔

شام کے لوگوں نے سنا کہ ایک علیؓ نامی آدمی نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا ہے وہ آ کر پوچھتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کون ہے ہم نے اسے دیکھنا ہے' کسی نے بتایا کہ ادھر چلے جاؤ' وہاں ایک جھونپڑی کے نیچے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں' یہ دیکھنے والے گئے' انہوں نے دیکھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے روٹی کے خشک ٹکڑے پکڑے ہوئے ہیں اور پانی میں بھگو کر کھا رہے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک بندہ بیٹھا ہوا ہے' وہ دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے' واپس آ کر کہتے ہیں بھائی تو نے ہم سے مذاق کیا ہے' ہم نے تو اس علیؓ کو ملنا ہے جس نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا ہے' وہ بھائی ساتھ چلا گیا اور جا کر کہتا ہے یہ علیؓ بیٹھے ہوئے ہیں جو خشک ٹکڑے کھا رہے ہیں۔

وہ کہتے ہیں اے علیؓ تو نے خشک ٹکڑے کھا کر عمرو بن عبدود کو کس طرح قتل کیا ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اے آنے والو! کھانا کھانے سے جسمانی طاقت پیدا ہوتی ہے اور جب میں اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہوں تو وہ ایمانی طاقت سے کرتا ہوں' اس وقت میرے اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔

کون علی رضی اللہ عنہ! آپ عید کے دن خشک ٹکڑے کھا رہے ہیں' کسی نے کہا سرکار' آج تو عید ہے' فرماتے ہیں عید اس دن ہو گی' جس دن رب کائنات فرمائیں گے' اے علیؓ جا! میں نے تجھے معاف فرما دیا ہے۔

کون علی رضی اللہ عنہ' آپ مسجد یا کسی کمرے میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اس کمرے کو آگ لگ جاتی ہے' لوگ دُور دُور سے آ کر آگ بجھاتے ہیں لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے ہیں' آگ بجھ جاتی ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں' حضرت آپ نماز ہی پڑھتے رہے ہیں باہر تو آگ لگی ہوئی تھی۔ آپ فرماتے ہیں لوگو! تم دنیا کی آگ بجھا رہے تھے اور میں رو رو کر جہنم کی آگ بجھا رہا تھا۔

کون علیؓ...... نمازی علیؓ...... قرآن کا قاری علیؓ...... اللہ کا پیارا علیؓ...... رسول اللہ کا

پیارا علیؓ...... میرے محمد کا داماد علیؓ...... فاطمہؓ کا شوہر علیؓ...... حسنین کا بابا علیؓ...... جس کے ساتھ اللہ کا پیار ہے اور جس کے ساتھ میرے مصطفیٰ ﷺ کا پیار ہے۔

کون علی رضی اللہ عنہ! ایک دن حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم میرے نبیؐ کے نواسے‘ علیؓ کے شہزادے بیمار ہو جاتے ہیں‘ جہانوں کے پیر تشریف لے گئے‘ آپ فرماتے ہیں اے میری فاطمہؓ اور علیؓ تم اللہ کی رضا کے لیے روزے رکھو‘ اللہ تمہارے بیٹوں کو شفا عطا فرما دے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ایک لونڈی بھی روزہ رکھتی ہے‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ سارا دن یہودیوں کے باغ کو پانی پلا کر دو سیر جو لے کر آتے ہیں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہیں‘ چکی چلا کہ یہ جو پیس لو‘ اماں جی چکی چلا کر جو پیس لیتی ہیں۔ آٹا تیار ہوتا ہے‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا روزہ ہے‘ شام ہو چکی ہے‘ روزہ افطار کرنے کا وقت ہے‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھانا سامنے رکھا ہوا ہے۔ ادھر سے اذان ہوتی ہے اور ادھر سے ایک یتیم آ کر جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھٹکھٹا دیتا ہے‘ یہ یتیم کہتا ہے میرے ماں باپ میرے سر پر نہیں ہیں‘ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کے دروازے پر جو فقیر آئے آپ خالی واپس نہیں لوٹاتے‘ مجھے بھوک لگی ہوئی ہے کوئی روٹی عنایت فرماؤ کسی نے یتیم کے بارے کہا ہے۔

ماواں جنت والیاں چھاواں تے لاڈ لڈاون سارے
تے کوئی نہ کہے یتیماں تائیں‘ آ فرزند پیارے

ماواں والے ماواں کولوں‘ چیزاں منگن نال دلیری
چپ یتیم وچارے ہوون‘ جے ہوندی امی میری

ماواں والے شہر خوشی تھیں تے وانگ باغیچے پل دے
تے رب دی آس یتیماں تائیں‘ جیونکر رکھ جنگل دے

ماں اک باغ بہشت دا بوٹا‘ تے ٹھنڈی اے جس دی چھاں
در در دھکے ملن اوناں نوں‘ مر جائے جس دی ماں

آپؓ نے روٹی پکڑی اور اس یتیم کو دے دی' فرمایا اور کھانا تیار کرو' بعض نے لکھا ہے کہ پانی پی کر روزہ افطار کر لیا۔ صبح پھر رکھ لیا۔ اب جب دوسرا دن آیا تو پھر افطاری کے وقت ایک مسکین آ گیا' آپ نے روٹی اس کو دے دی۔ تیسرے دن پھر روزہ رکھا تو ایک غریب آ گیا' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رب کو راضی کرنے کے لیے وہ روٹی بھی غریب کو دے دی۔ میرے بھائی! یہ کیسا علی رضی اللہ عنہ ہے' جو مزدوری کر کے رب کی راہ میں خرچ کر رہا ہے۔ اللہ کریم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کا علی رضی اللہ عنہ سے پیار ہے اس کا مجھ سے پیار ہے' جس نے علی رضی اللہ عنہ کو دکھ دیا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا۔

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ' کوئی معمولی ہستی ہے' روٹیاں غریب اور مسکین لے گئے' صبح ہوئی تو اللہ نے قرآن نازل کر دیا' فرمایا:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝

اللہ پاک فرماتے ہیں اے میرے محبوب' آپ کے داماد علیؓ نے غریبوں' مسکینوں کو روٹیاں کھلا دی ہیں اور خود بھوکے رہے ہیں آپ نے ان کو روٹی اس لیے کھلائی ہے' پانی اس لیے پلایا ہے ان کی خدمت اس لیے کی ہے تاکہ اللہ راضی ہو جائے۔

اللہ فرماتے ہیں آج انہوں نے مجھے راضی کرنے کے لیے روٹیاں بانٹ دی ہیں' جب یہ میرے پاس آئیں گے تو میں ان کو جنت کے تختوں پر بٹھا کر راضی کر دوں گا' انار اور انگوروں کی شاخیں پک کر ان کے تختوں کے قریب آ جائیں گی اور یہ اپنے تختوں پر بیٹھے ہی توڑ توڑ کر کھاتے جائیں گے' اوپر سے میں آوازیں دیتا جاؤں گا تم نے دنیا میں جو نیکیاں کی ہیں آج بدلے لیتے جاؤ۔ اللہ ہم کو بھی نیکیاں کرنے کی توفیق دے۔ آمین

یہ تو میرے علی کی بات ہے' علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی

لڑی سے ایک عورت بیوہ ہوگئی اس کی چھوٹی چھوٹی یتیم بچیاں ہیں' گاؤں والے اس بی بی کو طعنے دیتے ہیں' یہ بی بی بیچاری مجبور ہو کر کسی اور شہر چلی جاتی ہے۔ اس شہر میں دو حکمران ہیں اس طرح سمجھو کہ ایک چیر مین ہے اور دوسرا وائس چیئر مین ہے' چیئر مین مسلمان ہے اور وائس چیئر مین یہودی' مجوسی اور غیر مسلم ہے' یہ بی بی پہلے مسلمان کے پاس جاتی ہے اور کہتی ہے اے بھائی' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لڑی سے تعلق رکھنے والی ہوں' میں علی رضی اللہ عنہ کے خاندان میں سے ہوں۔ میرا خاوند فوت ہو چکا ہے۔ میری چھوٹی چھوٹی یتیم بچیاں ہیں' سردی سے کانپ رہی ہیں' شہر سے باہر ویرانے میں جو مسجد ہے' وہاں میں اپنی بچیوں کو بٹھا آئی ہوں' مجھے اللہ کی رضا کی خاطر کچھ دے دے۔ یہ مسلمان چیئر مین اسے کہتا ہے اے بی بی اگر تو علی رضی اللہ عنہ کی لڑی سے ہے تو کوئی ثبوت اور دلیل پیش کر' کہ تو واقعی علی رضی اللہ عنہ کی لڑی اور خاندان میں سے ہے۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ کریم نے سترہ بیٹے اور سولہ بیٹیاں عطا فرمائیں' حضرت فاطمہؓ سے حضرت حسن و حسین' محسن' زینب اور ام کلثوم عطا فرمائیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہؓ کے بعد آٹھ شادیاں کی تھیں' دوسری اولاد اور بیویوں سے پیدا ہوئی)

یہ بی بی کہتی ہے میں ایک اجنبی عورت ہوں' میرا یہاں کوئی واقف نہیں ہے' یہ کہتا ہے اگر تیرے پاس کوئی دلیل نہیں تو میرے پاس بھی تجھے دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اب یہ بی بی اس مجوسی کے ہاں چلی جاتی ہے اس کو جا کر کہتی ہے' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والی بی بی ہوں' میں بیوہ ہو چکی ہوں میری چھوٹی چھوٹی یتیم بچیاں ہیں جو شہر کے باہر مسجد میں موجود ہیں' مجھے اللہ کی رضا کے لیے کچھ دے دے۔ یہ وائس چیئر مین کہتا ہے' بی بی ہمارے گھر تو اللہ خود ہی رحمتیں لے آیا ہے۔ یہ اپنی بیویوں کو کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ایک بی بی بیچاری مہمان بن کر آئی ہے۔ جاؤ اس کی بچیوں کو میرے محلات میں لے آؤ۔ اس کی بیویاں اس بی بی کے ساتھ جاتی ہیں اور اس کی یتیم بچیوں کو اپنے گھر لے آتی ہیں۔ یہ پہننے کے لیے گرم کپڑے دیتا ہے' کھانا دیتا ہے' رات پڑ گئی' یہ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ محشر کا میدان قائم ہے۔ اللہ کے پاک پیغمبر

جناب محمد رسول اللہ ﷺ حوضِ کوثر پر کھڑے ہیں' ایک طرف میرا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑا ہے' میرے محمد ﷺ سونے اور چاندی کے پیالے بھر بھر کرامت کے لبوں سے لگا رہے ہیں اور لوگ پی رہے ہیں' یہ چیئر مین جو بی بی سے ثبوت مانگ رہا تھا یہ بھی اس حوض پر پہنچ جاتا ہے۔ یہ اللہ کے نبیؐ کو جا کر کہتا ہے' سوہنیا میں بھی آپ کا امتی ہوں' مجھے بھی پانی پلاؤ۔

جہانوں کے پیر فرماتے ہیں اگر تو میرا امتی ہے تو میرا امتی ہونے کی کوئی دلیل پیش کر۔ اس کو وہ واقعہ اور منظر یاد آ جاتا ہے' اس کی نیند کھل گئی۔ یہ لوگوں کو کہتا ہے' کل میرے پاس ایک بی بی آئی تھی' اس کو تلاش کرو کہ وہ کہاں گئی ہے' اس کو تلاش کرتے کرتے پتہ چلتا ہے کہ وہ بی بی' وائس چیئر مین کے گھر میں ہے' یہ اس کے پاس چلا جاتا ہے' کہتا ہے بھائی بات سن! مجھ سے ہزار دینار لے لے اور آئے ہوئے مہمان واپس کر دے۔

یہ یہودی مسلمان ہو چکا تھا' یہ کہتا ہے پاگل' تو سمجھا ہی نہیں' گھر میں آئی ہوئی دولت کو کون واپس کرتا ہے' اللہ نے جو چیزیں تجھے خواب میں دکھائی ہیں وہ مجھے بھی دکھائی ہیں۔ جو جگہ تیری تھی وہ اللہ نے مجھے الاٹ کر دی ہے۔ یہ ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خاندان۔

میں کیسے بیان کر کے بتاؤں کہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیا مقام عطا فرمایا تھا۔

میرے مصطفیٰ ﷺ کے تمام صحابہؓ ہی آسمان کے چمکتے ہوئے ستارے ہیں' اگر کوئی بندہ کسی ادنیٰ صحابی کے بارے میں بھی کوئی بات کرے گا تو وہ انسان اپنی آخرت خراب کر رہا ہے۔ وہ سمجھ لے کہ میرا ٹھکانہ جہنم بن رہا ہے' کوئی صحابہؓ کے بارے مت زبان کھولے۔ کوئی مت کہے کہ علیؓ اور ابوبکرؓ کی دشمنی تھی' علیؓ اور عمرؓ کی آپس میں عداوت تھی' یا علیؓ اور عثمانؓ کا اختلاف تھا۔ بلکہ اللہ کا قرآن پڑھ کر اپنے دل کی کدورت ختم کر لے۔

آواز آتی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ. (فتح: ۲۹)

اللہ فرماتے ہیں محمدؐ میرا نبی ہے اور جو میرے مصطفیٰ ﷺ کے ساتھی ہیں یہ بیگانوں کے لیے بڑے سخت ہیں اور اپنوں کے لیے نرم ہیں' آپس میں اتنے نرم ہیں کہ اللہ کریم نے حضرت علی کو بیٹا عطا فرمایا۔ ساتھی پوچھتے ہیں' سرکار! آپ نے اپنے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے لوگو! کیا پوچھتے ہو' اللہ نے مجھے بیٹا دیا ہے' جس کا نام میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ رکھا ہے۔ یہ پیار کی باتیں نہیں تو اور کیا ہے' کوئی اپنے دشمن کے نام پر اپنے بیٹے کا نام رکھنے کو تیار نہیں!

اس کے بعد ایک اور بیٹا ملا' لوگ پوچھتے ہیں' حضرت جی' آپ نے بچے کا نام کیا رکھا ہے؟ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے اپنے یار عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر اس کا نام عمر رکھ دیا ہے۔

اس کے بعد ایک اور بیٹا پیدا ہوا' لوگوں نے پوچھا حضرت جی آپ نے بچے کا نام کیا رکھا ہے؟ فرماتے ہیں' میں نے اس کا نام عثمان رکھا ہے۔

میرے بھائی! دیکھ ان کا آپس میں کیسا پیار ہے' کافروں کے لیے گرم اور آپس میں نرم ہیں' اے میرے محبوب' آپ اپنے یاروں کو دیکھتے ہیں کوئی رکوع میں ہے اور کوئی سجدے میں پڑ کر اللہ کی رضا مندی تلاش کر رہا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ' اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (مجادلة : ۲۲)

سو ہنیاء یہ میری رضا تلاش کر رہے ہیں۔ گواہ ہو جاؤ' میں ان پر راضی ہو گیا ہوں' اللہ تعالیٰ صحابہؓ کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ٥ (توبۃ : ١٠٠)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ جل جلالہ کی ذات کے لیے بے شمار ان گنت درود و سلام سید الاولین والآخرین' امام کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر۔

سورت توبہ گیارھویں سپارے کی ایک آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت اللہ سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

جب سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کریم کا پاک گھر بنا کر دعا فرمائی کہ اے اللہ' میں نے تیرا یہ گھر بنا دیا ہے۔ اب یہاں ایک ایسے استاد اور مدرس کی ضرورت ہے جو ان مکے والوں کو تیرے قرآن کی آیات پڑھ کر سنائے اور ان کو حکمت و دانائی کا درس دے۔

آمنہ کے لال جہانوں کے پیر حضرت محمد کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ انا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ ٥ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہوں' انہوں نے بیت اللہ بنانے کے بعد جو دعا کی پھر وہ وقت بھی آیا کہ اللہ احکم الحکمین نے مکے کی سرزمین کو آباد کیا' ساری کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا فرمایا' پھر آپ نے چالیس سالہ زندگی مکے والوں میں گزاری' آپ کا بچپن آپ کی جوانی مکے والوں میں گزری' لوگ آپؐ کو صادق اور امین یہاں تک سمجھتے تھے کہ اپنی امانتیں اللہ کے پاک پیغمبرؐ کے پاس رکھ دیتے تھے' ان کو پتہ تھا کہ ڈاکوؤں نے بھی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو کچھ نہیں کہنا کیونکہ آپ کی صداقت اور امانت اتنی مشہور ہو چکی تھی۔ چالیس سال کے بعد آپ نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر نبوت کا اعلان کرنے سے پہلے ان سے اپنی صداقت منوائی اور پھر نبوت

کا اعلان فرمایا تو وہی لوگ جو آپؐ کو صادق اور امین کہتے تھے وہی میرے محمد ﷺ کے دشمن بن گئے۔ بلکہ آپ کا قریبی آگے بڑھ کر نبی علیہ السلام کو کہتا ہے۔ تَبًّا لَكَ يَا مُحَمَّدُ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا' مَعَاذَ الله . محمد تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں' کیا تو نے ہم کو اس لیے جمع کیا تھا' اللہ نے قرآن کریم میں اس بے ایمان کا نام لے کر ذلیل وخوار کیا ہے اور فرمایا سوہنیا آپؐ کو بولنے کی اجازت نہیں میں خود ہی جواب دوں گا۔ آواز آتی ہے۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ٥ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ٥ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ٥ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ٥

اللہ نے جس بستی کا قرآن میں تذکرہ کیا ہے اس بستی کا نام نہیں لیا' اگر کسی بستی میں برائی ہے تو اس بستی کی برائی ضرور بیان کی ہے لیکن بستی کا نام نہیں لیا' اللہ کریم نے اگر قرآنِ مجید میں اگر کسی کافر کو کچھ کہا ہے۔ اگر کسی کافر کی تذلیل کی ہے' بلکہ بعض کافروں کو قرآن کریم میں بہت زیادہ رسوا کیا ہے لیکن سب سے زیادہ ذلیل اور رسوا آپ کے چچا ابولہب کو کیا ہے۔

اگر رب نے کسی کا نام لیا ہے تو عام بستی والوں کا نام لیا ہے' مثلاً اللہ نے قرآن کریم میں ایک قصہ بیان کیا' کہ دو نبی ایک بستی میں گئے' انہوں نے بستی والوں سے کھانا طلب کیا لیکن بستی والوں نے نہ دیا' اللہ نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کون سی بستی تھی۔

اسی طرح اللہ نے عزیز مصر کی بیوی کا تذکرہ کیا ہے کہ اس نے یوسف علیہ السلام کو ورغلانے کی کوشش کی ہے لیکن اس کا نام نہیں لیا۔ ابولہب پر اللہ اتنا ناراض ہے کہ اس نے میرے مصطفیٰ ﷺ کی توہین کی ہے' فرمایا اے میرے محبوب آپ کی توہین کرنے والے پر قیامت تک لعنت برستی رہے گی اور نام لے کر فرمایا۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ٥ اے ابولہب میرے مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں نکالنے والے تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں' تو بھی جہنم کا ایندھن' تیری بیوی بھی دوزخ کا ایندھن' قیامت تک قرآن یہ بیان کرتا رہے گا۔

میرے مصطفیٰ ﷺ نے نبوت کا اعلان کرنے کے بعد تبلیغ کا آغاز کیا' اللہ کی توحید بیان کی' جن کے مقدر اچھے تھے وہ آ کر میرے محمد ﷺ کے مرید بن گئے' قرآن کہتا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ.

اے میرے محبوب، مہاجرین اور انصار میں سب سے پہلے جنہوں نے آپ کا کلمہ پڑھا ہے، جنہوں کی ایمان کی نظر سے آپ کے چہرہ پرانوار پر نظر دوڑائی ہے، جو آپ کے مرید بن گئے ہیں۔ جنہوں نے آپ کے مدرسے میں داخلہ لیا ہے، میں ان سب پر راضی ہوگیا ہوں اور ساتھ بتایا کہ اَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ یہ سب کے سب جنتی ہیں، میرے نبیؐ کے تمام صحابہؓ جنتی ہیں اور دوسرے مقام پر فرمایا۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ٥ (المجادلة : ۲۲)

اللہ فرماتے ہیں سوہنیا میں ان پر راضی اور یہ مجھ پر راضی اگر کسی نے میری جماعت دیکھنی ہے تو میرے محمد e کے یاروں کو دیکھ لو۔

صحابی اس شخص کو کہا جاتا ہے جس نے اللہ کے پاک پیغمبرؐ کو ایمان کی حالت میں دیکھا ہو اور پھر ایمان کی حالت میں ہی وہ دنیا سے رخصت ہوا ہو اور پھر اس کی اتنی شان ہے کہ اللہ نے آسمان سے اس کی جیب میں جنت کا ٹکٹ ڈال دیا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ لوگو! میرے صحابہؓ کو گالیاں نہ دیا کرو، اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ میرے صحابہؓ آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ستاروں کا نام اس لیے لیا ہے کہ جب چاند ڈوب جائے تو پھر ستاروں کی روشنی ہوتی ہے، جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو پھر آپ کے بعد شریعت کا راستہ بتانے والے تھے تو میرے محمد ﷺ کے صحابہؓ تھے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دن جہانوں کے پیر کہیں جا رہے ہیں، آپ کے صحابہؓ ساتھ ہیں کہ سامنے سے اونٹ پر بیٹھا ہوا ایک آدمی نظر آیا۔ یہ آ کر میرے مصطفیٰ ﷺ کے ساتھیوں کو کہتا ہے کہ آپ میں ''محمد ﷺ'' کون ہے؟ صحابہؓ نے اشارتاً بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، یہ کہتا ہے سوہنیا میں مسلمان بننے کے لیے آیا ہوں،

آپؐ نے اس کو کلمہ پڑھایا اور فرماتے ہیں، ہم کسی پروگرام پر جا رہے ہیں تو مسجد نبوی میں چلا جا وہاں اصحاب صفہ موجود ہیں، وہاں جا کر ان سے دین سیکھ لے، یہ کہتا ہے سوہنیا میرے پاس اتنا وقت نہیں، آپ جلدی جلدی دین کی ضروری ضروری باتیں سمجھا دیں، میں بھی واپس جانا چاہتا ہوں، آپ نے ضروری ضروری دین کی باتیں سمجھا دیں، اب یہ صحابی واپس جا رہے ہیں، واپسی پر اس کے اونٹ کا پیر ایک جنگلی چوہے کے بل میں پھنس گیا اونٹ گر پڑا، یہ صحابی اونٹ سے نیچے زمین پر گر پڑا، اونٹ سے گرتے ہی اس کی گردن کو بل آ گیا اور جان نکل گئی، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر دیکھتے ہیں، صحابی اللہ کو پیارا ہو چکا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، سوہنیا یہ آپ کا نیا صحابی اللہ کے ہاں پہنچ چکا ہے۔

آمنہ کے لالؐ فرماتے ہیں، اے میرے صحابہؓ اس میرے صحابی کو اٹھا کر قبرستان لے چلو، اس کا جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کر دیں، صحابہؓ اس کی میت کو لے کر جا رہے ہیں، آمنہ کے لالؐ بھی ساتھ چلتے جا رہے ہیں۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ دیکھتا ہے کہ میرے نبیؐ زمین پر اپنا پورا قدم نہیں رکھتے، ایڑیاں اوپر اٹھی ہوئی ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ اپنا پورا قدم زمین پر کیوں نہیں رکھ رہے؟

آمنہ کے لالؐ فرماتے ہیں کہ میرے اس صحابیؓ کے جنازے میں اللہ نے اتنے فرشتے نازل کیے ہیں کہ مجھے پورا پیر رکھنے کے لیے جگہ نہیں مل رہی۔ اسی لیے اللہ نے فرمایا ہے، رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ، سوہنیا آپ کے دیکھنے والوں پر میں راضی ہو گیا ہوں اور یہ مجھ سے راضی ہو جائیں گے۔ اللہ صحابہؓ کا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے بھائی! ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کا مقام میں کیا بیان کروں، حافظ ابن کثیرؒ البدایہ میں لکھتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، آپ کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، آپ کا اتنا چھوٹا قد تھا کہ ہم بیٹھے ہوتے تھے اور وہ کھڑا ہوتا تھا پھر بھی وہ ہم سے چھوٹے ہی معلوم ہوتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رب کے دربار میں قد کی بحث نہیں نہ رنگ کی بحث ہے اور نہ خاندانوں کی بحث ہے۔ بلکہ رب کے دربار میں تو صرف ایمان کی بحث ہے۔

آمنہ کے لالؐ فرماتے ہیں' اے میرے بلال کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھ کر رب کا کلمہ بلند کر دے' کالے رنگ کا حبشی بلالؓ بیت اللہ کی چھت پر کھڑا ہو کر اللہ کا نام بلند کر دیتا ہے' اللہ اکبر' اللہ اکبر' سن کر مکے کے چوہدریوں کے کلیجے پھٹ گئے کہ حبشی بیت اللہ کی چھت پر کھڑا ہے' وہ بلالؓ جو مکے میں ہماری بکریاں چرایا کرتا تھا' آج وہ بیت اللہ پر کھڑا ہو کر رب کے کلمے بلند کر رہا ہے' ان کے ذہن میں یہ تھا کہ ہم چوہدری ہیں' ہم نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔

زبان حال سے آواز آ رہی ہوگی' اے مکے کے چوہدریو! تمہارے ذہن میں چوہدراہٹ کی بو ضرور ہوگی' لیکن نبیؐ کے تمام صحابہؓ ایک طرف ہو جائیں کسی کی جوتی کی آواز جنت میں نہیں آتی ہوگی۔ اگر جنت میں کسی کی جوتی کی آواز آتی ہے تو اس کا نام "بلال حبشی" رضی اللہ عنہ ہے۔

اللہ آسمان سے قرآن نازل فرما دیتے ہیں۔

يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا. إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ. (حجرات: ۱۳)

اے مکے والو! تم میرے بلالؓ کو بری نظر سے دیکھ رہے ہو' میرا بلالؓ اور تم بھی ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو تمہارے خاندان اور قبیلے صرف اس لیے بنائے گئے ہیں تاکہ تمہارا آپس میں تعارف رہے۔

اللہ ایمان کی دولت نصیب فرمائے۔

ایک دن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک درخت پر چڑھے صحابہؓ نیچے کھڑے تھے' وہ عبداللہؓ کی باریک باریک پنڈلیاں دیکھ کر ہنس پڑے' کہنے لگے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ٹانگیں بڑی باریک ہیں' جب عبداللہ بن مسعود نے سنا تو یہ میرے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آ کر کہتے ہیں سوہنیا میری باریک ٹانگیں بنائی ہیں تو عرش والے نے بنائی ہیں آپ کے صحابہؓ دیکھ کر ہنستے ہیں۔

آپؐ فرماتے ہیں اے عبداللہؓ! ان کو تیری شان کا کیا پتہ ہے' میں تجھے بتاؤں کہ

تیرا کیا مقام ہے۔

اے عبداللہ رضی اللہ عنہ' سن لے' اگر ترازو کے ایک پلڑے میں احد پہاڑ رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں تیری ایک پنڈلی رکھ دی جائے تو تیری پنڈلی کا وزن احد پہاڑ سے بھی زیادہ ہو جائے گا۔

میرے بھائی! رب کے دربار میں تو ایمان کی بحث ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ وقت کے حکمران سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پتہ چلتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہیں۔

ہم تو چوہدریوں اور سرداروں کی بیمار پرستی کرتے ہیں' لیکن صحابہؓ میں یہ بات نہیں تھی' صحابہؓ نے تو ایک ہی مسئلہ پڑھا تھا کہ جو آدمی بیمار کی بیمار پرسی کرتا ہے وہ رب کو اتنا پیارا لگتا ہے کہ اللہ ستر ہزار فرشتوں کی ڈیوٹی لگاتا ہے کہ وہ بیمار پُرستی کرنے والے کے لیے رحمت اور بخشش کی دعائیں کرتے رہیں۔

میرے پیر و مرشد تو یہودیوں کی بھی بیمار پرسی کرتے تھے' افسوس کہ آج تجھے اپنے مسلمان بھائی کا ہی پتہ نہیں اللہ ایک دوسرے کی خیر خواہی نصیب فرمائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیمار پرسی کے لیے گئے' جا کر دیکھا کہ عبداللہ بن مسعودؓ بستر علالت پر پڑے ہوئے ہیں' آپ جا کر کہتے ہیں اے عبداللہ' آپ نے کیا کھا لیا ہے' کس چیز نے آپ کو بستر پر لٹا دیا ہے؟

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' عثمانؓ میں نے کیا کھانا ہے' کیا کھا سکتا ہوں' اگر مجھے بستر پر لٹایا ہے تو میرے گناہوں نے لٹایا ہے' مجھے اپنے گناہوں کی فکر لگی ہوئی ہے۔

جن کے گناہ ہی کوئی نہیں ان کو فکر لگی ہوئی ہے اور جو دن رات گناہ کرتے ہیں ان کو پرواہ ہی کوئی نہیں۔

آمنہ کے لال کے ایک صحابی کا آخری وقت ہے' وہ زارو قطار رو رہے ہیں' ساتھی پوچھتے ہیں کہ تو اتنا کیوں روتا ہے؟

کہتا ہے' مجھے اس لیے رونا آ رہا ہے' آج میں نے اپنی زندگی کا حساب کیا ہے'

میری زندگی کے ۲۵ ہزار دن بنے ہیں' اگر میں نے روزانہ کا بھی ایک گناہ کیا ہے تو میری زندگی کے ۲۵ ہزار گناہ ہو گئے نا! آخری ہچکی آئی اور جان نکل گئی' ساتھیوں نے اللہ کے رسولؐ کو بتایا' سوہنیا آپ کے فلاں صحابیؓ کی گناہوں کو یاد کر کے جان نکل گئی ہے۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں میرے صحابہؓ میرے اس صحابی کو اللہ نے دوہری جنت عطا فرمادی ہے۔

کیا ہم نے کبھی حساب کیا ہے' دوکاندار اپنی سیل کا حساب لگاتا ہے کہ آج اتنی بکری ہوگئی ہے۔ کبھی ہم نے شام کے وقت یہ حساب بھی لگایا ہے کہ آج ہم نے کتنے گناہ کیے ہیں اور کتنی نیکیاں کی ہیں۔ آج جماعت کے ساتھ کتنی نمازیں پڑھی ہیں اور بغیر جماعت کتنی پڑھی ہیں' آج کتنا قرآن پڑھا ہے آج نبی پاکؐ پر کتنا درود پڑھا ہے' اور آج کتنا استغفار پڑھا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کا کسی چیز کو دل چاہتا ہو تو میں لا کر دوں' اگر آپ کی کوئی خواہش ہو تو میں پوری کر دوں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' عثمانؓ تم میری خواہش پوری نہیں کر سکتے جس چیز کی مجھے ضرورت ہے وہ آپ لا کر نہیں دے سکتے۔

عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے عبداللہ رضی اللہ عنہ' کتنی لمبی اسلامی مملکت ہے' اگر یہاں سے نہ ملی تو مکہ سے مل جائے گی' فلسطین سے مل جائے گی' شام سے مل جائے گی' کہیں نہ کہیں سے تو ضرور مل جائے گی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' عثمان رضی اللہ عنہ مجھے صرف اللہ کی رحمت کی ضرورت ہے' لا کر دے دو۔ میری تو ایک ہی خواہش ہے کہ اللہ مجھے معاف فرما دے' حضرت عثمانؓ جواب سن کر بڑے حیران ہوئے کہ عبداللہ کا کتنا ایمان ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ کا آخری وقت ہے' آپ دنیا سے جا رہے ہیں آپ کی بچیاں یتیم ہو جائیں گی' ان کا کوئی سہارا نہیں رہ جائے گا' میں بیت المال سے کچھ وظیفہ مقرر کر دوں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جلدی سے جواب دیتے ہیں اے عثمانؓ میری بچیوں کو لوگوں کی میل کچیل کی کوئی ضرورت نہیں' یہ زکوٰۃ عشر تو لوگوں کی میل ہے۔

میرے بھائی! اگر یہ عشر' زکوٰۃ اور قربانی کی کھالیں وغیرہ اتنی اچھی چیز ہوتی تو پھر اللہ اپنے محبوب کو کہتا' سوہنیا آپ بھی جی بھر کر کھالیں لیکن میرے نبیؐ کی کیا حالت ہے۔

حضرت حسن و حسین میرے نبیؐ کے نواسے حضرت کے ساتھ جا رہے ہیں' ایک نواسے نے زمین پر گری ہوئی کھجور اٹھا کر کھالی۔ اللہ کے پاک پیغمبرؐ نے منہ میں انگلی ڈال کر فرمایا' کَخ.. کَخ. اس کو باہر نکال کر پھینک دو' میرے نبیؐ نے ریزہ کی ہوئی کھجور باہر نکلوا دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' ہوسکتا ہے کہ یہ صدقہ کی ہو' اللہ نے صدقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل پر حرام کیا ہوا ہے اور ہمارے شاہ جی تو کچھ بھی نہیں چھوڑتے' اللہ پاک رزق حلال کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ سید میر نے لکھا ہے۔

روا سیداں میلا مال نئیں اوں
روزی زہر دی نذر حلال نئیں اوں
جیہڑا کھائے او نبیؐ دی آل نئیں اوں
پڑھ لا الہ الا اللہ
کڈھ ویکھ فتوح الغیب میاں
گل پیر دی ہے لا ریب میاں
وڈا گیارہویں شرک تے عیب میاں
پڑھ لا الہ الا اللہ

عثمان غنیؓ فرماتے ہیں اے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پھر آپ کی بچیاں کیا کریں گی؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے جہانوں کے پیر کی زبان سے خود اپنے کانوں سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں میرے صحابہؓ سن لو۔

مَنْ قَرَأَ الْوَاقِعَةَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ لَمْ يُصِبْهُ الْفَاقَةُ.

جو آدی شام کی نماز کے بعد سورۃ واقعہ کی تلاوت کرتا ہے اس کو کبھی فاقہ نہیں

آ سکتا۔ میں نے اپنی بیٹیوں کو سورۃ واقعہ سکھا دی ہے۔

اللہ ہم کو بھی توفیق عطا فرمائے' لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس پورے اجتماع میں کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اپنے بیٹیوں کو سورت واقعہ سکھائی ہوئی ہے۔

میرے بھائی! صحابہ کا ایمان دیکھئے اسی لیے قرآن کہہ رہا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ. وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ (البقرۃ: ۱۳۷)

میرے نبیؐ اعلان کر دیں کہ اگر کسی کا ایمان آپ کے صحابہؓ جیسا ہوگا تو پھر میں قبول کروں گا۔

میرے نبیؐ کا ایک صحابی باہر جا رہا ہے۔ میرے نبیؐ کے صحابی کی جیب خالی ہے' سوچ رہا ہے کہ اے اللہ میری جیب خالی ہے' باہر جنگل میں جا رہا ہوں' صحابی راستے میں ایک جگہ پر پیشاب کرنے کے لیے بیٹھ جاتا ہے کیا دیکھتا ہے کہ پاس ایک جنگلی چوہے کا بل تھا' بل سے ایک چوہا نکلتا ہے اس نے سونے کا دینار منہ میں ڈالا ہوا ہے' یہ چوہا وہ دینار میرے نبیؐ کے صحابی کے پاس لا کر رکھ دیتا ہے' چوہا دینار رکھ کر پھر بل میں گیا' پھر ایک اور دینار لے آیا' پھر گیا' پھر ایک اور دینار لے آیا' حتیٰ کہ چوہے نے ۲۹ دینار میرے محمدؐ کے صحابی کے پاس لا کر رکھ دیئے' اگر ۲۰ دینار ہوں تو ساڑھے سات تولے سونا بنتا ہے' یہ چوہا پھر بل میں گیا اور پھر منہ میں ڈال کر ایک تھیلی لے آیا' چوہا صحابیٔ رسول کے سامنے اس تھیلی کو رکھ کر پھر بل میں داخل ہو جاتا ہے اور زبانِ حال سے اللہ کے پاک پیغمبرؐ کے صحابی کو کہتا ہے کہ رب نے اتنے خزانے پر مجھے چوکیدار بنایا تھا میں نے وہ لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔

ہم جیسا ہوتا تو جیب میں ڈال کر چل پڑتا لیکن یہ صحابیٔ رسول تھا' کہتا ہے پہلے اللہ کے رسولؐ سے پوچھ لوں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

اگر تیرے خون میں ایک قطرہ حرام کا ہو تو رب تیری عبادت قبول نہیں کرے گا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بی بی آ کر کہتی ہے' اے احمد بن حنبلؒ میں رات کو بھی سوت کاتتی ہوں' دن کو بھی سوت کاتتی ہوں' کیا میرے پاس کوئی گاہک

سودا لینے کے لیے آئے تو یہ بتا دوں کہ یہ سوت رات کا بنا ہوا ہے اور یہ دن کا بنا ہوا ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں' اے بی بی کیا دن اور رات کے بنائے ہوئے سوت میں کوئی فرق ہے؟ یہ بی بی کہتی ہے اے امام صاحب فرق تو ضرور ہے' رات کو اندھیرا ہوتا ہے اس لیے سوت موٹا ہوتا ہے اور دن کا سوت باریک ہوتا ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں بی بی بات سن لے اگر تو رزقِ حلال کھانا چاہتی ہے تو پھر تجھے بتانا پڑے گا کہ یہ رات کا بنا ہوا ہے اور یہ دن کا تیار کیا ہوا ہے۔

اللہ پاک ہم کو بھی ایمان کی دولت نصیب فرمائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۹ ھ میں اللہ کے رسولؐ نے مجھے یمن بھیجا کہ اے علیؓ تو یمن چلا جا جو قبر تجھے ایک بالشت سے زیادہ اونچی معلوم ہو اس کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دینا' جہاں بت خانے ہوں وہ توڑ دینا۔

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں یمن چلا گیا' میں یمن میں قاضی اور جج بن کر رہا' ایک دن ایسا ہوا کہ طے قبیلے والوں سے لڑائی ہوئی۔ اللہ نے فتح دی' ہم نے قیدی بنا کر اللہ کے رسول کی خدمت میں پیش کر دیئے' ان قیدیوں میں کچھ عورتیں بھی تھیں' اللہ کے رسول نے مسجد کے ساتھ ہی ایک جیل خانہ بنوایا ہوا تھا۔ آپ نے وہ تمام قیدی اس جیل خانے میں بند کر دیئے' ان قیدیوں میں ایک بڑی حسین وجمیل بی بی ہے' آمنہ کے لال دیکھتے ہیں کہ اس بی بی کے سر پر دوپٹہ کوئی نہیں' آپ اس بی بی کے سر پر اپنی نبوت کی چادر دے دیتے ہیں' یہ بی بی بڑی سمجھ دار تھی' یہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دے کر کہتی ہے اے اللہ کے نبیؐ میرا باپ فوت ہو گیا ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں' بی بی تو کون ہے اپنا تعارف تو کروا؟

یہ بی بی کہتی ہے' میرے بابا کا نام حاتم طائی تھا جس کے دروازے پر آیا ہوا سوالی کبھی خالی نہیں گیا تھا' میرا بھائی آپ کے ساتھیوں سے لڑتا ہوا بھاگ گیا ہے' میری رکھوالی کرنے والا کوئی نہیں۔ میں کسی کی غلام نہیں بنوں گی اور نہ ہی کسی سے نکاح کرنا ہے' مجھے میرے بھائی عدی بن حاتم کے پاس پہنچا دو۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بی بی تیرا وہ بھائی ہے جس نے ۲۰ سال میری مخالفت

کی ہے اور میرے بارے برا ہی سوچتا رہا ہے۔ عدی خود بیان کرتا ہے کہ پوری زمین پر اگر مجھے نفرت تھی تو محمد ﷺ سے نفرت تھی' میں اپنے قبیلے کا سردار تھا' میں نے اپنے خادم کو حکم دیا تھا کہ جب تجھے مسلمانوں کے جھنڈے نظر آ جائیں تو مجھے پہلے اطلاع کر دینا' میں نے مدینہ نہیں دیکھنا اور نہ ہی مدینے والا دیکھنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں تیرے باپ کی سخاوت بڑی مشہور ہے' اگر تیرے باپ میں اسلام کی تھوڑی سی بھی جھلک نظر آتی تو اس کی قیمت پڑ جاتی۔

دوسرا دن ہوا جہانوں کے پیر اس جیل خانے کے پاس سے پھر گزرتے ہیں' یہ بی بی میرے نبیؐ کو پھر بھی اسی طرح کہتی ہے' تیسرا دن ہوا' اللہ کے رسول گزر رہے ہیں' یہ بی بی چپ کر کے بیٹھی ہوئی ہے' کسی نے کہا' بی بی آج اللہ کے نبیؐ بڑے خوش نظر آ رہے ہیں تو اپنی اپیل دائر کر لے' ہوسکتا ہے تیرا کام بن جائے۔ تیسرے دن یہ میرے مصطفیٰؐ کو آواز دے کر کہتی ہے' اے محمد ﷺ ذرا مجھ پر نظر کرم فرمانا' آپ اپنے صحابہؓ کو فرماتے ہیں' میرے صحابہؓ جاؤ اس بی بی کو اس کے بھائی عدی کے پاس چھوڑ آؤ۔ کہیں راستے میں کسی دشمن کے قابو نہ آ جائے۔

میرے نبیؐ دشمنوں پر بھی کیسے رحیم ہیں' میرے نبیؐ عزتوں کے رکھوالے بن کر آئے' لٹیرے بن کر نہیں آئے' صحابہؓ اس بی بی کو لے کر چل پڑتے ہیں' اس کا بھائی عدی بن حاتم جو کہ نصرانی عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا ہے' وہ شام میں پہنچ جاتا ہے' جب اس کو اس کی بہن صفاحہ نظر آئی تو کہتا ہے کہ یہ تو میری بہن آ رہی ہے' یہ دیکھ کر کہتا ہے اے بہن میں نے تو سمجھا تھا کہ تو مر گئی ہوگی' اگر فوت نہ ہوئی تو ان مسلمانوں نے تیری عزت ضرور لوٹی ہوگی' صفاحہ بہت غصے میں ہے' کہتی ہے اے میرے بے غیرت بھائی' سن لے تو خود آ گیا اور اپنے بیوی بچے لے آیا اور مجھے چھوڑ آیا' اب تو کہتا ہے کہ انہوں نے تیری عزت پر ڈاکہ ڈالا ہوگا' عدی سن لے جو عزت میں نے ان کے پاس مدینے جا کر پائی ہے وہ تو مجھے کبھی تیرے گھر میں بھی نصیب نہیں ہوئی' یہ صحابہؓ عزتوں کے لٹیرے نہیں یہ تو عزتوں کے رکھوالے ہیں۔

ایک دفعہ صبح صبح کا وقت ہے کہ ایک بی بی دو میل کا سفر طے کر کے میرے محمد ﷺ

کے پیچھے فجر کی نماز پڑھنے کے لیے آتی ہے' میرے دوستو' مجھے اور آپ کو تو گھر بیٹھے نماز جماعت کے ساتھ نصیب نہیں ہوتی' صحابہؓ دو دو' چار چار میل کا فاصلہ طے کر کے جہانوں کے پیر کے پیچھے آ کر نمازیں پڑھتے تھے۔

ایک دن یہودیوں کے بدمعاش اور غنڈے اس بی بی کی عزت لوٹ لیتے ہیں' اس کے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں یہ بی بی روتی ہوئی میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاس آئی اور کہتی ہے سوہنیا آج آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لیے آ رہی تھی کہ میری عزت تار تار ہو گئی ہے' آج میری عزت پر ڈاکہ پڑ گیا ہے' آج میری عزت لوٹ لی گئی ہے۔ اللہ کے پیغمبرؐ وہیں بیٹھ جاتے ہیں اور صحابہؓ کو فرماتے ہیں میں اتنی دیر تک اپنے گھر نہیں جاؤں گا جب تک ان بے ایمان ظالم یہودیوں کے گھروں کو آگ لگا کر جلایا نہیں جاتا' اگر اب بھی آپ میں غیرت نہ جاگی' آپ نے ان بدمعاشوں کو ٹھکانے نہ لگایا تو ان کھجوروں سے بھی نزدیک مجھے رب کا عذاب نظر آ رہا ہے۔

اب میں اس طرح کے محمد ﷺ کے ساتھی کہاں سے تلاش کر کے لاؤں۔

صحابہؓ گئے اور ان بدمعاشوں کو جہنم میں پہنچا دیا۔

یہ عدی بن حاتم کی بہن عدیؓ کے دروازے پر کھڑی ہے' کہتی ہے عدی تو مجھے کہتا ہے کہ ان مسلمانوں نے تیری عزت لوٹی ہو گی' عدیؓ سن لے یہ بڑے غیرت منداور باحیا ہیں' انہوں نے محمدی یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی ہے۔ ان کا نبیؐ بھی بڑا باحیا ہے اور صحابہؓ بھی بڑے باحیاء ہیں' کہتی ہے۔

سن وے ویرا آ جیہڑے وانگ فقیراں' تے نال میرے ہے نی آئے
پیریں چپلیاں کھجی والیاں' تے ٹاٹ گلاں وچ پائے
سر تے ٹوپیاں جڑیاں ہویاں' تے پرزے پرزے لیراں
چہرے چن بدر جیوں چمکن' پر حالت وانگ اے فقیراں
اے ویرا لے آئے نی مینوں' اپڈے نی بھولے بھالے
اکھ چک کے ایناں مینوں نئیں اوں تکیا' اپڈے نے کرماں والے

وچ سفر دے مینوں بلاندے' ایڈی نال 'نرمائی
دھی بھین کر بولن مینوں' تے یا جیویں سمجھن مائی
وے ویرا ایناں دیاں کی توں صفتاں سن دا' تے ویکھ ایناں دا حالا
ویکھن والا اک پیر ایناں دا سوہنا نبیؐ محمد اعلیٰ

اے بھائی یہ بڑے بھلے مانس اور عزت والے ہیں' تونے ان کو تو دیکھ لیا ہے' اگر تونے دیکھنا ہے تو ان کا پیر محمد ﷺ دیکھ لے' یہ بی بی نبیؐ کے صحابہؓ کی مدح کر رہی ہے' افسوس اس بات کا ہے کہ بیگانے تو نبیؐ کے صحابہؓ کی تعریفیں کریں اور اپنے گالیاں نکالیں' اپنے کہیں کہ نہیں نبیؐ کے ساتھی پھر گئے تھے' انہوں نے اسلام چھوڑ دیا تھا۔ دیکھئے یہ ایک اور کافر ہے' یہ سفیر بن کر آیا ہے' یہ میرے نبیؐ کے یاروں کو دیکھ کر جاتا ہے' مکے والے دوڑ کر آئے' کہنے لگے عروہ' تو وہاں کیا دیکھ کر آیا ہے' ہم کو حالات سے آگاہ کر کہ نبیؐ کے ساتھی کیسے ہیں' جب کبھی کوئی بات بنی تو وہ صحابہؓ آپ کے ساتھ رہیں گے یا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔

عروہ بن مسعود ثقفی کہتا ہے اے مکے والو بات سن لو تمہارے ذہن میں کچھ اور ہے لیکن میں کچھ اور دیکھ کر آیا ہوں' یہ کہتے ہیں بابا جی' آپ بڑے دانا اور سمجھدار ہیں' آپ کیا دیکھ کر آئے ہیں؟

عروہ کہتا ہے میں بڑے بڑے درباروں میں گیا ہوں' بڑی عدالتوں میں گیا ہوں ۔۔۔ بڑے بڑے ملکوں میں گیا ہوں لیکن آج جو میں نے نبیؐ کی عدالت میں دیکھا ہے وہ میں نے آج تک دیکھا ہی نہیں۔ مولانا نے بڑی پیاری بات کی۔ کہتے ہیں۔

کہے عروہ ثقفی قریشاں نوں جا کے
میں شاہاں دے شاہی درباراں نوں ڈٹھا
زمانے چے ایسی مثال ای نئیں مل دی
جیویں میں محمد دے یاراں نوں ڈٹھا

کہتا ہے آج تک میری آنکھوں نے اس طرح کا منظر دیکھا ہی نہیں' تمہارے ذہن میں ہے کہ نیچ اور غریب لوگ مسلمان ہوں گے' کوئی ایسی بات بنی تو وہ چھوڑ جائیں

گے' اپنے ذہن صاف کرلو میں اپنی آنکھوں سے کچھ اور منظر دیکھ کر آیا ہوں۔

وضو قطرے گردے او بھج بھج کے پکڑن
محبت نال مل دے رخساراں نوں ڈٹھا
گرے تھک دی اک چھٹ نہ زمین اتے
میں ایسا کدے وی' پیارا نہ ڈٹھا

کہتا ہے میں جس طرح کے نبیؐ کے ساتھی دیکھ کر آیا ہوں' اللہ کی قسم ہے آج تک دیکھنے میں آئے ہی نہیں۔

میرے بھائی دیکھ لے یہ ملک شام ہے' عدی بن حاتم کا گھر ہے' بہن صفاحہ عدیؓ کے سامنے کھڑی ہے' کہتی ہے اے عدی دیر نہ کر' کہیں موت نہ آ جائے۔ جلدی کر' اور جا کر کے محمدؐ کا دامن پکڑ لے' عدیؓ کی بہن کی آواز کا اتنا اثر ہوا' کہتا ہے اے بہن ابھی چلتے ہیں' جو اونٹ بھاگنے کے لیے رکھے ہوئے تھے' عدیؓ انہی اونٹوں پر بیٹھ جاتا ہے' عدی منزل بمنزل سفر طے کرتا ہوا مدینہ طیبہ پہنچ جاتا ہے' عدی کہتا ہے جب میں مدینے داخل ہوا تو میری نظر جہانوں کے پیر پر پڑی۔ میں حضرت کو جا کر ملا' آمنہ کے لالؐ مجھے ساتھ لے کر چل پڑتے ہیں' جب تھوڑی دور آگے گئے تو میں نے ایک بڑھیا کو دیکھا جس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے' یہ میرے نبیؐ کو کہتی ہے سوہنیا ذرا میری بات سننا' حضرت وہیں کھڑے ہو جاتے ہیں' یہ کافی دیر تک میرے نبیؐ کو اپنی باتیں سناتی رہی اور میرے نبیؐ باتیں سنتے رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مدینے کے ایک کنارے پر ایک بوڑھی عورت رہتی تھی' میں صبح صبح جا کر اس کے گھر کے کام کاج کر کے آتا تھا' کچھ دنوں کے بعد میری آنکھوں نے یہ منظر بھی دیکھا' جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو میرے جانے سے پہلے اسی بڑھیا کے گھر کے تمام کام کاج مکمل ہو گئے ہوتے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دوسرے دن میں ذرا جلدی چلا گیا' پھر بھی گھر کے تمام کام مکمل ہو چکے تھے' تیسرے دن میں اذان سے پہلے ہی چلا گیا' میں نے سوچا دیکھوں تو سہی کہ یہ کون سی ہستی ہے جو مجھ سے پہلے آ کر خدمت کر جاتی ہے' میں

اندھیرے میں آ کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی نے چادر اوڑھی ہوئی ہے اور اس بی بی کی جھونپڑی میں کام کاج کر کے باہر آ رہا ہے۔ میں نے کہا جناب آپ کون ہیں' خدمتِ خلق کرنے والی یہ کون سی ہستی ہے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اس آدمی نے اپنا کپڑا اہٹایا تو وہ امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے میرے نبیؐ نے ایسے افراد پیدا کیے تھے جو اللہ کی مخلوق کی خدمت کیا کرتے تھے۔

عدیؓ کہتے ہیں' جب یہ بی بی کافی دیر تک میرے نبی ﷺ کو باتیں سناتی رہی تو ایمان میرے اندر اترنا شروع ہو گیا' میں سمجھ گیا کہ یہ بادشاہ نہیں' یہ اللہ کا سچا نبیؐ ہے۔

عدیؓ کہتے ہیں آمنہ کے لالؐ مجھے اپنے گھر لے گئے وہاں ایک گدّا اچھا ہوا تھا' آپ ﷺ فرماتے ہیں عدیؓ اس کے اوپر تو بیٹھ جا' آپ مجھے گدّے پر بٹھا کر خود زمین پر ہی بیٹھ گئے' میرا نبیؐ زمین پر بیٹھا ہوا ہے اور یہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والا ابھی مسلمان نہیں ہوا یہ میرے نبیؐ کے گدّے پر بیٹھا ہوا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے عدیؓ تو جو اپنی قوم سے چوتھا حصہ لیتا ہے وہ تیرے مذہب میں جائز نہیں عدی کہتا ہے میں نے کہا' اللہ کے رسول آپ نے سچ فرمایا ہے جائز تو نہیں لیکن میں دھکے سے لے رہا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں عدیؓ بات سن لے تیرے ذہن میں شائد یہ بات ہے کہ کمزور کمزور آدمی مسلمان ہوئے ہیں۔ عدیؓ تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ اتنا مال ہو جائے گا کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا آدمی نہیں ملے گا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اتنا امن ہو جائے گا' کہ حراء قادسیہ دور دراز کا علاقہ ہے وہاں سے اکیلی عورت آئے گی اور حج کر کے واپس چلی جائے گی' راستے میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا۔

عدی رضی اللہ عنہ کہتا ہے اللہ نے مجھے اسلام عطا کر دیا' میں مسلمان ہو گیا' میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حراء سے ایک بی بی آئی' قادسیہ سے ایک عورت آئی اور طواف کر کے اکیلی واپس چلی گئی' میں نے دیکھا کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے صحابہؓ نے فتح کر لیے۔

اللہ پاک ہم کو بھی صحابہ جیسا ایمان نصیب فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

سیرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ (الاحزاب: ۳۲-۳۴)

ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ رب العالمین کے لیے' درود و سلام سید الکونین' رسول الثقلین' امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر۔

بھائیو! قرآن کریم کے بائیسویں پارے کی چند آیات آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت اللہ کریم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ ان آیات میں اللہ ذوالجلال نے اپنے پاک پیغمبر جناب محمد ﷺ کی پاک ازواج کا تذکرہ فرمایا ہے' جس طرح اللہ کے پیغمبر کی ذات پاک ہے' میرے مصطفیٰ ﷺ میں کوئی نقص نہیں' اسی طرح میرے محمد ﷺ کی بیویاں بھی پاک ہیں۔ پیغمبر کے کچھ خاصے ہوتے ہیں' عام مسلمان کو صرف چار بیویوں کی اجازت ہے' لیکن میرے مصطفیٰ ﷺ نے ایک وقت میں نو بیویاں رکھی ہیں' بعض روایات میں آتا ہے' کہ اللہ کے پیغمبرؐ کی ازواج کی کل تعداد ''گیارہ'' ہے اور بعض میں آتا ہے کہ آپؐ نے ''تیرہ'' شادیاں کی ہیں۔

بہرحال سب سے پہلی شادی میرے مصطفیٰ ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کی ہے' آپ کی ازواج میں سے کچھ بیوہ تھیں' کچھ مطلقہ تھیں' لیکن ان سب میں

سے صرف اور صرف اماں جی ''عائشہ صدیقہ'' طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں' اللہ جل جلالہ کی ذات نے اپنے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے پیغمبر کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پسند فرمایا اور اس طریقے سے پسند فرمایا کہ جناب جرائیل علیہ السلام ایک ریشمی رومال میں اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر لپیٹ کر خواب میں دکھا رہے ہیں اور جرائیلؑ کہہ رہے ہیں سوہنیا یہ دنیا میں بھی اور جنت میں بھی آپؐ کی بیوی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا جب میں نے رومال ''پرے'' کر کے دیکھا۔ فَاِذَاهِيَ اَنْتِ تو تو مجھے نظر آئی' ایک دن بھی دوسرے دن بھی' تیسرے دن بھی' اگر اللہ نے میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے انتخاب فرمایا تو صدیق کی بیٹی صدیقہ کا انتخاب فرمایا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کیسی شان اور عظمت والی ہے' اس گھرانے نے اسلام کو کتنا فائدہ پہنچایا ہے' جنگ تبوک میں ۳۲ ہزار صحابہؓ کی جماعت میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے' پتہ چلا کہ رومی جنگ کرنے کے لیے آئے ہیں' اللہ کے پیغمبر تبوک کے میدان میں پہنچے لیکن جنگ نہ ہوئی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس آ رہے ہیں' آپ ایک مقام پر پہنچ کر وہیں ڈیرہ لگا دیتے ہیں' اماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کسی سے موتیوں کا ہار ادھار لے کر ساتھ گئی تھیں۔ وہ ہار وہاں گم ہو جاتا ہے' صحابہؓ وہ ہار تلاش کرتے کرتے لیٹ ہو گئے لیکن ہار نہیں ملتا' حالانکہ یہ بڑے بڑے اولیاء اللہ ہیں اور اولیاء اللہ کے پیر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ ہیں' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ ہیں' میرے عمر رضی اللہ عنہ ساتھ ہیں۔ ۳۲ ہزار صحابہؓ کی جماعت موجود ہے۔

آج کے تمام ولی اور سارا جہان میں صحابہؓ کی جوتی سے قربان کر دوں' اللہ نے ایسے ایسے ہیرے اپنے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں۔

صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر سوئے ہوئے ہیں صحابہؓ بڑے پریشان ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے' اب کیا کریں' نماز کا وقت گزرتا جا رہا ہے اور پانی بھی موجود نہیں' نماز لیٹ ہوتی جا رہی ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بغیر وضو کے نماز پڑھی کیونکہ ابھی تیمّم والا تو مسئلہ ہی کوئی

نہیں تھا' اس وقت یہ کوئی مسئلہ نہیں تھا کہ اگر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر لو۔

دیکھنا رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک ہے اور گود اماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

اماں جی فرماتی ہیں' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آ کر مجھے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرماتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نمازی پریشان ہیں' پانی بھی کوئی نہیں لوگ بغیر وضو کے نمازیں پڑھ رہے ہیں اور تو نے ہمیں علیحدہ مصیبت ہی ڈال دی ہے۔ اماں جی فرماتی ہیں' ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے ٹھوکریں مار رہے تھے لیکن میں نے اپنی ران مبارک کو نہ ہلایا' کہ کہیں میرے محمد ﷺ کی نیند خراب نہ ہو جائے۔

ذرا تصور میں آ' کیسا پیار ہے' اور اگر صدیقہ کا باپ صدیق دیکھیں' سانپ ڈنگ لگا رہا ہے لیکن آپ ایڑی نہیں ہلاتے کہیں میرے محمد ﷺ کی نیند میں خلل نہ آ جائے۔

باپ کہتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا! تو نے کیا مصیبت ڈال دی ہے' اماں جی فرماتی ہیں' ابوبکرؓ مجھے ٹھوکریں مار رہے تھے اور عرش کا رب دیکھ رہا تھا' میرے سرتاج نیند سے بیدار ہوئے اور پڑھ رہے تھے۔

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا. اے میرے محبوب یہ اعلان کر دو' اگر آج کے بعد پانی نہ ملے تو مٹی سے تیمّم کر کے نماز پڑھ لیا کرو' میں اجر اسی طرح کا ہی دوں گا جس طرح وضو کر کے پڑھی ہے۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اماں جی کو کہنے لگے اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھرانے والو! یہ کوئی اسلام میں آپ کی پہلی مہربانی نہیں' آپ کی وجہ سے پتہ نہیں اللہ نے کتنی آسانیاں فرما دی ہیں' اللہ نے تیمّم کا مسئلہ نازل فرما دیا اور یہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے ہوا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا تو اللہ نے اسلام میں آسانی پیدا فرما دی۔

فرمایا! بیمار آدمی تیمّم کر کے نماز پڑھے' مسافر تیمّم کر کے نماز پڑھے' اگر پانی نہیں ملتا تو مقیم بھی تیمّم کر کے نماز پڑھے' اللہ فرماتے ہیں جس طرح وضو کر کے نماز پڑھنے سے اجر ملتا ہے میں تیمّم سے بھی اسی طرح اجر عطا فرماؤں گا۔

جب قافلہ چلنے لگا' اونٹ اٹھایا تو اونٹ کے ''کجاوے'' کے نیچے ہار پڑا ہوا تھا' اللہ

کریم بتانا چاہتے ہیں کہ ہار گھر میں ہی ہے' اگر میں نہ بتانا چاہوں تو اپنے نبیؐ کو بھی نہیں بتاتا' نہ بتاؤں تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی نہیں بتاتا اس لیے کہ میں نے اپنی کرم نوازی کرنا تھی۔

بھائیو! اللہ کریم نے کیسی کیسی فضیلتیں اور کیسے کیسے مقام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائے ہیں۔ اماں جی عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' لوگو سن لو! اللہ نے میری دوسری بہنوں سے اور ہماری دوسری ماؤں سے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کچھ خاص مقام دیئے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' جب مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر کے سوا اور کسی بیوی کے بستر پر وحی نہیں آتی' جب بھی وحی آئی ہے عائشہ کے بستر پر ہی آئی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آئی ہے۔

اس سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ اور بھی حجرے موجود تھے لیکن قیامت تک اللہ نے اپنے محبوب کو سلایا ہے تو حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں سلایا ہے اور اکیلا پیغمبر ہی نہیں بلکہ ساتھ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم سلا دیئے ہیں' اللہ نے قانون بنایا ہے کہ نبیؑ جہاں فوت ہوتا ہے نبیؑ کی قبر بھی وہاں ہی ہوا کرتی ہے' حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کیسا مقام ہے' اللہ اس جگہ کی زیارت نصیب فرمائے۔

میں کیا بتاؤں کہ ''عائشہ رضی اللہ عنہا'' کون ہے۔ بدر کا مقام ہے' جہانوں کے پیر بدر کے مقام پر پہنچ گئے' اللہ کے پاک پیغمبر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہتے ہیں عائشہؓ مجھے ذرا اپنا دوپٹہ دینا' اماں جی عرض کرتی ہیں سوہنیا میرے دوپٹے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟

آپؐ فرماتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے آج تیرے دوپٹے کو اسلامی فوج کا جھنڈا بنانا ہے' آج اسلامی لشکر کا جھنڈا تیرا دوپٹہ بنے گا' کپڑے تو اور بھی موجود تھے' چادریں تو اور بھی موجود تھیں' جھنڈے عرش سے بھی آ سکتے تھے لیکن اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ مقام دینا تھا' میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دوپٹہ اتار کر صحابہؓ کو دیتے ہیں اور فرمایا اے میرے صحابہؓ' میری عائشہ رضی اللہ عنہا کا دوپٹہ ایک بانس سے باندھ دو' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جھنڈا پکڑ لیتے ہیں' میرے اللہ جبرائیلؑ کو فرماتے ہیں اے جبرائیلؑ

تین ہزار کی فوج لے کر چلا جا اور میں بھی آ رہا ہوں۔

اس طرح معلوم ہوتا ہے جیسا کہ آج اللہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے جھنڈے کے نیچے ۳۱۳ بدریوں کو جنت کے ٹکٹ تقسیم کر رہے ہیں۔ نبی پاک ؐ کی عادت مبارکہ ہوتی تھی کہ آپ جب کسی سفر پر جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا اس کو سفر میں ساتھ لے جاتے' آپ انصاف کرتے تھے' یہ نہیں کہ ایک سے تو پیار ہے اور دوسری کو کبھی پوچھا ہی نہیں' ایک روزانہ گوشت کھا رہی ہے اور دوسری بیچاری سبزی کھانے سے بھی مجبور ہے' اللہ کے پاک پیغمبر انصاف کر کے فرماتے یا اللہ دلوں پر قبضہ تیرا ہے یہ میرے بس میں نہیں۔

اماں جیؓ فرماتی ہیں۔ ۵ ہجری ہے مریسع نامی ایک جگہ ہے' صحابہؓ جا رہے ہیں' میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج جا رہی ہے' قرعہ ڈالا گیا تو میرا نام نکل آیا' میں بھی ساتھ چلی گئی' اس مقام پر پہنچے تو بغیر لڑائی کے اللہ نے فتح عطا فرما دی' انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے اللہ کی مہربانی ہوئی' فتح ہو گئی' بڑی خوشی ہوئی' اب ہم سفر سے واپس آ رہے ہیں' اس سفر میں بھی میں اپنی بہن اسماءؓ سے موتیوں کا ایک ہار ادھار مانگ کر لے گئی' جس وقت قافلہ ٹھہرا' آدھی رات کا وقت ہے' میں قضائے حاجت کے لیے قافلے سے دور چلی گئی تو ادھر سے آواز آ گئی "اَلرَّحِیلُ" قافلے والے کوچ کر رہے ہیں' اماں جی فرماتی ہیں میں ہلکی پھلکی تھی' میرا اتنا وزن نہیں تھا' جو صحابہؓ میرے ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھتے تھے' انہوں نے سمجھا کہ عائشہ صدیقہ ہودج میں ہی موجود ہے' انہوں نے میرا ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا لیکن میں اس کے اندر موجود نہیں تھی' میں تو قضائے حاجت کے لیے گئی ہوئی تھی' میرا ہار وہاں گر گیا' مجھے وہاں ہار تلاش کرتے کرتے دیر ہو گئی' جس مقام پر قافلہ بیٹھا ہوا تھا میں نے وہاں آ کر دیکھا تو میرے آنے سے پہلے قافلہ وہاں سے جا چکا تھا' میں پیچھے رہ گئی۔

مائی صاحبہؓ فرماتی ہیں ہم کو جی بھر کر کھانے کو تو ملتا نہیں تھا بلکہ ایک دفعہ اس طرح ہوا کہ مال غنیمت آیا' اللہ کے پاک پیغمبرؐ نے صحابہ کو فرمایا' تجھے جتنی ضرورت ہے لے جاؤ' صحابہؓ لے گئے' جس جگہ پر مالِ غنیمت کا ڈھیر لگا ہوا تھا' اس مقام پر جھاڑو دے دیا

گیا' جب شام ہوئی تو اماں جی اپنی لونڈی کو بھیجتی ہیں اور فرماتی ہیں جاؤ' اللہ کے رسولؐ کو جا کر کہو' کہ آج پانچ دن گزر گئے ہیں' ہمارے چولہے میں آگ نہیں جلی ہے' مالِ غنیمت موجود ہے' گھر میں بھی کچھ بھیجنا جس وقت لونڈی جاتی ہے' اللہ کے پاک پیغمبرؐ فرماتے ہیں میری عائشہ رضی اللہ عنہا کو جا کر بتادو' اب وقت گزر گیا ہے۔ وہ جتنا مال تھا وہ سب میں نے اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا ہے' مال ختم ہو گیا ہے۔)

اماں جی فرماتی ہیں' میں اس مقام پر آ کر لیٹ گئی' جب لیٹی تو مجھے نیند آ گئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ تو صبح قافلہ چلے جانے کے بعد آنا ہے۔ اگر کوئی چیز رہ گئی ہو تو وہ قافلے تک پہنچانی ہے۔ اماں جی فرماتی ہیں میں لیٹی ہوئی تھی' صفوان بن معطلؓ آئے انہوں نے مجھے آ کر دیکھا اور دیکھ کر ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھتے ہیں' میری نیند کھل گئی' صفوانؓ نے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور میں اونٹ پر بیٹھ گئی' نہ صفوان نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ ہی میں نے کوئی بات کی' سوائے انا للہ کے میں نے اس سے کوئی بات نہ سنی' ویسے پردے سے پہلے اس نے مجھے دیکھا ہوا تھا اس نے مجھے پہچان لیا۔

اماں جی فرماتی ہیں ادھر سے قافلہ مدینے کے قریب تھا' دوپہر کے وقت ہم بھی قافلے کو آ کر مل گئے' کئی ہلاک ہونے والے ہم کو دیکھ کر ہلاک ہو گئے' اس قافلے کے ساتھ مدینے کے منافق بھی موجود تھے' خاص کر عبداللہ بن ابی منافق اتنا بے ایمان شخص تھا۔ یہ بھی قافلے کے ساتھ ہے' میرے نبیؐ نے اس بے ایمان کا ۷۰ مرتبہ جنازہ پڑھانے کی کوشش کی ہے لیکن آسمان سے آواز آتی ہے سوہنیا اگر آپؐ اس کا ۷۰ مرتبہ بھی جنازہ پڑھائیں تو میں پھر بھی اس کو معاف نہیں کروں گا۔

جس وقت اس نے دیکھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا صفوان بن معطلؓ کے ساتھ آ رہی ہے تو اس نے باتیں کرنی شروع کر دیں کہتا ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا پیچھے رہ گئی ہے یہ خیر سے پیچھے نہیں رہی۔ معاذ اللہ کوئی بات ہے تو پیچھے رہی ہے اور کئی منافقوں نے بھی باتیں کیں' کئی مسلمان بیچارے بھی قابو آ گئے۔

اماں جی فرماتی ہیں، ہم مدینے پہنچ گئے، جب میں گھر پہنچی تو مجھے تیز بخار ہوگیا، مجھے کوئی پتہ نہیں کہ مدینہ میں کیا اندھیر مچا ہوا ہے، لوگوں نے میرے بارے کیا کیا باتیں اور بکواس کی ہے، لیکن میں سوچتی تھی کہ اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ کی جو محبت مجھ سے پہلے تھی، اب وہ نہیں ہے۔ پہلے کبھی آپ فرماتے یا عائش، کبھی عائشہ کی جگہ یا عیش پکارتے ہیں اور کبھی ''حمیرا'' کر کے بلاتے ہیں، پہلے یہ محبت تھی کہ جس پیالے میں میں پانی پیتی تھی جہاں میرا منہ لگتا تھا میرے محمد ﷺ بھی اسی جگہ سے پانی پیتے، اب پہلے والا پیارا اور محبت نہیں، ایک مہینہ اسی طرح گزر گیا، ایک دن میں ام مسطح کے ساتھ باہر گئی (مسطح ایک صحابی تھے، اس کی ماں عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ باہر گئیں) ام مسطح کو ٹھوکر لگی تو ام مسطح کی زبان سے نکلا، ھَلَکَ مسطح. اے مسطح تو ہلاک ہو جائیں۔

اماں جی فرماتی ہیں میں تڑپ کر بولی، اے ام مسطح تو مسطح کو اس طرح کیوں کہہ رہی ہے، مسطح تو بدری صحابی ہے جن کی جیبوں میں رب نے جنت کے ٹکٹ ڈال دیے ہیں۔

ام مسطح کہتی ہے بھولی عائشہ رضی اللہ عنہا تجھے کوئی پتہ نہیں جنہوں نے تجھ پر تہمت لگائی ہے ان میں مسطح بھی موجود ہے۔ ام مسطح کہتی ہے اے مسطح تجھے بدنامی لگانے، الزام تراشی اور گلے کرنے کے لیے اگر گھر نظر آیا ہے تو میرے محمد ﷺ کا گھر نظر آیا ہے۔ افسوس! آج کل کے نام نہاد مسلمان کو بھی گالیاں نکالنے کے لیے گھر ملا ہے تو میرے محمد ﷺ کا گھر ملا ہے۔ شاید آپ جانتے ہیں یا نہیں کہ ہمارے ملک پاکستان میں ایسی ایسی کتابیں چھپی ہیں جن میں لکھا ہوا ہے کہ ''عائشہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ'' فاحشہ عورت تھی، ایسے ایسے برے الفاظ مومنوں کی ماؤں کے بارے لکھے ہوئے ہیں۔ زبان زیب نہیں دیتی کہ بیان کیے جائیں۔

جن کے بارے قرآن اعلان کر رہا ہے، اللہ کریم فرما رہے ہیں۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

اے میرے پاک محمد ﷺ کی بیویو! جس طرح جہان کی عام عورتیں ہیں تم ان جیسی نہیں بلکہ تمہارے مقام اور ہیں جس طرح میرا محمد ﷺ پاک ہے، اسی طرح تم بھی

پاک ہو میں نے اپنے محبوب کے لیے انتخاب کیا ہے تم دنیا میں بھی میرے مصطفیٰ رضی اللہ عنہا کی بیویاں ہو اور جنت میں بھی تم ہی ہو گی۔ اب تم نے کیا کرنا ہے۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ.(الاحزاب: ۳۳)

اے میرے محبوب کی بیویو! اپنے گھروں میں رہنا ہے جس طرح جاہلیت کے زمانے میں عورتیں باہر نکلتی تھی۔ اس طرح نہیں کرنا' بلکہ اپنے حجروں میں رہ کر کیا کرنا ہے' اپنے حجروں میں رہ کر نماز پڑھنی ہے اور زکوٰۃ ادا کرنی ہے۔ اماں جی فرماتی ہیں میں نے اپنے سرتاج کا اپنے ساتھ پہلے جیسا حسن سلوک نہ دیکھا تو میں نے کہا سوہنیا اگر اجازت ہو تو میں اپنے بابا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر چلی جاؤں یا اپنی ماں ام رومان کے ہاں چلی جاؤں۔

میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا چلی جا۔

اماں جی فرماتی ہیں یہ سن کر میرے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی' میں نے کہا اللہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ پہلے تو میرے نبیؐ میرے بغیر سکون ہی نہیں کرتے تھے' آج میرے نبیؐ مجھے یہ کہہ رہے ہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا چلی جا' بلکہ اب نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ آپ عمرؓ سے مشورہ لیتے ہیں' اے میرے عمر رضی اللہ عنہ اب کیا کرنا چاہیے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سوہنیا ذرا مجھے یہ تو بتاؤ کہ آپ کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کس نے کیا ہے؟

آپؐ فرماتے ہیں' یہ انتخاب تو اللہ کریم کا ہے' عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا پھر مجھ سے سن لو سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ (النور: ۱۶) حضرت یہ بہتان ہے' کیا اللہ آپ کے لیے بری چیز پسند کر سکتا ہے۔

میرے نبیؐ کی نو بیویاں ہیں' آپ کی بیویوں کی دو پارٹیاں ہیں' ایک پارٹی جناب زینب رضی اللہ عنہا کی ہے اور ایک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہے' اللہ کے پاک پیغمبر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں اے زینب! تیرا عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے کیا خیال ہے؟

اماں جی زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا بے شک میری سوکن ہی ہے لیکن پھر بھی

میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ذرہ بھر بھی نقص نہیں۔

کہیں صحابہؓ سے مشورہ لیا جا رہا ہے' اے میرے صحابہؓ منافقین نے مجھے بڑا پریشان کر دیا ہے کہ نبیؐ کی بیوی اس طرح کی ہے۔ نبیؐ کی بیوی پیچھے رہی ہے تو کیوں رہی ہے۔

اماں جی فرماتی ہیں میں اپنے گھر چلی گئی میں نے اپنی اماں جان کو جا کر کہا اے میری ماں ام رومان کیا آپ نے میرے بارے کچھ سنا ہے یا نہیں' ماں بڑی تسلی دیتی ہے' لیکن جب مجھے پتہ چلا کہ اس بات کا علم میرے بابا صدیقؓ اور میری ماں کو بھی ہے تو مجھے اور تیز بخار ہو گیا' میری ماں میرے اوپر چادریں اوڑھ رہی ہے' میں بڑی پریشان' میری ماں رو رہی ہے۔ میں بھی اور میرا ابا صدیقؓ بھی رو رہا ہے' ایک مہینہ اسی طرح گزر جاتا ہے' اللہ کے پاک پیغمبرؐ ہمارے گھر تشریف لا کر چارپائی پر بیٹھ جاتے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں۔

اِنْ کُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَتُوْبِ اِلَی اللّٰہِ.

اے میری عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر تو کوئی غلطی کر ہی بیٹھی ہے تو اللہ سے معافی مانگ لے۔

اماں جی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اپنی ماں ام رومان کو کہا اے میری ماں اللہ کے پاک پیغمبر کو جواب دو' ماں کہتی ہے اے بیٹی ماں کی صفائی کون مانتا ہے' میں نے اپنے بابا صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا ابا جی آپ میری صفائی پیش کریں' صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بیٹا' باپ کی صفائی کون مانتا ہے۔

اماں جی فرماتی ہیں مجھے بات کا طریقہ نہیں آتا تھا میں نے اس وقت بڑی کوشش کی' مجھے جناب یعقوب علیہ السلام کا نام یاد آ جائے لیکن پریشانی اتنی تھی کہ مجھے یعقوب نبیؑ کا نام نہیں آ رہا تھا' میں نے عرض کی سوہنیا میرا تو آج معاملہ یوسف علیہ السلام کے بابا جیسا ہو گیا ہے' میں نے آج سپریم کورٹ میں درخواست دے دی ہے۔ فرماتی ہیں۔ اِنَّمَا اَشْكُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ۝ میں نے تو اللہ کے دربار میں اپیل کر دی ہے' میں اپنے رب سے فریاد کر رہی ہوں' اللہ تجھے تو پتہ ہے کہ میری عائشہ سچی ہے' اللہ میری سچائی تو واضح کر سکتا ہے' میرے غم بانٹ سکتا ہے تو تو بانٹ سکتا ہے' میری یہ مصیبت ختم کر سکتا ہے تو تو کر سکتا ہے۔

جب بندہ رب کے آگے اپیل دائر کر دے' اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے پھر اللہ کبھی اپنے بندے کی کمر نہیں لگنے دیتا۔ اماں جی فرماتی ہیں میرے ذہن میں یہ تھا کہ اللہ' رسول اللہ کو بتا دیں گے لیکن مجھے معلوم نہیں تھا کہ میرے اوپر لگے ہوئے الزام کا رب نے قرآن بنا دینا ہے۔ جو قیامت تک پڑھا جائے گا اور میری تطہیر کے چرچے ہوتے رہیں گے۔ میرے بھائی! تجھے بھی جب ضرورت پڑے تو اللہ کا دروازہ کھٹکھٹایا کر' جس کا دروازہ نبی اور ولی کھٹکھٹاتے ہیں' جس کے دروازے پر جہانوں کے پیر نے سر رکھا ہوا ہے' جس کے دروازے پر آج اماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپیل دائر کر رہی ہیں کہ اے عرش والے آج میری برات کر سکتا ہے تو تو کر سکتا ہے۔

جو چیونٹیوں کی فریاد سنتا ہے' حضرت سلیمان علیہ السلام رب سے مینہ مانگنے کے لیے جا رہے تھے' معلوم ہوتا ہے انبیاء کو بھی ضرورت پڑتی تھی تو وہ بھی رب سے ہی مانگتے تھے' اللہ ہم کو بھی اپنے سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج مسلمانوں کی عقل ماری گئی ہے' بس رب دے' ٹرک رب دے' کار رب دے' کاروبار اللہ چلائے اور دیگیں مزاروں پر جا کر چڑھاتے ہیں۔

یہ دیکھ لے سلیمان نبیؑ مینہ مانگنے کے لیے جا رہے ہیں' ساتھیوں کی جماعت ساتھ ہے' رب کے نبیؑ دیکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی نے ٹانگیں آسمان کی طرف کی ہوئی ہیں اور رب سے مینہ مانگ رہی ہے' حالانکہ سلیمان نبیؑ تھے اور بادشاہ بھی تھے۔ وقت کے حکمران تھے' چاہیے تھا کہ چیونٹی سلیمان کو آ کر کہتی' ہم کو بارش کی ضرورت ہے بارش برسا دے یا ایک نہر ہمارے علاقے میں بھی کھدوا دے' جانوروں کے عقیدے دیکھ لو' کیسے ہیں' اس کا ترجمہ سید میر نے اس طرح کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

کیڑی رُنی رب رحمان اگے — اونے عرض نہ کیتی سلیمان اگے
پڑھ ویکھ تے رکھ قرآن اگے — پڑھو لا الہ الا اللہ
رُنی رحمت اس مسکین اتے — کھلی بارش رب زمین اتے
کرے کرم ہر غمگین اتے — پڑھو لا الہ الا اللہ

اگر کتے کو بھی ضرورت پڑے تو وہ بھی آسمان کی طرف منہ کرتا ہے' فرماتے ہیں۔

کتا جد فریاد فغان کرے	اوتاں منہ طرفے آسمان کرے
تیرے در بغداد نہ دھیان کرے	پڑھو لا الہ الا اللہ
کتا احمق حق شناس ہویا	گم تیرا عقل قیاس ہویا
تو فیل ہویا اوہ پاس ہویا	پڑھ لا الہ الا اللہ
تے جدوں خولہ سخت لاچار ہوئی	آ کے نبی دے عرض گزار ہوئی
نبی موڑ دتی دخیار ہوئی	پڑھو لا الہ الا اللہ
اونے غم تھیں حال بگاڑ دتا	ماری ''ہاء'' چھت فلک دا پھاڑ دتا
سینہ جبرائیل دا ساڑ دتا	پڑھو لا الہ الا اللہ
اللہ گھلی وحی تے شاد کیتی	اودھدی اجڑی فیر آباد کیتی
بے مدد' دی رب امداد کیتی	پڑھو لا الہ الا اللہ

میرے بھائی! تو بھی اللہ کا دروازہ کھٹکھٹایا کر' صبح ہو تو پھر بھی اس کا دروازہ کھٹکھٹا' شام ہو تب بھی اسی کو آوازیں دے دوپہر کے وقت بھی اسے بلا' جب دل چاہے اس کی چوکھٹ پر آجا۔

اللہ فرماتے ہیں' اگر تو نے کسی کو ملنا ہو تو پہلے جا کر چپڑاسی کو ملتا ہے' مولا کریم فرماتے ہیں میرے پاس کسی کو لانے کی بھی ضرورت نہیں۔

اگر تو رات کو لوگوں کو بلائے تو وہ تجھ سے لڑ پڑیں اور' اگر تو اس وقت مجھے بلائے تو میں ان سے بھی تیری زیادہ سنوں۔

بھائیو! جب سب در چھوڑ کر ایک رب کے در پر آجاؤ گے تو ان شاء اللہ بیڑا پار ہو جائے گا اور اگر در در پھرو گے تو مشرک ذلیل وخوار ہی ہوتا ہے۔

دیکھ لے اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ماں بھی صفائی دینے سے قاصر' باپ بھی رو رہا ہے' اللہ کے نبیؐ پوچھتے ہیں اے میری عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر تو کوئی غلطی کر بیٹھی ہے تو اللہ غفور الرحیم ہے معاف کر دے گا۔

اماں جی کہتی ہیں اگر میں نے کہا کہ میں سچی ہوں تب بھی آپ نہیں مانیں گے اور اگر میں جھوٹی کہوں تو تم یقین کیے بیٹھے ہو۔ اللہ کے پاک پیغمبر تشریف فرما ہیں۔ سردی کا موسم ہے حضرت کے چہرے سے پسینے کے موتی بن بن کر گر رہے تھے۔ حضرت نے کپڑے سنوارنے شروع کر دیئے۔ میں بھی رب سے دعا کر رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ یقیناً معاملہ میرا ہی ہوگا۔

اماں جی فرماتی ہیں' حضرت پر وحی اتر رہی ہے' آپ وحی سے فارغ ہوئے تو مجھے قرآن پڑھ کر سناتے ہیں فرماتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُ وْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ. لَوْلَا جَآءُ وْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْلَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ. (نور: ۱۱-۱۲)

اللہ نے اپنے محبوب پر سورۃ نور کی ۱۸ آیات نازل فرما دیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں تم میں سے جنہوں نے میری عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے باتیں کی ہیں وہ تم میں سے ہی ہیں۔

اے میرے محبوب اور میرے نبیؐ کے گھر والو! اس کو برا نہ سمجھو' اس میں تمہارے لیے بڑے ہی فائدے ہیں اور جنہوں نے یہ بہتان لگایا ہے ان جیسے گندے' بے ایمان اور جھوٹے آدمی ہے ہی کوئی نہیں۔

جنہوں نے میرے پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی پر تہمت اور بہتان باندھا ہے' لُعِنُوْا فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ. ان کے لیے دنیا میں بھی لعنت ہے اور اگلے جہان بھی ان پر لعنتیں برستی رہیں گی۔

یہ لعنتیوں کا ٹولہ ہے جو امہات المومنین کو برا کہتا ہے' یہ بے غیرتوں کا گروہ ہے جو میرے پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر الزام لگاتا ہے۔

اماں جی فرماتی ہیں' جس وقت میں نے یہ خوشخبری اور بشارت سن لی تو میری والدہ کہنے لگی' اٹھ کر رسول اللہ کے قدم مبارک پکڑ لے' لیکن اماں جی توحید میں اتنی مگن ہوئی تھیں' کہتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے قدم نہیں پکڑوں گی' نہ ہی میں نے آپ کے قدم پکڑنے ہیں اور نہ بابا صدیق رضی اللہ عنہ کے پکڑنے ہیں' جس نے میری برأت نازل کی ہے میں تو اس کے شکرانے ادا کروں گی۔

حضرت مسجد میں تشریف لے جاتے ہیں اور خوشی سے منبر پر بیٹھ جاتے ہیں' آپ سورۃ نور کی ۱۸ آیات پڑھ کر سناتے ہیں' اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں' پھر مدینے کا سماں اس طرح ہو جاتا ہے جیسے عید کا سماں ہوتا ہے کہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت آسمان سے نازل فرما دی ہے۔

اللہ کریم نے میرے مصطفیٰ ﷺ کی پاک بیوی ''عائشہ رضی اللہ عنہا'' کو کتنی شان عطا فرمائی ہے۔

دیکھ لے' آج میرے مصطفیٰ ﷺ کی زندگی کی آخری رات ہے' آپ حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں ہیں' اماں جی فرماتی ہیں جب میرے مصطفیٰ ﷺ کی دنیا کی زندگی کی آخری رات تھی تو نقشہ اس طرح بنا ہوا تھا' کہ اللہ کے پاک پیغمبر نے میری گود میں سر رکھا ہوا ہے' دیکھ یہ گھرانہ کتنا قیمتی ہے۔

مکے کی آخری رات گود صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے اور سر میرے مصطفیٰ ﷺ کا ہے اور آج دنیا کی آخری رات ہے گود صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہے اور سر محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

اماں جی فرماتی ہیں ایک تو میری اس دن باری تھی۔ دوسرا یہ تھا کہ آپ میرے گھر میں تھے' تیسرا یہ تھا کہ آپ نے اپنا سر میری گود میں رکھا ہوا تھا۔ چوتھا یہ تھا کہ اللہ نے آخری بار میری اور اللہ کے رسول کی لب اکٹھی کر دی تھی۔

اس طرح ہوا کہ حضرت اپنی بیماری کے ایام میں ہیں کہ میرا بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میرے گھر آیا اس کے ہاتھ میں مسواک تھی' حضرت بڑے غور سے مسواک کی طرف دیکھ رہے تھے' میں سمجھ گئی کہ میرا محمد ﷺ مسواک کو پسند کر رہا ہے۔ میں نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے

مسواک لے کر اپنے منہ سے نرم کر کے حضرت کے منہ میں ڈال دی۔ اس طرح اللہ کریم نے آخری مرتبہ میری اور حضرت کی لب اکٹھی کر دی' اس کے بعد آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے' آپ فرماتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ بِاالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی. اللہ مجھے اعلیٰ ساتھ نصیب فرمادے۔

اب آہستہ آہستہ میرے محمد ﷺ کے ہاتھ نیچے آ رہے ہیں' میں سمجھ گئی کہ جہانوں کے پیر آج دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں' میں نے اپنی ہمسائی کو آواز دی کہ مجھے ذرا چراغ پکڑانا' میں آخری مرتبہ اپنے محمد ﷺ کا چہرہ تو جی بھر کر دیکھ لوں۔

اماں جی فرماتی ہیں' یہ فضیلت بھی رب نے مجھے دی کہ اللہ نے حضرت کی قبر مبارک بنانے کے لیے میرے حجرے کا انتخاب فرمایا۔

عرب میں ایک ''ثرید'' کھانا ہوتا تھا یہ سب سے اعلیٰ کھانا تھا' اللہ کے رسولؐ فرماتے ہیں جس طرح تمام کھانوں پر ثرید کھانے کی افضیلت ہے اسی طرح تمام جہان کی عورتوں پر میری عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں مردوں میں بڑے بڑے ولی ہوئے' انبیاءؑ' مردوں میں ہوئے' اللہ نے جتنے بھی انبیاءؑ بھیجے ہیں' سب مردوں میں آئے' کوئی ایک عورت بھی نبی بن کر نہیں آئی۔ اب بھی دیکھ لو اگر امام ہے تو وہ مرد ہے۔ موذن آدمی ہے' مکبر آدمی ہے' اور حکمران؟

اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ کسی مسجد میں کسی نے عورت موذن رکھی ہو؟ یہ تمام فضیلتیں اللہ نے مرد کو عطا فرمائی ہیں' آج سے چودہ سو سال پہلے جہانوں کے پیر نے اپنی نبوت کی زبان سے فرمایا کہ مردوں میں بڑے بڑے آدمی' اولیاء اللہ گزرے ہیں' انبیاء اور رسول بھی گزرے ہیں' لیکن اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں عورتیں اتنی کامل نہیں گزریں مگر چند عورتیں ایسی ہیں جن کو اللہ نے بڑی فضیلت دی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں ایک فرعون کی بیوی آسیہؓ جس کو اللہ نے بڑا مقام عطا فرمایا ہے' آسیہؓ فرعون کے نکاح میں رہ کر اتنی استقامت دکھاتی ہے کہ ایک دن فرعون نے آسیہ کو ایک پھٹے پر لٹا لیا' ہاتھ پاؤں میں میخیں لگا دیں' اماں جی نے بیڑیاں

پہنی ہوئی ہیں' ہتھکڑیاں لگی ہوئی ہیں' جلاد مار مار کر تھک گئے ہیں' آپ آسمان کی طرف منہ کر کے کہتی ہیں' رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ. (تحریم: ۱۱)

یا اللہ اب میں چاہتی ہوں کہ جو تیرے عرش کے نیچے جنت ہے وہاں میری کوٹھی بن جائے۔ اللہ ہم کو وہی جنت نصیب فرمائے۔

یہ پاکستان اور ربوے والی نہیں بلکہ وہ جنت جس کا دروازہ آمنہ کے لال کے سوا اور کوئی نہیں کھلوا سکے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء زور لگالیں کیا مجال ہے کہ جنت کا دروازہ کھل جائے۔ جنت وہ ہے جس کا سوال آسیہ کر رہی ہے' جس کے بارے آمنہ کے لالؐ نے فرمایا ہے میرے صحابہؓ میں اپنے عمرؓ کی کوٹھی بھی دیکھ کر آیا ہوں اور فرعون کی بیوی آسیہ کی کوٹھی بھی دیکھ کر آیا ہوں۔

حضرت آسیہؓ کہہ رہی ہیں یا اللہ میری کوٹھی وہاں بن جائے' آسیہؓ نے نظر آسمان کی طرف کی تو ہنس پڑیں' فرعون کہتا ہے یہ شہزادی تھی لیکن آج پاگل ہوگئی ہے۔ اماں جی فرماتی ہیں پاگل نہیں ہوئی' فرعون کہتا ہے' پھر ہنسی کیسی ہے؟

سیدہ آسیہؓ فرماتی ہیں' مجھے ہنسی اس لیے آئی ہے' رب نے مجھے میری جنت دکھادی ہے۔ عرش والے سے قربان جاؤں' اس کی مرضی ہے' اگر وہ چاہے تو نوح نبیؑ کی بیوی کو جہنم میں دھکا دے دے' اگر وہ چاہے تو لوط کی بیوی کو جہنم میں پھینک دے۔

فرعون کی بیوی فرعون کے نکاح میں رہ کر جنت میں اور نوح کی بیوی' رب نے کہا اے نوحؑ تو اپنی کشتی میں بندر بٹھالے' کتے بلے بٹھالے' خنزیر بھی تیری کشتی میں بیٹھ سکتا ہے لیکن تیری بیوی نہیں بیٹھ سکتی۔

دوسرا آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت مریمؑ کامیاب ہوئی ہیں' وہ کیسی عورت تھی جس کی طہارت کی قسم اللہ خود اٹھا رہا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں میری عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام ایسا ہے جس طرح تمام کھانوں پر "ثرید" کا مقام ہے۔ اللہ اپنے محبوب کی پیاری بیوی ام المومنین اماں عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسری امہات المومنین کا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

نماز کی اہمیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○ فِي جَنّٰتٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ
الْمُجْرِمِيْنَ ○ مَاسَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ
الْمُصَلِّيْنَ ○ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ○ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ
الْخَائِضِيْنَ ○ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ ○
فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ○

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہٗ کی ذات کے لیے اور بے شمار ان گنت درود وسلام سید الاولین والآخرین امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! قرآن کریم کا انتیسواں پارہ اور سورت مدثر کی میں نے چند آیات تلاوت کی ہیں اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت اللہ کریم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بھائیو! اللہ مشرک کے علاوہ سب کو جنت عطا فرمادیں گے' جب آپ جنت میں بیٹھے ہوں گے تو وہاں دل کرے گا کہ آج اکٹھے ہو کہ تمام ساتھی آپس میں مل لیں تو وہاں ایک دوسرے سے ملاقات بھی ہو گی۔

مبارکباد بھی ہو گی' دعوتیں بھی ہوں گی' وہ کیسا سہانا وقت ہو گا' اللہ کے قرآن نے نقشہ کھینچ دیا ہے اللہ پاک فرماتے ہیں' فِي جَنّٰتٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۔ جنتی نواب تختوں پر بیٹھے ہوں گے' ان کے ہاتھ میں سونے کے کنگن ہوں گے' ریشم کا لباس پہنا ہوا ہو گا اور سر پر شاہانہ تاج رکھے ہوئے ہوں گے' آدمؑ کی نسل سے دو اور ستر نور کی بہتر (۷۲) حوریں خدمت کے لئے کھڑی ہوں گی' بڑی بہار لگی ہوئی ہو گی کہیں اللہ نے جنتی آدمی کے لئے جنت میں ایسے خادم تیار کیے ہوئے ہیں' رب کا قرآن کہتا ہے۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۔اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا
مَّنْثُوْرًا.وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا.عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ

سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَّ سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا.

موتیوں جیسے غلمان ہوں گے' کوئی خالص دودھ کا پیالہ پکڑے کھڑا ہے' کوئی شہد کا پیالہ پکڑ کر کھڑا ہے' کوئی شراب طہور کا پیالہ پکڑ کر کھڑا ہے' لیکن اللہ یہ سوچ سمجھ کر کریں گے' یہاں اگر کوئی اپنی بچی کی شادی کرے تو وہ بچے کی بڑی تحقیق کرتا ہے کہ یہ نشئی تو نہیں ---یہ چرسی تو نہیں---یہ بھنگی تو نہیں---یہ ہیروئین کا عادی تو نہیں---یہ بدمعاش تو نہیں ان کے پڑوسیوں اور دوستوں سے پوچھ کر تسلی کرتا ہے۔

میرے دوست! تو ایک بچی کی شادی کرنے کے لئے اتنی تحقیق کرے' رب کہتا ہے تو تسلی کر کے ایک دے اور میں تجھے بہتر دوں گا تو کیا میں بغیر تسلی کے دے دوں گا۔

جناب! خدمت گزار حوریں کھڑی ہوں گی اور جنتی نواب تختوں پر بیٹھے ہوں گے تو دنیا کا موسم یاد آ جائے گا یہ بیٹھے بیٹھے ایک دوسرے سے پوچھیں گے' یہ نواب ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔

یار یہاں فلاں نظر نہیں آتا — فلاں چوہدری یہاں دکھائی نہیں دیتا
فلاں ایم' این اے نظر نہیں آتا — فلاں ایم' پی' اے نظر نہیں آتا
ہمارا فلاں محلے دار نظر نہیں آتا — فلاں دوکاندار نظر نہیں آتا

کوئی کہے گا کہ یہاں میرے چچا کے بیٹے نظر نہیں آتے۔ کوئی کہے گا یہاں میرے ابا جی نظر نہیں آتے۔

کوئی کہے گا یہاں میرا بیٹا نظر نہیں آتا' پہلے آپس میں سوال کریں گے پھر اللہ سے پوچھیں گے یا اللہ ہمارے فلاں فلاں رشتہ دار' ہمارے فلاں عزیز واقارب' ہمیں یہاں نظر نہیں آ رہے۔

اللہ پاک فرمائیں گے اے میرے جنتی نوابوں! وہ یہاں آپ کو کس طرح نظر آئیں وہ تو یہاں آئے ہی نہیں وہ تو جہنم میں پھنسے ہوئے ہیں' یہ جنتی کہیں گے اے اللہ ہماری ذرا ان سے ملاقات کرا دینا تاکہ ہم ان سے پوچھ لیں کہ کیا بات ہے۔

اللہ پاک فرمائیں گے اے میرے جنتی بندو! تم یہاں بیٹھے ہی آوازیں دو' میں تمہاری آوازیں جہنم تک پہنچا دوں گا' جنتی لوگوں کے ذہن میں یہ بات آئے گی کہ یااللہ جہنم اتنی دور' ہماری آواز وہاں تک کس طرح پہنچے گی۔

اللہ فرمائیں گے تمہاری وائرلیس سیٹ بندے کی تیار کی ہوئی تم ہزاروں میل دور بیٹھ کر باتیں کر سکتے ہو کیا میں اتنا ہی کمزور ہوں کہ تمہاری آواز نہ پہنچاؤں' یہ جنتی ان کو آوازیں دیں گے اور جہنمی جہنم میں پڑے ہوئے ہی آوازیں پہچان لیں گے' کوئی کہے گا کہ:۔

یہ تو میرے اس بیٹے کی آواز ہے جو مجھے کہتا تھا ابا جی نماز پڑھا کرو۔ یہ میرے اس ہمسائے کی آواز ہے جو مجھے حرام کھانے سے روکتا تھا۔

یہ جنتی سوال کریں گے 'مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ. ہم کو تو بڑی بہاریں لگی ہوئی ہیں ہم بڑی عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں' اللہ نے ہم کو بڑی عزت دی ہوئی ہے تم ہم کو ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم کو کون سی چیز جہنم میں لے آئی ہے؟

جہنمی کہیں گے' ہم جب سے مرے ہوئے ہیں' ہم کو پانی کی ایک بوند تک نہیں ملی' تمہارے پاس نہریں چل رہی ہیں اور بے شمار باغات ہیں' ایک جنت کے طوطے کا گرایا ہوا سیب' کیلا یا امرود ہم کو دے دو' پانی کا ایک گھونٹ پلا دو' ہم اپنے حلق کی پیاس تو بجھا لیں۔ اللہ پاک پہلے ہی فرما دے گے اے میرے نیک بندوں میں نے جنت کا پانی جہنمیوں پر حرام کیا ہوا ہے۔ یہ تمہارا بچا ہوا بھی نہیں کھا سکتے۔

جنتی کہیں گے' چوہدری ہمارا علاقہ اکٹھا ہی تھا' گاؤں ایک' دکان اکٹھی' ہم کو رب نے جنت دی ہے اور تو جہنم میں کس طرح گیا ہے؟

جہنمی خود وہاں اقرار کرے گا' کسی کی گواہی کی بھی ضرورت نہیں' جہنمی کہیں گے۔

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ۝ ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم پکے بے نماز تھے اور تم پکے نمازی تھے۔

نماز مومن کا شناختی کارڈ ہے' روزے رمضان میں فرض' حج زندگی میں ایک دفعہ فرض' صدقہ اور زکوٰۃ مال ہے تو فرض اور نماز سے تو کسی وجہ سے بھی تیری خلاصی ہو ہی نہیں سکتی۔

بھائیو! بے نماز رب کی بارگاہ میں کتنا برا ہے‘ اللہ کے پاک پیغمبر فرماتے ہیں‘ قیامت کا دن ہوگا‘ میری امت کا بے نمازی فرعون‘ ہامان‘ ابوجہل اور قارون کے ساتھ کھڑا ہوگا۔

علامہ منذری لکھتے ہیں کہ میرے نبیؐ نے فرعون کا نام اس لیے لیا ہے کہ جو بادشاہ اور حکمران ہوکر بھی نماز نہیں پڑھے گا وہ فرعون کے ساتھ ہوگا۔

وہ فرعون کے ساتھ ہوگا۔

جو وزیر ہوکر نماز نہیں پڑھے گا وہ ہامان کے ساتھ ہوگا۔

جو مالدار ہوکر نماز نہیں پڑھے گا وہ قارون کے ساتھ ہوگا اور چوہدری اور سردار ہو کہ نماز نہیں پڑھے گا وہ ابوجہل کے ساتھ کھڑا ہوگا۔

اب آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ آپ نے آمنہ کے لالؐ کا ساتھ لینا ہے یا ابوجہل کا ساتھ لینا ہے۔

میرے دوستو! جو نماز نہیں پڑھتا اللہ اس کی کوئی نیکی قبول ہی نہیں کرتے۔ جو آدمی نماز نہیں پڑھتا۔ اللہ کے دربار میں اتنا کتا اور بندر بھی برا نہیں‘ جتنا بے نماز برا ہے‘ اس سے بڑا گناہ گار اور کوئی نہیں ہے۔ علامہ منذری نے الترغیب میں لکھا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک بی بی آئی اور آکر اللہ کے نبیؑ کو کہتی ہے۔ اے اللہ کے نبیؑ میں سچی توبہ کرنا چاہتی ہوں‘ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟

اللہ کے نبیؑ فرماتے ہیں‘ اے بی بی‘ پہلے اپنا گناہ تو بتا‘ تو نے کیا گناہ کیا ہے‘ یہ بی بی موسیٰ نبی علیہ السلام کو کہتی ہے اے اللہ کے نبی میرا پہلا گناہ یہ ہے کہ میں زنا‘ کر بیٹھی ہوں اور میرا دوسرا جرم یہ ہے کہ جو بچہ پیدا ہوا ہے۔ میں نے بچے کو جنم دینے کے فوراً بعد اس کا گلا دبا کر اس کو قتل کردیا ہے۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کیا مجھے معافی مل سکتی ہے؟

میرے موسیٰ علیہ السلام جلالی طبیعت کے مالک تھے‘ آپ فرماتے ہیں اے بی بی! تو جلدی سے میری نظروں سے اوجھل ہوجا‘ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آسمان سے آگ برسنا شروع نہ ہوجائے۔ کہیں عذابِ الٰہی نہ آجائے یہ بی بی روتی ہوئی ٹوٹا ہوا دل لے کر موسیٰ نبی علیہ السلام کے دربار سے نکلتی ہے۔ یہ بی بی ابھی تھوڑی دور گئی ہے کہ نوریوں کا سردار

جبرائیلؑ آ جاتا ہے اور آ کر اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام کو کہتا ہے' اے اللہ کے پیغمبر آپ نے اس بی بی کو اپنے دربار سے واپس بھیج دیا ہے' اللہ پاک فرماتے ہیں اے میرے نبی موسیٰؑ یہ بی بی اتنی گناہ گار نہیں' جتنا بے نماز گناہ گار ہے۔

نمازی آدمی کا کیا مقام ہے' اللہ کے پاک پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو آدمی پانچوں نمازوں کی حفاظت کرتا ہے یعنی پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اللہ پاک اس آدمی کو پانچ انعام عطا فرماتے ہیں۔

① پہلا انعام یہ ہے کہ اللہ پاک اس کی رزق کی تنگی اور پریشانی دور کر دیتے ہیں۔

② دوسرا انعام' اللہ اس کو عذابِ قبر سے بھی محفوظ فرما لیتے ہیں۔

③ تیسرا انعام یہ کہ قیامت کے دن اللہ اس آدمی کو دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پکڑائیں گے۔

④ چوتھا یہ کہ نمازی آدمی پل صراط سے اس طرح گزر جائے گا جس طرح بجلی کی چمک پڑتی ہے۔

⑤ پانچواں' اس نمازی آدمی کو اللہ بغیر حساب کتاب کے جنت کا ٹکٹ عطا فرما دیں گے۔

میرے بھائی! اگر آپ نے بغیر حساب کے جنت کا ٹکٹ لینا ہے تو نماز پڑھا کر اور جو نماز نہیں پڑھتا' اللہ کریم اس کو پندرہ سزائیں دیتے ہیں۔ پانچ دنیا میں' تین مرنے کے وقت' تین قبر میں اور تین قبر سے اٹھتے وقت۔

سنیں' وہ سزائیں کیا ہیں' کیا تو سمجھتا ہے کہ وہ معمولی سزائیں ہیں' اللہ نے جتنا قرآن میں نماز کا تذکرہ کیا ہے اور کسی حکم کا کیا ہی نہیں' سب سے زیادہ نماز کی تاکید فرمائی' اتنے زیادہ ہم بے نماز ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اس آدمی کو دنیا میں جو پانچ سزائیں ملتی ہیں وہ یہ ہیں کہ!

① اول بے نمازی کی زندگی سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

کیا کوئی کاروباری آدمی مطمئن ہے' جو کہے کہ مجھے سکون ہے' لاکھوں میں کھیل رہا

ہے' کروڑ پتی ہے۔ پھر بھی کہتا ہے کہ بنتا ہی کچھ نہیں' کیا کریں پریشانیاں ہی ختم نہیں ہوتیں' یہ تیرا گناہ نہیں اللہ کریم فرما رہے ہیں تو نے نماز چھوڑ دی ہے۔ میں نے تیرے رزق سے برکت نکال دی ہے۔

② دوسرا یہ کہ جو نیک بندوں کی علامتیں ہوتی ہیں' بے نماز کے چہرے سے یہ علامت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

③ تیسرا یہ کہ یہ حج کرے' ذکر اذکار کرے' کوئی بھی نیکی کرے' یہ اس کے اجر سے محروم رہے گا۔ اس نے روزہ تو رکھا ہوا ہے' لیکن نماز نہیں پڑھی تو اس کو روزے کا ثواب ہی نہیں ملا۔

④ چوتھا یہ کہ اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

⑤ پانچواں یہ کہ جو اللہ کے نیک بندے دعائیں مانگتے ہیں' ان دعاؤں میں بھی اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا تو سمجھتا ہے کہ شاید تیرے لیے کوئی بھی دعا نہیں کرتا' تیرے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی' تیرے لیے انبیاءؑ نے دعا کی۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے چاند سے بھی زیادہ خوبصورت اکلوتے بیٹے اور ہاجرہ کو جنگل بیابان میں چھوڑ کر کھجوریں' پانی اور ستوان کے پاس رکھ کر پیچھے کی طرف چل پڑے' حضرت ہاجرہ نے سمجھا کہ شاید کوئی چیز بھول گئے ہیں جو لینے کے لیے گئے ہیں' تھوڑی سی دور گئے تو اماں جی نے سمجھا کہ بات تو اور ہے' اماں جی نے پیچھے بھاگ کر آپ کا کرتہ پکڑ لیا اور عرض کرتی ہے اے حضرت جی ان جنگلوں میں چھوڑ کر آپ کہاں جا رہے ہیں۔ یہ نبی کا امتحان ہو رہا ہے' آپ کا ایمان بھی بڑا ہے اور امتحان بھی بڑا ہے۔

بخاری میں لکھا ہوا ہے کہ یہ بار بار بلاتی ہیں لیکن اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام پیچھے مڑ کر دیکھتے ہی نہیں' جب حضرت ہاجرہ نے سمجھا کہ یہ تو کوئی بات نہیں کرتے تو اماں جی ہاجرہ فرماتی ہیں اے رب کے خلیل' ہم کو اتنا ہی بتا دو کہ یہ آپ کی مرضی ہے یا آسمان والے کا حکم ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں یہ میری مرضی نہیں اللہ کریم کا حکم ہی ایسے ہے۔ ہاجرہ کہتی ہے پھر آپ چلے جائیں اللہ ہماری حفاظت فرمائے گا۔

حضرت جبل کعبہ کے پاس کھڑے ہوگئے' نبیؑ نے دعا والے ہاتھ بلند کیے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں۔

رَبَّنَآ اِنِّیۡ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ ﴿ (ابراھیم: ۳۷)

آپ بھی ذرا تصور کی دنیا میں آئیں اور دیکھیں کہ نبیؑ کا کتنا حوصلہ ہے۔

یا اللہ وہ دیکھ لے میری بیوی اور بچہ بیٹھے ہوئے ہیں' میں ان کو ان جنگلوں میں تیرے حرمت والے گھر کے قریب چھوڑ کر جا رہا ہوں' تو ان کو نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمانا۔

ابراہیم علیہ السلام نے پہلے اولاد کے لیے دعا کی کہ یا اللہ ان کو نمازی بنا دے اور اب آگے اپنے لیے شروع کر دی' کیونکہ آپ نے بہت بڑا کام کیا تھا' اس سے بڑا کام اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسی سال بعد رب سے مانگ کر بیٹا لیا' رب نے عطا فرما دیا' بیوی فرمانبردار ہے' بیٹا انتہائی خوبصورت ہے رب کہتا ہے اسے جنگل میں چھوڑ آئیں' آپ نے انہیں جنگل میں چھوڑ دیا۔

ابراہیم علیہ السلام نے سمجھا ہوگا' اب تک میں رب کی مانتا رہا ہوں اب میں رب کو کہہ لوں اب وہ میری بھی مانے گا اور رب کا وعدہ ہے کہ تو میری مان میں تیری مانوں گا۔

اللہ فرماتے ہیں دن کے وقت تو نے روزہ رکھا' اب تیرے سامنے کھجوریں پڑی ہوئی ہیں' سموسے اور سیب پڑے ہوئے ہیں۔ رنگ برنگے کھانے پڑے ہوئے ہیں' شام تک تو نے میری مانی ہے' اب تو کہہ میں تیری مانوں گا۔

ابراہیم علیہ السلام نے سمجھا کہ اب بات بنی ہوئی ہے' اب اللہ ضرور مانے گا' آپ نے دعا شروع کر دی۔ رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ. اللہ مجھے بھی نمازی بنا لے اور میری اولاد کو بھی نمازی بنا لے۔

اللہ میری دعا کو قبول کر لے' مجھے بھی معاف کر دے' میرے ماں باپ اور سارے جہان کے مومنوں کو معاف کر دے۔

تیرے لیے دعائیں کریں' تیرے لیے ولی دعائیں کریں اور تیرے لیے آمنہ کے لال آدھی رات کے وقت اٹھ اٹھ کر دعائیں کریں۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں جو بے نماز ہے اس کو مومنوں کی دعا کا اثر ہی کوئی نہیں اور اگر اولاد نیک ہو' باپ وفات پا جائے' ماں بھی جدائی دے جائے تو اچھی اولاد والدین کی لاج رکھتی ہے' کئی نوجوان ایسے ہیں جن کے والدین دنیا سے چلے گئے ہیں اور ان کی اولاد اللہ کے گھر پر خرچ کر رہی ہے۔

① موت کے وقت بے نماز کو جو عذاب ہوگا وہ یہ ہے کہ اللہ بے نماز کو موت کے وقت ذلیل کر کے مارے گا۔ ذلت کی موت آئے گی۔

② دوسری سزا یہ ہے کہ اس کو بڑی بھوک لگی ہوئی ہوگی بے ایمان بھوکا ہوگا۔

③ تیسری یہ کہ اس کو شدید پیاس لگی ہوئی ہوگی اگر اس کو سمندروں کا پانی بھی پلا دیا جائے تو پھر بھی اس کی پیاس نہ بجھے گی۔

تین وہ سزائیں جو قبر میں ملیں گی' آپ فرماتے ہیں۔

① اس کی قبر تنگ ہو جائے گی ہڈیاں ہڈیوں میں داخل ہو جائیں گی۔

② اس کی قبر آگ کی بنا دی جائے گی۔

③ ایک گنجا سانپ اس پر مسلط کر دیا جائے گا جو اتنا بڑا ہوگا جیسے اونٹ کی گردن ہوتی ہے' اس کی آنکھیں آگ کی ہوں گی' اس کے لمبے لمبے ناخن ہوں گے۔

حدیث پاک میں لکھا ہے کہ وہ سانپ ایک ڈنگ مارے گا تو مردہ جھلس جائے گا اور ایک سانپ کا زہر ستر سال تک ختم نہیں ہوگا۔

تو کہتا ہے کہ اگر نماز نہ پڑھیں تو کیا حرج ہے۔

میرے بھائی ہر نبیؑ نمازی' ہر صحابی نمازی' ہر ولی نمازی تھا' یہاں بعض لوگوں کی شیطان نے عقل مار دی ہے ''جی دل کی نمازیں ہیں'' مولویوں کی نمازیں ہم سے نہیں

پڑھی جاتیں' یہ نبی سے بھی آگے گزرنے کی کوشش کرتے ہیں' کبھی انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ روٹی بھی دل کی ہے۔

صرف نماز دل کی ہے باقی ہر چیز کا صفایا کرتا جا رہا ہے' اللہ پاک نماز پڑھنے کی ہمت نصیب فرمائے۔ امام رازی رحمۃ اللہ نے مسندِ شافعی میں لکھا ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام پر صرف صبح کی ایک نماز فرض کی تھی' آپ صبح کی نماز پڑھتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام پر ظہر کی نماز فرض تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام پر عصر کی نماز فرض تھی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام پر مغرب کی نماز فرض تھی۔

اور حضرت یونس علیہ السلام پر عشاء کی نماز فرض تھی۔

علامہ منذری لکھتے ہیں کہ پہلے پانچ نمازیں علیحدہ علیحدہ انبیاءؑ پر فرض تھیں' اللہ نے اپنے مصطفیٰ ﷺ کو یہ مقام عطا فرمایا کہ سوہنیا ان سب کے پاس جتنی نمازیں تھیں وہ تمام میں نے آپ اکیلے کو عطا فرما دی ہیں۔

فرمایا' ظہر بھی پڑھو' عصر بھی پڑھو' شام بھی پڑھو' عشاء بھی پڑھو' صبح بھی پڑھو کیونکہ اللہ پاک کا وعدہ ہے' اگر ظہر پڑھی ہے تو صبح سے ظہر تک جتنے چھوٹے گناہ ہوئے ہیں' میں نے وہ تمام معاف کر دیئے ہیں۔ جب عصر پڑھی تو ظہر سے عصر تک کے گناہ معاف' مغرب پڑھنے سے عصر اور مغرب تک کے گناہ معاف' عشاء پڑھنے سے مغرب اور عشاء تک کے گناہ معاف اور عشاء کے بعد فجر پڑھنے سے رات کے گناہ بھی معاف' یہ نماز کا فائدہ ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابہؓ اگر کسی کے دروازے کے آگے ایک نہر جاری ہو اور وہ آدمی اس میں دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے' کیا اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گا؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ اس کے جسم پر میل کہاں رہے گا۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے' جو پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اللہ اس کے گناہ بھی معاف فرما دیتے ہیں۔

ایک صحابی آیا' کہتا ہے' اللہ کے رسولﷺ غلطی ہوگئی ہے' مجھ پر حد قائم کرو۔

آپ فرماتے ہیں ٹھہر جا' صحابی ٹھہر جاتا ہے' ظہر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے' ظہر کی نماز پڑھی گئی لیکن اس کو فکر لگی ہوئی ہے' کہتا ہے سوہنیا غلطی ہوگئی ہے۔ اللہ سے معافی لے کر دو' حد قائم کر دو' اللہ کے نبیﷺ فرماتے ہیں۔ اے میرے صحابی کیا تو نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی' صحابی عرض کرتا ہے سوہنیا پڑھی ہے۔ آپﷺ فرماتے ہیں اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ۔ تیری نماز پڑھنے سے اللہ نے تیرا گناہ معاف کر دیا ہے۔

حدیث پاک میں لکھا ہے کہ جو بندہ صحیح سنت کے ساتھ وضو کرتا ہے۔ اس کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے اشهد الا اله الا الله وحده لاشريك له واشهدان محمد اعبده ورسوله۔ اللہ پاک کی طرف سے اعلان ہوتا ہے۔ اے میرے بندے ابھی تو نے ایک رکعت بھی نہیں پڑھی' ایک سجدہ بھی نہیں کیا' اب تو مجھے اتنا پیارا لگ رہا ہے کہ میں نے تیرے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے ہیں۔

اگر تو نماز پڑھے تو رب کا مقرب اور اگر نہ پڑھے تو پھٹکاریں۔

پیر سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''خنزیر صبح اٹھ کر سجدے میں پڑ جاتا ہے اور کہتا ہے اللہ بندر اور کتے ماتھے لگا دینا' جہان کی بری سے بری چیز ماتھے لگا دینا لیکن بے نماز ماتھے نہ لگانا۔

بابا فرید پاکپتن والے بھی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

اٹھ فریدا ستیا جاگ سویرے تے جھاڑو دے وچ مسیت
تو ستا رب جاگ دا' تیری ڈاہڈے نال پریت

لوگ آرام سے سوئے ہوئے ہیں اور تو اٹھ کر مسجد کی طرف آ۔ جو مسجد میں نہیں جاتا اس میں ذرہ بھر بھی ایمان نہیں اور اگر موجود بھی ہو تو مرتے وقت نکال کر بے ایمان

جہنم رسید کر دیا جاتا ہے۔

پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں' پیر جیلانی کا فتویٰ سن لیں فرماتے ہیں۔ اگر ستر اونٹوں کی قطار لگی ہوئی ہو اور آخری اونٹ پر بے نماز بیٹھا ہوا ہو اور مجھے کہا جائے کہ پہلے اونٹ کی مہار پکڑ لیں میں قطعاً مہار نہیں پکڑوں گا۔ اس لیے کہ آخری اونٹ پر بے نماز بیٹھا ہوا ہے۔ بے نماز اتنا منحوس ہے آپ فرماتے ہیں۔

وَلَا يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَا يُدْفَنُ فِيْ قُبُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ.

اگر بے نماز مر جائے تو اس کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھو اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہ کرو۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کہتے ہیں حکومت کو چاہیے کہ بے نماز کو جیل میں بند کر دے اور مار مار کر اس کو لہولہان کر دے۔ یہ تو تب ہے کہ اگر حکومت خود پڑھے۔

امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے نماز کو قرض نہ دو' جو رب کے قرض کی پرواہ نہیں کرتا وہ تیرے قرض کی کیسے پرواہ کرے گا۔

پیر وارث شاہ ایک بڑی پیاری بات لکھتے ہیں' کہتے ہیں۔

وارث شاہ نماز دیاں تارکاں نوں' پراں کتیاں وانگ تدھکاریے جی

وارث شاہ نماز دا قرض بھارا' سروں لا اور دلبرا واسطہ ای

یہ پیروں کی باتیں تھیں' آؤ اب پیروں کے پیر کی بات سن لے' کائنات کے سردار کا فرمان سن لے بخاری شریف میں موجود ہے' اللہ کے پاک پیغمبر فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حطیم میں سویا ہوا تھا۔ نبی اور عام آدمی کی نیند میں فرق ہے۔

آپ فرماتے ہیں' ہماری آنکھیں سو جاتی ہیں اور دل جاگتا ہی رہتا ہے' یہ نبی کی نیند ہے۔ اس اثناء میں دو فرشتے جبرائیل اور میکائیل آ گئے' یہ میرے مصطفیٰ ﷺ کے آسمانی وزیر ہیں اور زمین پر ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ وزیر ہیں۔

جس طرح نبی اونچا اسی طرح وزیر بھی اونچے' پیغمبر اعلیٰ اور وزیر بھی اعلیٰ اور جس طرح کے ہمارے حکمران' ان کے وزیر بھی اسی طرح کے شرابی کبابی' جب حکمران

گندے پھر وزیر بھی گندے‘ رسول اعظم برتر‘ پھر وزیر بھی بہتر‘ کیا کوئی ماں کا لال میرے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم جیسا تلاش کر کے لا سکتا ہے۔

نوریوں میں جبرائیلؑ کی بادشاہی اور خاکیوں میں صدیقؓ کی بادشاہی۔

حضرت فرماتے ہیں‘ دو فرشتے آ گئے‘ ایک نے میرا دایاں بازو پکڑ لیا اور ایک نے میرا بایاں بازو پکڑ لیا اور کہتے ہیں حضرت ہم آپ کو سیر کرائیں گے۔

میرے بھائی‘ نبی کی بات پر یقین کیا کر ورنہ تیرے ایمان کا جنازہ نکل جائے گا۔

اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں کہ میں اپنی آنکھوں سے جہاں اور چیزیں دیکھیں وہاں میں نے یہ بھی دیکھا کہ ایک آدمی لیٹا ہوا تھا۔ اس کے سرہانے ایک آدمی پتھر پکڑ کر کھڑا تھا وہ سرہانے والا شخص اس کے سر پر پتھر مارتا تھا تو اس کا سر چور چور ہو جاتا تھا‘ یہ شخص پھر پتھر لینے کے لیے جاتا تو اس کے آنے سے پہلے اس کا سر پھر درست ہو جاتا‘ یہ پھر مارتا فرمایا‘ جبرائیل یہ کون ہے جس کے سر کو پاش پاش کیا جا رہا ہے۔

حضرت جبرائیلؑ کہتے ہیں‘ سوہنیا یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے جس کا سر اذان سن کر بھاری ہو جاتا تھا‘ یہ بے نمازی ہے‘ قیامت تک اس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہے گا۔

میرے بھائی! جنتی نواب جہنمیوں سے سوال کرتے ہیں مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ تم کو یہاں کون سی چیز لائی ہے۔ جہنمی اب خود اقرار کر رہے ہیں۔ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ○ ہمارا پہلا گناہ یہ ہے کہ ہم نے کبھی نماز نہیں پڑھی تھی‘ ہم نے کبھی نماز کی پرواہ ہی نہیں کی تھی۔

حدیث پاک میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن بعض لوگوں کے چہرے چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ چمکیں گے اور بعض لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے‘ جس کا سب سے پہلے منہ کالا کیا جائے گا‘ سب سے پہلے جس کے منہ پر پھٹکار پڑے گی‘ جس کا منہ سیاہی مائل ہو گا وہ بے نماز ہو گا۔

ہمارا دوسرا جرم یہ تھا کہ۔ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ. ہم نے کبھی کسی غریب اور مسکین کو کھانا بھی نہیں کھلایا تھا۔ ہم نے کبھی غریبوں کا حال تک نہیں پوچھا تھا‘ ہم نے کبھی ناداروں پر رحم نہیں کیا تھا تیسرا جرم یہ تھا کہ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ○

لوگ اللہ والوں کی عزت کرتے تھے اور ہم ان کی تضحیک کرتے تھے۔

چوتھا جرم۔ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ○ تم قیامت کو مانتے تھے اور ہم انکار کرتے تھے ہم کہتے تھے''اے جگ مٹھاتے اگلا کس ڈٹھا'' مر جانا ہے مٹی ہو جانا ہے' ہم سے کسی نے بھی نہیں پوچھنا۔ یہ ہمارے چار جرائم تھے۔

اللہ فرماتے ہیں' فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۔ان چار جرائم والوں کے حق میں میں کسی کی سفارش نہیں مانوں گا' میرے آقا عرش کا پایا پکڑ کر سفارش کریں گے' اللہ فرمائیں گے سوہنیاء آپ کی مانی گئی ہے' آپ کی امت سے جو مشرک نہیں اس کو معافی مل جائے گی۔ میرے بھائی تو یہی نہ سوچا کر صرف قبر کا پجاری ہی مشرک ہے' صرف پتھر کا پجاری ہی مشرک ہے' صرف شجر کا پجاری ہی مشرک ہے۔

اللہ کا قرآن اعلان کر رہا ہے کہ بڑا مشرک وہ ہے جو بے نمازی ہے' یہ اپنے نفس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اس کو حکم دیا جاتا ہے کہ نماز پڑھ' انبیاء فرماتے ہیں نماز پڑھ' لیکن اس کا جی نہیں چاہتا آپ فرماتے ہیں میں سفارش کروں گا میری سفارش مانی جائے گی۔

علامہ منذری رحمہ اللہ الترغیب میں لکھتے ہیں' قیامت کے دن ایک حاجی کو آواز لگے گی' حاجی صاحب تشریف لائیے' حاجی صاحب آ جائیں گے' اللہ فرمائیں گے اے میرے بندے' تیرے رزق میں کوئی کھوٹا پیسہ نہیں' رشوت کی کمائی کا کوئی پیسہ نہیں' دھوکہ دہی والا مال نہیں' تیرا رزق حلال کا ہے تو نے حج کرنے کے بعد اپنا حج بھی سنبھال کر رکھا ہے' تیری یہ نیکی مجھے اتنی پسند ہے' مجھے یہ نیکی اتنی اچھی لگتی ہے' تیری برادری کے چار سو آدمی جن کے چالان جہنم کی طرف مکمل ہو چکے ہیں تو مجھے ایک دفعہ کہہ دے میں چار سو کو جنت دے دوں گا۔ اس کے بعد شہید کو آواز دی جائے گی' شہید بھی آ جائے گا۔ عرض کرے گا' اللہ میرے لیے کیا حکم ہے؟

فرمایا تو نے میرے دین کی خاطر اپنی جان کی بازی لگائی' تیری برادری کے ستر ایسے گناہ گار جن کے چالان جہنم کی طرف ہو چکے ہیں' تیری شہادت کی قیمت یہ ہے کہ تو مجھے ایک دفعہ کہہ دے میں ستر افراد کو جنت کا ٹکٹ عطا کر دوں گا۔ اس کے بعد حافظ آ جائے

گا۔ اللہ کریم فرمائیں گے' تو جس طرح دنیا میں قرآن پڑھتا تھا اس طرح مجھے بھی سنا۔
(آپؐ نے فرمایا! جس نے تین دن سے پہلے قرآن کریم ختم کیا اس نے صحیح قرآن نہیں پڑھا)

حافظ وہاں قرآن پڑھنا شروع کردے گا' اللہ پاک فرمائیں گے ذرا ٹھہر جا تو پہلے اپنا کوٹہ لے لے اس کے بعد تجھے اور مقام دوں گا' تیری برادری کے دس بندے جن کے چالان جہنم کی طرف مکمل ہو گئے ہیں' تو ایک دفعہ سفارش کر دے اور مجھ سے دس افراد کو جنت کا ٹکٹ لے کر دے دے۔ اس کے بعد اللہ فرمائیں گے جس طرح تو دنیا میں قرآن پڑھتا تھا اس طرح پڑھتا جا اور جنت کے درجات پر چڑھتا جا' چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات ہیں' اتنے ہی تیرے درجے ہیں۔

حاجی سفارش کریں گے' شہید سفارش کریں گے' حافظ سفارش کریں گے' اللہ کا قرآن کہتا ہے جو بے نماز ہوں گے۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ ۔ میں ان کے حق میں کسی کی سفارش قبول نہیں کروں گا۔ اس لیے میرے بھائی میں تیری منت سماجت کرتا ہوں۔

پڑھ لے نماز ادا کر لے زکوۃ نوں
نیکیاں دا بیج بیجیں اٹھ ادھی رات نوں
چھڈ ناں جہان اڑیا' سوچ کسے بات نوں
ویکھ لے قارون بھار سر اتے چا گیا
اٹھ جاگ او پیارے ویلا موت نیڑے آ گیا
کجھ نہ کمایوں ای ویلا ستیاں دہاء گیا
گھلیا سی رب تینوں نیکیاں کمان نوں
توں اتھے آ کے رج بیٹھا اس کھان تے ہنڈان نوں
ویکھ لے اوئے راجے رانے چھڈی جاندے نی جہاں نوں
نبی سلیمانؑ حکم جناں تے چلا گیا

ٹہنی تے نہ رہنی سدا پھلاں دی بہار اوے
سدا نئیں اوں محفلاں تے سدا نئیں اوں یار اوے
سدا نئیں اوں رہنا ایتھے شریف گناہ گار اوے
جیڑا تینوں آ کے تے جمعہ پڑھا گیا
اٹھ جاگ او پیارے ویلا موت نیڑے آ گیا
کجھ نہ کمایو ای ویلا ستیاں وہاء گیا

مضمون اتنا لمبا ہے کہ ختم نہیں ہوسکتا۔ اللہ نماز پڑھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

فضائل درود شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا.

(الاحزاب: ۵۶)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہ کی ذات کے لئے، بے شمار، ان گنت درود وسلام سید الثقلین، امام القبلتین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

قرآن کریم کا بائیسواں پارہ سورت الاحزاب کی ایک آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس آیت کو آپ اکثر وبیشتر سنتے رہتے ہیں۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دوستو! اس آیت میں اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے کائنات والو مجھے میرا آخری رسول محمد اللہ ﷺ بڑا پیارا لگتا ہے میں اپنے نبی کا مقام اپنے فرشتوں کے سامنے بیان کرتا ہوں اور میرے فرشتے میرے نبیؐ کے بلند درجات کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔ اے ایمان والو میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے پاک پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود بھی پڑھو اور سلام بھی پڑھو۔

صحیح بخاری میں لکھا ہوا ہے کہ ایک صحابی بیان کرتا ہے ہم نے نبی علیہ السلام سے سوال کیا کہ اللہ آپ پر درود کس طرح پڑھتا ہے تو آپ نے فرمایا: اللہ کا درود پڑھنا یہ ہے کہ اللہ اپنے مصطفیٰ ﷺ کی فرشتوں کے سامنے تعریف کرتا ہے۔ رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے رحمت کی دعا مانگتے ہیں اے ایمان والو تم بھی میرے مصطفیٰ پر درود وسلام پڑھو۔

یا اللہ اگر ہم درود وسلام پڑھیں گے تو ہم کو کیا ملے گا؟

اللہ پاک فرماتے ہیں تمہارے درود پڑھنے سے میرے نبیؐ کی شان نہ بڑھے گی اور تمہارے نہ پڑھنے سے کم بھی نہیں ہوگی۔ اگر تم میرے نبیؐ پر درود پڑھو گے تو میں

تمہارے درجات بلند فرمادوں گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اللہ کے نبیؐ کے ساتھ مدینے سے باہر نکل گیا وہاں ایک کھجوروں کا باغ تھا۔ اللہ کے نبیؐ نے وہاں جا کر وضو کر کے نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ آپ نماز پوری کر کے آخری سجدے میں پڑ گئے۔ میرے نبی ﷺ نے اتنا لمبا سجدہ کیا مجھے فکر پڑ گئی کہ کہیں میرا نبیؐ فوت ہی نہ ہو گیا ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ انسان اللہ کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں پڑا ہوا ہو۔ میرے بھائی بات تو سجدوں سے بنے گی۔ اللہ ہم کو بھی توفیق دے۔ آمین

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اتنا بڑا سورج جو تجھے غروب ہوتا ہوا نظر آتا ہے یہ رب کے عرش کے نیچے سجدے میں پڑ جاتا ہے۔ قیامت کا دن ہے لوگ پریشان ہیں کوئی نبی کوئی ولی اور کوئی انسان یہ جرأت نہیں کر رہا ہر طرف نفسانفسی کا عالم ہے لیکن آمنہ کے لالؐ فرماتے ہیں میں رب کے دربار میں جا کر سات راتیں اور آٹھ دن سجدے میں پڑا رہوں گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں اپنے مقام سے اٹھا اور حضرت کے پاس چلا گیا میں نے دیکھا کہ میرے نبی ﷺ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور فرمایا، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں سرکار! آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا مجھے تو فکر پڑ گیا تھا کہ کہیں آپ رب کے پاس چلے گئے ہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے عبدالرحمٰنؓ! میں نے اتنا لمبا سجدہ اس لئے کیا ہے کیونکہ جب میں نماز میں کھڑا تھا تو آسمان سے جبرائیل آ گیا۔ کہتا ہے سوہنیا مجھے اللہ کریم نے بھیجا ہے کہ میرے مصطفیٰ ﷺ کو جا کر بتا دے۔ جو بندہ جب تک آپ پر درود وسلام پڑھتا ہے اس وقت تک اللہ اس پر اپنی رحمتیں ہی بھیجتے رہتے ہیں اور فرشتے

بھی اس کے لئے رحمت کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں میں تو شکرانے کا سجدہ کر رہا تھا میں نے کہا یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے میری امت کو میرے اوپر درود پڑھنے سے یہ شان دے دی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ درود کی بڑی شان ہے۔ سلام کا بڑا مقام ہے۔ صحیح بخاری میں لکھا ہوا ہے کہ جب اللہ کریم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے ایمان والو میرے مصطفیٰ ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام بھیجو صحابی کہتا ہے میں فوراً اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں گیا میں نے کہا یارسول اللہ ہم کو سلام کا پتہ تو چل گیا ہے جو ہم نے پڑھنا ہے۔

اللہ کریم نے آپ کو ساتوں آسمان کے اوپر لے جا کر پوچھا سوہنیا کیا لے کر آئے ہو۔ تو آپ نے بتایا!

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوتُ وَالطَّیِّبَاتُ ، تو اللہ کریم نے فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

صحابی کہتا سوہنیا ہم کو سلام کا تو پتہ چل گیا ہے۔ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ ، سرکار ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں۔

میرے بھائی! جو اللہ نے اپنے نبی کو درود بتایا ہے جو نبی پاک نے صحابی کو درود بتایا ہے وہ تو بھی سن اور پڑھ۔ آپ فرماتے ہیں اے میرے صحابہؓ تم کہو!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٌ کَمَابَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

یا اللہ، ہم تیرے نبیؐ پر درود پڑھیں گے تو ہم کو کیا ملے گا؟

صحیح مسلم کی روایت ہے۔ آمنہ کے لال اور ساری کائنات کے سردار فرماتے ہیں۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا.

جو بندہ مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔

جو دس دفعہ پڑھے اللہ اس پر سو رحمتیں نازل کرتا ہے۔

جو سو دفعہ پڑھے، اللہ کریم اس کی زندگی کے تمام گناہ ہی بخش دیتے ہیں۔

جو ہزار دفعہ پڑھے گا اس وقت تک اس کو موت نہیں آئے گی جب تک وہ جنت میں اپنی کوٹھی نہیں دیکھ لے گا اے درود پڑھنے والے! یہ دیکھ تیری کوٹھی جنت میں بن رہی ہے۔ لیکن درود وہ پڑھنا جس پر نبی ﷺ کی اجازت اور سنت کی مہر لگی ہوئی ہو۔

بھائیو! درود پڑھا کرو لیکن مسنون پڑھا کرو یہ جو صل علی نبینا درود ہے اس میں پہنچانے والے اور نبی کی آل کا نام ہی کوئی نہیں۔ اس لئے نبی پاک اور صحابہؓ سے یہ درود ثابت ہی نہیں۔ درود تو ہم نے اللہ کے ذریعے پہنچانا ہے۔ رب سے درخواست کرنی ہے۔

ایک دن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میرے نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کرتے ہیں سوہنیا میں آپ پر کتنا درود پڑھوں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے ابی تو جتنا زیادہ پڑھ لیں تیرے لئے بہتر ہے یہ کہتا ہے سرکار میں نے چار گھنٹے دعا کے لئے وقف کئے ہیں میں چار گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ درود ہی پڑھتا جاؤں گا اور کوئی دعا نہیں مانگوں گا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں یہ بہتر ہے مگر تو اور زیادہ کر لے صحابی کہتا ہے میں دو گھنٹے پڑھ لیا کروں گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اور زیادہ کر لے صحابی کہتا ہے تین گھنٹے پڑھا کروں گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اور زیادہ کر لے۔ یہ کہتا ہے حضرت وہ جو دعا کا وقت ہے میں وہ بھی درود کے لئے ہی وقف کر دوں گا۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں اے میرے ابی، جب تیری حالت یہ بن گئی کہ تو ہر وقت مجھ پر درود پڑھے گا پھر تجھے کوئی چیز رب سے مانگنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ سب کام رب خود ہی سیدھے کر دیں گے۔ تیری ضرورتیں بھی پوری ہو جائیں گی اور

تیری دعائیں بھی قبول ہو جائیں گی۔

آؤ میں آپ کو بتاؤں کہ درود کے کیا فوائد ہیں فقیہہ ابو اللیث رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے سنا، حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور پڑھ رہا تھا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ . جب وہ طواف سے فارغ ہو جاتا تب بھی یہی پڑھتا وہ ہر وقت درود ہی پڑھتا جاتا ہے۔ میں نے اس کو پوچھا اے بھائی کوئی بندہ کوئی دعا کر رہا ہے کوئی کوئی دعا کر رہا ہے اور تو درود ہی پڑھتا جا رہا ہے تو کون ہے اپنا تعارف تو کروا۔

یہ کہتا ہے لوگ مجھے سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ بندہ حضرت سفیان ثوری کو جانتا تھا آپ اللہ کے بہت بڑے ولی تھے یہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو کہتا ہے اگر مجھے یہ پتہ نہ ہوتا کہ تم اتنی اونچی شان والے ہو تو میں نے تم کو بات نہیں بتانی تھی۔ سنو میں نبی پاک پر زیادہ درود کیوں پڑھ رہا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک سفر میں تھا میرا بابا میرے ساتھ تھا میرا باپ بیمار ہو گیا میں نے اس کا سر اپنی جھولی میں رکھ لیا۔ میں اپنے باپ کا علاج کرواتا رہا۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ میرا باپ فوت ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے باپ کا منہ سیاہ ہو گیا ہے۔ میں نے باپ کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا خوبصورت آدمی ہے میں نے کبھی اس جیسا خوبصورت آدمی نہیں دیکھا تھا جب میں نے اس کے کپڑے دیکھے تو کپڑے بھی بڑے خوبصورت تھے۔ میں نے آج تک اس طرح کا سوہنا بھی نہیں دیکھا اور اس طرح کا لباس بھی نہیں دیکھا۔ وہ آدمی جو خوبصورت چہرے اور اعلیٰ لباس والا تھا اس نے میرے باپ کے چہرے پر آ کر ہاتھ پھیرا تو میرے باپ کا چہرہ اس طرح چمکا جیسے آسمان کا چاند چمکتا ہے میں نے کہا اللہ والے تو یہ تو بتا تو کون ہے اپنا تعارف تو کروا۔ میں تو بڑا پریشان تھا کہ میرے بابا کا چہرہ کالا کیوں ہو گیا ہے؟

یہ کہتا ہے تو مجھے نہیں جانتا میں محمدؐ بن عبداللہ ہوں میں اللہ کا سچا نبیؐ ہوں مجھے خواب میں اللہ کے نبی ﷺ نے بتایا کہ تیرے بابا سے بڑی غلطیاں اور گناہ سرزد ہو جاتے تھے لیکن تیرا باپ مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا تھا اس درود کی برکت کی وجہ سے اللہ نے تمام گناہ ہی معاف کر دیئے ہیں۔

علامہ منذری رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ جو بندہ کسی کتاب میں کسی کاپی پر یا کسی کاغذ پر درود شریف لکھ کر رکھ دیتا ہے جب تک اس کی یہ درود والی تحریر موجود رہے گی اللہ اس پر اپنی رحمتیں نازل فرماتے رہیں گے۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ نے مجھے خواب میں دکھایا کہ لوگ پل صراط کی گھاٹی سے گذر رہے ہیں میری نظر میرے ایک امتی پر پڑی میں نے اس کو دیکھا کہ وہ پل صراط کی گھاٹی پر کبھی کھڑا ہوتا ہے اور کبھی بیٹھتا ہے بڑا ہی پریشان ہے اور رب سے دعا کر رہا ہے یا اللہ اتنی مشکل گھاٹی سے میں کس طرح پار جاؤں۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے میرے اس امتی کا میرے اوپر درود پڑھنا آیا جو وہ پڑھا کرتا تھا۔ اس درود نے میرے امتی کو بازو سے پکڑ کر پل صراط کی گھاٹی سے پار کر کے کھڑا کر دیا۔

میرے بھائی۔ درود یہاں بھی کام آئے گا اور اگلے جہان بھی کام آئے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نماز میں نبی پاک پر درود نہ پڑھا جائے اللہ وہ نماز ہی قبول نہیں فرماتے۔

رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے مدینہ شہر ہے حضرت تشریف فرما ہیں۔ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور فوراً جلدی جلدی دعا مانگی اور چل دیا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے بھائی اللہ نے تیری دعا قبول نہیں فرمائی کہتا ہے سرکار پھر کس طرح قبول ہوگی؟ آپ فرماتے ہیں پہلے اللہ کی تعریف کر اور کچھ نہیں آتا تو کم از کم اتنا ہی کہہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. يَا رَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ.

یعنی کہ اللہ کی بڑائی اور تعریف بیان کر پھر مجھ پر درود پڑھ اس کے بعد تو جو دعا کرے گا اللہ قبول فرمائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو دعا بغیر درود کے مانگی جائے وہ آسمان اور زمین کے درمیان لٹکی رہتی ہے۔ اوپر جاتی ہی نہیں۔

جب تو درود پڑھے گا۔ پھر وہ دعا آسمان پر جائے گی تو اللہ قبول فرمالیں گے۔

آپ ؐ نے دیکھا کہ ایک اور صحابی مسجد نبوی میں آیا۔ اس نے آ کر نماز پڑھی نماز پڑھ کر پھر اس نے اللہ کی تعریف بیان کی۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ آپ فرماتے ہیں اب اللہ سے مانگتا جا رب دیتا جائے گا۔

یعنی کہ یہ دعاء کا طریقہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ نے زمین پر فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے۔ رب کے فرشتے زمین پر پھر رہے ہیں۔ اگر ان کو کوئی ایسا شخص مل جائے۔ جو نبی پاک پر درود پڑھ رہا ہے وہ فرشتے اس کا درود مجھ پر پہنچا دیتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلْبَخِيْلُ الَّذِیْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَیَّ ۔ اے میرے صحابہؓ اگر آپ نے سب سے بڑا بخیل اور کنجوس دیکھنا ہے تو اس کو دیکھ لو جس کے سامنے میرا نام آئے اور وہ میرا نام سن کر مجھ پر درود نہ پڑھے۔

مولانا نے لکھا ہے۔

اور جو نام نبیؐ دا سن کرنئیں درود پوچاندے
ملک نورانی حق اوناں دے اے دعا فرماندے

فرشتے کہتے ہیں۔

رب نہ بخشے جنت تینوں تے نہ توں رحمت پانویں
جنت ہو یا حرام بخیلا توں کیونکر جنت جانویں

جو نبیؐ پاک کا نام سن کر درود پڑھتے ہیں ان کے حق فرشتے دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

نام نبیؐ دا سن کر مومن جو درود پوچاون
ملک نورانی حق اوناں دے اے دعا فرماون
اللہ بخشے جنت تینوں تے ساتھ رسول الٰہی
دعا منظور نورانی ملکاں، وچ دربار الٰہی

جب بندہ درود پڑھتا ہے تو آسمان پر رب خوش ہوتا ہے۔فرشتے خوش ہوتے ہیں اور آمنہ کے لال علیہ السلام خوش ہوتے ہیں۔اور جو درود نہیں پڑھتا وہ اپنی سزا سن لے!

ایک دفعہ اللہ کے نبیؐ خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے منبر پر تشریف لے گئے۔مسجد نبوی ہے اور آپ کا شہر مدینہ طیبہ ہے۔جب حضرت نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو آپ زبان نبوت سے فرماتے ہیں۔اَللّٰھُمَّ آمِیْن.

پھر آپ نے منبر کی دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا۔آمین

پھر آپ نے منبر کی تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا۔آمین

حضرت خطبہ ارشاد فرما کر فارغ ہوئے۔صحابہؓ بیٹھے ہوئے ہیں ایک صحابی کھڑا ہو کر کہتا ہے۔سرکار آج ہم نے ایک بڑی عجیب ہی بات دیکھی ہے۔جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ہم نے دیکھا ہے کہ آپ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو زبان نبوت سے آمین فرمایا۔پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو پھر آمین فرمایا۔پھر تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو پھر آمین فرمایا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابہؓ! سنو میں نے کیوں آمین کہی ہے جب میں نے منبر پر قدم رکھا تو جبرائیلؑ آ گئے آ کر کہتے ہیں سوہنیا جس کے سامنے آپ کا نام مبارک لیا جائے اور وہ سن کر آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔وہ تباہ و برباد اور ذلیل ہو جائے میں نے فرمایا۔آمین۔

میرے بھائی! جبرائیلؑ بد دعا کر رہا ہے اور میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہہ رہے ہیں ذرا دیکھو تو سہی کہ بد دعا کی تائید کون سی ہستی کر رہی ہے کتنا بد بخت ہے وہ انسان جس کے حق میں جبرائیلؑ اور اللہ کے رسول بد دعا کریں۔اللہ نبی پاک کی دعائیں

لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے بھائیو! نبی پاکؐ کی دعا لیا کرو بد دعا سے بچو۔ آج بھی اگر کوئی آدمی چاہے تو وہ اللہ کے نبی کی دعا لے سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بندہ عصر کی نماز یعنی فرضوں سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے میں دعا کرتا ہوں اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ اللہ ہم کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ فوت ہونے سے پہلے اپنا وصیت نامہ لکھ رہے ہیں آپ کا جنازہ آ گیا چارپائی پڑی ہوئی ہے لوگ اس پیر کا جنازہ پڑھنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے بڑے بڑے علماء کرام اور گدی نشین موجود ہیں آپ کی وصیت پڑھ کر سنائی جا رہی ہے

① لکھتے ہیں کہ میری نماز جنازہ وہ آدمی پڑھائے۔ جس کی زندگی میں کبھی نماز تہجد بھی قضا نہ ہوئی ہو۔ میرے بھائی غور کر! تیرا پیر فرض نہ پڑھے تو وہ تب بھی ولی ہے نماز، روزے کے قریب نہ جائے تو وہ پھر بھی پہنچی ہوئی ہستی ہے۔

② لکھتے ہیں میری نماز جنازہ وہ آدمی پڑھائے جس کی کبھی عصر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں نہ چھوٹی ہوں۔

③ فرماتے ہیں میری نماز جنازہ وہ آدمی پڑھائے جس کی کبھی تکبیر اولیٰ نہ رہی ہو۔

④ چوتھی وصیت یہ لکھتے ہیں کہ میری نماز جنازہ وہ آدمی پڑھائے جس نے اپنی ہوش سنبھالنے کے بعد کبھی کسی غیر محرم عورت کی طرف نہ دیکھا ہو۔

ولی اور پیر کا جنازہ پڑا ہوا ہے۔ بڑے بڑے علماء اور گدی نشین موجود ہیں لیکن حضرت کا جنازہ کون پڑھائے۔ میرے بھائی! پہلے لوگ اتنے اللہ والے ہوتے تھے میرے نبی کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنے بابا کے دنیا سے جانے کے بعد اتنی پریشان رہتی تھیں کہ بابا کا صدمہ دل سے جاتا ہی نہیں۔ میرے نبیؐ کے دنیا

سے رحلت فرمانے کے بعد حضرت فاطمہؓ صرف چھ مہینے زندہ رہیں۔ایک دن حضرت فاطمہؓ صبح صبح اٹھ کر حضرت حسن وحسین کو نہلاتی ہیں۔بیٹی زینب سے پیار کرتی ہیں اور فرماتی ہیں اے میرے حسن وحسین آج مجھے جی بھر کر امی امی کہہ لو۔اتنے میں حضرت علیؓ آجاتے ہیں۔فرماتے ہیں فاطمہؓ کیا بات ہے؟

سیدہ فاطمہؓ کہتی ہیں۔اے علیؓ جی! سن لو میری اور آپ کی زندگی کے ایام گزرے ہیں۔اس دوران اگر مجھ سے کوئی غلطی اور گستاخی ہوگئی ہو تو اللہ کے لئے معاف کر دو۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں اے فاطمہ کوئی بات نہیں۔اللہ شفاء عطا فرمائے گا۔

بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اب شفاء والی کوئی بات نہیں' جو بات میں بتانا چاہتی ہوں وہ سن لو فرماتی ہیں۔اے علیؓ جی۔جب سے مجھے ہوش آئی ہے اس وقت سے لے کہ آج تک میں نے ان آنکھوں سے کسی غیر محرم آدمی کو دیکھا ہی نہیں۔اگر میں ابھی فوت ہو جاؤں تو سارا دن میرا جنازہ گھر رکھ کر شام کے بعد میری چار پائی قبرستان لے کر جانا اور ساتھ چراغ لے کر نہ جانا میں نہیں چاہتی کہ میرا کفن بھی غیر محرم آدمی دیکھ لیں۔مجھے غسل بھی خود دینا۔میرے بھائی! تیری معلومات کے لئے میں یہ بتا دوں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی نے غسل دیا۔

خواجہ صاحب نے لکھا ہے کہ میرا جنازہ وہ پڑھائے جس میں یہ چار اوصاف پائے جائیں۔اب کوئی آدمی آگے ہونے کیلئے تیار ہی نہیں۔اس رب کے ولی کا جنازہ کون پڑھائے کبھی تو تہجد رہ ہی جاتی ہے کبھی بندہ پہلی صف میں کھڑے ہونے سے رہ ہی جاتا ہے کبھی عصر سے پہلے چار رکعتیں رہ ہی جاتی ہیں۔لیکن ایک بات میں تجھے بتا دیتا ہوں اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں۔پہلی صف والوں پر اللہ آسمان سے اپنی خصوصی رحمتیں نازل کرتے ہیں۔اسی لئے صحابہؓ میں بعض دفعہ قرعہ اندازی تک نوبت آجاتی ایک کہتا میں نے پہلی صف میں کھڑے ہونا ہے دوسرا کہتا میں نے کھڑے ہونا ہے اس کے بعد دائیں طرف کھڑے

ہونے کیلئے ایک کہتا کہ ادھر میں نے کھڑے ہونا ہے حتیٰ کہ قرعہ تک نوبت آ جاتی۔

خواجہ صاحب کی میت پڑی ہوئی ہے کوئی بندہ جنازہ پڑھانے کیلئے تیار نہیں وقت کا حکمران شمس الدین التمش خواجہ صاحب کا مرید تھا۔ یہ آگے ہو کر رو پڑتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے سیل رواں جاری ہو جاتے ہیں یہ کہتا ہے۔ خواجہ صاحب آپ جاتے وقت مجھے بھی ننگا کر گئے ہیں۔ حضرت کو پتہ تھا کہ یہ چاروں صفات اللہ نے میرے اندر پیدا کر دی ہیں۔

آ ؤ میں تجھے بتاؤں پہلے حکمران کس طرح کے ہوتے تھے خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ کی بیگم جس کا نام زبیدہ تھا۔ اللہ تجھے مکے لے جائے تو عرفات اور مزدلفہ چلا جا۔ وہاں تجھے زبیدہ کے نام پر ایک نہر ملے گی۔ اس نے وہ نہر کھدوائی۔ تاکہ وہاں سے حاجی بھی پانی پیئں اور جانور بھی پانی پیئں۔ وہ اتنی نیک اللہ والی تھی اس نے اپنے گھر میں سو خاتون صرف اس لئے رکھی ہوئی تھی کہ وہ سارا دن اس کے گھر قرآن ہی پڑھتی رہتی تھیں۔ زبیدہ سو بی بی کو اس بات کی تنخواہ دیتی ہے ان کو اس چیز کا خرچہ دیتی ہے کہ یہ سو بی بی صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک میرے گھر قرآن کی تلاوت ہی کرتی رہیں۔

میرے بھائی! پہلے لوگ اس طرح کے تھے حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ کے والد حافظ بارک اللہ رحمۃ اللہ کی والدہ ایک نواب کی بیٹی تھی وہ نواب کی بیٹی ہونے کے باوجود حافظ صاحب کو دودھ تب پلاتی تھی جب پہلے وضو کر لیتی' اب تو یہاں تک نوبت ہی نہیں آتی۔ ماں بچے کو دودھ پلانے کے لئے تیار ہی نہیں۔

غالباً حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ کا زمانہ ہے فرماتے ہیں آسمان سے بارش بند ہو گئی لوگوں نے بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر دعائیں کہ یا اللہ اپنی رحمت کی بارش برسا دے لیکن بارش نہ ہوئی لوگ مینہ مانگ مانگ کر تھک گئے ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک کالے رنگ کا ہڈیوں کا ڈھانچہ کمزور سا آدمی ہے۔ یہ آ کر بیت اللہ کے غلاف کو پکڑ کر کہتا ہے یا اللہ تیرے بندوں نے بڑی دعائیں مانگی ہیں لیکن تو نے قبول نہیں کیں۔ میں تیرا کمزور سا بندہ ہوں اللہ میری دعا قبول کر لے۔

امام صاحب فرماتے ہیں میں دیکھ رہا تھا یہ دعائیں مانگ رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے یہ رو رو کر رب سے باتیں کر رہا تھا یہ دعا مانگ کر ہٹ گیا بندوں میں گھل مل گیا۔ میں نے دیکھا کہ اسی وقت رحمت کی بارش شروع ہوگئی میں نے اس کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ آخر ایک دن وہ پھر مجھے مل گیا یہ آگے آگے اور میں اس کے پیچھے پیچھے تھا میں نے سوچا کہ پتہ کروں یہ کون ہے۔ یہ ایک حویلی میں داخل ہو گیا وہاں ایک چوہدری صاحب بیٹھے ہوئے تھے میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کالا اور کمزور سا آدمی کون ہے وہ کہتا ہے حضرت یہ میرا غلام ہے امام صاحب فرماتے ہیں یہ بندہ مجھے قیمتاً دے دو، وہ چوہدری کہتا ہے حضرت میں تو اس کو غریب اور درویش سمجھ کر روٹی دے دیتا ہوں یہ دیکھو میرے اور کتنے غلام پھر رہے ہیں آپ وہ غلام لے جائیں جو تمہاری خدمت کرے۔ امام صاحب فرماتے ہیں ہم اس سے خدمت نہیں کروائیں گے۔ بلکہ اسکی خدمت کریں گے۔

چوہدری آواز دے کر کہتا ہے اے غلام بات سن یہ کالا آدمی امام صاحب کے پاس آیا۔ چوہدری کہنے لگا تو حضرت کے ساتھ چلا جا۔ ان کی خدمت کرتے رہنا۔ غلام راستے میں کہتا ہے حضرت صاحب میں تو بالکل کمزور ہوں۔ کچھ نہیں کر سکتا کاروبار بھی مجھ سے نہیں ہو سکتا آپ کوئی طاقتور غلام لے کر جاتے۔

امام صاحب فرماتے ہیں اے بھائی اللہ والے ہم تجھ سے خدمت نہیں کروائیں گے بلکہ تیری خدمت کریں گے۔ یہ کہتا ہے جی آپ میری خدمت کیوں کریں گے؟

آپ فرماتے ہیں۔ سارا جہان زور لگا کر تھک گیا لیکن مینہ نہیں پڑا تو نے ایک دفعہ کہا تو بارش پڑ گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو اللہ کا ولی ہے۔

غلام کہتا ہے حضرت آؤ پھر بیت اللہ سے ہو کر جائیں اس نے جا کر بیت اللہ کا غلاف پکڑ لیا۔ کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر کہتا ہے یا اللہ پہلے تو تیرا اور میرا پردہ تھا مجھے پتہ تھا یا تجھے پتہ تھا اب راز کھل گئے ہیں اب میں دنیا پر نہیں رہنا چاہتا اس نے ہا ماری اور جان نکل گئی۔

میرے بھائی! کئی اللہ کے نیک بندے ہیں جن کی وجہ سے جہان کا نظام قائم ہے۔

بات دور چلی گئی آپ فرماتے ہیں میں نے منبر کی دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو

جبرائیلؑ کہتے ہیں۔ جس کے والدین بوڑھے ہوں وہ مزدوری کر کے کما نہ سکتے ہوں۔ ماں باپ در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہوں اور یہ چوہدری بن کر بیٹھا ہوا اپنے دوستوں کی بڑی عزت کرتا ہے بیوی کے نخرے دیکھتا رہتا ہے اور اپنے ماں باپ کو پوچھتا ہی نہیں جو جوان اپنے والدین کی خبر گیری نہیں کرتا اس پر بھی لعنت ہو۔ میں نے کہا۔ آمین۔

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ بعض والدین کو تنگ کر کے خود بھی تنگ ہوتے ہیں اور پھر والدین کہتے ہیں اس سے بہتر تھا کہ تو پیدا ہی نہ ہوتا۔ اور بعض بڑے اچھے بھی ہوتے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی ماں کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر سات حج کروائے یہ ساتویں حج کا طواف کروا کر آسمان کی طرف منہ کر کے کہتا ہے یا اللہ میں نے اپنی ماں کو سات حج کروا دیئے ہیں اب تو میری ماں کا حق ادا ہو گیا ہو گا۔

آواز آتی ہے۔ اے ماں کے حق ادا کرنے والے سن! سردی کا موسم تھا تو نے بستر پر پیشاب کر دیا تیری ماں نے اٹھ کر تجھے صاف کیا گھر میں بڑی غربت تھی کوئی اور کپڑا نہیں تھا۔ جو نیچے بچھا کر تجھے اوپر لٹاتی تیری ماں خود گیلی جگہ پر لیٹی اور تجھے سینے پر لٹا لیا۔ ابھی تو تو اس ایک رات کا حق بھی ادا نہیں کر سکا۔ آپ فرماتے ہیں جب میں نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرائیلؑ کہتے ہیں حضرت جس کی زندگی میں ماہ رمضان آ جائے اور وہ روزے نہ رکھے اپنے گناہ نہ بخشوائے وہ بندہ بھی لعنتی ہے میں نے فرمایا۔ آمین۔

اللہ ہم کو بھی رمضان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور نبی پاکؐ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

حوض کوثر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ○

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ رب رحمٰن کے لئے' بے شمار' ان گنت درود وسلام ساری کائنات کے سردار' آمنہ کی لال حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو! جو سورت میں نے اس وقت آپ کے سامنے پڑی ہے' تقریباً ہر مسلمان کو یہ سورت یاد ہے اور قرآن پاک میں سب سے چھوٹی سورت ہے' مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ پر یہ سورت دو دفعہ نازل فرمائی ہے۔ ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں اور ایک دفعہ مدینہ منورہ میں۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی عمر ,,۲۵'' سال ہے اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ,,۴۰'' سال ہے' اس عمر کے دوران میرے مصطفیٰ ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا' اللہ کریم نے اپنے مصطفیٰ ﷺ کو سوائے ایک بیٹے کے تمام اولاد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے عطا فرمائی ہے' یہ حضرت خدیجہ کا اعزاز ہے' اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیاں اور دو بیٹے اپنے مصطفیٰ کو عطا فرمائے' میرے مصطفیٰ ﷺ نے پہلے بیٹے کا نام حضرت قاسم رکھا' اور قاسم کے نام پر اپنی کنیت ابوالقاسم رکھی' جب حضرت قاسم چلنے پھرنے لگے تو اللہ نے اپنے مصطفیٰ ﷺ سے بیٹا واپس لے لیا' پھر ایک کافر' عاص بن وائل کہا کرتا تھا کہ محمد ﷺ کی کیا بات کریں اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تھا' وہ فوت ہو گیا ہے' بیٹیاں زندہ ہیں اللہ نے پھر دوسرا بیٹا دے دیا تو میرے مصطفیٰ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا' اللہ پاک کی قدرت دیکھئے' اللہ نے دونوں واپس لے لئے' اصل میں اللہ بتانا چاہتے ہیں' پہلی بات یہ ہے کہ میں دوں یا' نہ دوں' یہ میری مرضی ہے اور اگر چاہوں تو دے کر چھین لوں' مجھے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔

جب میرے نبیؐ کے دونوں بیٹے فوت ہو گئے تو ان مکے والوں نے کہنا شروع کر دیا کہ جب تک محمدؐ زندہ ہے' اس وقت تک اس کا نام موجود ہے' جب آپؐ فوت ہو گئے تو کوئی بھی آپؐ کا نام نہیں لے گا' یہ معاذ اللہ ہے ہی اَبْتَرُ ہے' (عربی میں اَبْتَر اس شخص کو کہتے ہیں جس کی نرینہ اولاد نہ ہو) حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب کسی مومن کا بچہ فوت ہو جائے' جب فرشتے اس کے بچے کی روح قبض کر کے آسمان کی طرف جاتے ہیں تو اللہ پوچھتے ہیں' فرشتو' تم کہاں سے آئے ہو؟

فرشتے عرض کرتے ہیں' یا اللہ فلاں جگہ تیرا ایک بندہ تھا تو نے اس کو بیٹا دیا تھا' ہم اس سے چھین کر لے آئے ہیں اللہ فرماتے ہیں' تم میرے بندے کا دل توڑ کر لے آئے ہو'

دوستو! بیٹے والدین کا دل ہوتے ہیں' اولاد کے بغیر والدین کو اندھیرا نظر آتا ہے۔ اسی لئے انبیاء نے رو رو کر پکار کر کہا' کوئی نبی کہتا ہے' رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ. یا اللہ ۸۰ سال کی عمر ہو گئی ہے' ایک نیک بیٹا عطا فرما دے۔ کوئی نبی اس فریاد کر رہا ہے' رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا. نبی اپنی داڑھی اور سفید بالوں کا حوالہ دے کر کہہ رہا ہے' یا اللہ تو دیکھ رہا ہے' کہ میری داڑھی بھی سفید ہے' سر کے بال بھی سفید ہیں' بیوی بھی بیمار ہے' اولاد ہونے کے موسم بھی گزر گئے ہیں اور عمر بھی ایک سو بیس سال کی ہے لیکن مجھے پھر بھی امید ہے کہ اگر تو دینے پر آئے تو بے موسم بھی دے سکتا ہے۔

اگر رب دینے پر آئے تو ابراہیم نبی کی عمر سو سال ہے' بیوی بانجھ ہے' اللہ فرماتے ہیں اے جبرائیل' تو لوط نبی کی قوم تباہ کرنے کے لئے جا رہا ہے' جاتے جاتے میرا ایک پیغام لیتے جانا' ابراہیم نبی کو بیٹے کی مبارک دے دینا' بارہ فرشتے حضرت کے پاس آ گئے' حضرت بڑے مہمان نواز تھے' آپ نے بچھڑا ذبح کر کے تیار کر کے ان کے آگے رکھ دیا' فرشتے دیکھ رہے ہیں کہ ہم ہر روز ابراہیم کے پاس آتے ہیں لیکن اس نے ہمیں پہچانا ہی نہیں۔ اللہ کا قرآن کہتا ہے'

فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ

خِيفَةً. (هود: ۷۰)

روست کیا ہوا گوشت آگے پڑا ہوا ہے' یہ آنے والے فرشتے اپنا ہاتھ آگے نہیں کرتے' پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں پیا' حضرت ڈر گئے کہ یہ کیسے مہمان ہیں' نبی کا ڈر دیکھ کر جبرائیل امین فوراً بول اٹھے' کہنے لگے حضرت ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں' ہم کھانا نہیں کھاتے' ہم کہیں کسی اور کام جا رہے تھے' اللہ کریم نے فرمایا' میرے نبی کو مبارک دیتے جانا کہ اللہ مائی سارہ سے تجھے بیٹا دے گا' مائی صاحبہ بھی پاس ہی کھڑی تھی' کہتی ہیں' قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَ اَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا. یہ اپنے ناک پر انگلی مارتی ہیں اور تعجب سے کہتی ہیں' کیا میں اب بچہ ,,جنوں'' گی' میں تو ویسے ہی بیمار ہوں اور خاوند بھی بوڑھا ہو چکا ہے۔

جبرائیل کہتا ہے' اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ' اللہ کے کاموں پر کیا تعجب ہے' تم بیٹے کا تعجب کر رہے ہو' ہم کو اللہ کریم نے فرمایا تھا' بیٹے کی مبارک دے کر ساتھ پوتے یعقوب کی بھی مبارک دے دینا۔

وہ دینے پر آئے یا دے کر چھین لے' یہ اس کی مرضی ہے۔

رسول اللہ فرماتے ہیں' کسی کا بیٹا فوت ہوا' فرشتے روح لے کر آسمان پر گئے' اللہ فرماتے ہیں تم میرے بندے کا دل توڑ کر لے آئے ہو' بتاؤ' اب وہ کیا کہتا ہے' فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ' وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. کے ورد کرتا جا رہا تھا۔

اللہ فرماتے ہیں' پھر اس طرح کرو کہ جنت میں سونے چاندی کی اینٹوں کی ایک کوٹھی بناؤ اور اس کے اوپر ''بیت الحمد'' لکھ دو' وہ جتنی بار میری تعریفیں کرے گا میں اس کے لئے اتنی کوٹھیاں بنوا دوں گا۔

ایک دن میرے نبی ﷺ نے عورتوں کو بھی وعظ کیا' آپ فرماتے ہیں' تَصَدَّقْنَ' صدقہ زیادہ کیا کرو کیونکہ میں نے جہنم میں نظر دوڑا کر دیکھا ہے اس میں صرف تم ہی جل رہی تھیں' عورتیں کہنے لگی سوہنیا' ہم جہنم میں زیادہ کیوں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک تو اپنے خاوندوں کی نافرمان ہوتی ہو اور ایک بے صبری کا مظاہرہ کرتی ہو۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے بیبیوں! سن لو جس کے تین بچے فوت ہوئے' پھر اس بی بی نے صبر کیا' قیامت کا دن ہوگا' ان بچوں کو حکم ہوگا' اے بچو' جنت میں چلے جاؤ' یہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے کہیں گے یا اللہ ہم اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے جب تک ہمارے والدین بھی ساتھ نہیں جائیں گے۔

ایک بی بی کہنے لگی' یا رسول اللہؐ اگر کسی کے دو بچے فوت ہوئے ہوں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں' دو بھی بازو پکڑ کر جنت میں لے جائیں گے۔

ایک اور بی بی کہنے لگی' سوہنیا اگر کسی کا ایک بچہ فوت ہوا ہو۔

آپؐ نے فرمایا' اگر کسی کا ایک بچہ بھی فوت ہوا ہو' اور وہ بی بی صبر کر گئی' ایک بچہ بھی اپنے والدین کو بازو سے پکڑ کر جنت میں لے جائے گا۔ اللہ کے نبیؐ کے دو بیٹے فوت ہوئے تو مکے والوں نے طعنے دیئے اور کہا کہ محمدؐ کا کوئی نام بھی نہیں لے گا۔

اللہ نے آسمان سے قرآن نازل فرمادیا' اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ o اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ o اللہ پاک فرماتے ہیں' اے میرے محبوب! گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں' میں نے آپ کو حوض کوثر عطا فرمادیا ہے۔ کوثر کا لفظ بڑا جامع لفظ ہے' اس میں علم بھی' حلم بھی' حکمت و دانائی بھی' دنیا کا مال بھی اور اگلا جہان بھی' اتنی کثیر امت کہ اللہ پاک نے اس لفظ میں سب کچھ بیان کر دیا ہے۔

فرمایا سوہنیا' یہ بے ایمان' کافر ابوجہل لعین جیسے' جو یہ کہتے ہیں کہ آپ کا کوئی نام نہیں لے گا۔ اے میرے محبوب! مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے' آپ کا نام قیامت کی دیواروں تک رہے گا اور ان کافروں کا کوئی نام بھی نہیں لے گا۔

ابوجہل' ابولہب' چوہدری تھا' ہاشمی تھا' قریشی تھا اور اتنا بڑا دانا آدمی تھا' کبھی آپ نے سنا ہو کہ کسی کافر نے اپنے بچے کا نام ابوجہل یا ابولہب رکھا ہو' کافر بھی ابوجہل نام رکھنے پر تیار نہیں' اور میرے مصطفیٰ ﷺ کا نام ''محمد ﷺ'' عیسائی بھی رکھنے کو تیار ہیں'

رب نے وعدہ کیا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ o وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ o الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ o وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ o

اللہ پاک فرماتے ہیں اے میرے محبوب! میں نے آپ کی عظمتیں بلند کی ہیں' اتنی بلند کی ہیں کہ!

جہاں تک میری خدائی ہے وہاں تک آپ کی مصطفائی ہے۔

جہاں موذن' اللہ اکبر اللہ اکبر اشھدان لا الہ الا اللہ کہے' وہاں اس کو اشھدان محمد رسول اللہ o بھی کہنا پڑے گا۔ جہاں مکبر' اشھدان لا الہ الا اللہ کہے گا وہاں اس کو اشھدان محمد رسول اللہ o بھی کہنا پڑے گا۔ جہاں نمازی' التحیات اللہ پڑھے گا' وہاں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' بھی پڑھے گا۔ وہاں اس کو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بھی پڑھنا پڑے گا۔

غرض یہ کہ وہ نماز' نماز نہیں ...... وہ اذان اذان نہیں ......وہ تکبیر' تکبیر نہیں' جہاں میرے محمد ﷺ کا نام نہیں' میرے بھائی! میرے مصطفیٰ ﷺ کا نام آسمان پر گونج رہا ہے' زمین پر گونج رہا' آسمان پر چرچے میرے مصطفیٰ ﷺ کے زمین پر چرچے میرے مصطفیٰ ﷺ کے زمین و آسمان کی فضا میں چرچے میرے مصطفیٰ ﷺ کے......

اور زمین کی تہہ کے نیچے بھی فرشتے پوچھ رہے ہیں' من نبیك اور مومن وہاں بھی کہہ رہا ہے۔ نبی محمد o صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہمیں کہنے دو۔

چار چوفیرے پیاں سوہنے دیاں دھماں نی
خلق مٹھاسوں شہد کر دتا تماں نی
اللہ جے لیاوے موسم' میں قدم جا چماں نی
ہو جائے صمصام اتے فضل غفار دا
نام محمدؐ والا کالجے ٹھار دا

حضرت انس رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مدینہ

طیبہ میں ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھے' آپ کو بیٹھے بیٹھے اونگھ آ گئی' جب آپ اونگھ سے بیدار ہوئے تو حضرت مسکرا رہے تھے' آپ ﷺ فرماتے ہیں میرے صحابہ اللہ نے مجھے بہت بڑی چیز دی ہے' آپ نے پڑھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَالْاَبْتَرُ○

سوہنیا میں نے آپ ﷺ کو حوضِ کوثر دے دیا ہے' آپ اپنے چچا حمزہؓ کے گھر چلے گئے' جا کر آواز دی تو چچی کہتی ہے' سرکار' حمزہؓ تو آپ کو تلاش کرنے کے لیے گئے ہوئے ہیں' اللہ کا شکر ہے کہ آپ خود ہی تشریف لے آئے ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں' چچی کیا بات ہے' یہ کہتی ہے سوہنیا' ہم نے آپؐ کو مبارک دینے کے لیے جانا تھا' آپ فرماتے ہیں کس بات کی؟ کہتی ہیں' اللہ پاک نے آپ کو حوضِ کوثر عطا فرما دیا ہے۔

حوضِ کوثر کیا ہے' سنو فرمایا:

میرا حوض نبیؐ فرمایا' تے بہت فراخ عیائی
لمبا چوڑا اکو جیہا تے بند مہینہ بھائی
پانی اس دا شہدوں مٹھا تے برفوں سرد کھنیرا
دودوں چٹا تے مشکوں عطروں خوشبوناک ودھیرا
سوہنے اپے بھانڈے اس پر تے جیوں تارے آساناں
دو نہراں اس طرف بہشتوں' تے رہن ہمیش روانہ

حضرت بعض لوگوں کو پیالوں میں' بعض کو گلاسوں میں' بعض کو سونے چاندی کے برتنوں میں اور بعض کو مصطفیٰ ﷺ اپنے ہاتھ سے پلائیں گے' کجا سونے چاندی کے برتن اور کجا میرے مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ' دعا کرو' اللہ قسمت میں فرمائے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' حوضِ کوثر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے' شہد سے زیادہ مٹھا ہے' برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور خوشبوؤں سے زیادہ معطر ہے۔

بعض کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پلائیں گے...... بعض کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ پلائیں گے

بعض کو عثمان رضی اللہ عنہ پلائیں گے ...... بعض کو حیدر کرار رضی اللہ عنہ پلائیں گے اور بعض کو نیک مومن بھی پلائیں گے اور بعض کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے ہاتھ سے پلائیں گے۔

(حضور گلاس ایک طرف رکھ دیں گے اور حوض کوثر سے اپنے ہاتھ میں پانی بھر کر ان کے منہ کے ساتھ لگائیں گے) جنہوں نے برتنوں اور گلاسوں سے پیا ہوگا وہ کہیں گے، سوہنیا ہم کو آپ نے پیالوں میں پلایا ہے اور ان کو آپ ہاتھ سے پلا رہے ہیں، کیا بات ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے، تم وعظ سنتے تھے اور یہ وعظ سناتے تھے، انہوں نے اللہ کے قرآن اور میرے فرمان کی خاطر دن رات ایک کیا ہوا تھا، یہ تبلیغ کرنے والے لوگ ہیں۔

پچاس ہزار سال کا دن ہوگا، زبان پیاس سے نکل رہی ہوگی۔ لیکن جس کو حوضِ کوثر کا ایک گھونٹ نصیب ہوگیا اس کو پچاس ہزار سال پانی کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔

صحابہؓ نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اتنی دنیا اکٹھی ہوگی، آپ ہمیں کس طرح پہچانیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جس طرح پانچ کلیان گھوڑا ڈبے گھوڑوں میں پہچان لیا جاتا ہے، اسی طرح میں بھی تمہیں پہچان لوں گا، تمہارے وضو کے اعضاء چمک رہے ہوں گے۔

مشکوٰۃ میں لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، دوسری امتوں کے لوگ بھی آنے کی کوشش کریں گے، جس طرح اونٹ کو پانی پلانے والا اپنے چشمے سے بیگانے اونٹ کو پانی نہیں پینے دیتا، اسی طرح میں بھی ان کو پانی نہیں پینے دوں گا۔

ایک گروہ پانی پینے کے لیے آئے گا، ان کے ہاتھ، پاؤں اور چہرہ چمک رہا ہوگا، میں دیکھ کر کہوں گا کہ یہ میرے ہی آرہے ہیں، لیکن میرے اور ان کے درمیان اللہ اپنی قدرت سے ایک دیوار حائل کر دیں گے، فرشتے لاٹھی چارج کر کے پیچھے بھگا دیں گے، میں کہوں گا، یہ تو میرے ہی تھے، تم ان کو پیچھے کیوں لے گئے ہو؟

جاؤ بخاری کی ورق گردانی کر کے دیکھ لو فرشتے کہیں گے۔

اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ.

سوہنیاء آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے دنیا سے آنے کے بعد انہوں نے دین میں کتنی نئی نئی بدعات رائج کر دی تھیں۔ یہ بدعتیوں کا ٹولہ ہے۔ یہ نئے نئے کام کرنے والوں کا گروہ ہے' یہ سنت کے تارک ہیں' یہ سن کر اللہ کے نبیؐ فرمائیں گے۔ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ. ان بے ایمانوں کو پیچھے لے جاؤ' میں ان کی شکلیں دیکھنا بھی برداشت نہیں کرتا۔

یہ اپنی طرف سے کام اچھا کرتے تھے' لیکن وہ بدعت ہوتی تھی۔

میرے بھائی! دین وہ ہے جو رسول اللہ نے بتایا ہے' جانور ذبح کرتے وقت صرف بسم اللہ اللہ اکبر ٥ پڑھنا چاہیے اور اگر کوئی کہے کہ سورۃ یٰسین پڑھنے پر اتنا ثواب ملتا ہے وہ بیٹھ کر یٰسین کی تلاوت شروع کر دے اور ساتھ چھری پھیر دے' آپ ایمان سے بتلائیں کہ کیا وہ جانور حلال ہو جائے گا؟

وہ حرام ہے' حالانکہ اس نے قرآن پڑھا ہے' کیوں حرام ہے' حرام اس لیے ہے کہ اس نے میرے محمد ﷺ کا طریقہ استعمال نہیں کیا۔

کوئی بندہ یہ کہے کہ صبح کی نماز کے دو فرض ہیں' چار پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے' وہ چار فرض پڑھنا شروع کر دے' بتلائیں وہ دائرہ اسلام میں رہ جائے گا؟

میرے بھائی! دین وہ ہے۔

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا.

جو چیز میرا نبی تمہیں دے وہ لے لو اور جہاں سے روکے وہاں سے رک جاؤ۔

دین وہ ہے جس پر محمد کریم ﷺ کی سنت کی مہر لگی ہوئی ہے اور جس پر سنت کی مہر نہیں وہ کام بے شک کتنا سوہنا کیوں نہ ہو' کتنا اچھا اور خوبصورت کیوں نہ لگتا ہو۔ اس کی شکل وصورت کتنی اچھی کیوں نہ ہو' اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے' وہ دین نہیں' اس کو! رسم قل کہہ لے ...... رسمِ ساتواں کہہ لے ...... رسمِ دسواں کہہ لے ...... رسمِ

چالیسواں کہہ لے ...... رسمِ گیارہویں کہہ لے ...... رسمِ جمعرات کہہ لے، جس پر میرے محمد ﷺ کی مہر نہیں، وہ رسم ہو سکتی ہے۔ دین نہیں ہو سکتا۔

جو رسم ہو، اس کا کوئی ثواب نہیں، میرے نبی تو رسوم ورواج کو مٹانے کے لیے آئے تھے اور تو نے رسموں کو جگانا شروع کر دیا ہے۔

ایک آدمی نے مجھے پوچھا کہ مولوی جی صحیح صحیح بتانا، چالیسویں کا کہیں ثبوت ہے، میں نے کہا، تیجے کا ثبوت کہیں نہیں، چالیسویں کا کہاں سے وہ تو بڑی دور کی بات ہے۔ میں نے کہا فلاں مولوی سے پوچھ کر دیکھ! کہتا ہے میں نے اس سے پوچھا ہے وہ کہتا ہے، نہ قرآن میں ثبوت ہے، نہ حدیث میں ثبوت ہے، ہم تو اس لیے اکٹھے ہوتے ہیں کہ چلو، چار قرآن پڑھ کر اس کو بخش دیں گے۔

آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ طریقہ نبیؑ پاک کو یاد نہیں تھا ...... یہ طریقہ ابوبکرؓ کو یاد نہیں تھا ...... یہ طریقہ عمر فاروقؓ کو یاد نہیں تھا، دین وہ ہے جس پر محمد کریم ﷺ کی مہر لگی ہوئی ہے، جس پر نبیؑ کی سنت کی، مہر نہیں، اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے، بے شک تو پچاس حج کرے، تجھے رائی کے دانے کے برابر بھی اجر نہیں ملے گا۔

تو ایک حج کرے اور ابوجہل پچاس حج کرے، تو ایک عام مسجد بنائیں اور ابوجہل بیت اللہ شریف بنائے وہ تب بھی جنتی نہیں اور تو نبیؑ کا طریقہ چھوڑ کر جنتی کیسے بن سکتا ہے۔

میرے بھائی! میرے مصطفیٰ ﷺ کا طریقہ اختیار کر، پھر تیری تھوڑی عبادت کی بھی بڑی قیمت پڑے گی۔ مولانا فرماتے ہیں۔

ہتھ نبیؑ دے پھڑائی جنے نتھ اپنی
چھڈی ستھ اپنی گل کتھ اپنی
بس پچھے پچھے چلنا دہار ہوگیا
جیدا پاک نبیؑ دے سنگ پیار ہوگیا
بھانویں لکھ گناہ گار بیڑا پار ہوگیا

کوئی حبش ولایتوں پیا خط لکھ دا
اک کالا جیا بندہ کدھروں آیا وکدا
لالئی پریت کالا رنگ وی سنگار ہوگیا
جیدا پاک نبیؐ دے سنگ پیار ہوگیا
بھانویں لکھ گناہ گار بیڑا پار ہوگیا
اک مائی مونہوں سی کلمہ بولیا
آئیاں سینکڑے مصیبتاں نہ دل ڈولیا
بدن اونٹاں نال بھن کے دو پھاڑ ہوگیا
جیدا پاک نبیؐ دے سنگ پیار ہوگیا
بھانویں لکھ گناہ گار بیڑا پار ہوگیا
کوئی ستر دھیاں مار کے دوارے آوندا
پڑھ دا کلمہ تے عزتاں اے جیہاں پاوندا
جبرائیل اودی شکل دا اتار ہوگیا
جیدا پاک نبیؐ دے سنگ پیار ہوگیا
بھانویں لکھ گناہ گار بیڑا پار ہوگیا

ایک صحابی میرے نبی ﷺ کو آ کر کہتا ہے' سوہنیا قیامت کے متعلق بتاؤ' قیامت کب آئے گی؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں' تو قیامت کے بارے پوچھ رہا ہے' تو نے قیامت کے لیے کیا تیار کیا ہوا ہے؟

کہتا ہے سوہنیا بہت زیادہ نفلی نمازیں کوئی نہیں' بہت زیادہ نفلی روزے کوئی نہیں' بہت زیادہ نیکیاں کوئی نہیں' لیکن آپ سے محبت ضرور ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' پھر تو قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا' جس سے تجھے پیار ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' جنت سے دو نہریں ہر وقت جاری ہیں وہ حوضِ کوثر میں پانی ڈالتی جارہی ہیں اور میں لوگوں کو پلاتا جارہا ہوں گا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'

لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں' اے میرے صحابہ سن لو' اللہ کسی بدعتی کی نماز قبول نہیں کرتے ...... اس کا روزہ قبول نہیں کرتے ...... اس کا صدقہ قبول نہیں کرتے ...... اس کا حج قبول نہیں کرتے ...... اس کا جہاد قبول نہیں کرتے ...... اس کا کوئی نفل اور کوئی فرض قبول نہیں کرتے' اس لیے کہ اس نے میرے محمد ﷺ کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ میرے بھائی! جو میرے نبیؐ کا راستہ چھوڑ کر ...... میرے نبیؐ کا طریقہ چھوڑ کر کوئی اور راستہ اپنائے گا' اللہ ذوالجلال کی قسم ہے وہ سیدھے راستے پر نہیں جائے گا۔

حضرت نے ایک دن بیٹھے بیٹھے ایک سیدھی سی لکیر کھینچی اور دو لکیریں دائیں کھینچیں اور دو لکیریں بائیں کھینچیں درمیان میں آپ کھڑے ہو کر فرماتے ہیں' هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا.

اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم' میری یہ سیدھی سڑک ہے' یہ سیدھی سڑک مکے سے مدینے جاتی ہے' مدینے سے حوضِ کوثر پر جاتی ہے' اور حوضِ کوثر سے سیدھی جنت کو جاتی ہے اور جو ادھر راستے ہیں یہ شیطان کے راستے ہیں' تم نہ ادھر دیکھنا نہ اُدھر دیکھنا' بلکہ جی ٹی روڈ پر چل کر سیدھا مدینے پہنچ کر حوضِ کوثر پر پہنچ جانا تو جنت کے ٹکٹ میں لے کر دے دوں گا۔

میرے بھائی' فرقہ پرستی چھوڑو' جھگڑے چھوڑ دو۔ اللہ کے قرآن اور محمد رسول اللہؐ کے فرمان پر جمع ہو جاؤ' اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' آج اللہ کے نبیؐ سے تو پیار کر' نبیؐ تیرے ساتھ پیار کرے گا۔

یہ نبیؐ سے محبت کی نشانی ہے۔ صرف داڑھی رکھنا میرے مصطفیٰ ﷺ کی سنت نہیں ہے اور بھی بڑی سنتیں ہیں۔ داڑھی بھی سنت ہے لیکن کسی مسلمان کے بارے میں حسد اور بغض نہ رکھا کر' یہ بھی میرے مصطفیٰ ﷺ کی سنت ہے غریبوں سے ہمدردی کرنا' یہ بھی

حضرت کی سنت ہے' کمزوروں کو کما کر دینا' یہ بھی میرے نبی کی سنت ہے' جس کا کوئی سہارا نہیں اس کا سہارا بننا یہ بھی میرے مصطفیٰ ﷺ کی سنت ہے' تبلیغ کرنا یہ بھی حضرت کی سنت ہے' جہاد کرنا بھی میرے محمد ﷺ کی سنت ہے' میرے نبی کی سنت سے پیار کر' قیامت کے دن میرا نبیؐ تجھے سینے سے لگا کر حوضِ کوثر کا پانی پلائے گا۔

لوگ پیاسے ہوں گے' زبانیں خشک ہوں گی' بعض لوگ مومنوں کا سہارا لیں گے' مومن آگے آگے جا رہے ہوں گے' یہ پیچھے سے بھاگ کر ساتھ ملنے کی کوشش کریں گے' قرآن کہتا ہے' يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ . اللہ پاک فرماتے ہیں جب مومن جا رہے ہوں گے تو ان کے آگے' دائیں اور بائیں نور کی لائٹیں ہوں گی' بعض لوگ کہیں گے' ذرا ٹھہرنا' نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ. تمہارا کام تو بنا ہوا ہے' تمہارے لیے تو راستے منور ہوئے ہیں۔ تمہارا دامن پکڑ کر ہم بھی تمہارے پیچھے چلتے جائیں گے' مومن کہیں گے یہاں بات نہیں بنے گی' پیچھے جاؤ' یہ نور پیچھے سے ملے گا' یہ وہاں سے لے کر آؤ' یہ کہیں گے' یار کوئی بات نہیں' ہم کو بھی لے چلو' اللہ کریم فرشتوں کو کہیں گے' ان کے اور میرے بندوں کے درمیان دیوار حائل کر دو' تاکہ یہ ان سے بات بھی نہ کر سکیں۔

میرے بھائی! نور یہاں بنا' نبی کی سنت کا نور بنا...... نبیؐ کے پیار کا نور بنا...... محبت کا نور بنا...... جو تجھے میدانِ محشر میں کام آئے' پل صراط میں کام آئے اور تجھے حوضِ کوثر کا پانی نصیب ہو۔

ایک صحابی کہنے لگا' یارسول اللہ ﷺ قیامت کے دن اگر میں نے آپ کو تلاش کرنا ہو تو آپ کہاں ملیں گے؟ اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں' میں پل صراط کی گھاٹی پر کھڑا ہو کر دعا کر رہا ہوں گا کہ یا اللہ میری امت کو سلامتی سے پار سے لے جا! وہاں انبیاء تو نفسی نفسی کہہ رہے ہوں گے اور اللہ کے نبیؐ وہاں ہمارے لیے دعا کر رہے ہوں گے۔ یہ صحابی کہتا ہے سوہنیا آخر وہاں آپ کو ملنے کی ضرورت تو پڑے گی' اگر آپ مجھے پل صراط پر نہ مل سکے تو پھر؟

آپؐ فرماتے ہیں' پھر تو مجھے وہاں تلاش کرنا جہاں انصاف کا ترازو لگا ہوا ہوگا۔

میں وہاں کھڑا ہو کر اپنے امتیوں کے لیے دعا کر رہا ہوں گا کہ یا اللہ میرے امتیوں کے گناہ کم ہوں اور نیکیاں زیادہ ہوں۔ گناہوں اور برائیوں کا وزن کم ہو اور نیکیوں کا وزن زیادہ ہو۔

صحابیؓ کہتا ہے‘ سوہنیا اگر آپ مجھے وہاں بھی نہ مل سکے تو پھر؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ پھر میں حوضِ کوثر پر کھڑا ہوں گا۔ حضرت کا منبر حوضِ کوثر پر ہوگا۔ دائیں طرف صدیقؓ اور بائیں طرف فاروقؓ ہوں گے اور میں پانی پلا رہا ہوں گا‘ لیکن وہاں بدعتیوں کو پانی نہیں ملے گا۔ دوستو! جس طرح خدا اپنی خدائی میں وحدہٗ لاشریک ہے اسی طرح میرا محمد ﷺ بھی اپنی مصطفائی میں وحدہٗ لاشریک ہے‘ جس طرح نبی کی ذات اونچی ہے‘ اسی طرح نبی کی بات بھی اونچی ہے‘ جو کسی کو اللہ سے شریک بنائے گا وہ بھی مشرک اور ابدی جہنمی ہے اور جو میرے مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ شریک بنائے گا وہ بھی جہنمی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں وہ لوگ جو میرے صحابہ کو گالیاں نکالتے ہیں ان کو بھی پانی نصیب نہیں ہوگا‘ صحابہ کو گالیاں نکالنے والے دور سے ہی کھڑے دیکھ کر کہیں گے‘ جس ابوبکر و عمر کو ہم گالیاں نکالتے تھے وہ تو آج بھی محمد ﷺ کے ساتھ ہی ہیں۔ اس لیے رافضیوں کو پیغمبر کریم کے حوض سے پانی نصیب نہیں ہوگا۔

آمنہ کے لال فرماتے ہیں جو شراب کی بھٹیاں لگا کر شراب نکالتے ہیں‘ ان شرابیوں کو بھی پانی نصیب نہیں ہوگا جو شراب تولتے ہیں‘ جو شراب نکالتے ہیں‘ جو شراب لے جاتے ہیں اور جو رکھتے ہیں یہ سب میرے حوض سے پانی پینے سے محروم رہیں گے‘ اللہ اس جرم سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے۔

یہاں تو لوگ ضیافت ہی شراب سے کرتے ہیں‘ حالانکہ شراب ہر گناہ کا ’’سرا‘‘ ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنا کہ جس نے دنیا کی شراب پی لی اس کو جنت کی شراب نصیب نہیں ہوگی‘ جنت میں ایسی پاک شراب ہوگی جس میں نشہ نہیں ہوگا‘ انسان پیئے گا تو عقل

پر پردہ نہیں پڑے گا۔ وہ شرابا طهورا ○ اللہ نے جنتیوں کے لیے تیار کی ہوئی ہے لیکن جو یہاں پئے گا وہ وہاں کی امید اتار دے۔ رسول اللہ فرماتے ہیں' سب سے پہلے حوضِ کوثر کا پانی ان کو نصیب ہو گا جو دنیا میں درویش لوگ ہیں وہ کیسے درویش ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے اتنی بھوک لگی ہوئی تھی کہ میں پیٹ کے بل مدینے کی گلی میں گر گیا ادھر سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے میں نے کہا اے ابو بکرؓ مجھے اس آیت کا معنیٰ سمجھاتے جانا۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّاَسِيرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُورًا ○ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ○ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُورًا ○ وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَّحَرِيرًا ○

اللہ کے نیک بندے غریبوں محتاجوں اور قیدیوں کو اللہ کے لیے روٹی کھلاتے ہیں تا کہ اللہ راضی ہو جائے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے معنیٰ سمجھا دیا' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے دل کی بات نہ سمجھ سکے' ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ آ گئے' میں نے کہا' سرکار! مجھے اس آیت کا معنیٰ بتا دیجئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی معنی بتایا اور چلے گئے' لیکن بات پھر بھی نہ بنی ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے' میں نے کہا سرکار ذرا اس آیت کا معنیٰ سمجھاتے جانا' حضرت نے مجھے بازو سے پکڑ لیا اور فرمایا ابو ہریرہؓ میں تیری بات سمجھ گیا ہوں۔

یہ میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درویش اور فقیر ہیں' یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنا سب کچھ اللہ کے دین کی خاطر قربان کر دیا ہے۔ آپ ابو ہریرہ کو اصحاب صفہ میں لے گئے" میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوگھر ہیں' آپ نے گھروں میں پیغام بھیجا کہ ابو ہریرہ کو بھوک لگی ہوئی ہے اگر گھر میں کوئی چیز ہے تو بھیج دو' لیکن نو گھروں سے کچھ نہ ملا۔

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے چولہے میں چالیس چالیس

دن تک آگ نہیں جلتی تھی پوچھنے والا کہتا ہے۔ اماں جی پھر گزارہ کیسے؟

اماں جی فرماتی ہیں کھجوریں کھا کر پانی پی لیتے تھے اور الحمد للہ پڑھتے تھے۔

میرے بھائی! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' مجھے بڑی بھوک لگی ہوئی تھی' ادھر سے ایک صحابی دودھ کا پیالہ لے آیا' مجھے کچھ حوصلہ ہوا' رسول اللہ ﷺ کو بھی پتہ ہے کہ ابو ہریرہ کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ آپ نے میرا ہی نام لیا' فرمایا ابو ہریرہ کھڑے ہو جاؤ' میں نے پیالہ پکڑا اور اب اس انتظار میں ہوں کہ آپ آرڈر فرمائیں۔ اے ابو ہریرہ دودھ پی لے' لیکن آپ فرماتے ہیں' اے میرے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو میرے ستر صحابہؓ اپنا گھر بار' بیوی بچے اور والدین چھوڑ کر یہاں آ گئے ہیں تو ایک طرف کھڑا ہو کر سب کو پلا دے۔ پیالہ ایک ہے اور درویش ستر ہیں' ابو ہریرہ نے یہ نہیں کہا سوہنیا میری انتڑیاں بددعا دے رہی ہیں۔ میرا پیٹ خالی ہے' مجھے بھوک لگی ہوئی ہے' آپ ان کو پلانا چاہتے ہیں' بلکہ ابو ہریرہ نے اللہ کے نبی کا حکم مانا' ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں' میں نے ایک کو پلایا اور ساتھ پیالے کی طرف دیکھتا ہوں' یہ سیر ہو کر پی گیا۔ پھر دوسرے نے پیا وہ بھی سیر ہو گیا' پھر تیسرے نے پیا وہ بھی سیر ہو گیا' جب سب نے پی لیا تو آپ فرماتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ اب تو پی لے' ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ پھر میں نے پیا' آپؐ فرماتے ہیں اور پی لے میں نے اور پیا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور پی لے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا اب تو میں اتنا سیر ہو گیا ہوں کہ میرے ناخنوں سے دودھ نکلنا شروع ہو جائے گا۔ اب سب سے آخر میں میرے محمد ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر پی لیا یہ درویش ہیں جو میرے نبیؐ کے حوض پر خوب سیر ہو کر پانی پئیں گے۔

رسول اللہ کی پاک بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہاتھوں پر چھالے پڑے ہوئے ہیں' کندھوں پر مشک کے نشان پڑے ہوئے ہیں۔ چادر پھٹی پرانی ہے۔ حضرت فاطمہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہتی ہیں' حضرت جی! اتنی دور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کنواں ہے پانی

خود بھر کر لاتی ہوں' چکی خود چلاتی ہوں' حسنین کی خدمتیں خود کرتی ہوں کوئی غلام رکھ دو۔

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے فاطمہؓ آج تیرے بابا کے پاس غلام آئے ہیں' ایک غلام لے آ۔ اماں جی فاطمہ اللہ کے پاک پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر بیٹھ جاتی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری فاطمہ' تو آج کس طرح آئی ہے؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ دکھاتی ہیں' کہتی ہیں ابا جی دیکھ لو' چکی چلا چلا کر چھالے پڑ گئے ہیں۔ فرماتی ہیں۔

تن میلاں کھوہ شاہ عثمان غنی دا' جتھوں میں پانی بھر لیا واں۔

کرتا پاٹ گیا اے موڈیاں توں' ابا مشک جتھے میں چا واں۔

کچھ کرتا پاٹا ڈٹھا ای حضرت' جتھے رگڑ مشک دی آوے۔

اے بیٹی آ' یار وپاک نبیؐ دی عجب پوشا کاں پاوے۔

ابا پانی نوں میں جد سر چاواں' نت تازیاں ٹاکیاں لاواں۔

ادبوں شرموں نال شرم دے' میں پاسے ڈھک دی جاواں۔

ابا جی! آپ کے پاس غلام آئے ہیں کوئی غلام دے دو' آپ کے پاس غلام تھے لیکن آپ نے غلام نہیں دیا تھا کیونکہ آج کوئی ایم' این' اے کہہ سکتا ہے کہ نبی اپنے داماد کو غلام دے سکتا ہے تو ہم اپنے داماد کو زکوٰۃ کا مال کیوں نہیں دے سکتے۔

میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے میری بیٹی فاطمہؓ میں تجھے غلام سے اچھی چیز بتا دیتا ہوں' تو سونے سے پہلے بستر پر بیٹھ کر ۳۳ بار سبحان اللہ' ۳۳ بار الحمد اللہ' اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کر' اللہ تیری دن بھر کی تھکاوٹ دور کر دے گا یہ ہیں درویش' یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنا سب کچھ اللہ کی دین کے لئے لٹایا ہے۔

ایک آدمی نیا نیا مسلمان ہوا' آپ فرماتے ہیں اے میرے سلمان اس نو مسلم کو کھانا کھلاؤ' حضرت سلمانؓ نے اس نو مسلم کو ساتھ لیا اور جا کر ایک انصاری صحابی کا دروازہ

کھٹکھٹایا' آواز دی کھانا چاہئے' جواب ملا کھانا کوئی نہیں دوسرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ یہاں سے بھی جواب ملا کہ کھانا کوئی نہیں' اس کے بعد تیسرا دروازہ کھٹکھٹایا' یہ حضرت فاطمہؓ کا دروازہ تھا' حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں' چچا جی خیر ہے؟

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ایک نیا مسلمان بنا ہے اس کے لئے روٹی چاہئے' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں' چچا روٹی تو ہمارے گھر بھی نہیں ہے' لیکن آپ ایسا کریں کہ اس کو بٹھا دیں کہیں یہ بدظن نہ ہو جائے' میں کوئی بندوبست کرتی ہوں گھر دیکھا' آٹا بھی کوئی نہیں' پیسے بھی نہیں ہیں' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی چادر پکڑ کر کہتی ہیں' سلمان' یہ مدینے کی کسی دکان پر لے جاؤ' یہ وہاں گروی رکھ کر دو سیر جو لے آؤ تاکہ میں اپنے بابا کے مہمان کو روٹی کھلا دوں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہا چادر پکڑ کر' شمعون یہودی کی دوکان پر پہنچ جاتے ہیں' فرماتے ہیں اے شمون' یہ چادر گروی رکھ لے اور دو سیر جو دے دے' شمعون کہتا ہے' سلمان پہلے تو یہ بتا کہ یہ چادر کس کی ہے؟ حضرت سلمان کی چیخیں نکل گئیں' فرماتے ہیں شمعون' یہ چادر اتنی قیمتی ہے کہ اللہ کے عرش کی عظمتیں بھی قربان ہو سکتی ہیں' یہ نبیؐ کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چادر ہے' شمعون کی بھی چیخیں نکل گئیں' شمعون کہتا ہے' سلمانؓ چادر بھی لے جاؤ اور جتنے دانوں کی ضرورت ہے اتنے دانے بھی لے جاؤ' اور ساتھ ان کو جا کر میرا پیغام دینا کہ تمہارا ایثار دیکھ کر شمعون یہودی مسلمان بن گیا ہے۔

یہ ہیں وہ درویش جو حوض کوثر پر پانی پئیں گے' اللہ سے دعا ہے کہ اللہ مجھے اور آپ کو بھی حوض کوثر کا پانی نصیب فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

جنت کے نظارے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ○ (الزمر: ۷۳)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ جل جلالہٗ کی ذات کے لیے' بے شمار ان گنت درود و سلام سید الکونین رسول الثقلین' امام القبلتین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! اللہ مالک کا بے حد شکر ہے' جس اللہ نے اس گئے گزرے دور میں ہم کو اپنے گھر میں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے' اللہ ہمارا آنا اپنی بارگاہ میں منظور فرمائے۔

میں تھوڑا سا اشارہ کر کے بتا دیتا ہوں کہ جنت کس کو کہتے ہیں' چھلانگ لگا کر داخل ہونا آپ کا کام ہے' کیا آپ اللہ پاک کی جنت میں جانے کے لیے تیار ہیں؟

ان شاء اللہ ان بوڑھوں کے سوا باقی تمام نوجوان جنت میں جائیں گے' میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ بوڑھے جنت میں نہیں جائیں گے' اب بوڑھے گھبرا گئے ہیں اور نوجوان خوش ہو گئے ہیں' اللہ ان جوانوں کی زندگیوں میں برکت فرمائے۔

جب جنت میں جائیں گے' اس وقت بوڑھے نہیں ہوں گے' یہ داڑھی سفید نہیں ہو گی۔ جب کوئی جنت میں جائے گا۔ اس وقت ۳۳ برس کا جوان ہو گا اور حسن کیسا ہو گا' اللہ کا قرآن سن لیں آواز آتی ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ

اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ○

اللہ فرماتے ہیں جب میرا یوسفؑ نبی جوان ہوا تو میں نے بڑی خوبصورت جوانی عطا کی' نبی تو ویسے ہی بڑے خوبصورت ہوتے ہیں' لیکن رب کے نبی یوسفؑ بڑے ہی خوبصورت تھے۔

حدیث پاک میں موجود ہے کہ جہانوں کے پیر فرماتے ہیں میری تیسرے آسمان پر جناب یوسفؑ نبی سے ملاقات ہوئی' جب میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو مجھے اس طرح لگتا تھا جیسے اللہ نے تقسیم کر کے آدھا حسن اکیلے یوسفؑ کو ہی دے دیا ہے۔

آپ جس بی بی کے گھر میں رہتے تھے وہ بی بی آپ کو دیکھ کر رہ نہ سکی' وہ داؤ لگاتی رہی۔ آخر ایک دن بی بی کا داؤ لگ گیا' یہ جناب یوسف علیہ السلام کو اگلے کمرے میں لے گئی' کمرے زیادہ تھے' مکان در مکان تھا' یا اسی مکان کے دروازے زیادہ تھے' رب کا قرآن کہتا ہے' وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ. وہ تمام دروازے بند کر کے اپنے ایک بت پر کپڑا ڈال دیتی ہے۔

اللہ کے نبیؑ فرماتے ہیں' اے بی بی تو یہ کیا کر رہی ہے؟

بی بی کہتی ہے اے یوسفؑ یہ میرا رب ہے' میں اس کی پوجا کرتی ہوں' میں آج اس کے سامنے غلط کام کرنے لگی ہوں' میں نے اس کی آنکھوں پر کپڑا ڈال دیا ہے تاکہ یہ مجھے دیکھ نہ سکے۔

یوسف نبی علیہ السلام فرماتے ہیں تیرے رب کی آنکھوں پر کپڑا ڈال دیا گیا اب تیرا رب نہیں دیکھ سکتا اور میرے رب سے تو چھپے بھی نہیں چھپا جا سکتا۔

یہ اپنے رب کی آنکھوں پر کپڑا ڈال کر یوسف علیہ السلام کے سامنے کھڑی ہو کر کہتی ہے' هَيْتَ لَكَ ۔ یوسف میں بالکل تیار کھڑی ہوں ذرا میری طرف دیکھ تو سہی۔

آپؑ فرماتے ہیں' معاذ اللہ' اے بی بی' اللہ کی پناہ' میں تجھے دیکھوں یا اپنے دیکھنے والے کو دیکھوں۔

نال فریب لیائیں مینوں تے اندر واڑ زلیخہ۔
چھوڑ پلہ میں باہر جاواں' تے نہ کر خوار زلیخہ۔
کیونکہ آپ پیغمبر جد پیغمبر' تے باپ پیغمبر میرا۔
حق میرے وچ ٹھیک ارادہ نئیں زلیخہ تیرا۔

جب جنت میں جائیں گے تو ۳۳ برس کی جوانی عیسیٰؑ نبی کی ہو گی اور حسن جناب یوسف نبیؑ کا ہو گا۔ اگر تم یہ چیزیں لینا چاہتے ہو تو آنکھ میلی نہ کیا کرو' اگر آنکھ میلی کرو گے تو جناب یوسفؑ کا حسن نہیں ملے گا' اور میٹھی آواز داؤد نبی کی ہو گی' داؤد علیہ السلام جب زبور پڑھتے تھے تو پہاڑ وجد میں آ جاتے تھے' پرندے پر کھول کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

قد حضرت آدم علیہ السلام جیسا ہو گا' ساٹھ ہاتھ لمبا' بابا جی کا ہو گا' عربی زبان ہو گی' اور اخلاق جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ہو گا۔

میرے مصطفیٰ ﷺ کا کیسا اخلاق ہے' جنگ بدر ہوئی' ادھر ہزار ہے' اور اِدھر تین سو تیرہ ہیں اللہ فرماتے ہیں جبرائیلؑ فرشتے لے کر چلا جا' میکائیل تو بھی چلا جا' فلاں تو بھی چلا جا' تم بھی چلو' اِنِّیْ مَعَکُمْ. 'میں بھی تمہارے ساتھ ہوں'

اب تین سو تیرہ نے ایک ہزار کی ایسی دھجیاں اڑائیں کہ کفار کے ستر افراد مارے گئے اور ستر قیدی بنا لئے گئے۔

رب چاہے تو کمزوروں سے طاقتور ختم کروا سکتا ہے۔
رب چاہے تو چڑیوں سے ہاتھی مروا سکتا ہے۔
کسی نے لکھا ہے۔

ہر شے تے قادر قدیر ہے تو — جو چاہے سو کر کے دکھا دینا ایں
جنگل وچ بچے دے بیٹھ پیروں — ٹھنڈے پانی دا چشمہ چلا دینا ایں
مقصد ہووے جے ہاتھی نوں مارنے دا — اوہدی سنڈ تے کیڑی لڑا دینا ایں
بھلا ہاتھی تے کیڑی دی کی نسبت — اپنی قدرت دے منظر دکھا دینا ایں

ابرہہ بیت اللہ نوں ڈھان آیا ۔۔۔ توں ابابیلاں نوں حکم سنا دیناایں

اومنہ وچوں کنکر کیرد ے نے ۔۔۔ توں اوناں دے بمب بنا دیناایں

کتے پتر دے منہ نوں کوئی ترس دااے ۔۔۔ توں پیٹیاں ایں بیٹیاں چاء دیناایں

کتے بیٹی دا چاء کوئی رکھدااے ۔۔۔ توں منڈیاں دی میٹر پا دیناایں

وہ اگر نہ دے تو اسی سال تک ابراہیم خلیل اللہؑ کو نہ دے۔ ایک سو بیس سال تک جناب زکریا علیہ السلام کو نہ دے۔ شعیب علیہ السلام کو بیٹا نہ دے، حضرت لوطؑ کو بیٹا نہ دے۔ حضرت علی ہجویری کو بیٹا نہ دے اور اگر دینے پر آئے تو مریم نہیں مانگتی، کنواری کو ہی دے دیتا ہے، میرے نبیؐ کے تین سو تیرہ یار، ستر کافر مارے گئے اور ستر قیدی ہو گئے، ان قیدیوں میں ایک میرے نبیؐ کا داماد، میرے نبیؐ کی بڑی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا شوہر، ابوالعاص بھی قیدی ہو کر آیا ہے رب کی قدرتوں کے نظارے دیکھئے!

کہیں باپ کافر ہے بیٹا نبی ہے ۔۔۔ کہیں بیٹا کافر ہے اور باپ نبی ہے۔

کہیں سسر جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہے اور داماد ابوالعاص ابوجہل کے ساتھ مل کر لڑنے کے لئے آیا ہے۔ کہیں صدیقؓ میرے مصطفیٰ ﷺ کا دامن پکڑ کر مقام بدر میں دعائیں مانگ رہا ہے اور بیٹا عبدالرحمٰن کافروں کے ساتھ مل کر لڑنے کے لئے آیا ہے۔

یہ میرے مصطفیٰ ﷺ کا داماد بھی قیدی ہو گیا، میرے نبیؐ نے صحابہؓ سے مشورہ لیا، اے میرے صحابہؓ اب کیا کرنا چاہئے۔

کسی نے کوئی مشورہ دیا، کسی نے کوئی مشورہ دیا، یار غار نے یہ مشورہ دیا کہ سوہنیا ان سے فدیہ لے کر ان کو رہا کر دو، جہانوں کے سردار نے فدیہ لے کر رہا کر دیا، میرے نبیؐ کے داماد ابوالعاص کی رہائی کے لئے میرے نبی کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ایک موتیوں کا ہار بھیجتی ہیں اور کہتی ہیں میرے بابا کو جا کر کہہ دینا کہ آپ کی بیٹی کے پاس صرف یہی موتیوں کا ہار ہی تھا، اللہ کے نبیؐ نے اپنی بیٹی کا ہار پکڑا ہوا ہے، آپؐ فرماتے ہیں اے میرے صحابہ، یہ میری بیٹی کا وہ ہار ہے جو میری خدیجہؓ نے میری زینبؓ کو جہیز میں

دیا تھا' یہ ہار دیکھ کر مجھے میری خدیجہؓ یاد آ گئی ہے' میرے صحابہ اگر تم اجازت دو تو میں اپنی بیٹی کا ہار واپس کر دوں؟

صحابہؓ عرض کرتے ہیں سوہنیا! ہم کو کوئی اعتراض نہیں' ہار واپس کر دو' جہانوں کے پیر ہار واپس بھیج دیتے ہیں' آپ فرماتے ہیں اے میرے داماد ابوالعاص' میرے ساتھ پختہ وعدہ کر کہ مکے جاتے ہی میری بیٹی زینب کو مدینے بھیج دینا' ابوالعاص پکا وعدہ کرتا ہے' یہ مکے پہنچ کر سیدہ زینبؓ کو کہتا ہے' اے زینب میں تیرے بابا کے ساتھ وعدہ کر کے آیا ہوں' تو مدینے چلی جا' اب اماں جی زینبؓ اونٹ پر بیٹھ کر مدینے جا رہی ہیں حبار بن اسود نامی ایک آدمی دور سے دیکھ کر کہتا ہے' یہ اس نبی کی بیٹی ہے جس نے ہمارا ابوجہل اور عتبہ' شیبہ مارا ہے' یہ زور سے تیر مارتا ہے اور بی بی زینب کا پیٹ چیر دیتا ہے' حمل گر جاتا ہے' اماں جی زینبؓ چادر دوہری کر کے اپنے پیٹ پر باندھ لیتی ہیں اور مدینے پہنچ جاتی ہیں' اللہ کے نبی ﷺ دیکھتے ہیں کہ بیٹی کا پیٹ ''چرا'' ہوا ہے اور خون جاری ہے' آپ فرماتے ہیں میری زینب رضی اللہ عنہا کیا ہوا ہے' سیدہ زینبؓ کہتی ہیں ابو جی مجھے ''حبار'' نے نیزہ مارا ہے' میرے نبیؐ اتنے پریشان ہوتے ہیں حالانکہ آپ رحمۃ للعالمین بن کر آئے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ فرماتے ہیں میرے صحابہ نوٹ کر لیں حبار ابن اسود اگر کعبۃ اللہ کی دیوار کے ساتھ چمٹا ہوا بھی نظر آ جائے تو اس کی گردن اڑا دینا۔

حبار کی قسمت اچھی تھی' فیصلے زمین پر نہیں ہوتے بلکہ آسمان پر ہوتے ہیں' حبار پہلے ہی میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاس آ جاتا ہے کہتا ہے سوہنیا آپ نے مجھے پہچانا ہے یا نہیں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں تو کون ہے' کہتا میں حبار ابن اسود ہوں' آپ فرماتے ہیں تو کس طرح آیا ہے؟

کہتا ہے سرکار! غلطی ہو گئی ہے مجھے معاف فرما دو' اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں' جا میں نے تجھے بھی معاف فرما دیا ہے یہ ہے میرے مصطفیٰ ﷺ کا اخلاق۔

جوانی عیسیٰ نبی علیہ السلام کی ۔۔۔حسن یوسف علیہ السلام کا ۔۔۔قد آدم علیہ السلام کا۔۔۔میٹھی آواز نبی داؤد علیہ السلام کی ۔۔۔عربی زبان اور اخلاق محمدیؐ۔

حساب کتاب کے بعد انشاء اللہ جنت کے ٹکٹ ہاتھ میں ہوں گے اور نقشہ کیسا ہوگا۔ آگے آگے اللہ کے پیغمبر ہوں گے' دائیں طرف صدیقؓ اور بائیں طرف فاروقؓ پیچھے صحابہ کی جماعت اور اس کے پیچھے ان شاء اللہ ہم بھی ہوگے۔

جو یہاں بہشت کراس کرتے ہیں وہ وہاں نہیں ہوں گے' اصل بہشت وہ ہے جس کا گیٹ میرے مصطفیٰ ﷺ نے کھلوانا ہے' آواز آتی ہے' وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا۔

جماعتوں کی جماعتیں جا رہی ہوں گی' ہاتھ میں جنت کے ٹکٹ ہوں گے اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جن سے رب نے پوچھنا ہی نہیں' ستر ہزار بندے بغیر حساب کے جنت میں جا رہے ہوں گے۔

اس نبیؐ پر قربان جاؤں' اس پیغمبر اعظم کو تیرے ساتھ کتنا پیار ہے' آمنہ کے لال فرماتے ہیں یا اللہ تو نے مجھے بڑی امت دی ہے' قیامت تک میری امت ہوگی لیکن بغیر حساب کے بندے تھوڑے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں سوہنیا جس طرح تو راضی اس طرح میں راضی ۷۰x۷۰x۷۰x۷۰x۷۰۔ اللہ فرمائیں گے میں چار ارب نوے کروڑ بندے آپ کی امت سے بغیر حساب کے ہی جنت میں داخل کروں گا۔ چار ارب نوے کروڑ افراد جن سے رب نے پوچھنا ہی نہیں کہ تم دنیا میں کیا کر کے آئے ہو۔

اللہ ہم کو بھی ان میں شامل کر لے۔

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یا رسول اللہ دعا کرو' اللہ مجھے بھی ان میں شامل کر لے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں تو بھی ان میں سے ہی ہے۔

لوگ جنت کے ٹکٹ پکڑ کر جب جنت کے گیٹ پر پہنچیں گے تو آمنہ کے لال جا کر دروازہ کھٹکھٹائیں گے اہل حدیث کا عقیدہ نوٹ کر' اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں!

اگر حضرت آدمؑ اکیلے جا کر جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں تو چوکیدار نے دروازہ ہی نہیں کھولنا۔ نوح علیہ السلام چلے جائیں، وہ بہشتی دروازہ پھر بھی نہیں کھلے گا۔

ابراہیم خلیل اللہؑ چلے جائیں وہ بہشتی گیٹ پھر بھی نہیں کھلے گا۔

موسیٰ کلیم اللہ چلے جائیں، عیسیٰ روح اللہؑ چلے جائیں، وہ دروازہ پھر بھی نہیں کھلے گا۔ تو کسی گدی نشین اور ڈی، سی سے دروازہ کھلوا کر کہتا ہے، میں بہشتی ہو گیا ہوں۔ یہ دیکھ بہشتی کون ہے، سب جائیں گے بہشتی دروازہ نہیں کھلے گا لیکن جب آمنہ کے لال جا کر دروازہ کھٹکھٹائیں گے تو چوکیدار کہے گا من دق الباب۔ کون ہے؟

آپ فرمائیں گے ''انا محمدؐ'' میں محمدؐ ہوں، چوکیدار جنت کا دروازہ کھول دے گا، فرشتے کھڑے ہوں گے اور کہیں گے رب کا قرآن کہتا ہے۔

حَتّٰی اِذَا جَاءُ وْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا.

یہ جس وقت آئیں گے تو جنت کے آٹھوں دروازے ہی کھل جائیں گے۔

بعض کو آٹھوں دروازوں سے آوازیں لگیں گی جن میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہوگا اور بعض عورتیں بھی ایسی ہوں گی، حدیث قدسی ہے۔

اَلْمَرْأَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا.

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو عورت پانچ نمازیں پڑھے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے اور اپنے وجود کی حفاظت کرے، یہ عورت جب فوت ہوگی تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے، جب یہ دروازے پر پہنچیں گے تو بہشتی فرشتے کہیں گے۔ ''سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ'' اے جنتی نوابو، تم پر سلامتی ہو۔ یہاں کے بہشتیوں سے بھی پوچھ لو، ان کو بھی سلام ملتا ہے، یہاں بھی کالے رنگ کے فرشتے کھڑے ہیں، یہ کہتے ہیں۔ ڈانگ علیکم'' چل آگے دفع ہو، اسی لیے ہم کو کہنا پڑتا ہے۔

توڑی نوں چھڈ دے لسوڑی نوں چھڈ دے
زمانے دی ساری پسوڑی نوں چھڈ دے
پر اس ہادی نوں چھڈیاں گزارہ نئیں ہوناں
محمدؐ نوں چھڈیاں گزارہ نئیں ہوناں

تجھے توڑی شاہ مبارک‘ ہم کو آمنہ کا لالؐ مبارک‘ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ:

محشر دے دن جدوں تپ نے ستاناں
کوئی پیر تیرا نظری نئیں آناں
دربانِ جنت نے کنڈا نئیں لاؤناں
جب تک محمدیؐ اشارہ نئیں ہوناں
محمدؐ نوں چھڈیاں گزارہ نئیں ہوناں

کیوں؟

جتھے آدم تے عیسیٰؑ تے موسیٰؑ بھی ڈولے
یوسفؑ تے یونسؑ لکن سارے اولے
ہر نبیؑ اوتھے ایہو بول بولے
بناں مصطفیٰؐ چھٹکارا نئیں ہوناں
محمدؐ نوں چھڈیاں گزارہ نئیں ہوناں

یہ جب جنت کے دروازے کے قریب آ جائیں گے تو آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور آواز آئے گی۔ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ اس جنت میں داخل ہو جا‘ یہ ساری جنت ہی تیری ہے‘ جہاں تیرا دل چاہتا ہے اس میں چہل قدمی کر‘ یہاں سے تجھے کسی نے نکالنا ہی نہیں۔

میرے بھائی جنت کی تمام جگہ کستوری ہے‘ ایک جنتی کو ساری زمین کے برابر جنت کی جگہ ملے گی۔ وہ بنجر اور شور کلر والی زمین نہیں بلکہ وہ بڑی قیمتی زمین ہے۔ جس میں نہریں چل رہی ہیں۔ باغات لگے ہوئے ہیں‘ جنتی ایک پھل کھائے تو ستر قسم کی لذتیں

آئیں گی۔ ستر بیویاں ہوں گی اور ساتھ دو دنیا کی بھی ہوں گی۔

اگر کسی نے یہاں ایک بیوی بیاہ کر گھر لانی ہو تو کتنی تگ و دو کرنی پڑتی ہے، کبھی سوٹ کا فکر، کبھی بوٹ کا فکر، انسان دن رات ایک کر دیتا ہے، جی میری شادی ہو رہی ہے، کہیں دوستوں کو شادی کارڈ جا رہے ہیں، تجھے ایک بیوی گھر لانے کے لیے اتنے فکر پڑے ہوئے ہیں، اللہ فرماتے ہیں، دنیا کی بیاہنے کے لیے تو نے دن رات ایک کر دیا ہے، تو میرے پاس آئے گا تو میں بہتر (۷۲) تیرے آگے لگا دوں گا، تیری اس کے لیے تیاری کیوں نہیں، جنت ملے گی تو رب کا قرآن پڑھنے سے اور محمد کریم ﷺ کی اطاعت کرنے سے یہ دیکھ، جنت کس طرح بنتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سفر میں جا رہا تھا، میں نے راستے میں دیکھا کہ ایک بوڑھی سی عورت بیٹھی ہوئی ہے، جو صرف رب کا قرآن ہی پڑھتی جا رہی ہے، کہتی ہے۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ. جس کو اللہ راہِ راست پر لے آئے اور اس کو راستے سے کوئی نہیں بھلا سکتا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے پوچھا، بی بی تو کہاں سے آئی ہے؟

مائی پھر بھی قرآن ہی پڑھتی ہے، کہتی ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ.

میں سمجھ گیا کہ مائی مسجد حرام سے حج کر کے واپس آ رہی ہے۔

میں نے پوچھا اماں تجھے یہاں بیٹھے ہوئے کتنے دن گزر چکے ہیں؟

مائی پھر بھی قرآن ہی پڑھتی ہے، کہتی ہے۔ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا۔ تین دن اور تین راتیں گزر چکی ہیں۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اماں تجھے یہاں کون کھلاتا پلاتا ہے، مائی پھر قرآن پڑھ کر کہتی ہے۔ اَلَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ. یہاں مجھے میرا اللہ ہی کھلاتا پلاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں میں سوچ میں پڑ گیا کہ میں جو بات بھی کرتا ہوں' مائی رب کے قرآن سے ہی جواب دیتی ہے۔ دوستو! جس کے پاس قرآن ہو اس کو جنت میں جانے کے لیے آڑ کیا چیز ہے۔ بابا جی فرماتے ہیں۔

جیدے ہتھ قرآن حدیث ہووے
اودی قسمت دی کی ریس ہووے
او تیری کنز قدوری نوں کی سمجھے
تیریاں سیاں تے ہیراں نوں کی جانے

جس کے پاس قرآن ہے' اللہ کی قسم ہے قیامت کے دن قرآن بازو پکڑ کر جنت میں لے جائیگا۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ مَا اسْمُکِ۔ اے بی بی تیرا نام کیا ہے؟

مائی پھر قرآن پڑھتی ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝

میں سمجھ گیا کہ مائی کا نام مریم ہے۔

آپ فرماتے ہیں مائی' کیا تیری اولاد ہے؟

مائی کہتی ہے' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ. میں سمجھ گیا کہ مائی کی اولاد بھی ہے' میں نے دوبارہ پوچھا کہ آپ کا خاوند زندہ ہے تو مائی کہتی ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ' اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ. اس طرح کے سوال کرنے کا کیا مقصد ہے۔ جس کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔

آپ فرماتے ہیں میں نے پوچھا اماں اگر تو کہے تو میں تجھے تیری منزلِ مقصود پر چھوڑ آؤں مائی کہتی ہے۔ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ. اگر آج تو نیکی کرے گا تو رب تیرے ساتھ نیکی کرے گا۔ فرماتے ہیں میں نے اپنی سواری بٹھا دی' میں نے کہا اماں جی بیٹھ جاؤ' مائی بیٹھنے لگی تو کہتی ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ.

اے عبداللہ بن مبارکؒ اپنا منہ دوسری طرف کر لے‘ میں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا‘ مائی صاحبہ بیٹھنے لگی تو اس کا پیر رکاب میں پھنس گیا اماں جی گر پڑی تو پڑھتی ہیں‘ ما اصاب من مصيبة فباذن الله. جو بھی مصیبت آتی ہے۔ اللہ کے حکم سے ہی آتی ہے۔

اب مائی ڈاچی پر بیٹھ کر سفر کی دعاء پڑھتی ہے‘

سُبْحٰنَ الَّذِىْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝

یہ سواری پر بیٹھنے کی دعا ہے اس کو یاد کر لو‘ اگر خدانخواستہ ایکسیڈنٹ ہو جائے تو شہادت کی موت بن جائے گی۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں‘ مائی نے دعاء پڑھی سفر شروع ہو گیا‘ کہتے ہیں مجھے عربی کے شعر یاد تھے‘ میں نے عربی کے شعر پڑھنے شروع کر دیئے تو مائی کہتی ہے‘۔ فاقرء وا ما تيسر من القرآن. عبداللہ اگر تو نے پڑھنا ہے تو رب کا قرآن پڑھ کیوں۔

اک اک حرفوں دس دس نیکیاں نے مل دیاں
ہندیاں نے دور جو سیاہیاں نے دل دیاں
جنت دیاں حوراں نالے ویکھ کے نے کھل دیاں
مولا نے قسمت تیری چنگی بنائی آ

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں‘ پھر میں بھی قرآن ہی پڑھتا تھا اور وہ بی بی بھی قرآن پڑھتی تھی‘ سامنے مسجدِ اقصیٰ نظر آئی‘ میں نے آواز دی اے قافلے والو! اگر تم میں اسحاق اور اسماعیل نامی کوئی آدمی ہے تو آؤ مائی کے بیٹے دوڑ کر آئے‘ میں نے پوچھا‘ یہ اماں جی آپ کے کیا لگتے ہیں؟ اماں جی کے بیٹے کہنے لگے یہ ہماری والدہ صاحبہ ہیں۔

میں نے ان سے پوچھا کہ تمہاری والدہ نے قرآن کے ساتھ کب سے پیار کیا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے‘ ہماری ماں نے آج سے چالیس سال پہلے مسئلہ سنا تھا کہ جو بات کریں وہ لکھی جاتی ہے۔ ہماری ماں نے قسم کھالی کہ آج کے بعد اگر بات کروں گی تو رب کے

قرآن سے ہی کروں گی' اب جب بھی بات کرتی ہے تو قرآن پڑھ کر ہی کرتی ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں' رات پڑ گئی میں وہیں ٹھہر گیا' آدھی رات کے قریب خیمے سے کراہنے کی آواز آئی میں نے پتہ کیا کہ کیا بات ہے' پتہ چلا اماں جی بیمار ہیں اور آپ کا آخری وقت ہے۔ میں نے پوچھا' اماں جی کیا بات ہے؟

مائی پھر بھی قرآن پڑھ کر ہی جواب دیتی ہے کہتی ہے۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ' ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ.

مجھے اب موت کی بے ہوشی آ رہی ہے' قرآن پڑھتے پڑھتے مائی فوت ہوگئی۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں' ہم نے اس کے کفن و دفن کا اہتمام کیا' اماں جی کو دفن کر دیا گیا' رات پڑ گئی تو اماں جی رات کو مجھے خواب میں ملتی ہیں' میں نے کہا اماں' تو اتنا قرآن پڑھتی تھی' بتا رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟

مائی خواب میں جواب دیتی ہے' **فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر** . اے عبداللہ میں زیادہ قرآن پڑھتی تھی تو رب نے مجھے جنت کے نظارے نصیب کر دیئے ہیں۔

میرے بھائیو! قرآن پڑھنا شروع کر دو اللہ کی قسم جنت کے نظارے مل جائیں گے' لیکن ملیں گے قرآن کے ساتھ اور آمنہ کے لال کے فرمان کے ساتھ اور اگر اپنی مرضی کریں گے تو پھر بات نہیں بنے گی' قرآن کو سینے سے لگا لو' جنت کے نظارے حاصل ہو جائیں گے اور جنت کی حوریں کیسی ہیں' حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گردن لمبی نازک پتلی جیونکر گردن موراں
آواز لطیف باریک جیوں ساون وچ گنگوراں
انگلیاں سب زیور بھریاں تے جیویں رواواں پھلیاں

وہاں عورتوں نے بڑے عالی شان زیور پہنے ہوں گے' عورتوں نے نہیں بلکہ مردوں نے بھی پہنے ہوں گے۔ یہاں جو مرد سونے کا استعمال کرتا ہے وہ جنت کا سونا استعمال نہیں کر سکے گا' اور جو یہاں نہیں کرتا انہوں نے وہاں سونے کے کنگن ہاتھوں میں پہنے ہوں گے' اللہ جنت کا سونا نصیب فرمائے۔ وہاں آدمی جتنا مرضی کھائے پیئے' اس کو

کبھی بدہضمی نہیں ہوگی' پیشاب پاخانہ نہیں آئے گا۔ بس تھوڑا سا پسینہ آئے گا اور سب کچھ ہی ہضم ہو جائے گا' جنتی وہاں رہ رہ کر پر ہو جائیں گے جنت کی بہاریں اور نظارے دیکھ کر سیر ہو جائیں گے' کیونکہ نہ وہاں دکان کرنی پڑے گی' نہ کھیتی باڑی کرنی پڑے گی' جنتی اپنی اپنی کمائی دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں گے' اگر مکان دیکھیں گے تو سونے چاندی کی اینٹوں کے بنے ہوئے ہوں گے' گارا بھی کستوری کا ہوگا' جو وہاں درخت ہوں گے ان کی جڑیں سونے کی ہوں گی' شاخیں ہری بھری ہوں گی۔

اللہ کریم فرماتے ہیں۔

مُدھا متن ٥ فبای الاء ربکما تکذبن٥ ولمن خاف مقام ربه جنتن ٥ فبای الاء ربکما تکذبن٥

اللہ فرمائیں گے' اے جنتیو! کیا کچھ اور بھی چاہیے؟

جنتی کہیں گے یا اللہ' کیا کچھ اور بھی ہے' اللہ فرمائیں گے ایک چیز اور بھی ہے آؤ میں تم کو وہ بھی دے دوں۔ اللہ فرشتوں کو فرمائیں گے جنت تو پہلے ہی بڑی خوبصورت ہے۔ اس کو اور قلعی کر دو۔ اس کو اور رنگ روغن کر دو اور جنتیوں کو کہہ دو کہ سب فلاں میدان میں جمع ہو جائیں' سب جنتی وہاں جمع ہو جائیں گے۔

چھاویں چھاویں باغ جنت دے تے سیر کریندے جاون
جاں پہنچن دروازے قدسی تے آکھ سلام سناون

اللہ فرمائیں گے جنتیو! تیار ہو جاؤ' میں اب تک ایسی نعمت دینے لگا ہوں' تم کو ایک ایسا انعام عطا کرنے لگا ہوں جو تم کو پہلے نہیں ملا' اللہ کریم اپنے نور کے پردے پیچھے ہٹا کر فرمائیں گے۔ میرا دیدار کر لو' جنتی رب کا دیدار کریں گے' جب جنتی رب کو دیکھیں گے تو حوریں بھول جائیں گے۔ جنتی کہیں گے یا اللہ اب تو یہی ہے کہ تو ہمارے سامنے ہی رہے اور ہم تجھے دیکھتے ہی رہیں' اللہ تیرا دیدار ہوتا ہی رہے' قسمت کی بات ہے وہاں بعض کو روزانہ دیدار ہوگا' بعض کو دوسرے دن بعض کو ہفتے بعد' بعض کو مہینے بعد' جس طرح اعمال زیادہ اسی طرح دیدار ہوگا۔ اللہ کا دیدار سب سے بڑی نعمت ہے' جناب موسیٰ علیہ السلام

نے تھوڑی سی جھلک دیکھی تھی جناب موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر جا کر کہتے ہیں۔ رب ارنی انظر الیک. یا اللہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تجھے دیکھوں۔

اللہ فرماتے ہیں لن ترانی' اے میرے نبی موسیٰ علیہ السلام تو مجھے نہیں دیکھ سکتا' دنیا کی آنکھ سے رب کو نہیں دیکھا جا سکتا وہ جنتیوں والی آنکھیں ہوں گی' جن سے رب کا دیدار ہوگا۔

اللہ فرماتے ہیں'

وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰنِیْ.

اے میرے نبی موسیٰ اس کوہِ طور پہاڑ کی طرف دیکھ' اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہ گیا تو پھر تو مجھے دیکھ سکتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں' فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا وخر موسی صعقا ۔ اللہ نے سوئی کے سوراخ کے برابر تجلی پہاڑ کی طرف کی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

رب کا اتنا نور ہے لیکن جنت میں دیکھنے سے تکلیف نہیں ہوگی۔

صحابہؓ نے پوچھا! یارسول اللہ' ہم رب کو دیکھ لیں گے' فرمایا جس طرح چاند اور سورج کو دیکھنے سے تکلیف نہیں ہوتی' اسی طرح رب کو دیکھنے سے بھی تکلیف نہیں ہوگی' اللہ کو دیکھنے سے بڑا سرور آئے گا۔ دنیا میں بھی بعض لوگوں نے اپنے آپ کو رب کہلوایا ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام غار سے باہر نکلے تو ماں کو کہنے لگے' میرا رب کون ہے؟ ماں کہنے لگی' تیرا رب میں ہوں' آپ فرمانے لگے اور تیرا رب کون ہے' ماں کہنے لگی' تیرا باپ آذر میرا رب ہے' ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے' اس کا رب کون ہے' ماں کہنے لگی اس کا رب نمرود ہے۔ اب ابراہیم نبی علیہ السلام کا دل چاہا کہ جو ہم سب کا رب ہے' اس کو دیکھوں' آزر اپنی بیوی کو کہنے لگا ذرا میرے بیٹے کو نہلا کر کپڑے پہنا کر تیار کر دے تاکہ میں اس کو اپنا رب دکھلا کر لاؤں' باپ نے ابراہیم علیہ السلام کو انگلی سے لگا کر نمرود کی کچہری میں لے گئے اور دور سے ہی کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ بیٹا وہ غور سے دیکھ لے' جس کا رنگ سیاہ ہے اور آنکھ سے ''کانا'' ہے' وہ ہمارا رب ہے۔

مواحد کے ہاتھ جب دلیل آ جائے تو وہ کب خاموش رہتا ہے' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب رب دیکھا تو کہتے ہیں۔

ویکھ تعجب آوے مینوں تے نقطہ حکمت والا
آنو کرچا کر حسنوں سوہنے تے بھوتھا تیرا کالا
جے ہنداتوں رب ایناں دا' تے اپنی شکل سوہنی بناندوں
حسن حضوری جلوہ نوری چہرے تے چمکاندوں

جب جنت میں اللہ کے دیدار ہو جائیں گے تو جنتی جنت کی نعمتیں بھول جائیں گے۔

موت کے بعد پھر دوبارہ دنیا میں کسی نے آنا ہی نہیں اور نہ ہی رب نے آنے دینا ہے' بعض آدمیوں کو رب کہے گا اگر اور کچھ چاہیے تو لے لو۔

حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب میدان احد میں شہید ہوئے تو جابرؓ فرماتے ہیں' میں اپنے ابا جی کی لاش کو دیکھ کر زار و قطار رو رہا تھا' میری آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔ اللہ کے نبی فرماتے ہیں اے جابر رضی اللہ عنہ تو کیوں رو رہا ہے؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' سوہنیا میرے ابا جی شہید ہو گئے ہیں' میری سات' آٹھ بہنیں ہیں' لاکھ سے زیادہ قرضہ ہے۔ میں اس لیے پریشان ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' میرے جابر رضی اللہ عنہ سن لے' بڑے بڑے شہید ہوئے ہیں لیکن جو مقام اللہ نے تیرے والد کو دیا ہے وہ اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوا۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا پھر ذرا مجھے نبوت کی زبان سے بتا دو۔ اللہ نے جنت میں میرے ابا جی کو کیا مقام دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جابرؓ جب تیرا بابا رب کے دربار میں گیا ہے تو اللہ نے نور کے پردے ختم کر کے براہِ راست ہی تیرے بابا کو اپنا دیدار کرا دیا ہے اور اللہ نے فرمایا ہے جو مانگتا ہے مانگ لے' تیرے باپ نے کہا ہے یا اللہ مجھے اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے۔ اللہ کے دوبارہ کہنے پر تیرے بابا نے کہا۔ یا اللہ اگر تو نے دینا ہے تو زندگی دے تاکہ میں دوبارہ دنیا میں جا کر تیری راہ میں جان قربان کر دوں اور تو راضی ہو جائے۔

میرے بھائی! جنت تو اس طرح بنتی ہے' رب کا قرآن پڑھنے سے ...... یا نبیؐ کا فرمان پڑھنے سے ...... آپ کے طریقہ کے مطابق زندگی گزارنے سے ...... اپنی شکل ...... اپنا لباس ...... اپنی سیرت اور اپنی صورت آپ کے مطابق پھر اس طرح ہوگا' ادھر سے جان نکلے گی فرشتے کہیں گے۔

يَآاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ٥ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ٥
فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ٥ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ٥

فرشتے مبارک دیتے ہیں' اے جان اطمینان پکڑنے والی اپنے رب کی طرف لوٹ جا اور جا کر اپنے نیک بندوں میں شامل ہو جا!

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اللہ ہم کو بھی جنت کا حقدار بنائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

پردہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ يَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ وَيَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَهُنَّ وَلَا يُبۡدِيۡنَ زِيۡنَتَهُنَّ.

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ کریم کے لیے درود و سلام' جہانوں کے پیر' آمنہ کے لال حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر۔

دوستو! قرآن کریم کے اٹھارہویں پارے کی آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ مجھے حق سچ بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت اللہ پاک سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بھائیو! آج میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کے سامنے کچھ ایسی ہستیوں کا ذکر کروں جو چلتے زمین پر ہیں' جو بولتے فرش پر ہیں' وہ اللہ کریم کو اتنے پیارے لگتے ہیں کہ اللہ نے ان کے چلنے کو قرآن بنا دیا ہے۔

ایک دن ایک انصاریہ بی بی میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاس آئی اور آ کر کہتی ہے سوہنیا' بعض دفعہ میں ایسی حالت میں اپنے گھر بیٹھی ہوئی ہوتی ہوں کہ میرا بیٹا' بھائی یا باپ آ جائے' میں نہیں چاہتی کہ وہ اس حالت میں میرے گھر داخل ہوں' اللہ کے رسول' اللہ کریم کو کوئی ایسا قانون نازل کرنا چاہیے کہ اگر بیٹا' باپ یا بھائی بھی آئے تو وہ بھی کم از کم اجازت لے کر' یا جو طریقہ اللہ پاک کو پسند ہو' وہ اس طریقے سے آئیں۔

یہ انصاریہ خاتون میرے مصطفیٰ ﷺ کے آگے درخواست پیش کر رہی تھی کہ اللہ نے آسمان سے قرآن نازل فرما دیا' فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتًا غَيۡرَ بُيُوۡتِكُمۡ.

اللہ پاک فرماتے ہیں اے ایمان والو! کسی کے گھر داخل نہ ہونا' سوائے اپنے گھر کے' کسی کے گھر اس وقت تک داخل نہ ہونا' جب تک اجازت نہ لے لو اور طریقہ یہ

اختیار کرو' حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا عَلٰی اَهْلِهَا. کسی کے گھر جاؤ تو دروازے پر کھڑے ہو کر پہلے السلام علیکم کہو اور دروازہ کھٹکھٹا کر جاؤ۔

ایک صحابی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا' کہتا ہے اللہ کے رسول' میری حقیقی بہنیں ہیں کیا میں ان کے گھر جا سکتا ہوں آپ فرماتے ہیں' اگر تو ان کے پاس بھی جائے تو دروازہ کھٹکھٹا کر' اجازت لے کر اور السلام علیکم کہہ کر جایا کر یہ صحابی کہتا ہے سرکار' وہ میری سگی بہنیں ہیں۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں کیا تو چاہتا ہے کہ تیری ہمشیرہ کا کپڑا دور پڑا ہو اور تو اسی حالت میں اس کے پاس چلا جائے؟ کہتا ہے حضرت میں تو یہ پسند نہیں کرتا' آپ فرماتے ہیں اس لیے اگر تو اپنی بہن کے گھر بھی جائے تو اجازت لے کر جایا کر۔

ہم کو تو یہ بات بری لگتی ہے نا! دعا کرو' اللہ دین سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ کیسے لوگ تھے' وہ کیسی اللہ کی پیاری بندیاں تھیں ان لوگوں پر اللہ کی کتنی کرم نوازی تھی' ان لوگوں میں کتنی شرم اور حیاء تھی۔

اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ کے پاس ایک بی بی آئی اور آ کر میرے مصطفیٰ ﷺ کو کہتی ہے' سوہنیا مجھے مرگی کے دورے پڑتے ہیں۔ آپ دعا فرما دیں کہ اللہ مجھے شفا عطا فرما دے۔

''مرگی'' کتنی نامراد مرض ہے' پتہ ہی نہیں ہوتا' بندہ بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے بی بی! مجھے امید ہے کہ اگر میں نے دعاء کر دی تو رب شفا ضرور عطا فرما دے گا۔ نبی کی دعاء ایسے ہی تو نہیں جاتی' اللہ اپنے مصطفیٰ ﷺ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے' میرے مصطفیٰ ﷺ کی کتنی پیاری دعا حضرت ایک دن خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے' مجمع میں سے ایک ساتھی کھڑا ہو گیا' کہتا ہے' یا رسول اللہ! جانور مر رہے ہیں' زمین خشک ہے' کھیتیاں جل رہی ہیں' خشک سالی کا سماں ہے' آپ دعا فرما دیں' اللہ رحمت کی بارش برسا دے۔

میرے نبی ﷺ نے وہاں منبر پر ہی دعا والے ہاتھ اٹھا دیئے اور دعا والا چہرہ

آسمان کی طرف کر دیا‘ فرمایا‘ یااللہ یہ تیرے بندے تجھ سے رحمت کا مینہ مانگتے ہیں۔

صحابی کہتا ہے‘ آپ نے دعا فرمائی تو بادل گرجنے لگے‘ صحابہ گھر پہنچ گئے تو بادل برسنے لگے۔ پھر اتنا مینہ پڑا کہ جمعے کو بھی بارش۔۔۔ ہفتے کو بھی بارش۔۔۔ اتوار بھی بارش۔۔۔ سوموار بھی بارش۔۔۔ منگل بھی بارش بدھ بھی بارش۔۔۔ جمعرات کو پھر بارش۔۔۔ اور جمعے کو پھر بارش‘ صحابہ پھر جمعہ بارش میں ہی پڑھنے کے لیے آئے تو پھر وہی صحابی کھڑا ہو گیا‘ کہتا ہے سوہنیا‘ ہمارے مکان گر رہے ہیں‘ راستے ٹوٹ گئے ہیں۔ ہر طرف پانی ہی پانی ہے‘ اب آپ دعا فرما دیں کہ اللہ رحمت کر دے۔

اللہ کے نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہی فرماتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا! یااللہ اب جہاں بارش کی ضرورت ہے‘ مینہ وہاں برسا دے۔ میرے نبی فرماتے ہیں اے بی بی‘ میں دعا کر دیتا ہوں‘ رب تجھے شفاء بھی عطا فرما دے گا‘ لیکن بہتر یہ ہے کہ تو مرگی سے تندرستی کے لیے دعا نہ کروا۔

یہ بی بی کہتی ہے‘ ٹھیک ہے‘ یہ دعا نہ کرو کہ اللہ مجھے شفاء عطا کر دے‘ کہتی ہے حضرت ایک بات سن لو‘ جب مجھے مرگی کا دورہ پڑھتا ہے تو میں کبھی راستے میں گر جاتی ہوں‘ کبھی کسی دکان کے آگے گر پڑتی ہوں اور کبھی گھر میں ہی گر جاتی ہوں تو میرا پردہ ختم ہو جاتا ہے‘ اس طرح بیگانے مرد میرا منہ دیکھ لیتے ہیں‘ لوگوں کی نظریں میرے چہرے پر پڑ جاتی ہیں۔ آپ صرف یہ دعا فرما دیں کہ میرا پردہ ختم نہ ہو۔ اللہ کے نبی آسمان کی طرف منہ کر کے فرماتے ہیں۔ اے عرش والے یہ تیری ''بندی'' چاہتی ہے کہ بے شک مجھے مرگی پڑتی رہے‘ دورے پڑتے رہیں لیکن میرا پردہ نہ ٹوٹے۔

یہ بی بی کہتی ہے‘ آپ کی دعا کے بعد مجھے مرگی تو ضرور پڑتی تھی لیکن کبھی میرا پردہ ختم نہیں ہوا تھا۔ اللہ ہماری ماؤں بہنوں کو بھی پردے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کچھ پردے کے عنوان پر بیان کرنے کو دل چاہتا ہے‘ ایک دفعہ اماں جی ام سلمہ اور اماں جی میمونہ رضی اللہ عنہما بیٹھی ہوئی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ‘ میرے نبی کا نابینا صحابی آ جاتا ہے‘ ہماری ماؤں نے پردہ ہی نہ کیا‘ آپ فرماتے ہیں اے

ام سلمہؓ تم نے پردہ کیوں نہیں کیا؟

اماں جی کہتی ہیں حضرت جی! یہ تو نابینا ہے اس نے ہم کو کیا دیکھنا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' وہ تو نابینا ہے لیکن تمہاری آنکھیں تو موجود ہیں' جس طرح کوئی بندہ غیر محرم عورت کی طرف نہیں دیکھ سکتا' اسی طرح غیر محرم عورت بھی بیگانے مرد کی طرف نہیں دیکھ سکتی۔

میرے مصطفیٰ ﷺ نے پردے کی کتنی تاکید فرمائی ہے۔

دوستو! اس کائنات میں کتنی کتنی قیمتی عورتیں پیدا ہوئی ہیں جو آسمان کی طرف منہ کریں تو اللہ ساتوں آسمان چیر کران کو جنت کی کوٹھیاں دکھادیتے ہیں۔

آسیہ فرعون کی بیوی ہے اور اس نے جناب موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھا ہوا ہے' اس کے ہاتھوں میں میخیں لگی ہوئی ہیں اور اس کے پیروں میں بھی میخیں جڑی ہوئی ہیں' جلاد مار رہے ہیں' فرعون بے ایمان پاس کھڑا ہو کر اپنی بیوی کو کوڑے لگوا رہا ہے' سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا مار کھاتے کھاتے آسمان کی طرف منہ کر کے کہتی ہیں'

اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔o

آسیہ کے لبوں پر ہنسی آجاتی ہے' فرعون کہتا ہے' دیکھو یہ (معاذ اللہ) پاگل ہوگئی ہے۔

سیدہ آسیہ فرماتی ہیں اے فرعون! میں پاگل کب ہوئی ہوں' کہتا ہے' پھر مار کھا کر ہنسی کیسی ہے؟ بی بی آسیہ فرماتی ہیں' فرعون اس بات کو تو نہیں سمجھتا' ہنسی تو مجھے اس لیے آرہی ہے' میں جب آسمان کی طرف دیکھتی ہوں تو اللہ ساتوں آسمان چیر کر مجھے میری جنت کی کوٹھی دکھادیتے ہیں۔ آگے آئیں۔ وَ مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا.

اللہ فرماتے ہیں سوہنیا' میری ''بندی'' مریمؑ جس نے اپنے وجود کی حفاظت کی' یہ کون صدیقہ مریمؑ ہے۔ اس کی ماں نے اس کے لیے نذر مانی ہوئی ہے کہ یا اللہ میں اس سے دنیا کا کوئی کام نہیں لوں گی۔ اس کو میں نے تیرے راستے میں ہی وقف کر دیا' یا اللہ اس میری مریم اور آگے اس کی اولاد کو شیطان کے شر سے محفوظ فرمانا۔

دیکھ بی بی مریم کتنی حیادار اور شرم والی عورت ہے' قرآن کہتا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ○
فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا
بَشَرًا سَوِيًّا ○ قَالَتْ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا○

اماں جی مریمؑ علیحدہ ہیں کہ سامنے جبرائیل آ جاتا ہے' نوریوں کا سردار انسان بن کر سامنے آ جاتا ہے۔ بی بی مریم دوہائی دے دیتی ہے۔ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ اگر تیرے دل میں خدا کا خوف ہے تو میری آنکھوں سے دور ہو جا' میں تیری شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی' میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ یہ آمنہ کے لال ہیں اور بیٹی فاطمہ ساتھ جا رہی ہے' اللہ کی قسم ہے' اس طرح کا باپ بھی کوئی نہیں اور اس طرح کی بیٹی بھی کوئی نہیں۔ حضرت کے ساتھ آپ کی بیٹی جا رہی ہے' شام کا وقت ہے' آگے ٹھک ٹھک کی آواز آئی' اس طرح لگتا ہے جیسا کوئی نابینا آدمی چلا آ رہا ہے' سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جلدی سے ایک گلی میں چھپ جاتی ہیں آپ فرماتے ہیں اے میری بیٹی فاطمہ' آنے والا صحابی تو نابینا ہے بیٹا تو ادھر کیوں چھپ گئی ہے؟

سیدہ فاطمہ فرماتی ہیں' ابو جی یہ تو ٹھیک ہے وہ نہیں دیکھتا' لیکن میں نہیں چاہتی کہ میری نظریں بیگانے آدمی پر پڑ جائیں۔

اللہ کے نبی کو دنیا سے رخصت ہوئے چھ مہینے گزر جاتے ہیں' بی بی فاطمہؓ ابو کے غم اور جدائی میں چارپائی کے ساتھ چارپائی بن گئی ہیں۔ آپ ایک دن صبح اٹھ کر حضرت حسن اور حسین کو نہلاتی ہیں اور سیدہ زینب سے پیار کرتی ہیں اور فرماتی ہیں اے میرے بیٹے حسن اور حسین اور اے میری بیٹی زینب آج جی بھر کر مجھے امی امی کہہ لو! ادھر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آتے ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہتی ہیں' اے علیؓ سن لو! میری اور آپ کی ازدواجی زندگی گزری ہے' زندگی میں کبھی لڑائی جھگڑا ہو ہی جاتا ہے' کبھی کوئی اختلاف پیدا ہو ہی جاتا ہے' میں اتنی دیر آپ کے نکاح میں رہی ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی یا گستاخی ہوگئی ہے تو مجھے اللہ کے لیے معاف کر دینا۔

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اللہ تجھے صحت اور تندرستی عطا فرما دے گا۔

اماں جی فرماتی ہیں حضرت جی! اب شفاء والی بات ختم ہو چکی ہے' میرے بابا نے مجھے فرمایا تھا اے فاطمہؓ زیادہ نہ رونا' میرے اہل و عیال میں سب سے پہلے تو ہی میرے پاس آئے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑی تسلی اور دلاسہ دیتے ہیں لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اب بات ختم ہونے والی ہے۔ میری چند وصیتیں سن لیں۔ اے علی مجھے آج تک دیکھا ہے تو میرے باپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے میرے بیٹے حسن اور حسین نے دیکھا ہے یا آپ نے دیکھا ہے' اگر میں دن کے وقت فوت ہو جاؤں تو میرا جنازہ دن کے وقت لے کر نہیں جانا' میری میت کو سارا دن گھر رکھیں (حالانکہ حکم ہے کہ مردے کو جلدی دفن کر دو) لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرا جنازہ شام کے بعد لے کر جانا اور ساتھ چراغ لے کر بھی نہیں جانا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ کیوں؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں' علی رضی اللہ عنہ جی' میں نے ان آنکھوں سے آج تک کسی غیر محرم آدمی کو دیکھا ہی نہیں' میں نہیں چاہتی کہ میرا کفن غیر محرم آدمی دیکھ لیں' میں تو کسی کو اپنا کفن دکھانا بھی پسند نہیں کرتی۔

دیکھو پھر رب درجے کیسے عطا کرتا ہے' حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ قیامت کا دن ہے لوگ پل صراط پر پہنچ چکے ہیں' اللہ پاک کی طرف سے اعلان ہوتا ہے' اے لوگو! تم میں نبی بھی موجود ہیں' ولی اور شہید بھی موجود ہیں اپنی نگاہیں نیچی کر لو کیونکہ میرے نبی کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ گزرنے لگی ہے۔ میں رب نہیں چاہتا کہ میرے نبی کی بیٹی کو کوئی دیکھ لے۔

اللہ حیاء اور شرم نصیب فرمائے۔

میرے دوستو! عورتوں کا مقام کم نہیں' اللہ کی قسم ہے عورت کی تو بڑی شان ہے۔ وہ جاہلیت کا دور تھا جب عورت کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی' اسلام نے عورت کی بڑی قدر و قیمت بتائی ہے۔ جاہلیت کے دور میں عورتیں بناؤ سنگھار کر کے بازاروں میں چلتی تھیں اور مردوں کو

اپنی طرف مائل کرتی تھیں۔ میرے مصطفیٰ ﷺ نے آ کر سبق دے دیا کہ جو بی بی بناؤ سنگھار کر کے خوشبو لگا کر بازار جائے گی اس کے سر پر شیطان کھڑا ہے وہ برائی کی دعوت دے رہی ہے اور مردوں کو بھی آپ نے سمجھایا آپ فرماتے ہیں جو آدمی غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے باز نہیں آتا اگر وہ بغیر توبہ کے مر گیا تو اس کی آنکھوں میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا کہ تو اس وقت لذت حاصل کرتا تھا اب اللہ کا عذاب بھی چکھ۔

اسلام نے تو بیبیوں کو بڑی عظمت نصیب فرمائی ہے اور بتایا ہے۔

اَلْمَرْءَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا○

جو بی بی پانچ نمازیں پڑھتی ہے اور ماہِ رمضان کے روزے رکھتی ہے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے اور اپنے وجود کی حفاظت کرتی ہے' اللہ کے نبی فرماتے ہیں ایسی بی بی جب فوت ہوگی تو رب اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے ہی کھول دے گا۔

میں آج ایک تاریخ میں پڑھ رہا تھا کہ کھیتی باڑی' برتن سازی اور کپڑے سلائی کا کام اگر سب سے پہلے کیا ہے تو عورت نے ہی کیا ہے۔

دو آدمی لڑ رہے تھے' موسیٰ علیہ السلام دونوں کو چھڑانے لگے' ایک چھوڑتا نہیں' قرآن کہتا ہے' موسیٰ علیہ السلام نے غصے میں آ کر اس کو طمانچہ مارا جس سے بندہ مر گیا' آپ بڑے پریشان ہوئے۔ فرعون اور فرعونیوں کو اطلاع مل گئی کہ موسیٰ نبی جسے ہم نے اپنے گھر پالا ہے اب یہ ہمارے ہی آدمی مارنے لگا ہے' انہوں نے اس اسمبلی میں ہی یہ بل پاس کر دیا کہ موسیٰ جہاں بھی مل جائے اس نے بندے مارنے شروع کر دیئے ہیں اس کو جلدی سے گرفتار کر کے اس کو بھی ختم کر دو' موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا بل فرعون کی اسمبلی ہال میں پاس ہو گیا کہ موسیٰ نبی علیہ السلام کو پکڑ لو پولیس پیچھے لگا دی' فرعون کی اسمبلی میں ایک نیک اور اللہ والا آدمی بھی تھا جس کو موسیٰ نبی علیہ السلام سے بڑا پیار تھا' یہ جلدی جلدی دوڑا اور موسیٰ علیہ السلام کو ملا' موسیٰ علیہ السلام اب اور آدمیوں کے جھگڑے نپٹا رہے تھے' ان کا چھڑاؤ کروا دیا' یہ آدمی آہستہ سے موسیٰ نبی علیہ السلام کے کان میں کہتا ہے۔ اس آدمی نے موسیٰ نبی علیہ السلام کو

خیر خواہی کی بات سنائی' اللہ کو اس کی بولی اتنی پیاری لگی کہ اللہ نے قرآن بنا دیا۔

اللہ پاک فرماتے ہیں

وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى. ایک آدمی اس کی اسمبلی سے جو ایمان والا تھا۔ موسیٰ نبی کے پیار والا تھا' یہ دوڑا ہوا آیا اور کہتا ہے۔

اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ ۔ اے موسیٰ نبی جی' آج اسمبلی میں بل پاس ہو گیا کہ موسیٰؑ کو مار دو۔ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ. آپ یہاں سے نکل جائیں۔ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَّتَرَقَّبُ ۔ آپ نے دوڑتے دوڑے مصر چھوڑ دیا اور رب سے کال ملا دی' آپ دعاء مانگ رہے ہیں فرماتے ہیں۔ عَسٰى رَبِّيْ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۔ یا اللہ مجھے سیدھ راستہ دکھانا۔

اب مدین کے نام پر ایک علاقہ آیا قرآن کہتا ہے۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَاءَ السَّبِيْلِ ○ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدَانِ.

آپ نے ۸ دن پیدل سفر طے کیا۔ جو شہزادہ بن کر پلا ہوا تھا۔ جو حکمران گھرانے میں پلا تھا' اب اس کو آٹھ دن پیدل سفر کرنا پڑا' راستے میں روٹی بھی نہیں ملی' پانی بھی جو ہڑوں کا ملتا ہے' درختوں کے پتے کھا کھا کر نبی کا رنگ بھی زرد پڑ گیا ہے۔ آٹھ دن کے سفر کے بعد آپ مدین کے علاقے میں پہنچ گئے۔ وہاں آپ نے عجیب منظر دیکھا کہ دو عورتیں ایک طرف کھڑی ہیں' ان عورتوں نے چادر دوہری اوڑھ کر پردہ کیا ہوا ہے۔ اللہ کے نبی دیکھتے ہیں کہ ان کی بکریاں گیلی زمین پر اپنی زبانیں رگڑ رہی ہیں' لیکن ان عورتوں نے اپنے پردے میں فرق نہیں آنے دیا' نبی کی بیٹیاں اپنی بکریاں لے کر ایک طرف کھڑی ہیں' اللہ کے نبی دیکھتے ہیں کہ یہ اتنی ظالم قوم ہے کہ انہوں نے بچا ہوا پانی بہا دیا ہے لیکن ان عورتوں کی بکریوں کو پانی نہیں پینے دیا' اللہ کے نبی فرماتے ہیں اے بیبیو!

کیا بات ہے یہ سب مرد ہیں تم عورتیں کیونکر آ گئی ہو؟

یہ بیبیاں رو پڑتی ہیں کہتی ہیں۔

لَانَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَاَبُوْنَاشَیْخٌ کَبِیْرٌO

باپ بوڑھا ہے اور بھائی ہے کوئی نہیں' باپ کے دل پر کیا بیت رہی ہوگی کہ جوان بیٹیاں جنگل میں بکریاں چرا رہی ہیں نبی نے کئی دفعہ دعا بھی کی ہے' یا اللہ ایک ہی بیٹا دے دے۔

آواز آتی ہے شعیب تیرے لیے بیٹا ہے ہی کوئی نہیں۔

بڈھا باپ شعیب تے پُت کوئی نہ' پیاں بیٹیاں بکریاں چار دیاں

بھلا نئیں شعیب دا دل کردا' چکھے لذتاں ایس بہار دیاں

یہ بیبیاں کہتی ہیں اے پوچھنے والے' دوسری بات یہ ہے کہ یہ سب کافر ہیں اور ہمارا باپ نبی ہے' یہ قوم ہمارے باپ کو نہیں مانتی' ہم بڑے حیا والے باپ کی بیٹیاں ہیں' یہ مرد ہیں اور ہم بیبیاں ہیں' ہم ان کے ساتھ مل کر کنویں سے پانی نہیں نکالتیں' یہ اتنی گندی قوم ہے کہ بچا ہوا پانی بہا دیتے ہیں' ہماری بکریوں کو پانی نہیں پلانے دیتے' موسیٰ نبی بھی سارا ماجرا دیکھ رہے ہیں' ان بدبختوں نے اس کنویں کے اوپر (جو اس مدین کے علاقے میں ایک ہی کنواں تھا) ایک بہت وزنی پتھر بھی رکھ دیا' پتھر بھی وزنی تھا اور ڈول بھی کافی وزنی تھا۔ ان لڑکیوں سے نہ ہی پتھر ہٹتا تھا اور نہ ہی پانی کا ڈول باہر نکلتا تھا' اللہ کے نبی نے دیکھا کہ یہ اتنی مظلوم بیبیاں گندا پانی اپنے برتن میں ڈال کر بکریوں کو پلا رہی ہیں۔

نبی کی غیرت جاگ پڑی' جب ایمان ہو تو پھر غیرت جاگ پڑتی ہے۔

یہ دیکھ لے مدینہ طیبہ ہے' میرے نبی کی قبا' مسجد جس کی سنگِ بنیاد میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی' ایک بی بی وہاں سے چلتی ہے اور دو میل کا سفر طے کر کے میرے نبی کے ساتھ صبح کی نماز باجماعت ادا کرتی ہے۔

اس مسجد کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو اپنے گھر سے وضو کر کے ''قباء'' میں جا کر دو نفل پڑھتا ہے اللہ اسے عمرے کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔ لیکن یہ بی بی چاہتی ہے کہ اگر میں نماز پڑھوں تو رسول اللہ کے پیچھے پڑھوں۔

وہ کتنے خوش نصیب لوگ تھے جنہوں نے میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں

نمازیں ادا کیں۔

ایک دن یہ بی بی آئی اور زار و قطار میرے مصطفیٰ ﷺ کے سامنے روتی جا رہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں اے بی بی کیا بات ہے تو کیوں پریشان ہے؟

یہ بی بی میرے مصطفیٰ ﷺ کو کہتی ہے' سوہنیا میں آج صبح صبح آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے آ رہی تھی' راستے میں جو یہودیوں کی بستی ہے' آج ان بے ایمانوں نے میری عزت تار تار کر دی ہے۔ انہوں نے میری عزت پر حملہ کر دیا ہے۔ حضرت انہوں نے میری عزت لوٹ لی ہے۔

اللہ کے پاک پیغمبر اس بی بی کا درد بھرا قصہ سنتے جا رہے ہیں' حضرت کی آنکھوں سے بھی لگاتار آنسو جاری ہیں یہ دیکھ میرے نبی اور صحابہ کی غیرت کس طرح جاگتی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابہ' اگر آپ نے سورج طلوع ہونے سے پہلے ان یہودیوں' بے ایمانوں کی بستی جلا کر راکھ نہ کر دی تو مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آسمان سے عذاب الٰہی نہ آ جائے۔

جب تجھ میں غیرت تھی' جب تجھ میں حیا تھا' بیت المقدس کا علاقہ فتح ہو گیا تو ان لوگوں نے درخواستیں دیں کہ خلیفۃ المسلمین بھی تشریف لائیں' اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی جا رہے ہیں۔ ذرا دیکھ انصاف کیسا ہے' حکمران کیسا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کا ایک غلام ہے' باری باری اونٹ پر سوار ہوتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ ڈاچی پر بیٹھے ہیں اور غلام نکیل پکڑتا ہے' طے یہ ہوا کہ ایک میل عمرؓ ڈاچی پر بیٹھے گا اور غلام نکیل پکڑ کر پیدل چلے گا۔ پھر ایک میل غلام ڈاچی پر بیٹھے گا اور عمرؓ نکیل پکڑ کر چلے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سواری جب بیت المقدس کی بستی کے قریب پہنچتی ہے تو عمر رضی اللہ عنہ کی نکیل پکڑ کر چلنے کی باری ہے اور غلام کی سواری پر بیٹھنے کی باری ہے۔ غلام خود ہی آگے ہو کر درخواست کرتا ہے' سوہنیا آپ امیر المومنین ہیں' میرا کیا ہے۔ میں تو ایک غلام ہوں' حضرت آپ ڈاچی پر بیٹھیں غلام مہار پکڑے گا۔ اگر میں سواری پر بیٹھا اور آپ نے مہار پکڑی تو یہ بات اچھی نہیں لگے گی۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے غلام! یہ بات اچھی لگے نہ لگے عمر مہار پکڑے گا اور غلام ڈاچی پر بیٹھے گا۔ لوگ کیوں نہ ڈریں' یہودیوں' عیسائیوں کے کلیجے کیوں نہ کانپیں' اگر اس قوم میں غیرت موجود ہو۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ بڑی شان وشوکت سے بیت المقدس میں داخل ہورہے ہیں' لشکر کا امیر آ کر شکایت کرتا ہے۔ سرکار آج یہودیوں' عیسائیوں کی عورتیں بناؤ سنگھار کر کے اپنے مکان کی چھتوں پر بیٹھی ہوئی ہیں اور صحابہ کو برائی کی طرف مائل کرنا چاہتی ہیں' صحابہ کو بھی اپنے گھروں سے آئے ہوئے کافی دن گزر چکے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں' جب آپ نے دیکھا کہ عورتیں مسلمانوں کو بے غیرتی کی طرف مائل کرنا چاہتی ہیں تو آپ نے وہاں کوئی لمبی چوڑی وعظ نہیں کی' کوئی لمبا چوڑا خطبہ ارشاد نہیں فرمایا گھنٹوں کی تقریر نہیں کی۔ آپ صرف قرآن کی ایک ہی آیت پڑھتے ہیں' فرماتے ہیں۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ○

اے مومنوں! اپنی نظریں نیچی کرلو' ان کی طرف نہ دیکھیں' ایک ہی آیت سنی تو کوئی مسلمان ان کی طرف دیکھتا ہی نہیں۔

یہ دیکھ جس پتھر کو دس آدمی ہٹاتے ہیں' موسیٰ علیہ السلام نے اکیلے ہی پرے کر دیا۔ آپ نے ''بوکا'' کنوئیں میں لٹکا دیا۔

ایک مورخ چالیس آدمی کہتا ہے' ایک تیس کہتا ہے اور ایک بیس لکھتا ہے' لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اکیلے ہی ''بوکا'' کنویں سے نکال لیا اور فرماتے ہیں اے نبی کی بیٹیو! یہ پانی خود بھی پیو اور بکریوں کو بھی پلاؤ۔ قرآن کہتا ہے۔

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ○

آپ نے ان بیبیوں کی بکریوں کو خوب پانی پلا کر سیر کر دیا۔

اب نبی کا تقویٰ دیکھیے کیسا ہے' یہ نہیں کہا' بہن میں نے اتنی محنت سے بوکا نکالا ہے'

آپ گھر سے دو روٹیاں بھجوا دینا' پیغمبر جوان تھا دو چار بکریاں دوھ لیتے' لیکن نہیں۔

کھوہ کڈھ پلایا پانی ' تے ول درخت دے بھایا
اوپر زمین دے رب بھروسے تے جنگل ڈیرہ لایا
نبی نے ہاتھ اٹھائے اور رب سے کال ملا دی
چھیڑو چھیڑو اس جنگل دے سب گھراں نوں نے دھانے
ہن مینوں ویں توں میر یا مولا' لاویں کِتے ٹکانے

ادھر بیبیاں بھی وقت سے پہلے ہی گھر پہنچ گئیں' نبی کو فکر پڑ گیا کہ آج بیٹیاں وقت سے پہلے ہی گھر پہنچ گئی ہیں۔

اللہ کے نبی شعیب علیہ السلام فرماتے ہیں اے میری بیٹیو! تم آج وقت سے پہلے کیوں آ گئی ہو؟

آپ بھی اپنے بچوں کا فکر کیا کریں' تیری تنخواہ دس روپے ہے' تیرے گھر میں بیس روپے کی چیز کہاں سے آئی ہے۔ تو پچاس روپے کی مزدوری کرتا ہے اور تیرے گھر سو روپے کلو گوشت کہاں سے پک رہا ہے' دھیان کیا کرو حالات انتہائی خطرناک ہیں۔

جب اللہ کے نبی اپنی بیٹیوں سے پوچھتے ہیں تو بیٹیوں نے ساری بات سنا دی اور ساتھ کہتی ہیں ابا جی اس آدمی کو دعا دے دو' نبی سمجھ گیا کہ اتنا وزنی بو کا نکالنے والا کوئی چلتا پھرتا نبی آیا ہوگا۔ نبی شعیب علیہ السلام نے اس کی طاقت دیکھ لی ہے۔ اب اس کا ایمان دیکھنا چاہتا ہے۔ شام ہو گئی' نبی اپنی بیٹی کو کہتا ہے تم میں سے ایک چلی جائے' دونوں نہیں بھیجیں کیونکہ اس کا ایمان اور اس کی غیرت دیکھنا تھی۔ اب جو لڑکی جا رہی ہے اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' اس نے ایسی حیا کی چال چلی' رب نے اس کا قرآن بنا کر میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کر دیا' قیامت تک لوگ پڑھیں گے' فَجَاءَتْهُ اِحْدٰهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ. اس لڑکی نے چادر دوہری کر کے اوڑھی ہوئی ہے' پردہ کیا ہوا ہے اور موسیٰ نبی کے پاس پہنچ جاتی ہے' موسیٰ نبی علیہ السلام نے بھی ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں' یہ بی بی جا کر کہتی ہے۔ اِنَّ اَبِیْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا. اے بھائی تجھے میرے ابا جی بلاتے ہیں'

آپ فرماتے ہیں کیوں' تیرے باپ سے میرا کیا رشتہ ہے وہ تو میرا واقف ہی نہیں یہ بی بی کہتی ہے۔ تو نے جو ''بوکا'' نکالا ہے' میرے ابا جی تجھے اس کی مزدوری دینا چاہتے ہیں' موسیٰ نبی مزدوری نہیں لینا چاہتے تھے لیکن بھوک بڑی لگی ہوئی تھی' آگے آگے بی بی چل پڑی اور پیچھے پیچھے موسیٰ نبی علیہ السلام چل پڑے بی بی آگے ہو اور مرد پیچھے ہو اس طرح بات جچتی نہیں۔

موسیٰ نبی علیہ السلام دیکھتے ہیں کہ بی بی کے ٹخنوں سے ہوا سے کپڑا ہٹ رہا ہے' بی بی شرما رہی تھی۔ آپ فرماتے ہیں اے بی بی' تو پیچھے آجا اور میں آگے ہو جاتا ہوں' تیری بولی کی بھی مجھے سمجھ نہیں آتی' تو گود میں پتھر رکھ لے اگر میں راستہ بھول جاؤں تو تُو ادھر پتھر پھینک کر راستہ بتلا دینا' میں غیر محرم عورت کی آواز سننا بھی پسند نہیں کرتا۔

اب آگے موسیٰ نبی علیہ السلام اور بی بی پیچھے ہے' عرش والے نے بھی نظر دوڑائی کہ وہ بھی بڑی حیا والی ہے اور وہ بھی بڑا باحیا ہے' اس میں بھی شرم ہے اور اس میں بھی بڑا حیا ہے۔

بخاری میں لکھا ہوا ہے کہ موسیٰ نبی علیہ السلام ایسا ہے کہ آپ نے آج تک کبھی کسی کو اپنا جسم نہیں دکھایا' لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ موسیٰ علیہ السلام جو جسم ننگا نہیں کرتے' یہ ہر وقت کپڑا ہی لیے رکھتے ہیں' معلوم ہوتا ہے کہ اس کے جسم پر ''پھلبہری'' ہے' لیکن اللہ نبی پر الزام لگا نہیں رہنے دیتے۔

ایک دن موسیٰ نبی دریا پر چلے گئے اور کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے اور خود غسل کرنے لگے اللہ فرماتے ہیں موسیٰ تیرے اوپر ایک الزام لگ گیا ہے' میں نے ذرا بری کرنا ہے' اللہ کے نبی غسل کر رہے ہیں اور پتھر دوڑ پڑتا ہے۔ موسیٰ نبی علیہ السلام بھی پیچھے دوڑ لگا دیتے ہیں اور ساتھ آواز دیتے ہیں۔ ثَوْبِیْ یَا حَجَرُ. اے پتھر تو میرے کپڑے کہاں لے کر جا رہا ہے۔ جہاں مجمع لگا ہوا تھا' پتھر وہاں جا کر رک گیا اللہ فرماتے ہیں' میرے نبی کا جسم دیکھو' پاک صاف ہے یا پھلبہری والا ہے یہ تو ویسے میرے نبی کا حیا تھا۔ وہ بھی حیا والا وہ بھی حیا والی' جوڑی رب کو پسند آگئی تو اللہ نے پکی پکی جوڑی بنا دی اللہ کریم ہم سب کو حیا والی زندگی عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

مقامِ والدین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْ هُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○ (بنی اسرائیل:۲۳)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ رحیم وکریم کے لیے' اور بے شمار' ان گنت درود وسلام سیدالکونین رسول الثقلین...... امام الانبیاء...... خطیب الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر۔

بھائیو! قرآن پاک کا پندرھواں پارہ' سورۃ بنی اسرائیل کی دو آیات آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مولا کریم مجھے اور آپ سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! اولاد کی ضرورت ہر انسان کو ہوتی ہے' انبیاء کو بھی ضرورت تھی۔ اولیاء کو بھی' گناہ گاروں کو بھی...... نیکوکاروں کو بھی' لیکن جب بھی کسی نے اولاد مانگی ہے تو عرش والے رب سے مانگی ہے۔ اگر انبیاء کو ضرورت پڑی ہے بے شک اگر کسی کی عمر ۱۰۰ سال تک کیوں نہیں ہوگی' اس نے بھی رب کا ہی دروازہ کھٹکھٹایا ہے کہ یا اللہ مجھے بیٹے کی ضرورت ہے تو بیٹا عطا فرما دے' کیونکہ تیرا اعلان ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ○ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَّيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا. (الشوریٰ: ۵۰)

اللہ پاک فرماتے ہیں آسمانوں پر میری حکومت ہے اور زمین پر میرا قبضہ ہے۔

میں جسے چاہوں بیٹیاں دوں' جسے چاہوں بیٹے دوں' اور اگر چاہوں تو بیٹیاں اور بیٹے ملا کر دے دوں اور اگر چاہوں تو پوری زندگی اسی طرح ہی گزر جائے' یہ میری مرضی ہے اس مقام پر انبیاءؑ بھی مجبور ہیں' اگر میں چاہوں تو نہ دوں اور اگر چاہوں تو دے کر چھین لوں' مجھے کوئی روکنے والا نہیں' اس کا نام ہے ''توحید''

اللہ ہر مسلمان کو سمجھ عطا فرمائے۔

حضرت زکریا علیہ السلام ۱۲۰ سال کی عمر میں مانگ رہے ہیں اور کس انداز سے مانگ رہے ہیں' دیکھنا کتنی قیمتی دعا ہے' فرماتے ہیں۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ○ (الانبیاء: ۸۹)

یا اللہ! مجھے ایک ہی بیٹا عطا کر دے' بے شک اولاد لینے کا وقت نہیں رہ گیا' بے شک اولاد لینے کا موسم گزر ہی گیا ہے' اللہ مجھے امید ہے کہ اگر تو چاہے تو بے موسم اولاد بھی دے سکتا ہے۔ پھر اللہ نے بیٹا عطا کر دیا' یہ اس کی مرضی ہے۔

اگر وہ چاہے تو ۸۰ سال تک اپنے خلیلؑ کو بھی نہ دے' تو خلیل کو بھی یہ کہنا پڑے۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ○ (الصفت: ۱۰۰)

یا اللہ کوئی نیک بیٹا عطا کر دے' اس لیے کہ اولاد اللہ کی نعمت ہے اور یہ قیمتاً نہیں ملتی۔ اولاد کا فرض ہے کہ وہ والدین کی قدر کرے' اپنے والدین کی عزت کرے اور ان کے حقوق کا خیال رکھے۔ ایک صحابی نے جہانوں کے پیر سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے ذرا والدین کے بارے میں بتانا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں' هُمَا نَارُكَ وَجَنَّتُكَ○ اے میرے صحابی تیرے والدین ہی تیری جنت ہیں اور تیرے والدین ہی تیری جہنم ہیں۔ تو چاہے تو ان کی خدمت کر کے جنت بنا لے' تو چاہے تو ان کی نافرمانی کر کے جہنم بنا لے۔

اللہ پاک والدین کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک صحابی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا کہتا ہے اللہ کے رسول میں کس سے نیکی کروں' کس سے بھلائی کروں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں اپنی ماں سے۔
صحابی کہتا ہے سوہنیا پھر کس سے؟
آپ ﷺ فرماتے ہیں' اپنی ماں سے۔
صحابی کہتا ہے سوہنیا پھر کس سے؟
آپ ﷺ فرماتے ہیں' پھر اپنی والدہ سے
صحابی پھر چوتھی بار کہتا ہے' سوہنیا پھر اس کے بعد؟
آپ ﷺ فرماتے ہیں' اس کے بعد پھر اپنے باپ سے بھی خیر خواہی کیا کر۔

میرے آپ کے پیر و مرشد کا ایک صحابی علقمہ رضی اللہ عنہ ہے' میرے نبی کو پتہ چلتا ہے کہ علقمہ رضی اللہ عنہ کا آخری وقت ہے لیکن زبان نہیں چل رہی' جہانوں کے پیر اپنے صحابی کے پاس جاتے ہیں' موت کی گھاٹیاں' سکرات الموت سامنے ہے' صحابی کی جان نہیں نکل رہی اور نہ ہی اس کی زبان پر کلمہ آتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابی علقمہ رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟
علقمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا میری ماں مجھ سے ناراض ہے۔
آپ ﷺ فرماتے ہیں علقمہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو بلاؤ' علقمہ کی ماں آ گئی۔
آپ ﷺ فرماتے ہیں' اپنے بیٹے کو معاف کر دیں۔

علقمہؓ کی ماں کہتی ہے' اللہ کے رسول' میں اس سے بہت تنگ ہوں' میں اس کو معاف نہیں کروں گی۔ یہ اپنی بیوی کی بات کو ترجیح دیتا تھا اور اس نے میری بات کا کبھی خیال ہی نہیں کیا تھا۔ یہ میری بات نہیں مانتا تھا اور اپنی بیوی کی بات مان لیتا تھا' یہ میرے کہنے پر نہیں چلتا تھا۔

آپ فرماتے ہیں میرے بلال! اگر یہ معاف نہیں کرتی تو پھر لکڑیاں اکٹھی کریں۔
علقمہ کی ماں کہتی ہے' سوہنیا آپ وہ ایندھن کیا کریں گے؟
آپؐ فرماتے ہیں' اے بی بی' اگر تو معاف نہیں کرے گی تو یہ قیامت تک اسی طرح پڑا رہے گا اور اس کی جان نہیں نکلے گی' ہم اس کو جلا کر ختم کرنے لگے ہیں۔

بیٹا اگر کافر اور نافرمان ہی کیوں نہ ہو' والدین کو پھر بھی رحم آ جاتا ہے۔

دیکھئے' جناب نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو کہتے ہیں' یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَعَنَا ۔اے بیٹے' میرے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا! اب بیٹا کہتا ہے' سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ.

اے ابا جی میں آپ کی کشتی پر نہیں بیٹھوں گا میں پہاڑ پر چڑھ کر جان بچا لوں گا۔

اللہ کے نبی نوح علیہ السلام فرماتے ہیں' اے میرے بیٹے' کنعان سن لے لَاعَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ.

آج رب کے عذاب سے کوئی نہیں بچ سکتا' پانی ٹھاٹھیں مارتا ہوا آ گیا' پیغمبر کی کشتی چل رہی ہے۔ کشتی میں ہر چیز کا جوڑا جوڑا سوار ہے' نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو دیکھتے ہیں کہ پانی بیٹے کے گلے تک پہنچ گیا ہے اور وہ غوطے کھانے لگا ہے' بیٹا نافرمان تھا' پھر بھی باپ کی محبت نے جوش مارا تو آپ نے اللہ کی بارگاہ میں اپیل دائر کر دی۔

اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ ○ (ھود: ۴۵)

یا اللہ تیرا وعدہ سچا ہے' اللہ میرا بیٹا ڈوب رہا ہے اس کو بچا لے' آواز آتی ہے۔

اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ. اِنِّیْ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ○ (ھود: ۴۶)

اللہ فرماتے ہیں اے میرے نوح علیہ السلام' تیرے بیٹے کے کام اچھے نہیں' اگر تو نے بار بار یہ سوال کیا' اپنے بیٹے کے حق میں سفارش کی تو یاد رکھ لے' میں انبیاء کی لسٹ سے تیرا نام ہی خارج کر دوں گا۔ یہ باپ کی محبت ہے۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک آدمی اپنی اماں جان کو کہنے لگا۔ اماں میرا گھر تب آباد ہوتا ہے اگر تیرا کلیجہ لے کر جاؤں' میری بیوی کہتی ہے' تیری ماں کا کلیجہ ہو تو تب مجھے سکون آئے گا۔

ماں کہتی ہے بیٹا لے جا' تو اپنا گھر بسا لے' اس نے ماں کا کلیجہ نکالا اور جا رہا ہے' وہ راستے میں پاؤں کو ٹھوکر لگنے سے گر جاتا ہے تو ماں کے کلیجے سے آواز آتی ہے' بسم اللہ

کہیں میرے بیٹے کو چوٹ تو نہیں لگ گئی۔

میرے بھائی! ماں اللہ نے ایک کمال نعمت عطا فرمائی ہے' باپ ایک کمال نعمت ہے' ایک اللہ کا ولی ایک قبرستان کے قریب سے گزرتا ہے' کیا دیکھتا ہے کہ ایک قبر پھٹی اور قبر سے گدھے کے منہ جیسا ایک انسان نکلتا ہے' اس نے دو تین آوازیں نکالیں اور پھر قبر میں داخل ہو گیا' اللہ کا ولی یہ دیکھ کر بڑا پریشان ہوا' یہ قریب کی بستی میں گیا اور ان کو جا کر کہتا ہے' اے بستی والو! میں ایک عجیب منظر دیکھ کر آیا ہوں۔

وہ کہتے ہیں حضرت آپ نے کیا دیکھا ہے؟

اللہ کا ولی کہتا ہے کہ ایک قبر پھٹی ہے اس میں سے ایک گدھا نکلا ہے اور آوازیں نکال کر پھر قبر میں داخل ہو گیا ہے۔

بستی والے کہتے ہیں' حضرت آپ نے تو آج یہ منظر دیکھا ہے' لیکن ہم روزانہ یہ دیکھتے ہیں یہ اللہ والا کہنے لگا' پتہ کرو کیا اس کے والدین زندہ ہیں؟

پتہ چلا' اس کی ماں زندہ ہے۔ یہ اللہ والا اس کی ماں کے پاس جاتا ہے اور پوچھتا ہے بی بی! تیرے بیٹے نے کیا گناہ کیے ہیں' اس کے کیا جرائم ہیں؟

ماں کہتی ہے اے اللہ والے! میرا بیٹا شراب پیتا تھا' میں اس کو روکا کرتی تھی' میں کہتی تھی شراب اللہ نے حرام کی ہوئی ہے' میرا بیٹا مجھے کہتا تھا' تو بھونک رہی ہے۔ اب وہ مر گیا ہے تو اللہ نے اس کو یہ سزا دے دی ہے۔

علقمہ رضی اللہ عنہ صحابی کی ماں جب میرے مصطفیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ کلمے نکلتے ہوئے دیکھتی ہے آپ فرماتے ہیں' لکڑیاں جمع کرو' علقمہ رضی اللہ عنہ کو جلا دیں' ماؤں کے دل بڑے نرم ہوتے ہیں۔ ماں کہتی ہے' سوہنیا گواہ ہو جاؤ' میں نے اپنے علقمہ کو معاف کر دیا ہے۔ ادھر ماں کی طرف سے معافی ملتی ہے اور ادھر زبان پر کلمہ جاری ہو جاتا ہے اور روح پرواز کر کے جنت میں چلی جاتی ہے یہ والدین کی عظمت ہے۔

میرے بھائی! ایک آدمی یمن سے چلتا ہے' اس نے اپنی ماں کو کندھوں پر اٹھا کر

بیت اللہ کا طواف کروایا ہے' صفا مروہ کی سعی کرواتا ہے' منیٰ اور مزدلفہ لے جاتا ہے اور عرفات کی حاضری میں لے جاتا ہے' عرفات کے میدان میں اپنی والدہ کو لے کر کھڑا ہے اور عرش والے سے باتیں کر رہا ہے۔

اے عرش والے میری ماں نے مجھ پر جو نیکیاں کی ہوئی ہیں' کیا میری ماں کا وہ حق ادا ہو گیا ہوگا اس کے بعد یہ سو جاتا ہے۔ خواب میں اللہ کریم فرماتے ہیں اے میرے بندے تو تو یہ کام کر کے سمجھتا ہے کہ ماں کا حق ادا ہو گیا ہے ابھی تو تیری ماں نے تجھے جنتے وقت جو ٹھنڈا سانس بھرا تھا' ابھی تو تو اس کی قیمت بھی ادا نہیں کر سکا۔

اللہ کے پیغمبر جناب موسیٰ علیہ السلام رب سے سوال کرتے ہیں' اے اللہ مجھے دنیا میں میرا وہ رفیق دکھا دے جو جنت میں میرا ساتھی ہو' میرا کون سا اُمتی جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔ اللہ فرماتے ہیں اے موسیٰ علیہ السلام' فلاں گوشت بیچنے والے قصاب کو میں نے جنت میں تیرا ساتھی بنا دیا ہے' قصاب کو جا کر دیکھ لے۔

تمام قصاب ایک جیسے نہیں ہوتے' بعضوں کے دل میں خوفِ خدا بھی ہوتا ہے کئی نمازی متقی اور پرہیز گار بھی ہوتے ہیں۔

اللہ کریم فرماتے ہیں موسیٰ" فلاں قصاب کے پاس چلا جا' رب کا نبی قصاب کے پاس جا کر بیٹھ گیا' موسیٰ علیہ السلام کافی دیر تک بیٹھے رہے' عرض کرتے ہیں اللہ کیا جنت میں گوشت بیچنے والا یہ میرا ساتھی ہے؟

جب شام ہو گئی تو موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں' بھائی آج میں تیرا مہمان ہوں' آج تجھ سے کھانا کھاؤں گا' اس قصاب نے جلدی سے گھر پیغام بھیج دیا کہ ایک آدمی کا کھانا زائد پکا لینا۔ موسیٰ علیہ السلام اس قصاب کے ساتھ اس کے گھر چلے گئے' کہتے ہیں میں دیکھوں تو سہی کہ قصاب کیا کرتا ہے۔

میرا تو عقیدہ ہے کہ اپنی ماں کی جوتی کو "جتری" نہ کہا کر' کہیں عرش والا ناراض نہ ہو جائے' اپنی ماں کی جوتی کو پالش کیا کر' اپنے ماں کے کپڑے دھویا کر' آسمان سے آواز

آتی ہے کہ اے اپنی ماں کے کپڑے دھونے والے! میں تیرے گناہ دھو کر رکھ دوں گا۔

ماں کی دعا ساتوں آسمان چیرتی ہوئی رب کے عرش پر پہنچ جاتی ہے' اس لیے والدین کو بھی اپنی اولاد کو دعائیں ہی دینی چاہئیں اور بددعا سے گریز کرنا چاہیے۔

ماں کی بددعا ولیوں کی ولایت چھین کر رکھ دیتی ہے' ماں سے دعا لیا کر' ماں ایک ایسی چیز ہے کہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے پاک پیغمبر کے صحابی بننے سے رہ جاتے ہیں' پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے رسول نے نبوت کا اعلان کیا ہے' بوڑھی ماں کو دیکھتے ہیں کہ اس کو کس کے پاس چھوڑ کر جاؤں' اس کو کس کے سپرد کر کے جاؤں۔

اللہ کے نبی فوت ہو جاتے ہیں' اویس قرنی صحابی بننے سے رہ جاتے ہیں۔ تابعی بنتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج کرنے کے لیے جانے لگے ہیں تو میرے نبی فرماتے ہیں اے عمر رضی اللہ عنہ جب تو میرے بعد حج کرنے کے لیے جائے گا تو تجھے قرن کے علاقے کا ایک ''اویس قرنی'' ملے گا تو اس سے اپنے لیے دعا کروانا۔

میرے بھائی! عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے کیوں دعا کروا رہے ہیں' یہ سب ماں کی خدمتیں ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا' تو لوگ یمن سے حج کرنے کے لیے آئے' جب لوگ حج سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے کہ چلو امیر المومنین کی زیارت ہی کر لیں' وہ حضرت کی زیارت کے لیے آئے' آپ ان سے پوچھتے ہیں' تم کہاں سے آئے ہو؟

وہ کہنے لگے ہم قرن کے علاقے سے آئے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں وہاں کوئی اویس قرنی ہے؟

لوگ کہتے ہیں ہاں وہ ہمارے ساتھ ہی ہے' بس ایک درویش سا آدمی ہے۔ ہم اس کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ آئے ہیں۔ ہم نے سوچا کہ ہم امیر المومنین کی زیارت کر آئیں۔ آپ فرماتے ہیں تم میری زیارت کرنے کے لیے آئے ہو' چلو میں اس کی زیارت کرنے کے لیے جاتا ہوں۔

جب امیر المومنین اویس قرنی کے پاس گئے' دیکھا کہ اونٹ چر رہے ہیں اور اویس قرنی پاس نفل پڑھ رہے ہیں' یہ ماں کی دعائیں ہیں۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں' میں دیکھوں تو سہی کہ یہ کیا کام کرتا ہے' کیا یہ ساری ساری رات تہجد پڑھتا ہے' نفل پڑھتا ہے' تورات پڑھتا ہے' یا صدقہ خیرات کرتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام دیکھتے ہیں کہ یہ قصاب گھر چلا جاتا ہے اور روٹی کو باریک کر کے اس کے چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر شوربے میں گیلا کر کے وہ روٹی کے ٹکڑے اپنی ماں کے منہ میں داخل کر رہا ہے اور پھر پانی پلا رہا ہے' اس کی ماں خود کھا پی نہیں سکتی' جب اس کی ماں نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا تو ماں اپنے لب ہلا رہی ہے' ماں کا منہ حرکت کر رہا ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام اس کی ماں کے قریب چلے جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے اماں! تو اپنے بیٹے کو کیا کہہ رہی ہے۔ تو اس کے لیے کیا دعائیں کر رہی ہے؟

ماں کہتی ہے حضرت جی میرے بیٹے نے میری بڑی خدمت کی ہے' میں اس سے راضی ہو گئی ہوں میں رب سے دعا کر رہی ہوں کہ یا اللہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں' تو اس کو موسیٰ نبی علیہ السلام کا پڑوس نصیب فرما دے میں موسیٰ نبی علیہ السلام کے ساتھ کی دعائیں کر رہی ہوں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ماں اک باغ بہشت دا بوٹا
ٹھنڈی اے جس دی چھاں
در در دھکے پین اوناں نوں
تے مر جائے جس دی ماں

موسیٰ علیہ السلام اپنے اس ساتھی کو ملتے ہیں' صحابی سے بغلگیر ہوتے ہیں' ساتھ رو پڑتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ نے تیرا میرے ساتھ انتخاب فرمایا ہے' موسیٰ نبی علیہ السلام کا صحابی بھی خوش ہو جاتا ہے۔ کہتا ہے میں نے ماں کی خدمت کی ہے' میری ماں کی دعاؤں نے میری جنت بنا دی ہے' آپ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں تو اللہ نے میرا گھر بھی جنت میں تبدیل کر دیا ہے۔

اللہ کے پاک پیغمبر خواب میں جنت کی سیر کرتے ہیں اور اپنے ایک صحابی حضرت نعمان کو دیکھتے ہیں کہ وہ جنت میں قرآن پڑھ رہا ہے۔

آقا علیہ السلام پوچھتے ہیں اللہ تو نے میرے اس صحابی کو جنت میں قرآن پڑھنے کا موقع کس طرح دیا ہے۔ آواز آتی ہے آپ کے اس صحابی نے آج تک اپنے والدین کو دکھ نہیں دیا۔

جنہوں نے ماں باپ کی قدر کی رب نے ان کی مثالیں قائم کر دی ہیں۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ فوت ہو جاتی ہیں تو بعد میں حضرت اسماعیل کی شادی ہو جاتی ہے' حضرت ابراہیم علیہ السلام ہزاروں میل کا سفر طے کر کے مکہ مکرمہ کی سرزمین پر جاتے ہیں' گلی میں چلتے جا رہے ہیں اور آواز دیتے ہیں۔ اے اسماعیلؑ' اے اسماعیلؑ' باپ بیٹے کے دروازے پر پہنچ جاتا ہے' حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر میں موجود نہیں تھے' پوچھنے پر بہو کہتی ہے بابا جی اسماعیلؑ تو گھر میں نہیں ہے' بی بی اپنے سسر سے مختلف قسم کی باتیں کرتی ہوئی کہتی ہے' بابا جی ہمارا تو کوئی حال نہیں' ہمارے گھر تو کئی کئی دن فاقے آتے ہیں' اسماعیل شکاری آدمی ہے کئی کئی دن گھر ہی نہیں آتا' جب جناب اسماعیل علیہ السلام گھر آتے ہیں' اتنی دیر میں باپ چلا جاتا ہے' شائد ابھی اللہ کو ملاقات منظور ہی نہیں تھی' حضرت اسماعیل جب اپنے محلے کی گلی میں آیا تو باپ پیغمبر کی مہک اور خوشبو آنی شروع ہو جاتی ہے' کہتے ہیں مجھے تو اپنے بابا جی ابراہیم علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے' حضرت اسماعیل کہتے ہیں۔

اے تے خوشبو ای میرے ابے دی جاپدی
حضرت نو تانگ ہے سی ملنے دی باپ دی
جد گھر آ وندے تے پچھ دے دسو ہستی کوئی آئی آ
ماپیاں دی خوشبو اللہ وکھری بنائی آ
پر آوندی اے اس نوں جس دے دل دی صفائی آ

ماں باپ آئیں تو خوشبو آ جاتی ہے۔ اگر تجھے نہیں آتی تو رب سے دعا کیا کر کہ اللہ دماغ صحیح فرما دے۔

جناب اسماعیل علیہ السلام بیوی کو پوچھتے ہیں کہ گھر کون آیا تھا' کم بخت' ناشکری اور رب رسول کی نافرمان بیوی کہتی ہے۔

اک بڈھا جیا بابا داڑھی لال حنا تھیں
مارے آوازاں باہروں اُچی صدا تھیں
اوئیں گھر میں بولی حیا تھیں
آکھے ہے گیا کیڑی جائیں

اللہ کے نبی فرماتے ہیں کیا تو نے اس کو پانی پلایا تھا' روٹی کھلائی تھی؟

کہتی ہے نہیں' میں نے دروازے پر آتے ہی بتلا دیا تھا کہ بابا ہمارا کوئی حال نہیں' ہم پر برے دن آئے ہوئے ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام فرماتے ہیں' وہ تو میرے ابا جی تھے' وہ تو رب کے خلیل تھے جس کے سامنے تو نے ناشکری ظاہر کی ہے' جس کی تو نے بے ادبی اور گستاخی کی ہے' کہتے ہیں۔

تاں آکھن لگا اسماعیل پیارا سی
نی بے نصیبے او میرا باپ سوہارا سی
رب دا خلیل جیدا مرتبہ بھارا سی
تیری زبان چنگی نائیں

کہتے ہیں کیا انہوں نے کوئی پیغام دیا تھا؟

کہتی ہے آپ کو سلام دیتے تھے اور فرماتے تھے' دروازہ ٹیڑھا لگا ہوا ہے اب جب میں آؤں تو چوکھٹ بدل دینا۔

فرماتے ہیں' چل پھر تو ہی چوکھٹ ہے تو نے میرے بابا جی کو پانی نہیں پوچھا' اس کو طلاق دے دی' جب اور شادی کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام دوبارہ آئے اور دور سے ہی آوازیں دے رہے ہیں' جس کے بیٹے دور ہوں ان سے پوچھ کر دیکھو' باپ کو کتنا فکر ہوتا

ہے' ماں باپ کو رات کو نیند نہیں آتی' تو رات کو سفر سے واپس آ رہا ہو۔ آدھی رات ہو جاتی ہے۔ تیرے بیوی بچے سو جاتے ہیں' تیرے عزیز سو جاتے ہیں۔ تیرا جوان بیٹا سویا ہوا ہے اور تیری ماں دیواروں کے ساتھ کھڑی ہو کر رب کے سامنے دعائیں کرتی ہے' کہتی ہے اللہ میرا بیٹا خیریت سے واپس آ جائے' اور جب تو گھر آ جاتا ہے تو بچے کہتے ہیں' ابو جی آپ ہمارے لیے کیا لے کر آئے ہیں' بیوی کہتی ہے کیا میری فلاں چیز لائے ہو۔ لیکن ماں کہتی ہے بیٹا مجھے بتا' تو خیریت سے ہی آیا ہے نا!

جناب ابراہیم علیہ السلام آوازیں دیتے ہیں اے میرے بیٹے اسماعیل علیہ السلام اب اسماعیل علیہ السلام پھر گھر میں موجود نہیں' بہو نے بڑی خدمت کی' اس نے سب کچھ بتایا' آپ نے دعائیں دی' اور واپس چلے گئے' آپ بھی خوش ہو گئے' اسماعیل علیہ السلام بھی خوش ہو گئے اور عرش کا خدا بھی خوش ہو گیا۔

اللہ والدین کو خوش کرنے کی توفیق عطا فرمائے! والدین کو خوش کیا کر' انشاء اللہ بیڑا پار ہو جائے گا' ماں سے دعائیں لیا کر اور بددعا سے بچا کر' ماں کی دعا بڑی چیز ہے۔

صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ تین آدمی سفر پر جا رہے تھے کہ ادھر سے بادل گرجا تو وہ آدمی پہاڑ کی غار میں داخل ہو گئے کہ پہاڑ سے ایک پتھر گرا اور غار کے منہ میں آ گیا' یہ تینوں سوچ رہے ہیں کہ بس اب یہاں ہی مر جائیں گے' روٹی پانی بھی نہیں ملے گا کسی کو ہماری خبر بھی نہیں ہماری یہاں ہی قبریں بن گئیں' کہتے ہیں اگر کسی نے زندگی میں کوئی نیکیاں کی ہیں تو ان کو ظاہر کرو۔

ایک کہتا ہے یا اللہ تجھے پتہ ہے کہ میں نے ایک مزدور رکھ لیا کہ شام تک تو مزدوری کر میں شام کو تجھے ''جو'' دوں گا۔ اس نے شام تک مزدوری کی' میں نے جو دیئے تو وہ چھوڑ گیا' کہنے لگا میں زائد مزدوری لوں گا۔

کہتا ہے' یا اللہ وہ چلا گیا تو میں نے اس کے جو بیچ کر ایک بکری لے لی' اس سے آہستہ آہستہ مال بڑھ گیا' اس آدمی پر ذرا غریبی آ گئی تو وہ پھر ایک دن آیا' کہتا ہے

بھائی مجھے وہ میرے ''جو'' ہی دے دے' تو میں نے اس کو کہا' یہ جتنا' اجڑ ہے' یہ سب تیرا ہی ہے۔

میرے بھائی! اس طرح کون کرتا ہے' یہاں تو ہر آدمی چھری لیے پھرتا ہے' کہ کسی کا حق مارلوں اس ظالم کو یہ پتہ نہیں کہ جہانوں کے پیر اس کا جنازہ ہی نہیں پڑھاتے تھے جس نے کسی کا کچھ دینا ہوتا تھا۔

وہ آدمی کہتا ہے' تو مجھے مذاق کرتا ہے' میں نے اس کو کہا' مذاق نہیں' یہ لے جا' اس نے بکریاں لیں' پھر بار بار پیچھے دیکھے کہ کہیں یہ پھر مجھے آواز نہ دے دے۔ میں نے اس کو کہا' تو بے فکر ہو کر لے جا' یہ مال تیرا ہی ہے' میرے لیے تیرے پیسوں سے ایک پیسہ بھی حرام ہے۔

کہتا ہے اے اللہ! اگر تجھے میرا یہ عمل پسند ہے تو ہم کو اس مصیبت سے نجات عطا کر دے۔ آپ فرماتے ہیں اس دعا سے اتنا معمولی سا سوراخ ہو گیا کہ روشنی نظر آنے لگی۔ دوسرا کھڑا ہو کر کہتا ہے' یا اللہ تجھے پتہ ہے کہ میں برائی کرنے لگا تو اس عورت نے مجھے خدا کا خوف یاد کرایا اللہ میں بچ گیا۔

اے اللہ! اگر میں تجھ سے ڈر کر بچا ہوں تو اس مصیبت سے بچا لے۔

کہتے ہیں اتنا سوراخ ہو گیا کہ ہم ابھی اس سے نکل نہیں سکتے تھے۔

اس کے بعد تیسرا آدمی کھڑا ہو گیا' کہتا ہے یا اللہ تجھے پتہ ہے کہ میں نے بکریاں رکھی ہوئی تھیں' میں جب دودھ دوھ کر آتا تھا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا' ایک دن میں لیٹ ہو گیا' میرے آنے سے پہلے میرے والدین سو چکے تھے' یا اللہ میں دودھ کا پیالہ پکڑ کر اپنے والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا' میں نے والدین کو جگانا بھی برداشت نہ کیا' ماں کو بیدار کرنا بھی پسند نہ کیا' میرے چھوٹے چھوٹے بچے میرے قدموں میں رو کر دودھ مانگ رہے تھے۔ میں نے اپنے بچوں کو کہا جب تک پہلے میری ماں دودھ نہیں پیے گی اتنی دیر تک میں تم کو دودھ کا ایک گھونٹ بھی نہیں دوں گا۔ اللہ اسی

طرح کھڑے کھڑے ساری رات ہی گزر گئی' پچھلی رات ہوئی تو میری ماں کی آنکھیں کھلیں تو کہتی ہے بیٹا' تو کس طرح کھڑا ہے' میں نے کہا اماں جی' آپ کو دودھ پلانے کے لیے کھڑا ہوں' ماں دعائیں دیتی ہے۔ یہ کہتا ہے اللہ اگر تجھے میرا یہ عمل پسند ہے تو پھر ہم کو اس پریشانی سے رہائی عطا فرما۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ جب اس نے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے نے اپنی نیکی یاد کی تو اللہ نے تمام پتھر ہی پیچھے کر دیا۔

یہ ہے ماں سے حسن سلوک کا نتیجہ

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں! اللہ نے مجھے معراج کی رات دکھایا کہ فرشتے ایک جماعت کو چھری سے ذبح کر رہے تھے' جب یہ ذبح ہوں تو ان سے جلا ہوا گندہ خون نکلے' یہ پھر صحیح ہو جائیں پھر ذبح ہوں' پھر گندہ خون نکلے' پھر صحیح ہو جائیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میں نے پوچھا' جبرائیلؑ جن کو ذبح کیا جا رہا ہے' یہ کون ہیں؟ جبرائیلؑ عرض کرتے ہیں' سوہنیا یہ آپ کی امت کے وہ افراد ہیں جو اپنے والدین کو تنگ کرتے تھے' جس طرح انہوں نے ان کو پریشان کیا تھا' اسی طرح یہ قیامت تک ذبح ہوتے رہیں گے اور جلتے رہیں گے۔

اسی لیے اللہ کریم نے اعلان فرمایا ہے۔ رب کا فیصلہ سن لو' آواز آتی ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل: ۲۳)

اللہ پاک فرماتے ہیں میرے سوا کسی کی عبادت نہ کرو' اور اپنے والدین سے حسن سلوک کرو جب تمہارے والدین میں سے ایک بوڑھا ہو جائے یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اپنے والدین کو اف تک بھی نہ کہا کرو' یہ بھی نہ کہا کرو' افسوس بابا تو نے یہ کیا کیا

ہے۔ بلکہ ان کے کپڑے صاف کیا کرو' ان کے کھانے کا انتظام کیا کرو' ان کے تھوک سے نفرت نہ کیا کرو' جب اپنے والدین سے گفتگو کرو تو اچھی گفتگو کرو اور ان کے لیے اپنے ہاتھ پھیلا دو' اگر وہ پیسے مانگیں تو پیسے دو اور اگر کسی کا ماں باپ دنیا سے چلا جائے تو پھر وہ اپنے والدین کے لیے دعائیں کیا کرے کہ اللہ میرے ماں باپ پر اس طرح رحم کر جس طرح انہوں نے مجھ پر بچپن میں رحم کیا تھا۔

کہتے ہیں کوئی صوفی حج کا پروگرام بناتا ہے۔ بوڑھی اور بیمار ماں ہے' اپنی اماں جان کو کہتا ہے' اماں جی میں نے حج کرنے کے لیے جانا ہے' ماں کہتی ہے بیٹا میرا خیال کون رکھے گا' مجھے دھوپ سے چھاؤں میں کون کرے گا' ایک سال صوفی نے انتظار کیا' دوسرا سال آ گیا' کہتا ہے ماں نے تو مرنا ہی نہیں' میرا حج رہ جائے گا۔ ماں سو گئی تو صوفی نے تھیلا پکڑا اور بھاگ گیا' کہنے لگا ماں اٹھے گی تو مجھے روکے گی' اس نے تو جاگتے ہوئے مجھے جانے نہیں دینا' ماں کے سوتے ہوئے ہی چلا گیا۔ ایک بستی میں پہنچا پچھلی رات کا وقت ہے' آدھی رات کے وقت صوفی نے نفل شروع کر دیئے' یہ تہجد پڑھ رہا ہے کہ مسجد کے ساتھ ایک گھر میں چوری ہو جاتی ہے' چور بھاگ جاتے ہیں' لوگ ان کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ اس گھر کی طرف سے مسجد کو دروازہ تھا' چور مسجد میں آ کر اپنا چوری کیا ہوا سامان اس صوفی کے پاس رکھ دیتے ہیں اور خود بھاگ جاتے ہیں' جب صوفی سلام پھیرتا ہے تو لوگ اسے گرفتار کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں' دیکھو چور بھی عجیب ہے' چوری بھی کرتا ہے اور ساتھ نمازیں بھی پڑھتا ہے۔ لوگوں نے منہ کالا کر کے گدھے پر بٹھا دیا اور بازاروں میں گھمایا۔

لوگ کہتے ہیں دیکھو یہ صوفی نمازی ہے' تہجد گزار ہے اور ساتھ چور بھی ہے۔

صوفی کہتا ہے اس طرح نہ کہو کہ صوفی چوری میں گرفتار ہوا ہے' بلکہ لوگوں کو اس طرح کہو' جو ماں کی اجازت کے بغیر زبردستی حج کرنے کے لیے گیا ہے اس کا یہ حشر ہو رہا ہے۔ ماں روک رہی ہے کہ صوفی حج پر نہ جانا' میں مر جاؤں گی' میں ماں کے کہنے پر نہیں لگا اس لیے مجھے یہ ماں کی نافرمانی کی سزا مل رہی ہے۔

اولیاء کی ولایت ایک طرف اور ماں کی دعا ایک طرف' ایک طرف ستر ولی دعا کریں اور ایک طرف اکیلی ماں دعا کرے' آواز آتی ہے' میں ستر اولیاء سے ماں کی دعا پہلے قبول کرلوں گا۔

اللہ پاک ماں کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے حضرت الاستاد مولانا عبدالرشید صاحب' اللہ ان کی عمر میں برکت فرمائے' ایک دن فرمانے لگے کہ ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں میرے منہ سے نکل گیا کہ اگر تیری دعا قبول نہ ہوتو ماں کی جوتی سر پر رکھ کر دعا کرنا۔ اللہ قبول فرمالیں گے۔

ایک نذیر نامی آدمی حلوائی کا کام کرتا تھا' اس کو''کوڑھ'' پڑا ہوا تھا' ڈاکٹروں نے اس کو لاعلاج کردیا تھا۔

کہتے ہیں وہ خطبہ سن رہا تھا' جب رات پڑی تو اس نے دیکھا کہ ماں سوئی ہوئی ہے وہ ماں کی جوتی سر پر رکھ کر دعا کر رہا ہے۔ اللہ مجھے شفاء دے دے۔

غیبی آواز آئی' اب تجھے دوائیں لینے کی ضرورت نہیں' اب اللہ تجھے شفاء عطا کردے گا' ابھی وہ شخص زندہ ہے اور اللہ نے اس کو شفا عطا کردی ہے۔

اللہ پاک ماں کی دعائیں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کئی مائیں بھی اپنی اولاد کے حق میں اچھی نہیں' جس طرح ماں باپ کا اولاد پر حق ہے اسی طرح اولاد کا بھی ماں باپ پر حق ہے' ہر انسان کو اس کے مقام پر ایک دوسرے کے حق کا خیال رکھنا چاہیے اور ماں کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

اللہ پاک مجھے اور آپ کو''مقام والدین'' سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

صبر و شکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ○ (البقرة: ۱۵۶)

دوستو! اللہ مالک کا بے حد شکر ہے' جس نے اس گئے گزرے دور میں' اپنے اس گھر میں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ ایک چوہدری نے ایک مزدور سے بات کی کہ فلاں جگہ یہ سامان لے کر جانا ہے' مزدور وہ سامان اٹھا کر راستے میں ایک مسجد کے قریب سے گزرا مسجد سے آواز آ رہی تھی' اللہ اکبر' اللہ اکبر' اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ نوجوان کہنے لگا اے چوہدری' اگر تجھے جلدی ہے تو سامان کسی اور آدمی کے ذریعے لے جا' اگر تم نے میرے ذریعے لے کر جانا ہے تو سب سے بڑے کا اعلان آیا ہے میں اس کے دربار میں حاضری دے کر تیرے ساتھ جا سکتا ہوں۔ یہ سیٹھ کہنے لگا' تو نماز پڑھ لے میں باہر دو منٹ تیرا انتظار کر لیتا ہوں۔

رب کے کام دیکھئے' چوہدری باہر کھڑا ہے اور مزدور مسجد کے اندر ہے' کیا یہ اللہ کی تقسیم نہیں؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے' اللہ نے تقسیم کی ہے کہ اس نے ہم کو علم دیا ہے اور جاہلوں کو دنیا کی دولت دی ہے۔ مال تو عنقریب ختم ہو جائے گا لیکن قرآن انسان کے ساتھ قبر میں بھی ہے' حشر میں بھی ہے' جب تک بندہ جنت میں نہیں جائے گا۔ قرآن ساتھ ہی رہے گا۔

یہ نوجوان مسجد میں اور چوہدری باہر (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب مومن مسجد میں آتا ہے تو مومن کا دل مسجد میں لگ جاتا ہے) اس نے تسلی سے نماز پڑھی' قیام

صحیح کیا۔ رکوع سجود پورے کیے' چوہدری انتظار کرتے کرتے تھک گیا' جب یہ نوجوان باہر نکلا تو چوہدری کہتا ہے' اے نوجوان' تجھے اب تک کس چیز نے مسجد میں پکڑ کر رکھا؟

یہ نوجوان کہتا ہے' چوہدری جس نے تجھے مسجد میں نہیں آنے دیا' اسی نے مجھے باہر نہیں نکلنے دیا۔

میرے بھائیو! اس طرح کا اللہ سے تعلق اور رابطہ ہونا چاہیے' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک شیر جنگل سے نکلا اور سڑک پر آ کر بیٹھ گیا' لوگ بڑے پریشان' ٹریفک بلاک ہے' لوگوں نے جا کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ سرکار آپ کی حکومت کے دوران ایک شیر جنگل سے نکلا ہے اور سڑک کے اوپر آ کر بیٹھ گیا ہے' لوگ ڈر کر کھڑے ہیں' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور آ کر شیر کو کان سے پکڑ کر زور سے طمانچہ مارا اور فرمایا' شیروں کا کیا کام ہے کہ وہ راستوں پر بیٹھیں' شیر اٹھا اور جنگل کی طرف چلا گیا۔

یہ ہے اللہ سے تعلق۔

خیر' اللہ ذوالجلال والاکرام فرماتے ہیں۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ.

اے میرے بندو! اگر تم میری مختلف قسم کی نعمتیں کھا کر --- میری زمین پر رہ کر --- میرے آسمان کی چھت کے نیچے رہ کر --- میری پیدا کی ہوئی بھینسوں کا دودھ پی کر شکر کرو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔

اللہ کریم کی کتنی نعمتیں ہیں' کیا آپ نے کبھی سوچا ہے۔

قرآن کہہ رہا ہے۔ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا. اے میرے بندو! اگر تم میری نعمتیں شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے' شکر یہ ادا کرنا تو دور کی بات ہے تم ان کو گن بھی نہیں سکتے۔ یا اللہ تیری کتنی نعمتیں ہیں؟ آواز آتی ہے' أَلَمْ نَجْعَلْ لَّهُ عَيْنَيْنِ ○ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ○ وَهَدَيْنَهُ النَّجْدَيْنِ ○ اے میرے بندے میں نے دیکھنے کے لیے تجھے دو آنکھیں دی ہیں۔ بولنے کے لیے زبان دی ہے' تو دنیا پر آیا ہے' ابھی تیرا واقف کوئی نہیں' تو کسی کو جانتا نہیں' ابھی تجھے بولنے کا سلیقہ بھی نہیں آتا' میں نے تیرے آنے سے پہلے تیری غذا کا بندوبست کیا' تجھے بھوک پیاس لگی' تجھے بولنا نہیں آتا

تھا۔ میں نے تیرے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ اگر تجھے بولنا نہیں آتا تو رو پڑنا' تجھے دودھ مل جائے گا۔

دیکھئے! کیا یہ دماغ اللہ کی نعمت ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے کئی ڈگریاں حاصل کی ہوں' اس کے دماغ کا پرزہ ٹیڑھا ہو جائے تو اس کو ڈگریوں والا کوئی کہے گا' لوگ کہیں گے' پاگل پھر رہا ہے۔

اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' انسان پیدا ہونے سے لے کر آخر تک سجدے میں رب کا شکریہ ادا کرے تو ایک آنکھ کی قیمت بھی ادا نہیں کرسکتا۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ○ (النحل: ٦٦)

ذرا گائے اور بھینسوں کی طرف تو دیکھ' تو ''کڑوی کھل'' ڈالتا ہے' تو سبز چارہ ڈالتا ہے' جو ہڑوں کا پانی پلاتا ہے' میں نے بھینس کے اندر ایک ایسا کارخانہ لگا دیا ہے' ایک طرف گوبر کی نالی---ایک طرف خون کی نالی ان کے درمیان سے میں نے تیرے لیے سفید اور تازہ دودھ تیار کر دیا ہے۔

میں کبھی کبھی سوچتا ہوں' دودھ صرف بھینس کے بچے کو ہی خالص ملتا ہے کیونکہ وہ ڈائریکٹ ''تھن'' کے ساتھ منہ لگاتا ہے' لوگ وسیلے کے قائل ہو گئے' رب نے کہا' پھر پانی ڈال کر ہی پیو گے' ہر چیز ہی ملاوٹ والی' اللہ پاک توحید کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' میں نے بھینس گائے کا دودھ تیرے لیے تیار کیا' مکھیوں کا شہد تیرے لیے تیار کیا' مولانا سعید الفت مرحوم رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

تاریاں دے بلدے نے چراغ تیرے واسطے
میویاں دے پکے ہوئے باغ تیرے واسطے

انب تیرے واسطے' انار تیرے واسطے
کیلا ہری چھال دا تیار تیرے واسطے

مکھیاں بناندیاں نے شہد تیرے واسطے
مجھاں دودھ دیندیاں سفید تیرے واسطے
آفتاب تیرے لئی' ماہتاب تیرے واسطے
کی نئیں کیتا رب نے قبول تیرے واسطے
آمنہ دے لال جیا رسول تیرے واسطے
کروڑاں نالوں چنگا ایہہ احسان کردگار دا پروردگار دا
فیر اوہدا بندیا توں شکر نئیں گزار دا

اے انسان تیرے لیے کتنی نعمتیں ہیں' اس لیے اللہ فرماتے ہیں' لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اگر تو میری نعمتیں کھا کر شکر یہ ادا کرے گا تو میں تجھے اور دوں گا' وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ. اور اگر کفر کرے گا تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

اللہ کا قانون بھی سن لو' وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ. وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ (البقرة: ۱۵۶)

اللہ پاک فرماتے ہیں' میں تجھے کئی چیزوں سے آزماتا ہوں' ایک بڑا عظیم الشان اور عظیم المرتبۃ نبیؑ ہے اور اپنے وقت کا سب سے بڑا زمیندار نبی ہے' بیلوں کی ''جوڑیاں'' ---- ''بھیڑ بکریوں کے اِجڑ'' ---- ''اونٹوں کا شمار نہیں'' گھر بار میں بڑی بہار ہے۔ ---- نبیؑ کی چار بیویاں ہیں ---- چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں ---- اللہ نے بڑی ترقی دی ہے۔ کاروبار بڑا ہے' لیکن نبیؑ ہر وقت مصلے پر بیٹھ کر ہی' اللہ اللہ کرتا رہتا ہے' رب کی عبادت میں مصروف رہتا ہے' اللہ بڑا خوش ہو رہا ہے۔ آزمائش اور امتحان کا وقت آ گیا۔ حضرت نماز پڑھ رہے ہیں کہ ایک آنے والا پیغام لے کر آتا ہے' کہتا ہے حضرت جی۔ آپ نماز ہی پڑھتے جا رہے ہیں۔ آپ کے جتنے اونٹ تھے وہ سب ڈاکو لوٹ کر لے گئے ہیں۔ یہ ابھی پیغام دے رہا ہے کہ ایک اور پیغام لے کر آ جاتا ہے' کہتا ہے حضرت آپ کی بھیڑ بکریوں کو بیماری پڑ گئی ہے اور وہ سب ہلاک ہو گئی ہیں'

یہ ابھی پیغام دے رہا ہے کہ ایک اور پیغام آ جاتا ہے' کہتا ہے' آپ کی جتنی بیلوں کی جوڑیاں تھیں وہ سب مر گئی ہیں۔ یہ ابھی پیغام دے رہا ہے کہ ایک اور پیغام لے کر آ جاتا ہے' کہتا ہے حضرت' آپ نفل ہی پڑھتے جا رہے ہیں۔ آپ کے مکان کی چھت گری ہے اور آپ کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں فوت ہو گئے ہیں۔

نبیؑ کہتا ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o یا اللہ سب تعریفیں تیرے لیے ہی ہیں' کیونکہ رب کا اعلان ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ نبی رب کے شکرانے ادا کرتا ہے اور کہتا ہے' یا اللہ پہلے میرے پاس مال اور اولاد تھی' میں کبھی مال کے خیال لگ جاتا تھا' کبھی اولاد کے دھیان لگ جاتا تھا اور تیری عبادت رہ جاتی تھی۔ زبان سے تیرا ذکر رہ جاتا تھا' یا اللہ! اب نہ مال رہا ہے نہ اولاد رہی ہے' اب صرف میں ہوں یا تو ہے۔ اب میں تیری اور زیادہ عبادت کروں گا اور تو خوش ہو جانا۔

اب ایک اور آزمائش بیماری کے روپ میں شروع ہو گئی' نبیؑ بیمار ہو گیا۔ ۷۰ سال عمر ہے' سب پلاٹ فروخت ہو گئے' لیکن علاج نہیں ہوا' زمین بک گئی' سب کچھ ختم ہو جاتا ہے' لوگ طعنے دیتے ہیں کہتے ہیں اس کی نمازیں کیا کہتی ہیں' اس کی وعظیں کیا کہتی ہیں' پتہ نہیں یہ اندر سے (معاذ اللہ) کتنا پاپی ہے۔

میرے بھائی! لوگ داڑھی والوں کو مذاق کرتے ہیں' اللہ والوں کا تمسخر اڑاتے ہیں' کہتے ہیں پتہ نہیں یہ اندر سے کتنے ظالم ہیں۔

نہیں' جتنا کسی کو کسی سے پیار ہوتا ہے' اتنا ہی زیادہ وہ آزمایا جاتا ہے۔ اللہ اپنے پیاروں کو آزما کر دیکھتے ہیں کہ میرے یہ بندے کچے ہیں یا پکے ہیں۔

یہاں بھی بیماری آئی تو نبی کو فکر پڑ گیا کہ میری چار بیویاں ہیں' اگر میں نے ان کے حق ادا نہ کیے تو قیامت کے دن رب کے دربار میں کہیں گرفتاری نہ ہو جائے۔

اللہ کے پاک پیغمبر جناب ایوب علیہ السلام اپنی بیویوں کو کہتے ہیں' مجھ سے طلاق لے لو اور اپنے اپنے گھر چلی جاؤ کیونکہ میں تمہارے حق ادا نہیں کر سکتا۔

(میرے دوستو! بعض آدمی قیامت کے دن اپنی بیویوں کے حق کے بارے قابو آئیں گے اور بعض عورتیں اپنے خاوند کے حق کے بارے میں پکڑی جائیں گی)

تین بیویاں طلاقیں لے گئیں اور جو چوتھی تھی' نبی کہتا ہے تو بھی چلی جا لیکن اس کا خاندان بڑا اچھا تھا' وہ خاندانی گھرانے سے تعلق رکھتی تھی' کہتی ہے' ایوبؑ اگر آج آپ کو چھوڑ کر چلی گئی تو باپ یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کو کیا منہ' دکھاؤں گی' بابا جی اسحاق علیہ السلام کو کیا جواب دوں گی۔ مولانا فرماتے ہیں۔

چوتھی جو بیوی' آہی' حضرت ایوب دی
یوسف دی پوتی' آتے' پڑپوتی یعقوب دی

صابراں دی لڑی' ابراہیم محبوب دی
صبر دا ورثہ بِتّاں تائیں

سارا خاندان ہی صابروں کا ہے ان کا شجرۂ نسب جہاں جا کر ملتا ہے وہ اسّی سال کا بوڑھا بابا اپنے بیٹے کو کہتا ہے۔ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ۝ بوڑھا باپ بیٹے کو کہتا ہے' بیٹا مجھے خواب آیا ہے' گردن تیری ہے اور چھری میری ہے۔

بیٹے کو پتہ تھا' باپ نبیؑ ہے' انبیاء کا خواب بھی وحی ہوتی ہے' بیٹا کہتا ہے۔ ابا جی' جو اوپر سے حکم ملا ہے کر کے دکھاؤ میں صبر کر کے دکھا دوں گا۔

آگے آیئے!

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ۝ وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ' قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَاتَصِفُوْنَ ۝ (یوسف: ۱۶-۱۸)

بھائی' بھائی کو کنویں میں پھینک کر' بھائی کے کرتے کو خون لگا کر' کرتہ لپیٹ کر یعقوب نبی علیہ السلام کی جھولی میں پھینک دیتے ہیں اور کہتے ہیں ابا جی ہم دور چلے گئے اور

یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔

اب نبیؑ تحقیق کرنے لگا ہے' نبی نے جب کرتہ کھولا کہ دیکھوں تو سہی بھیڑیئے نے میرے یوسفؑ کو کہاں کہاں زخم کیے ہیں' جب پیغمبر نے کرتہ کھولا تو بیٹے پریشان ہو گئے۔

نبی کُرتہ پکڑ کر کہتا ہے' **بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا.**

تسی کہو بھگھیاڑاں کھادا' یوسف بدر منیراں
اے کرتہ کیویں سلامت رہیا کیوں نہ ہو گیا لیراں

او بھگھیاڑ تساڈے نالوں' نکلیا عجب نیارا
کرتے دا بےادب نہ ہویا' تے یوسف کھا گیا سارا

اب نبی کہتا ہے' **فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ** سارا خاندان ہی صابروں کا ہے۔

نبی کہتا ہے' تو بھی طلاق لے لے' لیکن یہ خاندانی بی بی تھی' کہتی ہے حضرت کیا اب طلاق لینے کا وقت ہے؟ اب تو آپ کی خدمتیں کروں گی اور رب سے اونچے مقام لوں گی۔

حدیث قدسی ہے' زبان مدینے والے کی ---- کلام عرش والے کی' آمنہ کے لعل فرماتے ہیں۔

اَلْمَرْأَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا' وَصَامَتْ شَهْرَهَا' وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا' وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا. تَدْخُلُ مِنْ اَيِّ بَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ.

جو بی بی پانچ نمازیں پڑھے گی ---- ماہِ رمضان کے روزے رکھے گی ---- اپنے جسم کی حفاظت کرے گی ---- اور اپنے خاوند کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے گی' وہ عورت جب فوت ہو گی تو رب اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے ہی کھول دے گا۔

میرے بھائی! وہ بھی عورت تھی' بیوی فرعون کی ہے لیکن جب آسمان کی طرف دیکھتی ہے تو اللہ جنت کے آٹھوں دروازے ہی کھول دیتے ہیں۔

وہ بی بی' نبی کو کہتی ہے حضرت! میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی' بیماری ایسی آئی کہ گاؤں والے طعنے دیتے ہیں کہتے ہیں ایوب کسی گناہ میں قابو آ گیا ہے' لوگ کہتے ہیں اے بی بی رحمت اس کو ہماری بستی سے کہیں اور لے جا' کہیں اس کی بیماری ہماری بستی

میں نہ پھیل جائے' اماں جی "صبر شکر" کر کے دوسری بستی میں چلی گئیں' یہ بستی والے بھی اسی طرح کہتے ہیں تو مائی صاحبہ جنگل میں ڈیرہ لگا لیتی ہیں' یہ بی بی جس کو کبھی سورج کی کرنوں نے نہیں دیکھا تھا' اب یہ کماتی ہے اور نبی کو کھلاتی ہے۔ جب نبی بیمار ہوا اس وقت نبی کی عمر ۷۰ سال ہے' اگر کوئی کہتا ہے کہ حضرت دعا کرو کہ اللہ تم کو شفاء عطا فرمائے تو نبی کہتا ہے' جتنی دیر تندرست رہا ہوں' جب تک اتنی دیر بیمار نہ رہوں' رب کو کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ نبی کو بیماری کے عالم میں ۱۸ سال گزر گئے' لوگ طعنے دیتے ہیں' اب نبی ایک دن بیٹھا بیٹھا رب سے دعا کرتا ہے۔ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ○ یا اللہ اب تکلیف کی انتہا ہو گئی ہے' اب شفاء عطا فرما دے' مجھے پتہ ہے کہ شفاء تو ہی دیتا ہے۔

آواز آتی ہے۔ اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ . اے میرے نبی اپنی ایڑی زمین پر مارو اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام نے ایڑی ماری تو چشمہ پھوٹ پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے نبی ایوبؑ اگر تو یہ پانی پی لے گا تو اندر سے بیماریاں ختم ہو جائیں گی اور نہا لو گے تو باہر سے بھی جسم صاف ہو جائے گا۔

دیکھو! انبیاء نے ہم کو اللہ سے مانگنے کا طریقہ بتایا ہے' قرآن پاک نے بار بار انبیاء کے تذکرے کیے ہیں اور بتایا ہے کہ جتنے بھی انبیاء آئے ہیں' اگر ان کو ضرورت پڑی ہے تو انہوں نے میرا ہی دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ یہ ایک نبی ہے اور نبی بھی بڑا جلیل القدر ہے۔ اللہ فرماتے ہیں۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّیْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِیْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ○ (القصص: ۲۲-۲۳)

نبی نے دس دن سفر کیا' بڑی بھوک لگی ہوئی ہے' درختوں کے پتے کھا کھا کر ''باچھیں'' زخمی ہیں' رنگ زرد پڑ گیا ہے' لیکن اس نے ظلم دیکھا کہ ایسی قوم ہے' جنہوں نے اپنا بچا ہوا پانی بہا دیا ہے لیکن ان عورتوں کی بکریوں کو نہیں پینے دیا' پیغمبر نے ساری بات پوچھی' نبی پر جوانی تھی' آپ کے ہاتھ میں ایک عصاء تھا' جس کنویں کے ڈھکن کو دس یا بیس آدمی مل کر ''پرے'' کرتے تھے۔ نبی نے عصاء کے سہارے اتنا وزنی پتھر ہٹا دیا اور جس ''بوکے'' کو دس آدمی نکالتے تھے۔ آپ نے اکیلے ہی نکال دیا۔ فَسَقٰى لَهُمَا.
ان بیبیوں کی بکریوں کو خوب پانی پلا کر سیر کر دیا۔

نبی کا تقویٰ دیکھئے کیسا ہے' اب اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور کہتے ہیں۔ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ○

نبی کو چاہیے تھا کہ بیبیوں کو کہہ دیتے کہ پانچ' سات روٹیاں بھجوا دینا' یا دو چار بکریوں کا دودھ لے لیتے اگر آج کے آلِ رسول ''پنجرے'' سے مرغ نکال کر کھا جاتے ہیں تو کیا نبی نہیں کھا سکتا' لیکن نہیں بلکہ کہتے ہیں' یا اللہ بھوک لگی ہوئی ہے روٹی چاہیے۔

آواز آتی ہے' اے میرے نبی تو روٹی مانگ رہا ہے اور میں نے تو روٹیاں پکانے والی کا بھی بندوبست کر دیا ہے اور وہ کیسی ہے۔

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○

''ان دو لڑکیوں سے ایک حیا کی چال چلتی ہوئی آتی ہے اور کہتی ہے (اے جوان) میرا باپ تجھے بلاتا ہے تاکہ جو تو نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا اس کا بدلہ چکا دے پس جب وہ اس کے پاس آیا اور (اپنا) سابقہ قصہ بیان کیا تو اس نے کہا آپ ڈریں نہ آپ (ان شاء اللہ) ظالم قوم سے نجات پائیں گے۔''

اللہ نے حیا والی بیوی عطا فرما دی۔

میرے بھائی' تو نے جو مانگنا ہے' رب سے مانگا کر شرم نہ کیا کر' اللہ کی قسم ہے تو

مانگتے وقت شرما سکتا ہے رب دیتے وقت نہیں شرماتا۔

مسند احمد کی روایت ہے' مشکوٰۃ میں بھی موجود ہے کہ نبی کا ایک صحابی اپنے گھر آیا اس کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ بیوی کو کہتا ہے اے اللہ والی' روٹی لا' بیوی کہتی ہے' گھر میں دانے نہیں' آٹا نہیں' پیسے ہی نہیں' روٹی کہاں سے لاؤں' صحابی' اللہ والے کے گھر دانے ختم ہیں' اب صحابی کا تقویٰ اور ایمان دیکھ لو' اس نے نبی پاک کو جا کر نہیں کہا' یا رسول اللہ ہمارے گھر دانے کوئی نہیں' کچھ نہ کچھ دو۔ اس کا تقویٰ ہے' اپنی بیوی کو کہتا ہے' جس رب نے پیدا کیا ہے مانگنا اسی سے ہے' تو گھر بیٹھ کر مانگ' میں باہر جا کر مانگتا ہوں گھر سے باہر جا کر اکیلا ہو کر رب کو کہتا ہے۔ مولا پیدا تو تو کرے' مانگیں کسی اور سے بات اچھی نہیں۔ ایسے یقین کامل سے مانگا' گھر آ کر بیوی کو کہتا ہے' کیا کچھ بنا ہے یا نہیں؟

بیوی کہتی ہے اے میرے سرتاج! آپ کہتے ہیں کیا کچھ بنا ہے یا نہیں۔ یہ دیکھو جو ہمارے گھر چکی پڑی ہوئی ہے' ابھی آپ گھر سے باہر نکلے ہی تھے یہ اسی وقت سے ہی چل پڑی تھی' آپ یہاں سے آٹا پیچھے کریں مجھے پتہ ہے آپ کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ میں آپ کو جلدی جلدی روٹیاں پکا کر دیتی ہوں' اس کی بیوی تنور کے پاس گئی' تنور میں نظر دوڑائی تو تنور بھی روٹیوں سے بھرا ہوا ہے۔

رب جو چاہے کر سکتا ہے' کیا آپ کا یقین ہے؟

چکی چل رہی ہے' صحابی پاس کھڑا ہے' اس نے چکی کو ہاتھ ڈال کر اٹھا دیا' اب اٹھا کر دیکھ رہا ہے کہ آٹا کہاں سے آ رہا ہے' دوڑا' دوڑا' اللہ کے رسول کے پاس گیا' کہنے لگا یا رسول اللہ کام تو بن گیا ہے' خود ہی گنوا بیٹھا ہوں' فرمایا کیا ہوا تھا؟

کہنے لگا حضرت' اللہ مالک سے دعا کی رب نے چکی چلا دی' دیکھنے لگا کہ آٹا کہاں سے آ رہا ہے' سارا نظام ہی خراب ہو گیا ہے۔ چکی بند ہو گئی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں' اللہ تجھ پر رحم فرمائے' اگر تو صبر کر جاتا تو چکی قیامت تک چلتی اور پورے مدینے کو آٹا سپلائی کرتی۔

بات دور نہ چلی جائے' جناب ایوب علیہ السلام کہتے ہیں' اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ○ اب تکلیف کی انتہاء ہوگئی ہے' نبی نے صبر اور شکر کیا قرآن شاہد ہے اللہ فرماتے ہیں جب میرے نبی نے صبر کیا جتنا اس کا اہل تھا اتنا میں نے اہل بھی دیا اور اس سے دگنا مال بھی عطا فرما دیا' کیونکہ رب کا وعدہ ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ.

میرے بندو! اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں اور زیادہ دوں گا۔

دوکان نہیں چلتی پھر بھی الحمد للہ چلتی ہے تب بھی الحمد للہ۔

گاہک کم آتے ہیں پھر بھی الحمد للہ گاہک زیادہ آتے ہیں تب بھی الحمد للہ۔

اگر انسان صبر اور شکر کرے تو رب راضی ہوتا ہے اور یہ بات بھی یاد رکھنا کہ ناشکری اور بے صبری اگر کسی پیغمبر کے گھر بھی ہو' تب بھی اللہ کو پسند نہیں۔

دیکھئے ایک نبی ہے اور نبی بھی بڑا جلیل القدر ہے۔ ایسا نبی ہے کہ اللہ نے اس کی لڑی سے اسی ہزار یا اٹھارہ ہزار نبی پیدا فرمائے ہیں۔ اب نبی کی عمر اسی سال ہو جاتی ہے۔ بیوی بھی موجود ہے لیکن ابھی تک نہ بیٹا ہی ملا ہے اور نہ بیٹی ملی ہے۔ اس کی مرضی ہے' جیسے چاہے کرتا ہے۔ اللہ کی مرضی ہے اگر وہ نہ چاہے تو ۸۰ سال تک ابراہیم علیہ السلام کو نہیں دیتا۔

اگر وہ نہ چاہے تو ۱۲۰ سال کی عمر تک جناب زکریا علیہ السلام کو نہیں دیتا۔

لوط علیہ السلام کو بیٹا نہیں دیتا' شعیب علیہ السلام کو بیٹا نہیں دیتا۔

اگر دینے پر آئے تو مریم مانگتی نہیں' اللہ کنواری کو ہی دے دیتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کوئی نہیں' گھر خالی خالی نظر آتا ہے۔ آپ نے رب کا دروازہ کھٹکھٹا دیا فرماتے ہیں۔ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ یا اللہ ایک نیک بیٹا دے دے' نیک اولاد عطا فرما دے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○ ہم نے بڑے حوصلے والے بیٹے کی بشارت دے دی' بابا جی کو پچھلی عمر میں بیٹا

مل گیا' اب آپ انتہائی خوشی میں ہیں' گھر سے باہر نکلتے ہیں تو جناب جبرائیلؑ سے ملاقات ہو جاتی ہے' جبرائیل کہتے ہیں حضرت جی آپ بڑے خوش نظر آ رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں اے جبرائیلؑ' کیا تو کہیں اسماعیل کی خوشی میں شریک ہونے کے لیے تو نہیں آیا؟

جبرائیل کہتے ہیں حضرت جی میں تو کوئی اور ہی پروگرام لے کر آیا ہوں۔ جس بیٹے کی تمہیں خوشی ہے عرش والے نے حکم دیا ہے کہ اس کی ماں اور اس بچے کو جنگل بیابان میں چھوڑ آؤ' ان کے ذریعے میں نے ایک جنگل آباد کرنا ہے' حضرت ابراہیمؑ نے بلا حیل و حجت اپنے بیٹے کو ساتھ لیا' بیوی ہاجرہ کو ساتھ لیا اور سفر کی منزلیں طے کرنی شروع کر دیں' مکہ مکرمہ کی سرزمین پر پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں زمزم کا کنواں ہے۔ یہاں جا کر حضرت ابراہیمؑ ہاجرہ اور اسماعیل کو بٹھا دیتے ہیں۔ کھجوریں پانی اور ستو پاس رکھ کر پیچھے واپس آ جاتے ہیں' بی بی ہاجرہ نے ایک ہاتھ سے اپنے بیٹے اسماعیل کو گود میں لے لیا اور دوسرا ہاتھ خلیل اللہ کے کرتے کو ڈال لیتی ہیں اور کہتی ہیں اے اللہ کے خلیل مجھے یہ تو بتاؤ کہ مجھ سے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے۔ جناب خلیل علیہ السلام بولتے ہی نہیں' اماں جی ہاجرہ بار بار بلاتی ہیں' کہتی ہیں اللہ کے نبی اتنا ہی بتادو کہ اللہ کی مرضی سے جا رہے ہو یا اپنی مرضی سے چھوڑ کر جا رہے ہو؟

جناب خلیل علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں کہتے ہیں اے ہاجرہ کوئی بندہ ایسا نہیں جس کا ایک ہی بیٹا ہو اور وہ جنگلوں میں چھوڑ جائے۔ یہ میری مرضی نہیں بلکہ آسمان والے کی مرضی ہے۔

ہاجرہ علیہا السلام کہتی ہیں اگر اللہ کی مرضی ہے تو اللہ خود ہی ہماری حفاظت فرمالیں گے۔ بابا جی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے آخر بیٹا اور بیوی ہے جن کو جنگلوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں' آپ جبل کعبہ کی اوٹ میں کھڑے ہو جاتے ہیں' آپ محسوس کرتے ہیں کہ اب ہاجرہ مجھے نہیں دیکھ رہی۔ آپ نے رب سے کال ملالی۔ اور کیا فرمایا' سن لو' تم بھی باپ

ہو' یہ بھی باپ ہے۔فرماتے ہیں۔

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ. (ابراھیم: ۳۷)

یااللہ! وہ میرا بیٹا اور بیوی دونوں بیٹھے ہوئے ہیں' تو نے کہا ہے تو میں ان جنگلوں میں تیرے حکم سے ان کو چھوڑ کر جا رہا ہوں' یااللہ میں نے تیری مان لی ہے اب تو بھی میری مان لے' یہ آج جنگل بیابان ہے تو یہاں بہار لگا دے' لوگوں کے دل ادھر پھیر دے۔ میں ان کو تیرے گھر کے قریب چھوڑ کر جا رہا ہوں ان کو نماز پڑھنے کی ہمت عطا فرمانا۔

آپ ایمان سے بتلائیں' کیا لوگوں کے دل ادھر پھرے ہیں یا نہیں' کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو یہ کہے کہ میرا بیت اللہ دیکھنے کو دل نہیں چاہتا' میرا رب کے گھر جانے کو دل نہیں مانتا' بابا جی صمصامؒ نے تو کمال ہی کر دی ہے فرماتے ہیں:

اوھدے بوہے سُندے کعبے دی دہلیز چم لاں
حجرِ اسود سنے' اک اک چیز چم لاں

ٹھیک ہے میں تیرے بوہے وچ پھبدا نئیں
جیڑا سجدہ تینوں لائق' او میرا سجدہ نئیں

ردیں نہ تدکاریں' لاگے ہو لین دے
لڑی ہنجواں صمصامؒ نوں پرو لین دے

تیرے بوہے وچ بہہ کے اللہ رو لین دے
کالا عمل نامہ ہنجواں تھیں دھو لین دے

کچھ دن گزرنے کے بعد پانی اور کھجوریں ختم ہو گئیں' اسماعیل نبی تڑپنے لگے' ماں بچے کو تڑپتا دیکھ کر برداشت نہ کر سکی' مائی صاحبہ ایک پتھر کی اوٹ میں اسماعیل کو لٹا کر خود صفاء پہاڑی پر چڑھ جاتی ہیں' صفاء پر چڑھ کر دیکھتی ہیں کہ شاید کوئی آدمی نظر آئے یا پانی دکھائی دے' لیکن کوئی چیز نظر نہیں آتی پھر مروہ پر چڑھ گئیں' صفاء سے مروہ اور مروہ سے

صفاء تک سات چکر لگائے' صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ایک غیبی آواز آئی' آواز دینے والا کہتا ہے۔ اس جنگل بیابان میں اکیلی بی بی کون چل پھر رہی ہے؟ اماں جی ہاجرہ علیہا السلام ڈر جاتی ہیں' فرماتی ہیں' میں ابراہیم کے بیٹے اسماعیلؑ کی امی ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نبی کی بیوی ہوں۔

یہ آواز دینے والا کہتا ہے' ابراہیم ان جنگلوں میں تم کو کس کے سپرد کر کے گئے ہیں؟ آپ فرماتی ہیں: وَ کَّلْنَا اِلَی اللّٰہِ. مجھے میرا شوہر ابراہیم علیہ السلام اللہ کے سپرد کر کے گیا ہے۔

جبرائیلؑ کہتے ہیں' بی بی گھبرانا نہیں ابراہیم علیہ السلام جس کے سپرد کر کے گئے ہیں وہ خود ہی حفاظت فرمائے گا۔

میرے دوستو! یہاں ایک عقیدے کی بات سن لینا' یہ بی بی جو کبھی صفاء پر چڑھتی ہے اور کبھی مروہ پر جاتی ہے یہ ایک نبی کی ماں ہے اور ایک نبی کی بیوی ہے' یہ پہاڑیوں پر پانی' تلاش کرتی پھر رہی ہے' آپ کو یہ معلوم ہی نہیں کہ بیٹے کے پیروں کے نیچے ہی چشمہ موجود ہے' آ کر دیکھا کہ اسماعیلؑ کے پیروں کے نیچے چشمہ جاری ہے۔ اماں جی چشمے کے اردگرد پتھر جوڑ کر فرماتی ہیں۔ ''زمزم'' اے پانی رک جا!

رسول اللہؐ فرماتے ہیں۔ اللہ میری امی پر رحم فرمائے۔ اگر زم زم نہ کہتیں تو نہر بن جاتی۔ بہرحال' وہاں سے قبیلہ بنو جرہم گزرا تو آہستہ آہستہ وہاں بستی قائم ہوگئی' آبادی ہوگئی' اب اسماعیل علیہ السلام جوان ہیں' بی بی ہاجرہ نے اللہ کے پاس جانے کی تیاریاں کر لیں' صرف والدہ ہاجرہ ہی اسماعیل کے پاس ہے۔ وہ بھی رب چھیننے لگا ہے' اس کی مرضی ہے' میرے نبیؐ پانچ چھ برس کے ہیں۔ باپ پہلے رب کو پیارا ہو گیا ہے۔ ماں آمنہ موجود ہے۔ اللہ کریم مکے اور مدینے کے راستے میں ''ابواء'' نامی جگہ پر میرے مصطفیٰ ﷺ سے میرے نبی کی امی چھین لیتا ہے' وہ جیسے چاہے کرتا ہے۔

ہاجرہ فوت ہوگئیں' اب حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مکہ میں دل نہیں لگتا' اب چاہتے

ہیں کہ میں بھی شام میں اپنے بابا کے پاس چلا جاؤں' حضرت اسماعیل علیہ السلام مکہ سے جانے لگتے ہیں تو قبیلہ بنو جرہم والوں نے اپنے چوہدری کی بیٹی سے جناب اسماعیل علیہ السلام کی شادی کر دی۔ یہ آپ کو روکنے کی ایک تدبیر تھی' اسماعیل علیہ السلام رک گئے۔ جس لڑکی سے آپ کی شادی ہوئی' اس کے بابا نے اس کی پرورش ضرور کی تھی لیکن تربیت نہیں کی تھی بے صبری اور ناشکری تھی۔

ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل چاہا کہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو مل کر آؤں' چنانچہ آپ ہزاروں میل کا سفر طے کر کے مکے پہنچ جاتے ہیں' آپ اسماعیل علیہ السلام کا مکان پوچھ کر آواز دیتے ہیں' اسماعیل' اسماعیل' آگے سے بہو بول کر کہتی ہے' بابا جی' اسماعیل تو گھر نہیں ہیں' فرماتے ہیں بیٹا وہ کہاں گئے ہوئے ہیں؟ یہ بی بی کہتی ہے' بابا کیا پوچھتے ہو۔ اسماعیل کو تو شکار کی عادت پڑ گئی ہے۔ صبح چلا جاتا ہے اور سارا سارا دن گھر نہیں آتا۔ آپ فرماتے ہیں' بیٹا پھر آپ کا گزارہ کیسے ہوتا ہے؟

کہتی ہے بابا' ہمارا کوئی حال نہیں' میرا ہی کام ہے کہ گزارہ کر رہی ہوں۔ اس نے اللہ اور اپنے خاوند کا شکوہ کر دیا' ناشکرا بندہ رب کو قطعاً پیارا نہیں ہوتا۔

ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ بیٹا اسماعیل علیہ السلام آئیں تو میرا سلام کہنا اور ساتھ کہنا کہ دروازے کی دہلیز ٹیڑھی ہے۔ اب جب میں آؤں تو میرے آنے سے پہلے یہ چوکھٹ بدل دینا۔

صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ جناب اسماعیل علیہ السلام گھر تشریف لائے' جب آپ اپنے مکان کے دروازے کے پاس پہنچے تو باپ کی خوشبو آ گئی' اس نوجوان کا دماغ صحیح تھا' کہتے ہیں۔

اِے تے خوشبو میرے ابے دی جاپدی
حضرت نوں تانگ ہے سی' ملنے دی باپ دی
گھر آوندے تے پچھ دے دسو' ہستی کوئی آئی آ
ماں پیاں دی خوشبو' اللہ وکھری بنائی آ

پر آوندی اے اس نوں جس دے دل دی صفائی آ

آپ فرماتے ہیں کون آیا تھا' بیوی کہتی ہے۔

اک بڈھا جیاء بابا داڑھی لال حناء تھیں
مارے آوازاں باہروں ' اچی صدا تھی

اونٹیں گھر میں بولی جیاء تھیں
آکھے ہے گیا کیڑی جائیں

ایک بابا جی آئے تھے اور آپ کے متعلق پوچھتے تھے' اللہ کے نبی پوچھتے ہیں' کیا تو نے آنے والے مہمان کو روٹی کھلائی تھی یا نہیں۔ پانی پلایا تھا یا نہیں؟

بیوی کہتی ہے حضرت نہ پانی پلایا تھا' نہ روٹی کھلائی تھی اور نہ ہی بیٹھنے کے لیے کہا ہے۔ اللہ کے نبی فرماتے ہیں کیا وہ کوئی پیغام دے کر گئے ہیں؟

بیوی کہتی ہے حضرت ایک تو سلام کہتے تھے اور دوسرا کہتے تھے' اب دوبارہ میرے آنے سے پہلے اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دینا۔

اسماعیل علیہ السلام سمجھ گئے کہ آنے والا بابا ابراہیم علیہ السلام ہی ہوگا' کہتے ہیں۔

اوتے آکھن لگا اسماعیل پیارا سی
نی بے نصیبے اوہ تے میرا باپ سوہارا سی

رب دا خلیل جیدا مرتبہ بھارا سی
تیری زبان چنگی نائیں

او ڈنگی چوگاٹھ کہہ کے حکم لگا گیا
بوہا خراب بدل' جے او فرما گیا

توہی جو گاٹھ تینوں گھروں کھڈا گیا
گھروں نکل جا' ایتھے دی نائیں

اصل میں رب کا وعدہ ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ. اگر شکر کرو گے تو میں اور دوں گا۔

وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ ۝ اور اگر کفر کرو گے تو جان لو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دوبارہ شادی کر لی، بابا جی کا دل چاہا، آپ دوبارہ ملنے کے لیے آئے، آپ نے آواز دی، اسماعیل کہاں ہے، یہ بہو بڑی اچھی تھی، کہنے لگی بابا جی آپ تشریف رکھیں، اسماعیل علیہ السلام آنے ہی والے ہیں آپ روٹی کھائیں، پانی پئیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں بیٹا مجھے بڑی جلدی ہے، آپ یہ بتائیں کہ آپ کا گزارہ کیسے ہوتا ہے؟

وہ کہتی ہے بابا جی لوگ تو روٹیاں کھاتے ہیں، ہم بوٹیاں کھاتے ہیں، کبھی تیتر، کبھی بٹیر اور ساتھ زمزم کا پانی پیتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں جب اسماعیل علیہ السلام گھر آئیں تو اس کو میرا سلام کہنا۔ بابا جی نے دعا کر دی کہ اللہ ان کے پانی اور گوشت میں برکت فرمادے۔

دوستو! اللہ کا وعدہ ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ. اگر تم شکر کرو گے تو میں اور دوں گا۔

وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ ۝ اور اگر کفر کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر شکر کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

جذبۂ جہاد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ○ (الصف: ۱۰-۱۳)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ رب رحمٰن کے لیے' بیشمار' ان گنت درود وسلام سید الاولین والآخرین امام کائنات' جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر۔

دوستو! اٹھائیسواں پارہ' سورت الصّف کی چند آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت سب کو مولا کریم عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

بھائیو! اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ اللہ کے پاک پیغمبرؐ کا ایک صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ پیغمبرؐ کے پاس آیا اور آ کر کہنے لگا سرکار! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں' رہبانیت اختیار کرلوں' خصی ہو جاؤں' اپنے اوپر گوشت حرام کرلوں' ساری ساری رات جاگتا رہوں اور کبھی روزہ افطار نہ کروں کیا مطلب' کہ دن بھر روزہ رکھوں' رات کو تہجد پڑھوں' بیوی بچے نہ ہوں' دنیا کا کوئی کام اور فکر ہی نہ ہو رہبانیت اختیار کرلوں' کہیں جھونپڑی بنا کر ہر وقت اللہ اللہ ہی کرتا رہوں۔

اللہ کے پاک پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں اے میرے صحابی عثمان رضی اللہ عنہ' اللہ اس چیز کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

آپؐ فرماتے ہیں تو کہتا ہے میں طلاق دے دوں' حالانکہ میں نے بھی شادیاں کی ہیں' میری بیویاں بھی موجود ہیں تو کہتا ہے کہ میں رہبانیت اختیار کر لوں' جس طرح یہودیوں کے مولوی اپنے معبد خانوں میں بیٹھ کر صرف اللہ اللہ ہی کرتے تھے لیکن ہمارے اسلام میں یہ جائز نہیں۔

آپؐ فرماتے ہیں اے عثمان رضی اللہ عنہ! میں نے شادیاں بھی کی ہوئی ہیں' روزے بھی رکھتا ہوں' روزہ رکھنا بھی میری سنت ہے' روزہ کو چھوڑ دینا' افطار کرنا بھی میری سنت ہے۔ رات کو قیام بھی کرتا ہوں' سونا بھی میری سنت ہے' شادی کرنا بھی میری سنت ہے یاد رکھ لے' جس نے میری سنت سے منہ موڑا' وہ میرا امتی ہی نہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے سرکار! پھر مجھے کوئی ایسی تجارت اور سودا بتاؤ جو تجارت میں رب سے کروں' اللہ پاک نے یہ آیات نازل فرما دیں۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۝ (الصف: ۱۰)

اے ایمان والو! آؤ میں تجھے ایک تجارت اور سودا بتاتا ہوں' اگر تم یہ سودا میرے ساتھ کر لو گے تو جہنم کی جیل سے بچ جاؤ گے اللہ پاک سے سودا یہ ہے کہ اللہ پاک فرماتے ہیں' تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ مجھ پر ایمان لاؤ۔

صحابی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہے سوہنیا' سب سے افضل عمل کون سا ہے؟

آپ فرماتے ہیں اے میرے صحابی! سب سے اعلیٰ عمل' اللہ پر ایمان لانا ہے' صحابی کہتا ہے سرکار پھر اس کے بعد؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' اللہ کے راستے میں ''جہاد'' کرنا' صحابی کہتا ہے سرکار پھر اس کے بعد؟

فرمایا' اللہ کی رضا کی خاطر فرضی حج کرنا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ بندہ اللہ پاک کے ساتھ ایمان لائے' دعا کرو اللہ ایمان کی دولت نصیب فرمائے' قبر میں بندے کے ساتھ ایمان ہی جائے گا' یہ دنیا کی دولت یہاں

ہی رہ جائے گی' سوائے نیک اعمال کے انسان کے ساتھ قبر میں اور کچھ نہیں جائے گا' لیکن ہمارا ایمان تو چند ٹکوں کی خاطر پھر جاتا ہے' ایک سودا بیچا' ایک گاہک اور آ گیا اس نے چار پیسے زائد کہہ دیئے تو حاجی صاحب اپنا ایمان ہی بیچے بیٹھے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک تاجر آیا' آ کر کہنے لگا سرکار' فلاں سودا مجھے دے دو' میں وہ خریدنا چاہتا ہوں' امام صاحب فرماتے ہیں' تھوڑی دیر کے بعد آنا' یہ تاجر چلا گیا تو ایک اور تاجر آ گیا' کہنے لگا حضرت فلاں سودا' جو تم پچاس ہزار میں فلاں آدمی کو دینا چاہتے ہیں' وہ مجھے لاکھ میں دے دو' میں ایک لاکھ میں اس کا گاہک ہوں۔

امام صاحب فرماتے ہیں' میں نے اس سے بات نہیں کی لیکن میں نے اپنے دل میں ارادہ کر لیا کہ یہ سودا میں نے اس کو ہی دینا ہے' اگر تو دو لاکھ بھی کہہ دیں' پھر بھی میں اپنا ارادہ بدلنے کے لیے تیار نہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے' اللہ کے پاک پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں' ایک آدمی نے زمین بیچ دی' دوسرے نے خرید لی' سودا طے ہو گیا۔ جب یہ اپنی زمین میں ہل چلانے لگا تو اس کے ہل کے ''پھالے'' کے ساتھ ایک سونے کا بھرا ہوا ''مٹکا'' اٹک گیا' اس نے بیل کھڑے کر کے گھڑا اپنے سر پر اٹھا لیا اور جس سے زمین خریدی تھی اس کے دروازے پر پہنچ گیا' یہ اس کو کہتا ہے بھائی میں نے تجھ سے صرف زمین ہی خریدی ہے' زمین کی چیزیں نہیں خریدیں' زمین سے یہ سونے کا بھرا ہوا مٹکا نکلا ہے' یہ تیرا ہے' اپنا سونا سنبھال لے' لیکن یہ کہتا ہے کہ اگر میری قسمت میں ہوتا تو اس وقت نکل آتا جب میں ہل چلاتا تھا۔ اب میں نے زمین بیچی ہے تو سب کچھ ہی بیچ دیا ہے' وہ کہتا ہے تیرا ہے' اور یہ کہتا ہے تیرا ہے۔ اللہ پاک نے ایک انسان نما فرشتہ بھیج دیا کہ میرے بندوں کا آپس میں جھگڑا ہو گیا ہے' اس کو نپٹا کر آ' اس اللہ والے نے آ کر دیکھا کہ ایک آدمی ادھر کھڑا ہے اور ایک ادھر کھڑا ہے' درمیان میں سونے کا بھرا ہوا گھڑا پڑا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے میرا نہیں' یہ کہتا ہے میرا نہیں' وہ اللہ والا کہتا ہے بھائی کچھ مجھے بھی سمجھاؤ کیا بات ہے؟

ایک کہتا ہے سرکار! میں نے زمین بیچی ہے' اس نے خریدی ہے' اس میں سے

سونے کا بھرا ہوا ''مٹکا'' نکل آیا ہے' یہ کہتا ہے میرا نہیں' میں کہتا ہوں تیرا ہے' اگر میری قسمت میں ہوتا تو اس وقت نکلتا جب میرے پاس زمین تھی۔

وہ فیصلہ کرنے والا بھی کوئی اللہ والا تھا' ورنہ کہتا' لاؤ مجھے دے دو' میں نے وہاں درس کھولا ہوا ہے وہاں لگا دیتا ہوں۔ وہ اللہ والا کہنے لگا کیا تمہاری اولاد ہے؟

ایک کہنے لگا میرے پاس بیٹا ہے' دوسرا کہنے لگا میرے پاس بیٹی ہے' یہ کہتا ہے اس طرح کرو کہ دونوں کی شادی کر دو' ان کی شادی پر یہ سونا خرچ کر دو۔

اللہ کی قدرت دیکھو اللہ نے رشتہ داری بھی قائم کر دی اور دولت بھی گھر ہی رکھ دی۔

اللہ پاک فرماتے ہیں آؤ میرے ساتھ سودا کرو۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ٥ (الصف: ۱۱)

میرے ساتھ ایمان لاؤ اور میرے راستے میں مالی جہاد بھی کرو اور جانی جہاد بھی کرو' یہ سودا میرے ساتھ کر لو' تو میں جنت تم کو دے دوں گا۔

اللہ کریم نے جہاد میں پہلے مال کا نام لیا ہے اور پھر جانوں کا نام لیا ہے۔

اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک تیر کی وجہ سے ۳ آدمی جنت میں داخل ہو گئے۔

① ایک وہ جو تیر بناتا ہے' وہ اس نیت پر بنا رہا ہے کہ یہ دشمن کے لیے تیار کر رہا ہوں۔

② ایک بندہ جو دو' چار' دس روپے دے کر تیر خرید کر دے دیتا ہے۔

③ ایک وہ آدمی جو بارڈر پر جا کر تیر چلا دیتا ہے' یہ تینوں بندے ہی جنت میں داخل ہو گئے۔ اللہ کے راستے میں مال پیش کرنے کا کتنا مقام ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے میں مال بھی پیش کرتے تھے اور جانیں بھی پیش کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سارے گھر کی پونجی پیش کر دی حتیٰ کہ گلے کی پوشاک بھی بیچ کر اللہ کے راستے میں جمع کروا دی۔

جنگِ قادسیہ کا موقع ہے' ایرانیوں سے آمنا سامنا ہے' حضرت خنساء رضی اللہ عنہا

عرب کی بہت بڑی شاعرہ ہے' اس کا بھائی مر گیا ہے۔ اس نے اس کی جدائی میں کافی مرثیے کہے' اب اللہ پاک نے اس کو اسلام کی دولت نصیب فرما دی' یہ مسلمان ہوگئی' اس کے چار بیٹے قادسیہ کی جنگ کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا اپنے بیٹوں کو گھر سے نکلنے پر وعظ کر رہی ہے کہتی ہے اے میرے بیٹو! جس طرح میں تمہاری ماں ایک ہوں اسی طرح تمہارا باپ بھی ایک ہے' میں نے تمہارے باپ کی امانت میں کوئی خیانت نہیں کی' تم نے میرا دودھ پیا ہے' آج تم اللہ کے نبی کی فوج میں جا رہے ہو' آج اسلام کو تمہاری ضرورت پڑ گئی ہے' تم راہِ خدا میں ''جہاد'' کرنے کے لیے جا رہے ہو' اگر تمہاری کمر پر تیر لگے تو میں قیامت کے دن بتیس دھاریں معاف نہیں کروں گی۔ اماں جی خنساءؓ کیا چاہتی ہیں کہ میرے بیٹے سینے پر تیر کھا کر شہید ہوں یہ کیسی عظیم مائیں ہیں۔

بدر کی لڑائی ہے' اسلام اور کفر کی پہلی جنگ ہے۔ ایک حارثہ نامی صحابی بڑا اونچا لمبا نوجوان ہے' حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ ابھی میدانِ کارزار میں نہیں پہنچے کہ ایک تیر آیا جو آپ کے سینے میں لگا' حضرت حارثہؓ شہید ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں۔ ماں کو پتہ چلا کہ میرا حارثہؓ شہید ہو گیا ہے' ماں اللہ کے رسول کے پاس آئی' آ کر کہتی ہے' اللہ کے نبی ابھی جنگ تو شروع نہیں ہوئی تھی لیکن میرا حارثہ پہلے ہی شہید ہو گیا ہے' اب مجھے یہ بتاؤ کہ حارثہؓ شہید ہوا ہے یا ویسے ہی اس کی جان گئی ہے' اگر وہ شہید ہوا ہے تو میں شکرانے کے نوافل پڑھوں کہ اللہ نے میرے بیٹے کو شہادت دے دی ہے اور میں شہید کی ماں بن گئی ہوں۔

سرکار! اگر وہ شہید نہیں ہوا تو پھر بھی بتا دو' تاکہ تھوڑی دیر کے لیے میں اس کی قسمت کو رو لوں۔ آپ فرماتے ہیں بی بی! تیرے حارث کو اللہ نے جنت ہی وہ دی ہے جس کی چھت خدا کا عرش ہے' تیرا بیٹا تو فردوس میں پہنچا ہوا ہے۔

میرے بھائی! آج بھی ایسی مائیں موجود ہیں' ایک عورت نے مجھے ایک رقعہ لکھا' کہتی ہے مولوی صاحب میرے حافظِ قرآن بیٹے کے لیے دعا کرو کہ اللہ اس کو کشمیر میں شہادت نصیب فرمائے' میں بچھڑے ذبح کر کے تمہاری دعوت کروں گی' پھر اس کا بیٹا

شہید ہوا' ابھی اس شہید کے والدین زندہ ہیں اس کے والدین نے بچھڑے ذبح کر کے لوگوں کی دعوت کی' باپ خوشی خوشی چل پھر رہا ہے' جیسے کہہ رہا ہو کہ آج میرے بیٹے کی حوروں سے شادی ہوگئی ہے اور میں اس کا ولیمہ کر رہا ہوں۔

آج بھی ایسی عورتیں پائی جاتی ہیں' ایک بی بی نے اپنا تین سال کا بچہ اٹھایا ہوا ہے اور لا کر اللہ کے پاک پیغمبرؐ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے' کہتی ہے سوہنیا' خاوند پہلے شہید ہوگیا ہے' بھائی بھی شہید ہو چکے ہیں' میرے پاس ایک ہی تین سال کا بچہ رہ گیا ہے' اب اس کو ہی قبول فرما لو۔

آپؐ فرماتے ہیں بی بی! تیرا یہ بچہ وہاں کیا کرے گا؟

یہ بی بی کہتی ہے سرکار یہ باتیں تو میں پہلے ہی سوچ کر آئی ہوں' عرض یہ ہے کہ جب آپؐ میدان کارزار میں جائیں گے دشمن کے ساتھ مقابلہ شروع ہو جائے گا' جب دشمن کی طرف سے تیر آئیں تو میرے بچے کو اٹھا کر تیروں کے آگے کر دینا' میرا یہ بچہ تم کو ڈھال کا کام دیتا جائے گا۔

بندہ تو ایکسیڈنٹ سے بھی مر جاتا ہے' ہارٹ اٹیک اور پیٹ کی بیماری سے بھی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے' لیکن جو آدمی اللہ کے راستے میں شہید ہو جاتا ہے اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں اس کے خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے۔ اللہ زندگی کے گناہ پہلے ہی معاف کر دیتا ہے۔

شہید کا کتنا مقام ہے۔ اسی لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی دس دفعہ دعا کی کہ یا اللہ میری دعا ہے کہ تیرے راستے میں شہید ہو جاؤں

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے لوہے کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں' تلوار پکڑی ہوئی ہے' اللہ کے رسول کے پاس آتا ہے' آ کر کہتا ہے سرکارؐ کیا میں پہلے اللہ کے راستے میں لڑوں یا مسلمان بنوں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں تو پہلے مسلمان ہو جا' اس کے بعد راہِ خدا میں جہاد کرنا' اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان بن گیا یہ لڑتا رہا حتیٰ کہ شہید ہوگیا' صحابہ کرام نے

بتایا' یارسول اللہ جس نے ابھی ابھی کلمہ پڑھا ہے وہ شہید ہو گیا ہے۔

اللہ کے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں' اللہ نے اس آدمی کو کتنی شان عطا فرمائی ہے' ابھی اس نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی' ایک روزہ بھی نہیں رکھا قرآن نہیں پڑھ سکا' نفل نہیں پڑھ سکا' لیکن اللہ نے اجر بہت زیادہ عطا فرما دیا ہے۔

ایک اور آدمی آیا کہنے لگا سرکار! یہ میرے مالک کی بکریاں ہیں' میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں' اللہ کے رسول نے کلمہ پڑھایا اور وہ مسلمان بن گیا' جہاد کی تیاری تھی' اسی وقت جہاد میں چلا گیا اور شہید ہو گیا' اللہ کے پیغمبر نے دیکھا کہ یہ شہید ہو گیا ہے اللہ کے پیغمبر اچانک اپنی نظر ایک طرف کر لیتے ہیں' صحابہ پریشان ہو گئے کہ پتہ نہیں کیا بات ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں میرے صحابہ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے منہ ادھر کیوں موڑا ہے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں اللہ کے رسول کوئی پتہ نہیں۔ فرمایا اس کو جنت کی دو حوریں آ کر اس کے چہرے سے مٹی صاف کر رہی تھیں۔ شہادت کا کتنا مقام ہے' اللہ کے نبی فرماتے ہیں' اللہ پاک شہداء کو پاجامے عطا فرمائیں گے۔ انہوں نے ریشم کے لباس پہنے ہوئے ہوں گے۔ ہاتھ میں تلواریں پکڑی ہوئی ہوں گی۔ ان کے جسم سے خون نکل رہا ہوگا خون سے بڑی خوشبو آئے گی اور قیامت کے دن شہید کے سر پر ایسی عزت اور وقار کا تاج رکھا جائے گا کہ اس کے ایک موتی کی قیمت سارا جہان مل کر بھی ادا نہیں کر سکتا۔

میرے بھائی! شہید جس طرف بھی جائے اس کے لیے ساری جنت ہی کھلی ہوئی ہوگی' اللہ پاک نے شہداء کو سبز جانوروں کی شکل میں بنا کر' عرش کے نیچے قندیلیں لٹکا دی ہیں یہ سارا سارا دن اللہ کی جنت میں پھر کر ان قندیلوں میں آ جاتے ہیں' قیامت کا دن ہوگا' اللہ پاک شہیدوں کو آواز دیں گے اے شہیدو! میرے دربار میں آؤ' شہید آ جائیں گے' اللہ پاک فرمائیں گے' تمہاری برادری کے ستر بندے جن کے چالان جہنم کی طرف مکمل ہو چکے ہیں تو ایک دفعہ سفارش کر دے' ان ستر افراد کو جنت عطا کر دوں گا۔

کیا یہ تھوڑا اعزاز ہے؟

میرے بھائی! اگر اللہ کے دین کے لیے ایک دن لگ جائے' رسول اللہ فرماتے ہیں۔ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا . یہ ساری دنیا سے بہتر ہے۔

ایک آدمی فوت ہوا' بتانے والوں نے بتایا' یارسول اللہ' فلاں آدمی فوت ہوگیا ہے آپ اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے' کہنے لگے سرکار اس کا جنازہ نہ پڑھیں' آپؐ فرماتے ہیں کیوں؟ عمرؓ کہتے ہیں۔ اِنَّهٗ رَجُلٌ فَاجِرٌ. سوہنیا ء وہ تو بڑا گناہ گار ہے۔ اس نے کبھی کوئی نیکی کی ہی نہیں' اس کے تو بڑے گناہ ہیں۔ میں صدقے جاؤں' اللہ نے ہم کو کتنا قیمتی نبی دیا ہے' ہم تو لوگوں کے عیب تلاش کرتے پھرتے ہیں لیکن اللہ کے نبی لوگوں کی نیکیاں تلاش کرتے ہیں۔ ہم کسی مسلمان کو پھنسانے کے لیے ہزار جھوٹ بولتے ہیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں' تیرے بھائی تجھے گرفتار کروانے کے لیے کہیں سفارش کرواتے ہیں' کہیں رشوت دیتے ہیں اور میں تجھے بخشنے کے بہانے تلاش کر رہا ہوں۔

میرے بھائی! اللہ تو بڑا غفور الرحیم ہے۔ اللہ اتنا غفور الرحیم ہے کہ ایک عربی کا شاعر پہاڑی پر بیٹھ کر شراب پی رہا تھا' ہوا چلی' شراب کی بوتل گر کر ٹوٹ گئی' شراب بہہ گئی' اب یہ آسمان کی طرف منہ کر کے کہتا ہے۔ کیا تو رب ہے یا معاذ اللہ مست ہے' تو نے میری شراب بہادی ہے۔ اللہ کو اسی وقت غصہ آ گیا' اس کا منہ ہاتھ اور پاؤں کالے ہوگئے' پھٹکار پڑ گئی' یہ پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہتا ہے' یا اللہ تو نے پھر بھی رب والی نہیں بندوں والی کی ہے' اگر میں بھونک ہی بیٹھا تھا اگر میں بکواس کر ہی بیٹھا تھا' اگر میں غلطی کر ہی بیٹھا تھا' تو تو رب ہے تو ہی معاف کر دیتا' جب اس نے اتنی بات کہی تو اس کا رنگ صحیح ہوگیا' پھٹکار ختم ہوگئی اور رحمت برسنا شروع ہوگئی' اس کے بعد پھر اس نے اپنی پوری زندگی رب کے آگے روتے ہی گزار دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جنازہ نہ پڑھنا' صفیں بنی ہوئی ہیں' نبی کریم جنازہ پڑھانے کے لیے تیار ہیں' عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سرکار اس نے تو کبھی کوئی نیکی نہیں کی' کیا آپ اس کا جنازہ پڑھنے لگے ہیں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں کوئی ہے۔ جو اس کی نیکی کی گواہی دے؟ وہی بندہ جس نے آکر یہ اطلاع دی تھی کہ سرکار فلاں بندہ مر گیا ہے' وہی کہنے لگا سرکار آپ کو معلوم نہیں کل رات جب ہم دشمن کے مقابلے کے لیے گئے ہوئے تھے۔ جو آدمی پہرہ دے رہے تھے' سو ہنیا یہ بھی ان پہرے داروں میں شامل تھا۔ یہ بھی ساری رات تلوار پکڑ کر اللہ کے راستے میں پہرہ دیتا رہا ہے' اس کی ایک رات تو اللہ کے دین کے لیے لگی ہوئی ہے' اللہ کے پیغمبر نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی' پھر فرمایا اس کو جا کر لحد میں اتارو' صحابہ نے اس کو قبر میں اتارا' حضرت مٹی ڈالتے جا رہے ہیں اور فرماتے ہیں اے مرنے والے یہ جو تیرے ساتھی ہیں ان کا گمان یہ ہے کہ اللہ تجھے معاف نہیں کرے گا کیونکہ تو بڑا گناہ گار ہے لیکن میں نبوت والی زبان سے کہتا ہوں کہ تیری اللہ کے راستے میں لگی ہوئی رات قبول ہو گئی اور تیری ساری زندگی کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔

دوستو! اس کائنات میں کئی بندے اس طرح کے بھی آئے ہیں' جنہوں نے اپنی ساری زندگی کی تمام راتیں ہی رب کی راہ میں دے دی ہیں' دعا کریں اللہ اپنے دین کے لیے راتیں لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔

مدینے کے رہنے والے ایک آدمی کو پتہ چلا کہ فلاں جگہ جہاد ہو رہا ہے' جہاد کی بڑی ضرورت ہے' اس نے ابھی نئی نئی شادی کروائی تھی' یہ مدینے کا مجاہد تیاری کر کے بارڈر پر پہنچ جاتا ہے اور جانے سے پہلے یہ اپنی بیوی کو تیس ہزار اشرفیاں دے کر جاتا ہے' کہتا ہے اے اللہ والی میں تو اللہ کے راستے میں جا رہا ہوں۔ یہ تیس ہزار اشرفیاں ہیں ان کو سنبھال کر رکھنا' چوروں' ڈاکوؤں سے بچا کر رکھنا' یہ مجاہد اللہ کے دین کے لیے چلا گیا' اللہ کے راستے میں جہاد کرتے کرتے' رب کی راہ میں لڑتے لڑتے اس کو ستائیس سال گزر گئے' جس طرح کشمیری مجاہدین بیچارے کتنی دیر سے لڑ رہے ہیں اور ہمارے وزیراعظم نے امریکہ جا کر ان بے ایمانوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں اور کہا ہے' جی ٹھیک ہے ہم مجاہدین کو واپس بلا لیتے ہیں۔

ہزاروں مسلمانوں کے بچے جو اللہ کے دین کے لیے کشمیر میں شہید ہو گئے ہیں'

قیامت کے دن ان کے خون کا جواب کون دے گا۔ وہ مدتوں سے لڑ رہے ہیں' ان کی عزتیں لوٹی جا رہی ہیں۔ بچے ذبح کیے جا رہے ہیں۔ مسجدیں محفوظ نہیں' ان کا مال و جان محفوظ نہیں' انہوں نے کئی سال لڑ' لڑ کر اگر چند پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا ہے تو دنیا کو تکلیف کس بات کی ہے۔

ہمارے حکمرانوں کو خطرہ ہے کہ اگر جنگ لگ گئی تو کیا بنے گا!

میرے بھائی! موت جنگ میں نہیں' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بستر علالت پر پڑے ہوئے ہیں' آخری وقت ہے۔ حضرت خالد کہتے ہیں لوگو سنو! میں سو جنگ میں شریک ہوا ہوں' بلکہ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ خالد تین سو جنگوں میں شریک ہوا ہے' آپ کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں تھا جہاں تیر یا تلوار کا کوئی نشان نہ ہو۔

فرماتے ہیں' موت سے ڈرنے والو! سنو' میری تمنا یہ تھی کہ میدانِ کارزار میں میری جان نکلتی لیکن آج میری جان بستر پر نکل رہی ہے۔

میرے بھائی اگر تیری جان گھر نکلنی ہے تو گھر ہی نکلے گی اور اگر میدانِ جہاد میں نکلنی ہے تو وہاں ہی نکلے گی' ڈر نہ دعا کر و اللہ اپنے راستے میں شہادت کی موت عطا فرمائے۔

اس کو گھر سے گئے ہوئے ۲۷ سال گزر گئے' بیوی بھی یاد نہیں' ۲۷ سال کے بعد ایک دفعہ رات کو بیٹھا ہوا ہے' چاندنی رات ہے' یہ آسمان کے چاند کی طرف دیکھتا ہے تو پچھلی زندگی کا وہ موسم یاد آ جاتا ہے۔ وہ بیوی یاد آ گئی' وہ مدینے کی گلیاں یاد آ گئیں' وہ مدینے میں اپنا گھر یاد آ گیا۔ ۲۷ سال کے بعد ایک دن رات کو اپنے امیرِ لشکر کے پاس جاتا ہے اور اس کو جا کر کہتا ہے' جناب مجھے اللہ کے راستے میں جہاد کرتے کرتے ۲۷ سال گزر گئے ہیں۔ آج میں واپس جانا چاہتا ہوں' مجھے اجازت دی جائے' امیر لشکر اجازت دے دیتا ہے۔ یہ نوجوان گھوڑے پر چڑھ بیٹھتا ہے' جوں گھوڑا دوڑاتا ہے سفر کی منزلیں طے کرتا کرتا مدینہ طیبہ پہنچ جاتا ہے۔ اس کو اپنا گھر تو یاد ہی تھا' کیونکہ مدینہ کی گلیوں میں اس نے زندگی گزاری تھی' یہ اپنے گھر چلا گیا' اس کے جہاد پر جانے کے بعد اس کے گھر بچہ پیدا ہوا' اب وہ بھی چھبیس' ستائیس سال کا جوان ہے۔ یہ اپنے گھر داخل ہو جاتا ہے تو وہ

روک دیتا ہے۔اس نے دیکھا کہ میری غیر موجودگی میں میرے گھر نوجوان پھر رہا ہے' یہ غصے میں آ گیا کہتا ہے تو میری غیر موجودگی میں میرے گھر کس طرح پھر رہا ہے' وہ کہتا ہے یہ گھر میرا ہے اور یہ کہتا ہے گھر میرا ہے' حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا دور ہے۔اصل میں وہ جو گھر پھر رہا تھا وہ اس کا بیٹا تھا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا استاد تھا' کتنی بڑی شان ہے کہ وہ امام مالک کا استاد ہے' یہ بھی اللہ کا ولی' وہ بھی اللہ کا ولی' میں آج ہی ترغیب کی ایک روایت میں پڑھ رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' اگر ایک دن اللہ کے راستے میں لگ جائے تو ایک مہینہ روزے رکھنے اور ایک مہینہ رات قیام کرنے سے افضل اور بہتر ہے۔

اس کو کوئی پتہ نہیں کہ یہ میرا بیٹا ہے' اور اس کو بھی کوئی پتہ نہیں کہ یہ میرا ابو ہے۔ لوگ اکٹھے ہو گئے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے' بھائی اگر تو نے مکان کرائے پر لینا ہے تو ہم تجھے اور مکان لے کر دے دیتے ہیں تو جھگڑا چھوڑ دے اور امام ربیع رحمۃ اللہ کو پریشان نہ کر۔

یہ کہتا ہے سرکار! آپ سب مجھے ہی پاگل بنا رہے ہیں یہ مکان تو میرا ہے۔میرا نام عبدالرحمٰن فروخ ہے' آج سے ستائیس سال پہلے میں اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے گیا تھا' آج واپس آیا ہوں' جب ماں نے سنا تو کہتی ہے' بیٹا یہ تیرے ابو جی ہیں۔ باپ بیٹا گلے ملے' اللہ پاک نے ملاقات کرا دی' رات پڑی تو اس کو تیس ہزار اشرفیاں یاد آ گئیں' یہ اپنی بیوی کو کہنے لگا' جو میں تیس ہزار اشرفیاں تجھے دے کر گیا تھا وہ کہاں ہیں' اس کی بیوی بڑی دانا تھی کہتی ہے میرے سرتاج وہ تیس ہزار صبح آپ کے سامنے آ جائیں گے۔ میں نے آپ کا ایک پیسہ بھی ضائع نہیں کیا۔

بعض عورتیں بڑی عقل مند ہوتی ہیں وہ اپنے خاوند کی ہر بات سمجھ جاتی ہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ رات کو بڑے تھکے ماندے سفر سے واپس آئے' آپ کے آنے سے پہلے (ان کا ایک ہی بیٹا تھا) وہ بیٹا فوت ہو گیا' حضرت طلحہ کی بیوی نے سوچا کہ طلحہ تو پہلے ہی تھکا ہوا ہے' سفر کی تکلیفیں برداشت کر کے آیا ہے' بڑے لمبے فاصلے طے

کر کے آیا ہے۔ اگر میں نے اس کو آتے ہی بتا دیا کہ جو آپ کا اکلوتا بیٹا تھا وہ اللہ کو پیارا ہو گیا ہے۔ یہ سن کر وہ اور پریشان ہو جائے گا۔ اس نے اپنے بیٹے کو کپڑے میں لپیٹ کر دوسرے کمرے میں لٹا دیا' صحابی کہنے لگا بیٹا کہاں ہے' مائی صاحبہ کہتی ہیں وہ تو دوسرے کمرے میں لیٹا ہوا ہے۔ یہ کہتا ہے مجھے بڑی تھکاوٹ ہے' بھوک بھی لگی ہوئی ہے۔ ذرا عمدہ کھانا تیار کر دے۔ اس نے اعلیٰ کھانا تیار کر دیا' روٹی کھائی' رات پڑ گئی۔ دن چڑھا تو مائی صاحبہ کہتی ہے۔ میرے سرتاج اگر کوئی بندہ کسی کو امانت دے' پھر وہ اپنی امانت واپس طلب کرے تو کیا اس کو امانت واپس کر دینی چاہیے؟

کہتا ہے کیوں نہیں' ضرور دینی چاہیے۔

اس کی بیوی کہنے لگی' پھر اللہ نے جو ہمیں بیٹا دیا تھا وہ اس نے واپس لے لیا ہے۔ میں نے تو آپ کو اس لیے نہیں بتایا تھا کہ آپ سفر سے آئے تھے کہیں پریشان نہ ہو جائیں۔ یہ سن کر صحابی بڑا پریشان ہوا' یہ اللہ کے رسول کے پاس چلا گیا اور ساری بات سنا دی آپ فرماتے ہیں اے میرے صحابی' پریشان نہ ہو۔ اللہ اور بیٹا عطا فرما دے گا۔ پھر اللہ نے اسی رات سے ایک بیٹا عطا فرمایا جس سے اللہ نے ستر ولی پیدا فرما دیئے۔ عبدالرحمٰن کہنے لگے۔ اے میری گھر والی میں تجھے تیس ہزار اشرفیاں دے کر گیا تھا وہ کہاں ہیں؟

بیوی کہنے لگی' صبح وہ آپ کے سامنے ہوں گی' میں نے تو آپ کا ایک پیسہ بھی ضائع نہیں کیا' وہ عورتیں اس طرح کی نہیں تھیں کہ ویسے ہی بازار چلی جائیں اور کئی کئی ہزار کے سوٹ ہی خرید کر لے آئیں۔ ان کو فکر تھی کہ یہ دنیا ایک مسافر خانہ ہے۔ اللہ نے اصلی گھر تو جنت میں بنا رکھا ہے۔

میں اس آیت کی تفسیر میں پڑھ رہا تھا' حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تو نے اس سے پوچھا ہے جس کو پتہ ہے' ہم نے بھی اس آیت کی تفسیر اللہ کے رسول سے پوچھی تھی۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں، جنت میں ایک موتیوں کا گھر ہے اور اس ایک موتیوں کے گھر میں ستر گھر یاقوت کے موتیوں کے ہیں اور اس ایک مکان میں ستر، ستر چار پائیاں رکھی ہوئی ہیں، ایک ایک چار پائی پر ستر ستر قسم کی چادریں بچھی ہوئی ہیں، شہداء اور مجاہدین کے لیے اللہ نے بہتر حوریں تیار کر دی ہیں ایک ایک کمرے میں، ستر، ستر قسم کے کھانے ہوں گے، اگر ایک سیب کھایا ہے تو اس سے ستر قسم کی لذتیں آئی ہیں۔ اگر ایک آم کھایا ہے تو اس سے ستر قسم کی لذتیں آئی ہیں۔ اگر ایک انار کھایا ہے تو اس سے ستر قسم کے ذائقے آئے ہیں، اگر ایک سیب ہزار میل دور ہے، اگر وہی کھانا ہے تو وہ ٹوٹ کر خود بخود ہی پلیٹ میں اس کے پاس آ کر بول رہا ہے، كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًا. کھاؤ پیو، کیونکہ تم نے دنیا میں محنتیں کی ہوئی ہیں۔

میرے بھائی! بیوی کہنے لگی، صبح تیری رقم تیرے سامنے آ جائے گی، جب صبح کی اذان ہوئی، یہ سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے ذرا لیٹ اٹھا، جماعت ہوگئی، یہ مسجد میں جا کر پیچھے ہی کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا، یہ کیا دیکھتا ہے کہ آگے علماء کا گروہ بیٹھا ہوا ہے اور ان میں ایک خوبصورت نوجوان بھی بیٹھا ہوا ہے۔ اس نوجوان کے سامنے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ اور علماء بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ علماء کو درس دے رہا ہے، حدیث پڑھا رہا ہے یہ دور سے دیکھ کر اپنے بیٹے کو نہ پہچان سکا، یہ ساتھ والے آدمی سے پوچھتا ہے، کہ وہ آدمی جو مسجد نبوی میں منبرِ رسول پر بیٹھ کر علماء کو درس دے رہا ہے، یہ بندہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے سرکار! کیا آپ کو پتہ نہیں کہ اس کا نام ''امام ربیع'' ہے۔ یہ عبدالرحمٰن فروخ کا بیٹا ہے اب ذرا تو بھی تصور کی دنیا میں آ، کہ اگر ایک باپ ہو، جو جنگلوں میں چلتا پھرتا رہا ہو، جہاد کرتا رہا ہو، اس کا بیٹا مسجد نبوی میں مصلۂ رسول پر بیٹھ کر علماء کو درس دے رہا ہو، اس باپ کی کیا کیفیت ہوگی، اسے کتنی خوشی ہوئی ہوگی۔ یہ دوڑتا ہوا اپنی بیوی کے پاس گیا۔ اس کو جا کر کہتا ہے، اے اللہ والی! میرے بیٹے کو اللہ نے بڑی عظمتیں دے رکھی ہیں، وہ تو مسجد نبوی میں بیٹھ کر علماء کو درس دے رہا ہے۔

بیوی کہنے لگی! اے میرے سرتاج، اب مجھے یہ بتاؤ کیا آپ کو یہ بیٹا پیارا ہے یا پیسے

پیارے ہیں؟ یہ کہتا ہے' وہ تو تیس ہزار تھا' اگر لاکھوں دینار بھی ہوں تو میں اپنے بیٹے پر قربان کر دوں۔ بیوی کہتی ہے اے عبدالرحمٰن میں نے وہی پیسے خرچ کر کے تیرے بیٹے کو علم سکھلایا ہے۔

میرے بھائی! کیسی کیسی عورتیں ہیں' میدانِ احد کی تیاری ہے' حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی کل شادی ہوئی ہے اور آج جہاد کی تیاری ہوگئی ہے' میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے جمعہ پڑھا کر فرمایا کہ آج ہم گھر نہیں رہیں گے۔ دشمن کے مقابلے کے لیے میدان اُحد میں جانا ہے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا باپ ایسا ہے کہ اس نے میدان اُحد میں گڑھے کھدوائے ہیں کہ معاذ اللہ یہاں اللہ کے رسول گریں گے اور شہید ہوں گے' اتنا موذی بے ایمان ہے' اس کے بیٹے کی کل شادی ہوئی ہے اور آج جہاد کی تیاری ہوئی ہے' اعلان آیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیار ہو کر جا رہے ہیں۔

بعض کا مشورہ تھا کہ سرکار ہم ویسے ہی اصرار کر بیٹھے ہیں' مدینے میں رہ کر ہی دفاع کریں آپ فرماتے ہیں' جب نبی ہتھیار پہن لے' پھر جب تک کوئی فیصلہ نہ ہو جائے نبی ہتھیار اتارتا ہی نہیں۔ جب تک کفر اور اسلام کا فیصلہ نہیں ہوگا اس وقت تک پیغمبر ہتھیار نہیں اتارے گا۔

اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ. تمام غیر مسلم قومیں ایک ہی جماعت ہیں' تم انہیں اپنا خیر خواہ نہ سمجھو' یہ تمہارے دشمن ہیں' یہ مسلمانوں کو پریشان کرنا چاہتے ہیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے فارغ ہوئے تو آپ نے آ کر ہتھیار اتار دیئے' آسمان سے جبرائیل آ گئے کہتے ہیں سوہنیا آپ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں ہم نے تو ابھی اسی طرح ہتھیار پہنے ہوئے ہیں' بنو قریظہ کے وہ یہودی جو خیبر میں بند ہیں' آپ جا کر ان کا قلع قمع کر دیں' اللہ کے پیغمبر کا اعلان پہنچا تو حضرت حنظلہؓ نے جلدی جلدی تیاری کر لی' دامن پکڑ کر بیوی عرض کرتی ہے' کل آپ مجھے بیاہ کر لائے ہیں اور آج چھوڑ رہے

ہیں۔ آپ مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں؟

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے میری بیوی اگر تو نے یہاں رہنا ہے تو رہ ورنہ میکے چلی جا' میں تو نبی پاک کی آواز پر لبیک کہہ رہا ہوں' میدان اُحد میں چلے گئے' اللہ نے شہادت نصیب فرمائی۔ جب آپ شہید ہو گئے' میدان اُحد شہداء کی لاشوں سے اٹا پڑا ہے۔ آپ فرماتے ہیں پتہ کرو' کون کون شہید ہوا ہے' بتایا جاتا ہے سرکار' فلاں بھی شہید ہو گیا ہے اور فلاں بھی جام شہادت نوش کر گیا ہے' سوہنیا باقی نعشیں تو موجود ہیں لیکن حنظلہؓ نہ خود مل رہے ہیں اور نہ ہی ان کی نعش مل رہی ہے۔ تھوڑی دیر گزری اللہ کے پیغمبر دیکھتے ہیں کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے ہیں' رسول اللہ پریشان ہیں پتہ نہیں کیا بات ہے' حنظلہ رضی اللہ عنہ کے سر سے پانی کیوں ٹپک رہا ہے۔ ادھر سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی پہنچ گئی' اس نے پردہ کیا ہوا ہے' جا کر کہتی ہے سوہنیا آپ نے شہداء کو کبھی غسل نہیں دیا' لیکن میرے حنظلہ کو ضرور غسل دینا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بی بی کیا بات ہے' یہ بی بی کہتی ہے حضرت جب آپ کا اعلان پہنچا تو میرے حنظلہ رضی اللہ عنہ نے ضروری غسل کرنا تھا' اس کو وہ غسل بھی بھول گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بی بی پریشان نہ ہونا' میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان کے فرشتے تیرے حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے ہیں۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَـٰرَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُجَـٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ. (الصف: ۹)

اے مومنوں آؤ' میرے ساتھ سودا کرو' میرے اوپر ایمان لاؤ' مالی اور جانی جہاد کرو' اپنی جانیں مجھے پیش کرو اور مجھ سے جنت الفردوس لے لو۔

آپؐ فرماتے ہیں جو مجاہد کو خرچہ دیتا ہے اللہ اس کو بھی اتنا ہی ثواب دیتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ پاک ہم کو بھی جہاد کی توفیق دے اور مجاہدین سے تعاون کرنے کی ہمت نصیب فرمائے۔ آمین۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

توبہ استغفار

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ قُلۡ يٰعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤى اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ○ (الزمر: ۵۳)

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ رحیم وکریم کے لیے بے شمار اوران گنت درود وسلام سید الکونین رسول الثقلین امام القبلتین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر۔

دوستو اور بزرگو! قرآنِ کریم' سورۃ الزمر چوبیسویں پارے کی ایک آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے' اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے سمیت اللہ سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جو آیت میں نے تلاوت کی ہے یہ بڑی قیمتی آیت ہے' یہ اتنی قیمتی آیت ہے' اللہ کے پاک پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ مجھے یہ آیت سارے جہان سے پیاری لگتی ہے' مفسرین اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا حقیقی چچا جس سے میرے پیر ومرشد علیہ السلام کی دوہری رشتہ داری تھی۔ ایک حقیقی چچا تھا اور دوسرا جس لونڈی کا دودھ میرے مصطفیٰ ﷺ نے پیا تھا۔ اسی لونڈی کا دودھ اس چچا حمزہؓ نے پیا تھا' آپ کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے خون' اسلام اور دودھ کا رشتہ ہے۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو بڑی بے دردی سے شہید کیا گیا اور پھر مثلہ کیا گیا۔۔۔ ناک کاٹ دیا گیا۔۔ کان کاٹ دیئے گئے۔۔۔ زبان کاٹ دی گئی۔۔۔ انگلیوں کے ''پورے'' کاٹ دیئے گئے۔۔۔ کلیجہ چیر دیا گیا۔۔۔ آمنہ کے لالؐ اپنے چچا کی لاش پر کھڑے ہو کر آسمان کی طرف منہ کر کے فرماتے ہیں' اے اللہ! بہنوں کے دل بڑے نرم ہوتے ہیں' بہنوں کا بھائیوں سے بڑا پیار ہوتا ہے' اگر میری پھوپھی صفیہؓ میدانِ احد میں نہ آئی ہوتی تو میں اپنے چچا کی لاش کو اسی طرح پڑا رہنے دیتا' چچا کو جنگل کے

جانور کھا جاتے' جہاں قیامت کے دن میرے چچا کی شہادت کی گواہی میدانِ احد پیش کرتا' وہاں جنگل کے جانور بھی پیش کرتے۔ آپ حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے ''وحشی'' کو فرماتے ہیں' اے وحشی' مسلمان بن جا۔

وحشی کہتا ہے' سوہنیا آپ فرماتے ہیں' رب زناء کاروں' شرابیوں اور قاتلوں کو معاف نہیں کرے گا۔ یہ تمام عیب مجھ میں پائے جاتے ہیں' یہ تمام کمزوریاں اور نقص میرے اندر موجود ہیں۔ اللہ آسمان سے قرآن نازل کردیتے ہیں' اللہ فرماتے ہیں۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ.(الزمر: ۵۳)

اے میرے محبوب' اپنی نبوت کی زبان سے میرا کلام پڑھ کر اعلان فرمادو کہ جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم اور زیادتیاں کی ہوئی ہیں' ان کو فرمادو کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔

یا اللہ پھر تو کیا کرے گا؟

فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ۞ یہ مجھ سے معافی مانگیں گے تو میں ان کے سب گناہ معاف کردوں گا۔ یہ میرے دروازے پر آئیں تو سہی' میرا دروازہ ۲۴ گھنٹے کھلا ہوا ہے' دن کے وقت آئیں' رات کو آئیں' صبح آئیں شام آئیں' مجھے کسی سفارش کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ کریم فرماتے ہیں۔

نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. وَاَنَّ عَذَابِیْ ھُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ.(الحجر: ۴۹-۵۰)

اے میرے محبوب' میرے بندوں کو بتادو کہ میں بڑا ہی غفور الرحیم ہوں۔

کہیں اللہ فرماتے ہیں۔ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ. اے میرے محبوب میرے بندوں کو کہہ دو یہ جب بھی مجھے بلائیں گے میں اسی وقت ہی ان کی آواز پر لبیک کہوں گا۔

رب بڑا غفور الرحیم ہے' جب اللہ پاک نے زمین و آسمان بنائے تو اللہ نے عرش پر لکھ دیا۔

اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِیْ.

فرمایا میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے جا چکی ہے۔ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے اور اللہ کتنا رحیم ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ کے ایک صحابی نے ایک چڑیا کے بچے پکڑ لیے تو یہ چڑیا اپنے بچوں کے اوپر اوپر اُڑ رہی ہے۔ اس صحابی نے اس کے بچے ننگے کیے تو چڑیا نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور اپنے بچوں پر آ کر بیٹھ گئی' یہ صحابی اسی طرح ہی اللہ کے رسول کے پاس لے آیا اور کہتا ہے' اللہ کے رسول' دیکھیے' چڑیا کو اپنے بچوں سے کتنا پیار ہے' یہ اڑتی نہیں اور اپنی جان خطرے میں ڈالے ہوئے ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ اے میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ' تجھے چڑیا کی محبت پر تعجب آ رہا ہے کہ اس کو اپنے بچوں سے اتنا پیار ہے' سنو! اس چڑیا سے کئی گنا زیادہ اللہ کو اپنے بندے سے پیار ہے۔

اللہ کو تیرے ساتھ بڑا پیار ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ تو رب کا در چھوڑ کر پھر رہا ہے۔ اللہ کے در پر آ جا' اللہ تو آوازیں لگا رہا ہے اے میرے بندے آ جا' مجھ سے کچھ مانگ لے' اللہ پاک سچی توبہ کی ہمت نصیب فرمائے۔ اللہ مالک فرماتے ہیں اے میرے محبوب! اعلان کر دو' یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ .(الزمر: ۵۳)

جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیے ہیں یہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا . میں ان کے سب گناہ ہی معاف کر دوں گا' کیونکہ میری صفت ہے' اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ (الزمر: ۵۳)

اللہ پاک فرماتے ہیں میری تو صفت یہ ہے کہ میں بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔

یا اللہ تو کتنا غفور الرحیم ہے' جہانوں کے پیرؐ فرماتے ہیں' قیامت کا دن ہوگا۔ دو آدمیوں کو حکم ہوگا اللہ فرمائیں گے' ان کو جہنم کی طرف لے جاؤ' فرشتے ان کو پکڑ لیں گے'

یہ جہنم کی طرف چل پڑیں گے۔

ایک آدمی بڑا تیز تیز جائے گا اور دوسرا بار بار پیچھے دیکھے گا' اللہ فرمائیں گے جاؤ' ان کو واپس موڑ کر لاؤ' اللہ کے فرشتے موڑ کر واپس لے آئیں گے۔

اللہ فرمائیں گے اے تیز جانے والے کیا تجھے پتہ نہیں کہ سامنے جہنم ہے' کیا تجھے آگ کی لائٹیں نظر نہیں آ رہی ہیں؟ بندہ کہے گا یا اللہ' آگ تو نظر آ رہی تھی' میں نے سوچا کہ دنیا پر تو رب کا کہنا نہیں مان سکا' چلو آج ہی مان کر دکھا دوں' اس لیے میں تیرا حکم مان کر آگ کی طرف دوڑ پڑا' دوسرے کو اللہ پاک فرمائیں گے تو پیچھے بار بار کیا دیکھتا تھا؟

وہ کہے گا اللہ میں تیری رحمت کی طرف دیکھتا تھا کہ شاید اب ہی معافی کا آرڈر جاری ہو جائے تو اللہ ان دونوں کو ہی معاف کر دے گا۔

اللہ بڑا غفور الرحیم ہے' تو رب کے آگے رو کر دیکھ تو سہی۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے نبی ﷺ کا داماد' سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا شوہر اکیلے بیٹھ کر اپنی داڑھی کو پکڑ لیتے اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرماتے۔ اے اللہ دیکھنا' قیامت کے دن میری اس داڑھی کو رسواء نہ کرنا۔

کئی داڑھیوں والے قیامت کے دن بہت ذلیل ہوں گے۔

جنہوں نے دھوکے کے لیے داڑھیاں رکھی ہوئی ہیں۔

جنہوں نے فریب کاری کے لیے داڑھیاں رکھی ہوئی ہیں۔

جنہوں نے بدمعاشی کے لیے داڑھی رکھی ہوئی ہے۔

اور بعض داڑھیوں کی قیامت کے دن بڑی عزت ہو گی۔

حضرت پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اللہ مجھے معاف کر دے' اللہ اگر تو نے مجھے معاف نہیں کرنا تو پھر قیامت کے دن مجھے انسانوں کی صفوں میں کھڑا نہ کرنا۔

میرے بھائی! اللہ کے سامنے رو پڑا کر۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کے دور میں بارش بند ہو گئی' بارش برسانے کا طریقہ یہ تھا کہ آبادی سے باہر جا کر رب سے بارش مانگتے۔

باہر جا کر مینہ مانگنا انبیاءؑ کی سنت ہے' موسیٰ علیہ السلام نے اپنے صحابی ساتھ لیے اور باہر چلے گئے۔ آپؑ فرماتے ہیں یا اللہ بارش کی ضرورت ہے مینہ برسا دے۔

اللہ نبی کی بھی سنتا ہے اور چیونٹیوں کی بھی سنتا ہے' حضرت سلیمان علیہ السلام کو بارش کی ضرورت پڑی تو مینہ مانگنے کے لیے چل پڑے' لشکر آپ کے ساتھ ہے' راستے میں دیکھا کہ ایک چیونٹی نے اپنی ٹانگیں اوپر کو اٹھائی ہوئی ہیں اور رب سے باتیں کر رہی ہے' کہتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِکَ لَیْسَ بِنَا غِنًا اَنْ تَسْقِیَکَ.

اللہ جس طرح انسانوں کو مینہ کی ضرورت ہے اسی طرح ہم کو بھی بارش کی ضرورت ہے' چیونٹی رب سے مانگ رہی ہے' سلیمان نبی علیہ السلام فرماتے ہیں چلو' واپس چلیں' ساتھی کہنے لگے' سرکار مینہ کی دعا تو کر لیں۔

فرمایا' چیونٹی مانگ رہی ہے' اللہ کریم نے اس کی دعا سن لی ہے' اللہ ہم کو بھی اپنے سامنے گرنے کی توفیق دے میرے بھائی موسیٰ نبی علیہ السلام اپنے حواری اور ساتھی لے کر باہر چلے گئے اور رب سے دعا کر رہے ہیں' آواز آئی اے میرے نبی موسیٰؑ تیری جماعت میں ایک ایسا گناہ گار' سیاہ کار' ظالم اور بدکار ہے' جب تک وہ تیری مجلس سے نہ گیا میں بارش نہیں برساؤں گا۔

بھائیو! ایک آدمی گناہ گار ہے اور جہاں سب ہی گناہ گار ہوں' ذرا اندازہ لگاؤ' اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو' میں بھی دیکھوں کہ میں روزانہ کتنے گناہ کرتا ہوں اور آپ بھی دیکھیں۔ آپ روزانہ کی بکری کا حساب لگاتے ہیں' کبھی آپ نے رات کو بیٹھ کر یہ حساب بھی لگایا ہے کہ آج میں نے کتنی نیکیاں کمائی ہیں اور کتنے گناہ کیے ہیں' آپ یہ بھی حساب لگائیں کہ آج میری جماعت کے ساتھ اتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں اور بغیر جماعت اتنی پڑھی گئی ہیں۔

موسیٰ نبی علیہ السلام اعلان کر دیتے ہیں اے ظالم! تو کون ہے' رب کی مخلوق کو مار رہا ہے' اٹھ کر مجلس سے نکل جا! اس گناہ گار کو پتہ چل گیا کہ میں ہی ہوں' اس نے وہاں بیٹھے ہی

رب کا دروازہ کھٹکھٹا دیا' کسی کہنے والے نے کہا ہے۔

مولا بڑا غفور الرحیم ہے تو' رحم کر دیاں ذرا نئیں تھکناں ایں
اسی عیب کردے بھانویں تھک جایئے' پر تو بخش دا کدی نئیں اکناں ایں

ہم گناہ کرتے کرتے تھک جاتے ہیں لیکن تو معاف کرتا نہیں تھکتا' بلکہ جب بندہ معافی مانگتا ہے تو اللہ عرش پر خوش ہوتا ہے۔

جو گناہ گار تھا اس کو پتہ چل گیا۔ اس نے دل ہی دل میں وہاں بیٹھے بیٹھے رب سے کال ملا دی' صحیح نمبروں پر ٹیلی فون کر دیا اور جب نمبر صحیح ہوں تو کال مل جاتی ہے اور اگر صفر کا بھی فرق ہو تو بات نہیں ہوتی' اگر تو یہ بات کہے کہ رب بھی ہے اور فلاں قبر والا بھی سب کچھ کر سکتا ہے' اس طرح بات نہیں بنیں گی' پہلے عقیدۂ توحید اپنا' اپنا ذہن صاف کر' شرک کی گندی بدبو کو نکال' بدعت کی نجاست کو نکال' پھر رب کا دروازہ کھٹکھٹا۔

یہ دیکھ رب کا دروازہ کھٹکھٹانے لگا ہے' اس نے بیٹھے بیٹھے ہی اپنے لب نرم کر لیے اور آنکھیں تر کر لیں اور رب کے آگے رو پڑتا ہے' کہتا ہے' یا اللہ اگر میں اُٹھ کر جاؤں تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گا۔ لوگ کہیں گے کہ یہی پاپی ہے۔ یہی ظالم ہے' اللہ اگر میں نہ جاؤں تو تیری مخلوق مرتی ہے تو بارش نہیں برسائے گا اور اگر میں جاؤں تو میں مرتا ہوں۔

کہتا ہے یا اللہ پچھلے تو معاف کر دے اور آئندہ سے میری سچی توبہ' ابھی یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ رحمت کی بارش شروع ہوگئی' بات بن گئی' کال مل گئی' رب کے دربار میں حاضری نصیب ہوگئی' اللہ نے بلا لیا' بارش برسنا شروع ہوگئی' موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں یا اللہ مجلس تو اسی طرح ہے ایک آدمی بھی نہیں اٹھا کیا تو نے صرف میرے منہ سے ہی کہلوانا تھا؟

اللہ فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام' جو میرا دشمن تھا وہ تم میں بیٹھے بیٹھے ہی میرا دوست بن گیا ہے۔

میرے بھائی! رب کو منانا آسان ہے اور بندے کو منانا مشکل ہے' اگر رب نہ مانے تو یقین جانو' سجدے میں پڑ جاؤ' رب کہتا ہے اب یہ میرے پیروں میں گر پڑا ہے

اب تو مجھے شرم آتی ہے کہ تجھے خالی موڑ دوں ویسے تو اس طرح بھی نہیں موڑتا۔

بندہ رب کے سب سے نزدیک اس وقت ہوتا ہے جس وقت بندہ سجدے میں پڑا ہوتا ہے' یہ اسی طرح ہے کہ اگر کوئی چوہدری نہ مانے' کوئی تھانیدار نہ مانے تو بندہ کہتا ہے اچھا میاں اگر تو نہیں مانتا تو میں یہ تیرے قدموں میں رکھ دی ہے' رب کہتا ہے تو نے پگڑی والا سر ہی میرے پیروں میں رکھ دیا ہے' کیا اب بھی میں تیری نہ مانوں۔

موسیٰ نبی علیہ السلام کہتے ہیں یا اللہ وہ بندہ دکھا تو سہی جو ابھی تیرا دشمن تھا اور اب تیرا دوست بن گیا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں پہلے تو وہ میرا باغی تھا' اس وقت بھی میں نے اس کا پردہ فاش نہیں کیا تھا۔ اب تو وہ میرا اپنا بن گیا ہے' اب میں اس کا پردہ ظاہر کیوں کروں' پہلے تو وہ میرا دشمن تھا میں نے اس کے پردے رکھے تو بھی کسی کا پردہ رکھا کر آواز آتی ہے کسی کے عیب پر پردہ تو ڈال دے تیرے عیبوں پر پردے میں ڈال دوں گا۔

اللہم ہم کو اپنے در پر آنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فقیہہ ابواللیث نے ایک بڑا عجیب وغریب واقعہ تحریر کیا ہے سن کر رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کہتے ہیں ایک دن جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس حالت میں اللہ کے نبی کے پاس آئے بڑے پریشان ہیں اور رو رہے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے میرے یار عمر رضی اللہ عنہ تو کیوں رو رہا ہے؟

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا وہ باہر دروازے پر جو نوجوان کھڑا ہے' میں اس کی حالت اور اس کی گریہ زاری دیکھ کر رو رہا ہوں' آپ فرماتے ہیں نوجوان کو اندر بلا' یہ نوجوان اندر آ گیا' آپ فرماتے ہیں بھئی تو کیوں رو رہا ہے؟ نوجوان کہتا ہے سوہنیا میں بڑا ہی گناہ گار ہوں اس لیے رو رہا ہوں' فرمایا تو کتنا گناہ گار ہے' کیا تیرے گناہ زمین و آسمان سے بھی زیادہ ہے؟

کہتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ' میرے گناہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' کیا تو نے شرک کیا ہے؟

کہتا ہے یا رسول اللہ ﷺ شرک سے بھی بڑا گناہ ہے۔

فرمایا کیا تو نے کوئی قتل کیا ہے؟

کہتا ہے نہیں حضرت وہ گناہ اس سے بھی بڑا ہے۔

آمنہ کے لال فرماتے ہیں کیا تیرا گناہ رب کے عرش سے بھی بڑا ہے؟

کہتا ہے یا رسول اللہ اس سے بھی بڑا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر تو مجھے اپنا گناہ سنا تو سہی' تو نے کیا گناہ کیا ہے' تو کیا جرم کر بیٹھا ہے۔

کہتا ہے' سوہنیا بتانے کو دل نہیں چاہتا' جرم ہی بڑا عظیم ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں' اگر تیرا جرم عظیم ہے تو پھر عظیم بادشاہ تجھے معاف کر دے گا۔

یہ کہتا ہے سوہنیا بتانے کو دل تو نہیں چاہتا' آپ فرماتے ہیں کوئی بات نہیں بتا دے' یہ اللہ کے پاک پیغمبر کو کہتا ہے' آقا مجھے مردوں کے کفن اتارتے ہوئے سات سال ہو گئے ہیں' میں مردوں کے کفن اتار اتار کر بیچتا رہا ہوں' میں مردوں کی کمائی کھاتا رہا ہوں' ایک دن انصاریوں کی ایک لڑکی فوت ہوئی حضرت مجھے پتہ چلا تو میں نے جا کر اس کی قبر کھولی اور اس کا کفن اتار لیا' کفن اتار کر میں تھوڑی دور گیا تو مجھ پر شیطان نے غلبہ کیا' میں نے پھر پیچھے آ کر اس مردہ عورت سے برائی کی' جب برائی کر کے واپس آنے لگا تو اللہ نے اس مردہ بی بی کو بولنے کی توفیق دی' وہ مجھے بول کر کہتی ہے اے بے حیاء تو نے مجھے ناپاک کر دیا ہے' رب کے دربار میں کیا جواب دے گا' اللہ کرے تو ذلیل ہو کر مرے کہتا ہے سوہنیا میرے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی کہ اللہ مجھے معاف نہیں کرے گا۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں تو میرے دربار سے نکل جا' اللہ تجھے معاف نہیں کرے گا' یہ باہر نکل جاتا ہے۔

استغفر اللہ پڑھتا جا رہا ہے' روتا جا رہا ہے اور معافی مانگتا چلا جا رہا ہے' یہ آسمان کی

طرف منہ کر کے رو رہا ہے' اس نے رو رو کر برا حال کر لیا ہے' یہ مسلسل ۴۰ دن رو رو کر رب سے معافی مانگتا رہا' ایک دن آسمان کی طرف منہ کر کے کہتا ہے' اے اللہ اگر تو نے مجھے معاف نہیں کرنا تو آگ بھیج کر مجھے جلا دے' اگر تیرے پاس میرے لیے کوئی معافی نہیں تو آسمان سے آگ بھیج کر مجھے جلا دے' اگر تو نے مجھے جلانا نہیں تو اپنے محبوب اور نبیؐ کے یاروں کو بتا دے کہ میں نے معاف کر دیا ہے۔

اللہ پاک ہم کو بھی معافی مانگنے کی توفیق دے۔

میرے بھائی! آج توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے' ستر سال بندہ سفر کرے' ستر سالوں میں بندہ جتنا سفر طے کرے گا' اتنا لمبا چوڑا آج توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے' آج وقت ہے' حافظ صاحب نے لکھا ہے۔

سب برائیوں کر ہن توبہ تے اللہ بخشن ہارا
توبہ کیتیاں مول نہ مارے ہو جاسی چھٹکارا
ہن دنیا حرصاں چھوڑ میاں کر اطاعت ذکر الٰہی
پھر اے ویلا ہتھ نہ آسی آج کل ہوسیں راہی
کئی چھوٹے کئی وڈے تدھ تھیں تے خلقت بہت سدائی
کھول اکھیں ہن ویکھ جو اج کل واری تیری آئی
نبی ولی ہور عالم فاضل گزرے نے چنگے چنگیرے
شاہ گدا ہور برے بھلے سب کیتے قبریں ڈیرے
رستم تے بہرام زور آور تے شاہ سکندر جہے
بھی حکیم لقمان چلے' جد گھلے رب سنیہے
بھی حضرت سلیمان پیغمبر تے اڈ دا تخت ہوائیں
بادشاہی او چھوڑ گیا سب مشرق مغرب تائیں

میرے بھائی! تیاری کر' تجھے بلاوا آنے والا ہے' یہ آج جو ایک دوسرے سے محبت ہے' ماں بیٹے کی محبت ہے' باپ بیٹے کی محبت ہے' آپس میں یاروں دوستوں کا پیار ہے' یہ

اللہ نے رحمت کا ایک حصہ تقسیم کیا ہے اور باقی ننانوے حصے اللہ نے سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں وہ قیامت کے دن تقسیم کرے گا۔

بس ہم نے منہ ہی بنانا ہے معاف تو اس نے اپنے فضل سے کرنا ہے' تم منہ بناؤ' اللہ کہتے ہیں میں معاف کردوں گا' یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہم معافی مانگنے کے لیے منہ بھی نہیں بنا سکتے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بعض کے ساتھ رب کو اتنا پیار ہوگا' اللہ ایک آدمی کو بلا کر اپنی ''بکل'' میں کرلیں گے' چھپالیں گے اور اعمال نامہ کھول دیں گے' اللہ فرمائیں گے یہ دیکھ' کیا یہ تیرا نامہ اعمال ہے۔ کیا یہ تیری زندگی کی کمائی ہے' کیا یہ تیرے گناہ ہیں؟ بندہ آہستہ آواز میں کہے گا یا اللہ یہ میرے ہی ہیں' بندہ مانتا جائے گا اور کانپتا جائے گا۔ اللہ فرمائیں گے تو انکار کر' کیا یہ تیرا ہے یا نہیں' بندہ کہے گا یا اللہ میرا ہی ہے' یہ گناہ میرے ہی ہیں کیونکہ زمین کی گواہی ہوگی کہ یہاں بیٹھ کر اس نے برائی کی تھی اور یہاں بیٹھ کر اس نے قرآن پڑھا تھا' زمین گواہی دے گی کہ یہاں بیٹھ کر اس نے دودھ میں پانی ڈالا تھا اور یہاں بیٹھ کر اس نے صدقہ خیرات کیا تھا' جگہ' دن وقت اور تاریخ لکھی ہوگی۔ اللہ فرمائیں گے۔ اے میرے بندے اگر انکار کی' گنجائش ہے تو انکار کر' یہ کہے گا یا اللہ' یہ تمام دفتر میرے ہی ہیں' یہ سب گناہ میرے ہی ہیں' میرا کوئی انکار نہیں۔

اللہ فرمائیں گے میں نے پردہ اس لیے کیا ہے تاکہ تیرے گناہوں کا مجھے پتہ چلے یا میرے بندے کو پتہ چلے اب کیوں ڈرتا ہے۔ اب کیوں کانپتا ہے' اب روتا کیوں ہے' جا! میں نے تیرے گناہ نیکیوں کی شکل میں تبدیل کر دیئے ہیں۔

میرے بھائی! اس نے تو بہانہ بنانا ہے تو معافی کے لیے منہ بنا۔

یہ نوجوان کہتا ہے اے اللہ اگر تو نے مجھے معاف نہیں کرنا' تو مجھے آگ بھیج کر جلادے یا پھر مجھے معاف کردے اور میری معافی کی اطلاع اپنے نبی کو بھی دے دے اور نبی کے یاروں کو بھی بتادے' رب کی رحمت کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اللہ نے فرمایا' جبرائیلؑ جلدی کر' میرے بندے کو روتے ہوئے ۴۰ دن گزر گئے ہیں' مجھ سے معافی

مانگتے مانگتے ۴۰ دن گزر گئے ہیں' دوڑ کر جا' جبرائیلؑ اللہ کے نبیؑ کے پاس' آ جاتا ہے' آ کر کہتا ہے سوہنیا آپ نے جس کو موڑ دیا تھا رب نے قبول کر لیا ہے' اس کو بتا دو کہ تجھے معافی کا سرٹیفکیٹ مل گیا ہے۔

میرے بھائی! اللہ تو بڑا غفور الرحیم ہے' صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے ننانوے بندے قتل کیے' ایک دن اس کو احساس ہوا کہ میں اتنے آدمیوں کا قاتل ہوں' رب کو کیا جواب دوں گا۔

یقین جان' جن کو تو چند ٹکوں کی خاطر مار رہا ہے' یہ بندے رب کو بڑے پیارے ہیں' جناب یونس علیہ السلام نے ایک یا دو لاکھ آدمی کے حق میں بددعا کر دی کہ یا اللہ ان کو ختم کر دے' ابھی رب نے بددعا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا' آپ نے پہلے ہی کر دی' (واقعہ لمبا ہے' مختصر کرتا ہوں) آپ کشتی میں جا کر بیٹھ گئے نبی کی کشتی بھنور میں پھنس گئی' ملاح بڑا دانا تھا' کہتا ہے ہماری کشتی چکروں میں اس وقت پڑتی ہے جب کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگ کر آئے' قرعہ ڈالا جاتا ہے تو حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلتا ہے' لوگوں نے آپ کا چہرہ دیکھا آپ بڑے خوبصورت ہیں' ملاح کہتا ہے یہ بندہ تو اس طرح کا نہیں ہو سکتا' پھر قرعہ ڈالتے ہیں بار بار یونس نبی علیہ السلام کا نام نکلتا ہے' آپ دریا میں چھلانگ لگا دیتے ہیں' آگے ایک مچھلی منہ کھول کر بیٹھی ہوئی تھی۔

اللہ فرماتے ہیں اے مچھلی' اس کو کھانا نہیں' اس کی ہڈی پسلی نہ توڑنا' میں نے تیرا پیٹ نبی کے لیے جیل خانہ بنایا ہے' اس کو ثابت ہی لقمہ بنا لے' مچھلی نے منہ کھولا یونس علیہ السلام اندر چلے گئے مچھلی پر بھی بہار آ گئی' کیا جس کے گھر نبی چلا جائے وہاں بہار نہیں آتی؟

جس کے گھر ولی چلا جائے' اللہ کی قسم ہے وہاں بہار لگ جاتی ہے' میرا تو عقیدہ یہ ہے کہ جو اللہ کے ادنیٰ ولی کی بھی توہین کرتا ہے' بخاری کی حدیث ہے' رب کہتا ہے۔

جو میرے ولی کی توہین کرتا ہے اس نے میرے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کر دیا ہے' اس نے میرے ساتھ لڑائی کا ارادہ کیا ہے' اللہ اولیاء کی پہچان کی توفیق دے۔

اولیاء کی جوتیاں سیدھی کیا کر' اگر کوئی رب کا نیک بندہ مل جائے تو اس کے بوٹ پالش کیا کر' آواز آتی ہے تو نے میرے بندے کی جوتی صاف کی ہے میں تیرا دل صاف کر دوں گا۔

رب کے قرآن نے کیا نقشہ کھینچا ہے' اللہ فرماتے ہیں۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(الانبیاء: ۸۷)

حافظ صاحب تفسیر محمدی میں لکھتے ہیں کہ نبی مچھلی کے پیٹ میں پڑا ہوا ہے' آپ نے اپنا پیر ہلایا تو وہ ہلا' سمجھ گئے کہ میں زندہ ہی ہوں' ایک مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے' ایک پانی کی تہوں کے اندھیرے کہیں رات کے اندھیرے' وہاں مچھلی کے پیٹ میں جناب یونس علیہ السلام نے عرش والے کا دروازہ کھٹکھٹا دیا' آپ نے ایک چھوٹا سا کلمہ پڑھا' لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ اللہ تیرا کوئی قصور نہیں' قصور میرا ہی ہے' آپ کو یہ سبق کہاں سے ملا ہے' بابا جی آدم علیہ السلام بھی رب کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں فرماتے ہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (الاعراف: ۲۳)

اللہ تجھے چھوڑ کر کہاں جائیں اور یونس علیہ السلام کہتے ہیں' لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ اللہ میری ڈوبی ہوئی قسمت کو ''ترا'' سکتا ہے تو ہی ''تراء'' سکتا ہے۔ یہ باریک سے کلمے اور دھیمی دھیمی آواز پانی کی تہوں سے رب کے عرش پر پہنچی' جن فرشتوں نے عرش اٹھایا ہوا ہے کہتے ہیں اللہ آواز بڑی باریک ہے' بڑی پیاری ہے دل کو بڑی اچھی اور بھلی لگ رہی ہے۔ آواز دینے والا نظر نہیں آتا' اللہ یہ آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں؟ اللہ فرماتے ہیں میرا ایک نبی مچھلی کے پیٹ میں گرفتار ہے یہ اس کی آوازیں ہیں فرشتے کہتے ہیں مولا' پھر جلدی کر' تیرا یار قابو آیا ہوا

ہے رب کا قرآن کہتا ہے۔

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَO (الانبیاء: ۸۸)

اللہ فرماتے ہیں' میں نے مچھلی کو کہا اے مچھلی قید کی مدت پوری ہوگئی ہے' مچھلی کہتی ہے یا اللہ کیا کروں؟ فرمایا' باہر اگل دے' جناب یونس علیہ السلام نے ایک آیت پڑھی تو میں نے اس کی سن لی' جو بھی یہ پڑھے گا میں اس کی پریشانیاں دور کردوں گا۔

میرے بھائی! حضرت یونسؑ نے ایک آیت پڑھی تو اس کی سنی گئی اور تیرے پاس تو چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات ہیں' کبھی پڑھ لیا کر۔

اللہ نے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا تو آپ کا جسم بالکل کمزور تھا' اللہ کریم نے جلدی جلدی کدو پیدا فرمادیا' کدو کے پتوں کی چھاؤں نبیؑ پر کردی اور ہرنی کو کہا' اے ہرنی اپنے بچوں کو دودھ کم پلا اب جا کر میرے نبیؑ کو بھی پلانا' ہرنی آئی اس نے دودھ نبی کے منہ میں ڈال دیا۔ وہ ہرنی اپنے بچوں کو چھوڑ کر پیغمبرؑ کو دودھ پلاتی رہی اور کتنے ہی دن پلاتی رہی' ایک دن اس نے ناغہ کرلیا تو یونس علیہ السلام کہتے ہیں یا اللہ آج نہیں آئی' فرمایا' آخر اس کے بھی بچے ہیں۔ آخر یونسؑ نبی کی صحت صحیح ہوگئی' جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ رب کو بندے کتنے پیارے ہیں' آپؑ چل پڑے' آگے جا کر ایک کمہار کو دیکھا کہ وہ کچے گھڑے بنارہا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں اے میرے نبیؑ اس کو کہو کہ ان کچے گھڑوں کو توڑ دے۔

یونس علیہ السلام اس کمہار کو کہتے ہیں' اپنے گھڑے توڑ دے' وہ کہتا ہے حضرت آپ کتنے دانا' آدمی ہیں' میں نے ان کچے گھڑوں پر محنت کی ہے' آپ فرماتے ہیں سب توڑ دو کہنے لگا میں تو ایک بھی نہیں توڑوں گا۔

یونس علیہ السلام کہتے ہیں' یا اللہ یہ تو نہیں توڑتا' اللہ فرماتے ہیں اس کے تو کچے گھڑے ہیں۔ یہ نہیں توڑتا اور تو مجھ سے میرے پکے بندے مروارہا تھا۔

یقین جان' اللہ کو تیرے ساتھ بڑا پیار ہے' ستر ماؤں کا ایک بیٹا ہو' ستر ماؤں کو اپنے ایک بیٹے سے اتنا پیار نہیں ہوتا جتنا نبی کو اپنے ایک امتی سے پیار ہے اور سارے جہان

کے انبیاء کا ایک امتی ہو' سارے جہان کے انبیاء کو اپنے ایک امتی سے اتنا پیار نہیں جتنا رب کو اپنے ایک بندے سے پیار ہے۔

رب کو تیرے ساتھ بڑا پیار ہے اور سوچ تو اس کی مخالفتیں کر رہا ہے۔

میں یہ بتا رہا تھا کہ یہ ننانوے آدمیوں کے قاتل کو احساس ہو گیا کہ کل رب کو کیا جواب دوں گا' بات یہاں بنتی ہے؟ میں دھوکہ کرنے لگا ہوں اگر رب نے پوچھ لیا تو کیا جواب دوں گا' سادہ گاہک کی آنکھوں میں دھول ڈالنے لگا ہوں۔ رب کو کیا جواب دوں گا' جب یہ سوچ آ گئی تو ''بیڑا'' پار ہو جائے گا۔ اللہ یہ سوچ سوچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے ذہن میں خیال آیا کہ میں نے اتنے آدمی قتل کر دیئے ہیں' یہ ایک صوفی آدمی کے پاس چلا گیا اور جا کر کہنے لگا' حضرت ذرا مسئلہ بتانا کہ میں نے ننانوے بندے قتل کیے ہیں' کیا اللہ مجھے معاف کر دے گا؟

صوفی کہتا ہے نہیں' ایک آدمی مارنے والے کو رب معاف نہیں کرے گا اور تو نے تو ننانوے آدمی قتل کر دیئے ہیں' تیرے لیے کوئی معافی نہیں ہے' یہ سن کر اس نے تلوار کی ضرب لگائی اور اس کا بھی سر اتار دیا تاکہ آئندہ کسی کو غلط مسئلہ نہ بتائے۔

وہ صوفی تھا' ایک عالم ہوتا ہے اور ایک صوفی ہوتا ہے' اسی لیے کہنے والے نے کہا ہے کہ عالم کی ایک رات کی عبادت صوفی کی ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے۔

اب یہ سو آدمی کا قاتل بن گیا' اب یہ پھر ایک اللہ والے کے پاس چلا گیا' اس کو جا کر کہتا ہے اے اللہ والے' میں سو بندوں کا قاتل ہوں' کیا میرے لیے بھی معافی ہے یا نہیں؟

یہ پڑھا لکھا تھا' اللہ کریم نے دینی علم عطا کیا ہوا تھا' یہ کہتا ہے' سچی توبہ کر لے اللہ معاف کر دے گا۔ لیکن ایک بات سن لے' یہاں سب بدمعاش ہیں' یہاں سب عیاش اور بدکار ہیں' ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

تو شرابیوں کو دیکھے گا تو تیرا شراب پینے کو دل کرے گا۔

اگر افیونیوں کو دیکھے گا تو تیرا افیون کھانے کو دل چاہے گا

اگر نشئی کو دیکھے گا تو تو بھی نشئی بن جائے گا

اگر چوروں کے پاس بیٹھیں گا تو تو بھی چور بن جائے گا۔

اور اگر نیکو کاروں کے پاس بیٹھیں گا تو تو بھی نیک بن جائے گا۔ بروں کے پاس بیٹھنے والا بندہ برا ہی بن جاتا ہے۔

آمنہ کے لال ﷺ نے مثال دے کر بتایا ہے' آپ فرماتے ہیں نیک بندے کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی بندہ خوشبو بیچ رہا ہے' وہ کہتا ہے مجھ سے خوشبو لے لو' دیکھو یہ خوشبو کتنی پیاری ہے' اگر کوئی خریدے گا وہ تو خریدے گا ہی' اور جو نہ خریدے گا صرف پاس بیٹھے گا اس کو خوشبو ضرور آئے گی' اس کا دماغ خوشبو سے معطر ہو جائے گا اور برے آدمی کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی بھٹی والا آگ لگا کر بیٹھا ہوا ہو' آگ سے دھواں اٹھ رہا ہو' اگر تو اس کے پاس جائے گا تو آگ کی چنگاریوں سے پہلے تیرے کپڑے جلائے گا' اس سے بدبو آئے گی اور تیرے ناک میں دھواں داخل ہوگا۔ نوح نبی کا بیٹا بدمعاشوں کے پاس بیٹھا تو رب نے کہا میں اس کو تیری کشتی میں نہیں بیٹھنے دوں گا اور اصحاب کہف کا کتا نیکوں کے سنگ ملا قیامت تک غار کے منہ کے آگے سوتا ہی رہے گا۔

یہ اللہ والا کہتا ہے' یہاں میں بھی موجود ہوں لیکن ساری بستی بدکاروں اور بدمعاشوں کی ہے یہ برے افیونی ہیں' بڑے گناہ گار ہیں' وہ سامنے موحدوں اور اللہ والوں کی بستی ہے۔ وہاں چلا جا' اگر تو نیکوں کی مجلس میں چلا جائے گا تو تیرے اوپر نیکوں کا رنگ چڑھ جائے گا۔ اب اس قاتل کے دل میں فکر لگی ہوئی ہے کہتا ہے اللہ اس بستی میں پہنچا دینا میں سو بندے کا قاتل ہوں کہیں جہنم کی جیل نہ بھگتنی پڑے۔ یہ ابھی اس بدمعاشوں کی بستی سے نکلا ہی تھا کہ عزرائیلؑ نے آ کر اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا۔ بندے کی سوچ تو دور کی ہوتی ہے لیکن یہ جتنی عمر لکھوا کر آیا ہے اس کا پتہ ہی کوئی نہیں' بابا جی فرماتے ہیں۔

جدوں چابی عمر دی مک جانی
گھڑی چل دی چل دی رک جانی
تیرے کم ارلیکے وچ رہ جانے

تیرے کوٹ امیداں دے ٹہہ جانے
نبھاں رہن حکیماں دے ہتھ پھڑیاں
گولی موت والی سینے ٹھک جانی

عزرائیلؑ آ گیا اس نے جان قبض کر لی' اب سو بندے کا قاتل راستے میں پڑا ہوا ہے' اب فرشتے آ گئے' جنتی کہنے لگے کہ ہم نے اسے جنت میں لے جانا ہے اور دوزخی کہنے لگے ہم نے اسے دوزخ میں لے جانا ہے جنتی کہنے لگے اس نے نیت کر لی تھی' دوزخی کہنے لگے چونکہ ابھی اس نے توبہ نہیں کی تھی۔ اس لیے یہ دوزخ میں جائے گا' یہ جھگڑا رب کے پاس چلا گیا' اللہ فرماتے ہیں اس طرح کرو کہ زمین ماپ لو جس طرف سے چلا ہے' اگر اس نے سفر زیادہ طے کر لیا ہے تو جنتی اور اگر آگے سفر زیادہ ہے تو جہنمی ہے۔

ابھی تو اس نے تھوڑا سا سفر طے کیا تھا لیکن رب بخشنے والا ہے جب بہانہ بنائے اس کو کوئی کہہ نہیں سکتا' فرشتوں نے گز پکڑ لیا' زمین کی پیمائش کرنے لگے' اب زمین ابھی آگے زیادہ تھی اور ادھر کم تھی' اللہ نے زمین کو حکم دیا اے زمین تو آگے سے سکڑ جا اور پیچھے سے لمبی ہو جا یہ ہے اللہ۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. (الزمر: ۵۳)

اللہ پاک مجھے اور آپ کو معافی مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

عشر اور زکوٰۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ. فَلَمَّا اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ. فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ. اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۝

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل جلالہ کی ذات کے لیے' بے شمار اور ان گنت درود وسلام سید الاولین والاخرین امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر۔

میں نے اس وقت آپ کے سامنے سورت توبہ کی چند آیات پڑھی ہیں۔ اللہ مالک سے دعا ہے کہ اللہ صحیح بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بھائیو! اصل بات تو عمل سے بنتی ہے' عمل ہے تو سب کچھ ہے اور اگر بدعملی ہے تو کچھ بھی نہیں' اللہ ہر مسلمان کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! یہ ہر مسلمان کو پتہ ہے کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں' اس طرح سمجھو کہ اسلام ایک ایسی بنیاد ہے جو پانچ ستونوں پر کھڑی ہے' جس میں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تین ارکان غرباء کے لیے اور پانچ ارکان صاحب ثروت لوگوں کے لیے مختص کیے ہیں۔

(۱) کلمہ' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یہ اسلام کا پہلا رکن ہے۔

(۲) نماز' یہ ہر مسلمان پر فرض ہے' مرد ہو یا عورت' آزاد ہو یا غلام' امیر ہو یا فقیر' عربی ہو یا عجمی سب پر فرض ہے۔

(۳) روزہ' اس کے علاوہ جو باقی دو ارکان ہیں وہ صرف امراء کے لیے ہیں کہ اگر اللہ نے مال دیا ہے تو زکوٰۃ فرض ہے' اور اگر اللہ نے پیسے دیئے ہیں تو حج بھی فرض ہے' یہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔

اب اگر اللہ مال دے تو زکوٰۃ فرض ہے اور اگر نہ دے تو کوئی فرض نہیں' اگر اللہ مال دے تو حج فرض ہے' نہ مال دے تو حج فرض نہیں' بعض لوگوں کا یہ ذہن ہوتا ہے کہ مانگ کر حج کر لیا جائے' حالانکہ قرآن نے کہا ہے۔

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى. (البقرة: ۱۹۷)

زادِراہ لیا کرو' اگر تمہارے پاس سامان سفر موجود ہے تو تم پر حج فرض ہے اور اگر پیسے نہیں تو حج فرض نہیں' یمن کے کچھ لوگ اپنے آپ کو متوکلین سمجھتے تھے کہ ہم پرہیزگاروں کی جماعت ہیں' ہمارا بڑا تقویٰ ہے' وہ زادِراہ نہ لیتے اور ویسے ہی حج کرنے چل پڑتے اور مکے آ کر حاجیوں کے کپڑے پھاڑتے' ان کو چمٹ جاتے اور کہتے کہ ہم بھوکے مر رہے ہیں' روٹی نہیں ملی' کچھ نہ کچھ ضرور دو' اسی لیے اللہ کریم نے فرمایا' جس کے پاس پیسے نہ ہوں وہ بیت اللہ میں نہ آئے' پہلے زادِراہ لو' پھر تم پر حج فرض ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنا کہ اگر اللہ نے تجھے مال دیا ہے پھر تم پر زکوٰۃ بھی فرض ہے' اگر اب تو زکوٰۃ نہ دیں گا تو تیری کوئی عبادت منظور نہیں' تیری نماز قبول نہیں' تیرا روزہ قبول نہیں' تیرا حج قبول نہیں' کیونکہ اللہ پاک ہے اور پاک مال کو ہی قبول فرماتا ہے۔ اگر تو زکوٰۃ دیں گا تو پھر تیرا مال پاک ہوگا اور اگر تو زکوٰۃ نہ دیں گا تو تیرا مال پاک نہیں۔

ایک آدمی کے پاس سو روپیہ ہے۔ اس پر سال گذرنے کے بعد دو روپے پچاس پیسے زکوٰۃ پڑتی ہے۔ اگر یہ سال بعد دو روپے پچاس پیسے زکوٰۃ نہ دے گا' ویسے خوشی میں آ کر پچاس روپے صدقہ کر دے گا تو اس کے وہ پچاس قبول نہیں اس لیے کہ پہلے تو زکوٰۃ دے کر اپنا مال تو پاک کر' تو نے مال تو پاک نہیں کیا ویسے ہی خرچ کر رہا ہے' اگر تو مال پاک نہیں کریں گا تو پھر سزا سن لے' اللہ پاک فرماتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ. يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ○ (توبة: ۳۴-۳۵)

اے میرے محبوب' اعلان فرما دو' جو لوگ اپنے مال کو سنبھال سنبھال کر رکھتے ہیں' سونے چاندی کو سنبھال سنبھال کر رکھتے ہیں' ان کو اپنا خزانہ بنا کر رکھتے ہیں ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' ان کو جہنم کی آگ کی خوشخبری دے دو۔

حدیث پاک میں آتا ہے' آمنہ کے لال علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں' اللہ نے مجھے معراج کی رات دکھایا' میں نے دیکھا کہ ایک ایسی قوم تھی' جس کے ہونٹ اونٹوں کی طرح نیچے لٹکے ہوئے تھے' اس کے سامنے آگ کے انگارے پڑے ہوئے تھے' اور یہ جہنم کی آگ کے انگارے کھا رہے تھے' میں نے پوچھا' جبرائیل یہ کون ہے؟

جبرائیلؑ کہتے ہیں سوہناں یہ آپ کی امت کا وہ آدمی ہے جو اپنے مال کو سنبھال سنبھال کر رکھتا تھا اور زکوٰۃ نہیں دیتا تھا۔

قرآن کہتا ہے' قیامت کے روز یہ سارا مال و زر جمع کر دیا جائے گا' سونے چاندی کے زیورات جمع ہو جائیں گے پھر یہ گرم کر کے آگ کی سلاخیں بنا کر (جس طرح قاو یہ گرم کیا جاتا ہے) سب سے پہلے ان کے ماتھے کو داغ دیا جائے گا' پھر اس کے پہلوؤں اور کمر پر لگائی جائیں گی اور ساتھ آواز آئے گی' هٰذَا مَاكَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ۔ یہ کوئی اور چیز نہیں بلکہ یہ وہی مال ہے جس کو تم سنبھال کر رکھتے تھے۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے' آمنہ کے لال علیہ السلام فرماتے ہیں' بے زکوٰۃ مال کا دو زبانوں والا گنجا سانپ بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا' وہ سانپ اس کے ایک جبڑے کے دائیں طرف ڈنگ لگائے گا۔ اور دوسری زبان سے بائیں جبڑے پر ڈنگ لگائے گا' اور ساتھ اللہ نے اس کو بولنے کی بھی توفیق دی ہوگی وہ کہے گا۔ اَنَا مَالُكَ اَنَا كُنْزُكَ۔ اب تو مجھ سے کیوں نفرت کرتا ہے' میں تیرا وہی مال اور خزانہ ہوں جس کو تو سنبھال کر رکھتا تھا۔

بعض لوگ جمع کر کر کے' حرام حلال کا اکٹھا کر کے خود قبر میں جا پڑتے ہیں' وارث بعد میں بدمعاشیاں اور عیاشیاں کرتے ہیں اور اس کو قبر میں مار پڑ رہی ہوتی ہے۔ کسی نے کہا ہے۔

[illegible] جوڑ بھاونیں لکھ تے کروڑ

تیرے کھان والے ہور تینوں قبر وچ پان گے

تیرے بھیناں تے بھرا بیہہ کرن گے صلاح

تیری بیوی دا نکاح کتے ہور دے پڑھان گے

حدیث پاک میں لکھا ہے کہ کچھ بیبیاں میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاس آئیں ان کے ساتھ ان کی بچیاں تھیں' ان بچیوں نے سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے' اللہ کے نبی فرماتے ہیں یہ جو تم نے اپنی بچیوں کو سونے کے کنگن پہنائے ہوئے ہیں کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو یا نہیں؟

یہ بیبیاں کہنے لگیں سوہنیا ہم نے کبھی زکوٰۃ نہیں دی۔ آمنہ کے لال ﷺ فرماتے ہیں کیا تم برداشت کرتی ہو کہ تم کو یہ سونے کے کنگن آگ کے بنا کر پہنا دیئے جائیں۔

ان کو آپؐ کی بات کا ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے وہ کنگن اتار کر اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیئے۔

میرے بھائی! رب سے دعا کیا کر کہ رب مال دے تو زکوٰۃ دینے کی توفیق عطا فرمائے' زکوٰۃ نہ دینے والے بندے تو نفاق تک پہنچ جاتے ہیں۔

جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان آیات کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک آدمی اللہ کے رسولؐ کے پاس آ کر کہتا ہے۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مالدار بندے خیرات اور صدقہ کرتے ہیں' زکوٰۃ دیتے ہیں صحابہؓ بڑے بڑے مالدار بھی تھے اور بڑے بڑے غریب بھی تھے۔ اتنے اتنے مالدار کہ صحابہؓ ایک ایک وقت میں ہزاروں اور لاکھوں روپے خرچ کر دیتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں' یہ اتنا مالدار صحابیؓ ہے' جب ان کے اونٹوں کی قطار لگتی تھی تو ان کا آخری اونٹ شام میں ہوتا تھا اور پہلا اونٹ مدینے ہوتا ہے۔

ایک دفعہ کتنے سو اونٹ مال سے لدے ہوئے مدینے آئے تو آواز لگ گئی کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا سامان مدینے پہنچ گیا ہے۔

امی عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ گھر بیٹھی کہتی ہیں واقعی میں نے اللہ کے رسولؐ سے سنا تھا کہ آپؐ نے فرمایا' عبدالرحمنؓ ''رِڑ'' کر جنت میں جائے گا۔

کسی نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بیان فرما رہی ہیں' عبدالرحمنؓ کہتے ہیں تم سب گواہ ہو جاؤ میں نے تمام مال اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ابودحدح ایک انصاری صحابیؓ تھے' یہ اللہ کے رسول کے پاس آئے اور عرض کرتے ہیں سوہنیا میں نے سنا ہے کہ رب نے ہم سے قرضہ مانگا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہاں ابودحدح اللہ نے قرضہ مانگا ہے اور ساتھ اللہ نے فرمایا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا. جو اللہ کو قرضہ دیتا ہے' فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً. (البقرة : ۲۴۵)

اللہ پاک فرماتے ہیں میں تمہارے دیئے ہوئے پیسے کئی گنا بڑھا کر واپس کروں گا۔

ابودحدحؓ کہتے ہیں سوہنیا آپ جانتے ہیں کہ میرا فلاں باغ بڑا خوب صورت ہے جس کے اندر کوٹھی بھی بنی ہوئی ہے۔ بہار لگی ہوئی ہے۔ آپ گواہ ہو جائیں میں نے وہ سارا باغ رب کو قرض میں دے دیا ہے۔ اب صحابی کا ایمان دیکھئے کیسا ہے۔ یہ صحابی واپس گئے اور باغ کے باہر ہی کھڑے ہو کر اپنی بیوی کو آواز دیتے ہیں' اے امِ دحدح کوئی چارپائی اور برتن نہ اٹھانا حتیٰ کہ ماچس تک نہ اٹھانا' صرف بچوں کی انگلیاں پکڑ کر باغ سے باہر آ جا۔

ام دحدحؓ کہتی ہے اے ابودحدح تو ابھی اچھا بھلا گیا تھا' تجھے کیا ہوا ہے؟

ابودحدحؓ کہتے ہیں اے ام دحدح مجھے کچھ بھی نہیں ہوا' اللہ نے قرضہ مانگا ہے تو میں نے کوٹھی سمیت سارا باغ ہی قرضے میں دے دیا ہے۔

اگر آج کی بی بی ہوتی تو کہتی' اپنے بچے پکڑ میں بھی جا رہی ہوں' تو قرضے دے لے۔

یہ صحابہ کا ایمان ہے' کہتی ہے اے ابودحدح تو نے بڑے نفع والا سودا کیا ہے' بی بی نے بچوں کی انگلیاں پکڑیں اور باغ سے باہر آ گئی۔

یہ صحابی کہتا ہے سوہنیا میں دیکھتا ہوں کہ کبھی کوئی خرچ کرتا ہے' کبھی دیکھتا ہوں کوئی خرچ کرتا ہے' کلیجہ تڑپتا ہے کہ یا اللہ تو نے ان کو مال دیا ہوا ہے اگر مجھے بھی دیں تو میں بھی خرچ کروں۔

اگر کسی میں ایمان ہو' اللہ نے مال و دولت دیا ہو' تو دل چاہتا ہے کہ میں بھی خرچ کروں۔

اللہ کے نبی فرماتے ہیں اے آنے والے صحابی سن لے' مجھے اللہ نے خود کہا ہے' سوہنیا اگر تو کہے تو میں احد پہاڑ کو' سونا بنا دوں' ملکوں کی بادشاہیوں کے تاج تیرے سر پر رکھ دوں' اور سونا بھی اس طرح کا بناؤں کہ جس طرف تو جائے تو یہ سونے کی ڈھیریاں تیرے ساتھ ہی چلتی پھریں' جہاں ضرورت پڑ جائے وہاں ہی استعمال کر لیں۔

میں نے کہا اللہ! مجھے سونے کی ضرورت نہیں میں تو غریب اور مسکین نبی بننا چاہتا ہوں' اللہ مجھے مال کی ضرورت نہیں' مجھے تو غریبی اور مسکینی کی ضرورت ہے' بلکہ آپ تو ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے ہیں' مشکوٰۃ میں لکھا ہوا ہے کہ آمنہ کے لال فرماتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِىْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِىْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِىْ فِىْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ.

اللہ میں تیرا نبیؐ دعا کر رہا ہوں کہ جب تک زندہ رکھنا مسکین بنا کر زندہ رکھنا اور جب دنیا سے لے جانا تو مسکین بنا کر لے جانا اور قیامت کے دن مساکین کی صفوں میں کھڑا فرما دینا۔

امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پاس تھیں' فرماتی ہیں' لم یارسول اللہ۔ سوہنیا آپ اس طرح کی دعائیں کیوں کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے میری عائشہ رضی اللہ عنہا' تجھے کیا

پتہ ہے' مالدار' تاج و تخت والے' چوہدری' سردار اور جاگیروں والے قیامت کے دن دیکھتے ہی رہ جائیں گے اور غرباء' امراء سے ستر سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔

آپؐ ایک روایت میں فرماتے ہیں' اے میری عائشہ! یہ غریب امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔

اس کا یہ معنی نہیں کہ مال کمانا حرام ہے' یہ بات ہرگز نہیں' رزق حلال کما کر کھا' حرام نہ کھا' بیوی بچوں کو حلال کھلا۔

مسلم شریف کی روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' اگر تو حلال کما کر کھائیں گا تو قیامت کے دن جب تو اللہ کو ملیں گا تو تیرا چہرہ چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ چمکے گا۔

اتنی روشنائی تو سورج کی نہیں جتنی تیرے چہرے کی ہوگی' اللہ حلال کما کر کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک صحابی غالبًا ان کا نام ابوذر رضی اللہ عنہ ہے' اس کا عقیدہ یہ تھا کہ مال جمع کرنا ہرگز جائز ہی نہیں۔ یعنی کہ تم نفع کمانے کی غرض سے سودا لے کر نہیں رکھ سکتے۔ یہ اس کا اپنا ذہن تھا' ویسے اگر مال جمع نہ ہوگا تو عشر اور زکوٰۃ کیسے پڑے گی' وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں وہ اپنے ہاتھ میں چھڑی رکھتا تھا اور وہ اس چیز کے بڑا اخلاف تھا کہ تم یہ جمع کر کے نہیں رکھ سکتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو فلاں جگہ چلا جا' وہ وہاں ہی چلے گئے' جب اس صحابی کو موت آنے لگی تو اس صحابی کے جو دوست پاس تھے' یہ ان کو کہنے لگا' میری میت یہاں رکھ دینا' یہاں سے حاجی لوگ گذریں گے ان سے میرا کفن وصول کر لینا' لیکن یہ بات یاد رکھنا' پہلے یہ اعلان کر دیں کہ کوئی بندہ عشر' زکوٰۃ یا بیت المال سے میرے کفن کے لیے ایک پیسہ بھی نہ دے۔

اس صحابی کی چارپائی پڑی ہوئی ہے کہ حاجیوں کی ایک جماعت گذرتی ہے جن

کے پاس کفن تھے‘ اس کی وصیت پڑھ کر سنائی جاتی ہے کہ یہ صحابی کہہ گئے ہیں‘ مجھے عشر اور زکوٰۃ سے کفن بھی نہ دینا۔

وہ صحابی کہنے لگے ہم عشر‘ زکوٰۃ سے کب دینے لگے ہیں‘ ہم تو اپنی احرام کی چادروں سے کفن دینے کے لیے تیار ہیں۔ ہر صحابی کہتا ہے کہ مجھ سے کفن لو‘ دوسرا کہتا ہے مجھ سے لو‘ حتیٰ کہ قرعے تک نوبت آئی‘ قرعہ ڈال کر صحابی کو کفن دیا گیا‘ دعا کرو اللہ ایسا ایمان نصیب فرمائے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اے دعا کروانے والے‘ میں کہتا ہوں مجھ سے مال کی دعا نہ کروا‘ یہ دعا ہماری خاص دعا ہوتی ہے۔ ہمارے حاجیوں‘ نمازیوں کی یہ اپیل ہوتی ہے کہ مولوی جی دعا کرنا‘ اللہ کاروبار میں برکت فرمائے۔ یہ ہماری بڑی دعا ہے کہ کاروبار چل پڑے‘ حالانکہ ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ میں سے کسی صحابی سے یہ ثابت نہیں‘ اس نے نبی کریم کو آ کر کہا ہو کہ سوہنا‘ دوکان نہیں چلتی‘ دعا کرو‘ دوکان چل پڑے۔ صحابہ صرف آ کر یہی پوچھتے ہیں‘ حضرت بتاؤ‘ جنت کیسے بنے گی‘ جہنم سے کیسے بچیں گے۔

آپ ﷺ صحابیؓ کو فرماتے ہیں‘ مجھ سے مال کی دعا نہ کروا‘ میرے نبی نے موڑ دیا‘ کچھ دن کے بعد یہ پھر آ گیا کہتا ہے حضرت جب لوگ خرچ کرتے ہیں تو دل کو بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ میرے پاس بھی مال ہو تو میں بھی خرچ کروں۔

آپ ﷺ نے پھر منہ موڑ دیا‘ یہ تیسری مرتبہ پھر آ کر ضد اور اصرار کرتا ہے‘ کہتا ہے سوہنیا آج میں نہیں جاؤں گا آج دعا کروا کر ہی جاؤں گا‘ چنانچہ میرے نبی نے نبوت والے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور اس کے لیے دعا کر دی۔ صحیح بخاری میں لکھا ہوا ہے کہ ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روتے ہوئے میرے نبی کے پاس آئے‘ آپ فرماتے ہیں اے میرے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو کیوں رو رہا ہے‘ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا میری والدہ ہر روز آپ کو گالیاں نکالتی ہے جو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ آج میری ماں نے مجھے مارا بھی ہے۔ میں اس لیے روتا ہوا آپ کے پاس آیا ہوں‘ آپ دعا ہی فرما

دیں کہ اللہ میری ماں کو ہدایت ہی فرما دے' آمنہ کے لالؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا دیئے' آپ فرماتے ہیں۔ اللھم اھدام ابی ھریرۃ یااللہ یہ میرے شاگرد رشید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔

دعا کروا کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دوڑ پڑے' بھاگتے جا رہے ہیں' کسی نے پوچھا ابو ہریرہؓ آج کیا بات ہے بھاگتا ہی چلا جا رہا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آج میں یہ دیکھنے لگا ہوں کہ میرے نبی کی دعا آسمان پر پہلے پہنچتی ہے یا میں گھر پہلے پہنچتا ہوں۔ ابو ہریرہ دروازے کے قریب پہنچے' دروازہ بند تھا' دروازہ کھٹکھٹایا' آواز آتی ہے' ابو ہریرہ ذرا ٹھہر جانا' ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے دروازے پر کان لگایا تو مجھے پانی کے گرنے کی آواز آ رہی تھی' میں سمجھ گیا کہ میرے محمد کا تیر نشانے پر لگ چکا ہے۔

یہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی' اللہ ہم کو بھی نبی پاک سے دعائیں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو عصر سے پہلے مسجد میں آ کر چار رکعتیں پڑھتا ہے' میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتا ہوں اللہ اس پر رحمت فرما!

آدھی رات کے قریب میاں پہلے اٹھتا ہے اور نماز کے لیے بیوی کو اٹھاتا ہے۔ اگر بیوی نہیں اٹھتی تو ٹھنڈے پانی سے چھینٹیں مارتا ہے' میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتا ہوں اللہ اس جوڑے پر رحمت نازل فرما۔

میرے بھائی' تیرے لیے تو پندرہ سو سال پہلے دعا ہو گئی ہے۔

آمنہ کے لال نے دعا کر دی' اللہ نے میرے نبی کی دعا قبول فرمائی' اس کو مال مل گیا' اتنا مال ملا کہ پہلے پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا' اب ظہر' عصر کی نماز جماعت کے ساتھ ملتی ہے' مغرب' عشاء اور فجر کی جماعت نہیں ملتی۔ اس کو اتنا مال ملا کہ یہ مدینے سے باہر چلا گیا' پہلے پانچوں جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا' اب کبھی کبھار

جماعت ملتی ہے۔ اب وہ وقت بھی آیا کہ ایک نماز بھی جماعت کے ساتھ نہیں ملتی' پھر وہ وقت بھی آیا کہ آٹھ دن بعد جمعہ ملتا ہے' پھر وہ وقت بھی آیا کہ دور دراز جنگل میں نکل گیا۔ جمعہ بھی گیا' اب گذرتے ہوئے مسلمانوں سے پوچھتا ہے کہ آج اللہ کے رسولؐ نے کیا مسئلہ بیان فرمایا ہے۔

زکوٰۃ کا مہینہ آ گیا' اللہ کے نبی ﷺ نے دو آدمی زکوٰۃ لینے کے لیے اس کے پاس بھیجے اور ساتھ اس کے نام چٹھی لکھ دی۔ آپ فرماتے ہیں اس نے مجھ سے دعا کروائی تھی۔ اس سے زکوٰۃ وصول کر کے لے آؤ' زکوٰۃ لینے والے میرے نبی کے صحابی چٹھی لے کر اس کے پاس پہنچ گئے اور اللہ کے نبی کا حکم سنا دیا' یہ پروانہ دیکھتا ہے اس پر لکھا ہوا ہے کہ تیری چالیس بکریوں سے لے کر ایک سوبیس بکریوں تک ایک بکری زکوٰۃ ہے۔

میں ایک بکری ہے اور ایک سوبیس بکریوں میں دو بکریاں ہیں' پانچ اونٹ ہوں تو ایک بکری ہے' تیس گائیں ہوں تو ایک گائے ہے' یہ حساب لگاتا ہے تو اس کا مال ہزاروں کی تعداد تک پہنچ جاتا ہے' جب اس کے ذہن میں حساب آیا تو کہتا ہے یہ زکوٰۃ کیسی ہے' یہ تو محمد کریم ﷺ نے جگا ٹیکس نافذ کر دیا ہے۔

کہنے لگا آپ آگے سے ہو آئیں' میں آپ کے آنے تک کچھ سوچتا ہوں' صحابہ چلے گئے آگے ایک اور قبیلہ تھا' انہوں نے ان کو حضرت کا پروانہ دکھایا تو انہوں نے اپنے مال سے جو زیادہ تندرست اور طاقتور جانور تھے وہ پیش کر دیئے۔ صحابہؓ کہتے ہیں اللہ کے رسول نے ہم کو یہ جانور لینے سے منع فرمایا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ شاید تم ''اجر'' دیکھ کر بڑے بڑے بکروں پر ہاتھ رکھ دو' اور دینے والوں کو بھی فرمایا کہ شاید تم سارے کمزور اور لاغر ہی پیش کر دو بلکہ زکوٰۃ کا درمیانہ مال وصول کرنا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے' حضرت نے ہم کو روکا ہے کہ وہ مال جو سب اچھا ہے وہ مال نہ لانا' وہ کہتے ہیں کیا ہم کوئی مجبوراً دے رہے ہیں' ہم تو اپنی خوشی سے اچھا مال رب کو دے رہے ہیں' صحابہؓ مال لے کر واپسی پر اس کے پاس آئے تو وہ کہتا ہے تم جاؤ میں خود

ہی اللہ کے رسول کو ملوں گا' صحابہؓ نے مدینے پہنچ کر تمام بات رسول اللہ کو سنائی تو اللہ نے آسمان سے قرآن نازل فرما دیا۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ. فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ. فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ. (توبة : ۷۵-۷۶)

ان میں سے بعض آدمی اس طرح کے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اگر اللہ ہم کو مال دے تو ہم صدقہ خیرات کریں گے۔ اس طرح ہم سخی اور نیک لوگ بن جائیں گے۔ لیکن جب میں نے ان کو اپنے فضل و کرم سے مال دے دیا تو پھر یہ کنجوس بن گئے اور یہ مجھ سے کیے ہوئے وعدوں سے پھر گئے۔ اے میرے محمدؐ اور کوئی بات نہیں' اصل میں مال کی وجہ سے ان کے دلوں میں نفاق پیدا ہو گیا ہے' ان کے دل کالے ہو گئے ہیں۔ سیاہ نقطے لگ گئے ہیں۔ اس لیے یہ وعدے کر کے پھر گئے ہیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں قیامت کے دن تک ان کے دلوں پر ٹھپے لگ گئے ہیں۔

اس کا ایک رشتہ دار دوڑا' دوڑا اس کے پاس گیا' کہتا ہے ارے پاگل' تیری تو دنیا و آخرت تباہ ہو گئی ہے۔ تیرے بارے تو رب نے قرآن نازل کر دیا ہے' یہ دوڑتا ہوا اللہ کے رسولؐ کے پاس آیا' کہتا ہے اللہ کے رسولؐ! یہ مال زکوٰۃ لو۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ نے تیرے آنے سے پہلے تیرا مال لینے سے مجھے روک دیا ہے۔ میں تو اللہ کے حکم کا پابند ہوں' یہ روتا' ہوا واپس آ گیا' جب میرے نبیؐ دنیا سے تشریف لے گئے تو یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پھر آیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کو میرا نبی قبول نہیں فرماتا' میں کیسے قبول کر سکتا ہوں' یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں پھر آیا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی موڑ دیا' عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں پھر آیا' آخر نتیجہ کیا نکلا کہ مال کی وجہ سے جہنم میں جا گرا۔

بعض آدمی مال کی وجہ سے جنت کے بادشاہ بن جائیں گے' تختوں کے مالک بن

جائیں گے اور بعض اس مال کی وجہ سے بے زکوٰۃ مال رکھ کر جہنم کی جیل میں گرفتار ہو جائیں گے۔

میرے بھائی! غرباء اور مساکین کا حق ادا نہ کرنے سے اللہ بڑا ناراض ہوتا ہے' اللہ کی قسم ہے بے شک وہ کسی ولی کے بیٹے بھی ہوں اللہ تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

بڑے بڑے نیک آدمی گذرے ہیں' اگر آج بھی نیک ہوں تو بات بن سکتی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں زکوٰۃ کا اتنا نظام قائم ہوا' میں آج ہی ایک تاریخ میں پڑھ رہا تھا کہ زکوٰۃ لینے والا بندہ کوئی نہیں ملتا تھا' اگر لوگ کسی کو حق دار سمجھ کر رات کو اس کے گھر مال زکوٰۃ دے آتے تو وہ صبح زکوٰۃ کا مال لے کر آ کر کہتا' بھائی پہلے مجھے ضرورت ہوتی تھی' اب مجھے کوئی ضرورت نہیں' یہ اس کو دو جس کو ضرورت ہے۔

صحیح مسلم میں لکھا ہوا ہے' اللہ کا ایک بڑا نیک بندہ جا رہا تھا کہ ایک بادل کے ٹکڑے سے آواز آئی۔ ارے بادل فلاں آدمی کے باغ کو پانی پلا کر آ۔ یہ آدمی سوچتا ہے کہ وہ اللہ کا ولی تو قابل زیارت ہے' دیکھوں تو سہی اس نے نہ ٹیوب ویل لگایا ہے' نہ کنواں بنوایا ہے' نہ نہر کھدوائی ہے' نہ اس نے کھالے بنائے ہوئے ہیں اس کو بادل ہی پانی دے رہے ہیں۔

دیکھتا ہے کہ ایک بادل کا ٹکڑا ایک ''ٹبے'' پر برسا' پھر نالیوں کے راستے باغ میں پہنچا' اب یہ وہاں کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ آدمی ''کہی'' پکڑی ہوئی ہے' اس کے ماتھے پر محراب چمک رہا ہے' داڑھی بڑی خوبصورت ہے' یہ جا کر السلام علیکم کہتا ہے' وہ جواب دیتا ہے' اب یہ کہتا ہے حضرت آپ کا نام کیا ہے؟ وہ کہتا ہے خیر ہے' میرا نام پوچھنے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے' یہ کہتا ہے آپ کا نام اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ آسمان کے بادلوں میں تیرا نام لیا جا رہا ہے۔

میرے بھائی! اللہ کی قسم جب تو سچا مسلمان تھا تو زمین پر چلتا تھا اور تیرے چرچے آسمانوں پر ہوتے تھے۔ اللہ مسلمان بنا لے' باباجی نے لکھا ہے۔

اوجدوں پکا سچا مسلمان اے مسلمان سی
ایناں بیڑیاں جہازاں دا کدوں دھیان سی
چڑھیا گھوڑیاں سمندراں تو پار ہوگیا
جیدا پاک نبیؐ دے سنگ پیار ہوگیا
بھانویں لکھ گناہ گار' بیڑا پار ہوگیا
جدوں حق دی ترقی دی سی تانگ رکھدا
زمینوں چک پہاڑاں تے الانگ رکھدا
اج چھڈیا قرآن تے خوار ہوگیا
جیدا پاک نبیؐ دے سنگ پیار ہوگیا
بھانویں لکھ گناہ گار بیڑا پار ہوگیا
کوئی حبش ولایتوں پیا خط لکھ دا
اک کالا جیا بندہ کدھروں آیا وکدا
لائی پریت کالا رنگ بھی سنگھار ہوگیا
جیدا پاک نبیؐ دے سنگ پیار ہوگیا
بھانویں لکھ گناہ گار بیڑا پار ہوگیا

کہتا ہے میں تو تیری زیارت اس لیے کرنے آیا ہوں کہ بادلوں میں فرشتے تیرا نام لے رہے ہیں' بتا تیرا عمل کیا ہے؟ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں ایک ٹانگ پر کھڑا رہتا ہوں یا ہر وقت تسبیح پھیرتا رہتا ہوں۔

کہتا ہے سن میں کیا کرتا ہوں' جب یہ باغ پک کر تیار ہو جاتا ہے' میں نے پہلے ہی درویشوں' مسکینوں کو ٹائم دیا ہوتا ہے کہ فلاں دن میرا باغ پک کر تیار ہو جائیگا' تم اپنی جھولیاں لے کر وقت پر ہی پہنچ جانا' جب باغ کا پھل پک کر تیار ہو جاتا ہے تو غریب اور درویش آ جاتے ہیں' میں اپنے مال کی تین ڈھیریاں کر کے ایک حصہ درویشوں کو دے

دیتا ہوں' ایک حصہ اپنے بیوی بچوں کے لیے گھر پہنچا دیتا ہوں اور ایک حصہ باغ کے اوپر ہی صرف کر دیتا ہوں' جب سے میں نے یہ کام شروع کیا ہے' مجھے پانی لگانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی اور اس باغ کو ''سنڈی'' تک نہیں لگتی' مجھ پر کبھی کوئی آفت اور مصیبت نہیں آتی' اللہ کا اتنا کرم ہے کہ جب پانی کی ضرورت پڑتی ہے' اللہ رحمت کی بارش برسا دیتا ہے۔

جب یہ اللہ کا ولی فوت ہو گیا تو اس کی اولاد کہنے لگی' ہمارے بابا کی عقل ماری ہوئی تھی وہ سب کچھ ہی راہ خدا میں قربان کر دیتا تھا۔

واہ اللہ تجھ پر قربان جاؤں' نیکوکاروں کی اولاد کس طرح کی نکل آتی ہے' اللہ پاک قرآن کریم کے انیسویں پارے کی دوسری سورت ''القلم'' میں فرماتے ہیں۔

انا بلونهم كما بلونا اصحب الجنة اذا قسموا ليصر منها مصبحين . ولا يستثنون' فطاف عليها طائف من ربك وهم نائمون. فاصبحت كالصريم. فتنا دوا مصبحين. ان اغدوا على حرثكم ان كنتم صارمين. فانطلقوا وهم يتخافتون. ان لا يدخلنها اليوم عليكم مسكين. وغدوا على حرد قادرين. فلما راوها قالوا انا لضآلون. بل نحن محرومون. قال اوسطهم الم اقل لكم لولا تسبحون. قالوا سبحن ربنا انا كنا ظلمين. (قلم: ۱۶-۲۹)

تمام بھائی اکٹھے ہو کر کہنے لگے کہ باپ کے ہلائے ہوئے درویش اور مسکین پہلے ہی پہنچ جاتے ہیں' اب ہم اس طرح کرتے ہیں کہ راتوں رات ہی باغ کا پھل توڑ کر منڈی پہنچا دیتے ہیں تا کہ ان درویشوں' مسکینوں کو پتہ نہ چلے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں' سو ہم نے اس طرح ان مکے والوں کی آزمائش کی ہے جس طرح باغ والوں کی' کی ہے۔ انہوں نے پروگرام بنایا اور انشاء اللہ نہ کہی' مجھے چھوڑ

دیا' میرا نام ہی بیچ سے نکال دیا' مجھے بھلا دیا' یہ مشورہ کر کے ابھی سوئے ہی تھے کہ میں نے ان کے اٹھنے سے پہلے پہلے ان کا باغ جلا کر راکھ کر دیا۔

اگر پکی ہوئی پر پانی پھیر دے تو اس کو کون پوچھنے والا ہے۔ وہ قادر کریم ہے' جس طرح چاہے کر سکتا ہے۔ اس لیے ''ہیرا پھیری'' نہ کیا کر' اپنے دل کو صحیح رکھا کر' خدا کی قسم ہے اللہ کی تیرے دل پر نظر ہے' کیا خیال ہے کہ رب غریبوں کو نہیں دے سکتا' تیرا چہرہ زیادہ خوبصورت ہے' اللہ نے تجھے مربعے' دوکانیں اور کاروبار دیا ہے کیا غریب بدصورت ہیں؟

نہیں' بلکہ رب تجھے دیکھنا چاہتا ہے کہ یہ سخی بنتا ہے یا کنجوس بنتا ہے۔

اب یہ صبح صبح ایک دوسرے کو آواز لگا کر کہتے ہیں اٹھ پڑو' یہ اٹھ کر آہستہ آہستہ اور چپکے چپکے چوروں کی طرح پیر رکھتے ہیں' ان کا نظریہ یہ ہے کہ کسی مسکین کو پتہ نہ چل جائے۔

اللہ فرماتے ہیں جب یہ گاؤں سے نکل کر باغ کی طرف چل پڑے تو راستے میں ایک دوسرے کو کہنے لگے۔ اس طرح لگتا ہے جیسے ہم راستہ بھول گئے ہیں' ہمارے باغ کی خوشبوئیں تو گاؤں سے نکلتے ہی آنا شروع ہو جاتی تھیں' ہم نے تو اتنا سفر بھی کر لیا ہے لیکن کوئی خوشبو نہیں آئی' اب آپس میں کہنے لگے' بات تو اور بن گئی ہے' ہماری نیت پر رب کو غصہ آ گیا ہے۔ ان میں سے ایک درمیانہ کہنے لگا' میں نے رات تم کو کہا تھا کہ اس طرح کی بری نیت نہ کرو۔ ابھی بھی وقت ہے' ناراض رب کو منا لو اللہ سے معافی مانگ لو۔ اب یہ سب کہنے لگے' ہم نے باپ کے پروگرام کو ختم کر کے غریبوں کا حق سلب کر لیا تھا' یا اللہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے ہم کو معاف کر دے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں' پہلے ان کی نیت بری ہوئی' باغ کو آگ لگوا بیٹھے' پھر انہوں نے مجھ سے معافی مانگ لی تو میں نے اور باغ دے دیا۔

میرے خیال میں وہ پھر بھی اچھے رہے تھے کہتے ہیں وہ بھولا ہوا جو مڑ کر گھر واپس آ جائے اور رب کا تو نظام ہی اس طرح کا ہے کوئی بھول کر بھی آ جائے تو اللہ فرماتے اب

بھی ٹھیک ہے میاں اب تو میرے دروازے پر آ گیا ہے اور بعض تو آتے ہی نہیں کہتے ہیں رب نے اور جو کرنا ہے کرلے' پھر رب بھی انجام تک پہنچاتا ہے۔ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔

میرے بھائی جو قوت صدقے کی ہے۔ اتنی طاقت پہاڑ کی بھی نہیں ہے۔ جو پاور رب نے صدقے میں رکھی ہے۔ حدیث پاک میں لکھا ہے' بخاری کی حدیث ہے کہ جب اللہ نے زمین بچھائی تو زمین تھوڑی اور پانی زیادہ تھا' زمین کانپتی تھی' پھر اللہ نے زمین کے اوپر پہاڑ کی میخیں لگا دیں' اب زمین کا حرکت کرنا ختم ہو گیا' فرشتوں نے دیکھا کہ پہاڑوں نے زمین کی حرکت بند کر دی ہے' فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ ہم کو اس طرح محسوس ہوتا ہے' جیسے تیری سب سے بڑی مخلوق پہاڑ ہی ہیں' کیا تیری اس سے بھی بڑی مخلوق ہے؟

اللہ فرماتے ہیں' وہ ہوا ہے' جو پانی کو بھی خشک کر دیتی ہے۔

فرشتے کہنے لگے یا اللہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تیری سب سے بڑی مخلوق ہوا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں نہیں' میرے بندے کا صدقہ ہے' جتنے مرضی طوفان ہوں' اس کی وجہ سے سب ختم ہو جاتے ہیں۔

اللہ پاک صدقہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بھائیو! اگر اللہ مال دے تو زکوٰۃ دیا کرو' زکوٰۃ دینے سے مال کم نہیں ہوتا' زکوٰۃ دینے والے مال پر کبھی زوال نہیں آ سکتا' یہ اللہ پاک کا قانون ہے' تیرے قوانین میں تبدیلی آ سکتی ہے' تو بل پاس کر سکتا ہے لیکن اللہ کا قانون نہیں بدلتا' مال کی زکوٰۃ دی قانون نہیں بدلا۔

اللہ پاک فرماتے ہیں' میرے نبی چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہنچے' ایک کا نام موسیٰ علیہ السلام اور ایک کا نام خضر علیہ السلام ہے' گاؤں کی آبادی تیس' چالیس ہزار یا پچاس' ساٹھ ہزار کے لگ بھگ ہے' یہ نبی ''انطاکیہ'' بستی میں پہنچے' ان نبیوں نے جا کر اس بستی والوں کو کہا' اے بستی والو ہمیں بھوک لگی ہوئی ہے ہم کو روٹی کھلاؤ۔ گاؤں والوں نے یہ

کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم میں رواج نہیں' ہمارے گاؤں میں یہ رواج ہے کہ ہم نے کبھی کسی کو روٹی نہیں کھلائی۔ اس لیے ہم آپ کو بھی روٹی نہیں کھلائیں گے۔ حضرت خضر علیہ السلام' موسیٰ علیہ السلام کو کہنے لگے' اے موسیٰ" وہ دیوار گرنے والی ہے' خضر علیہ السلام نے دیوار گرا دی اور موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اب تو گارا بنا اور میں دیوار بنا دیتا ہوں' موسیٰ علیہ السلام کو بھوک لگی ہوئی تھی' آپ نے گارا بنا کر دیوار بنوائی' موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے' استاد جی گستاخی نہ سمجھنا' انہوں نے تو ہم کو روٹی بھی نہیں کھلائی اور آپ ان کی دیواریں بنا رہے ہیں اور اگر آپ نے دیوار بنانا ہی تھی تو مزدوری طے کر لیتے اور ہم اس کی روٹی کھا لیتے' رب کے نبی خضر علیہ السلام کہتے ہیں۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاوِيْلِ مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا. اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا. وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا. فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا. وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا. (کہف: ۷۸-۸۲)

حضرت خضر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرماتے ہیں' رب نے مجھے وحی کر کے بتایا ہے کہ یہ دیوار یتیموں کی ہے' اس دیوار کے نیچے ایک خزانہ دفن ہے' ان کے باپ نے اس خزانے کی زکوٰۃ دی ہوئی ہے' میرا قانون بدل رہا ہے' یہ دیوار گرنے والی تھی' ان کے ہمسائے پروگرام بنا رہے تھے کہ دیوار آگے گریں گے' انہوں نے خزانہ نکال لینا تھا' اللہ نے مجھے حکم دیا کہ دیوار بنا دو' جب یتیم بڑے ہو جائیں گے تو اپنے باپ کا خزینہ تلاش کر لیں گے۔ میرا قانون نہیں بدل سکتا جس مال کی زکوٰۃ دی جائے اس پر زوال نہیں آ سکتا' اللہ زکوٰۃ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

فکرِ آخرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

(الحشر: ۱۸)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ جل جلالہ کی ذات کے لیے‘ بے شمار‘ ان گنت درود و سلام‘ سید الکونین رسول الثقلین‘ امام القبلتین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر۔ بھائیو! دو باتوں کا خیال رکھنا اور یہ بات یاد رکھنا کہ جو آدمی سو جائے وہ سن نہیں سکتا‘ حالانکہ ان کانوں کا کام سننا ہے‘ لیکن جب بندہ سو جائے‘ کان نہیں سنتے‘ دماغ کا کام سوچنا ہے لیکن جب بندہ سو جائے‘ دماغ نہیں سوچتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب بھی میری زبان پر کائنات کے آخری پیغمبر جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے تو پیار محبت سے آمنہ کے لال پر درود پاک پڑھنا‘ جو نبی کریمؐ کا نام سن کر درود نہیں پڑھتا‘ وہ بندہ لعنتی اور بخیل ہے اور جنت سے محروم رہے گا۔ اللہ اپنے محبوب پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوستو! اس دنیا میں انسان کے آنے کا کوئی مقصد ہے اور مقصد یہ ہے کہ ہماری ایک جائیداد تھی جو ہم سے چھین لی گئی ہے‘ ہم نے اپنی وہ جائیداد حاصل کرنی ہے۔

یہ دوکانیں‘ کاروبار‘ مربعے اور بلڈنگیں ہماری جائیداد نہیں‘ جن کے پیچھے ہم پڑے ہوئے ہیں‘ اصلی جائیداد تو وہ ہے‘ جو بابا جی پیچھے چھوڑ کر آئے ہیں۔

حضرت سلطان باہو کا ایک شعر سنا کر آپ کو سمجھا دیتا ہوں‘ آپ فرماتے ہیں۔

ب بن چلایوں طرف زمیں دے‘ تے عرشوں فرش ٹکایا ہو
گھر تھیں ملیا دیس نکالا‘ تے اساں لکھیا چولی پایا ہو
رہزن دنیا مگروں لے جا‘ تے ساڈا اگے ای من گھبرایا ہو
باہو اسی پردیسی ساڈا وطن دوراڈا تے سانوں دم دم غم سوایا ہو

آواز آتی ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (منافقون: ۹)

اے ایمان والو! کہیں تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں' جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہوگیا اس سے بڑھ کر گھاٹا کھانے والا انسان ہی کوئی نہیں۔

کہیں آواز آرہی ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ (التکاثر: ۱-۴)

کہیں اللہ پاک فرماتے ہیں۔

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ○ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ○ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ○ (واقعہ: ۸۳-۸۵)

کہیں اللہ فرماتے ہیں۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ. (الانبیاء: ۱)

لوگو! تمہارا حساب و کتاب تو بالکل قریب آرہا ہے اور تم غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔ دعا کرو' اللہ ہم کو آخرت کی فکر نصیب فرمائے۔

جن کو آخرت کی فکر ہو ان کا دنیا میں دل نہیں لگتا' یہ دنیا ان کو اجنبی سی معلوم ہوتی ہے' جن کا آخرت سے پیار ہو' جن کو پتہ ہو کہ ہم نے مرنا ہے وہ اپنی زندگی گزارتے ہیں تو رب سے ڈر کر گزارتے ہیں

میرے تیرے پیرو مرشد کا ایک صحابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بالکل چھوٹے سے قد کا صحابی ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قد اتنا چھوٹا تھا اگر ہم بیٹھے ہوتے تھے اور وہ کھڑے ہوتے تھے تو پھر بھی ہم سے چھوٹے معلوم ہوتے تھے۔

میرے دوستو! یہ بات یاد رکھنا اللہ کے دربار میں نہ قد کی بحث ہے اور نہ رنگ کی بحث ہے تو بھی اس بحث میں نہ پڑا کر۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دن درخت پر چڑھے' صحابہ کرام نے دیکھا کہ آپ کی باریک باریک پنڈلیاں نظر آئیں' ساتھیوں کی ہنسی نکل گئی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی پنڈلیاں کس طرح کی ہیں' جس طرح ''ٹیٹر'' کی ٹانگیں ہوتی ہیں' جناب عبداللہ بن مسعودؓ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کرتے ہیں اے اللہ کے رسول میری باریک ٹانگیں بنائی ہیں تو عرش والے نے بنائی ہیں' آپ کے ساتھی دیکھ کر ہنستے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کو تیری شان کا کیا پتہ ہے' تو مجھ سے پوچھ کہ تیرا کیا مقام ہے۔ اگر میں ترازو کے ایک پلڑے میں احد پہاڑ کو رکھ دوں اور ایک پلڑے میں تیری پنڈلی رکھ دوں تو تیری پنڈلی کا وزن احد پہاڑ سے بھی زیادہ ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ رنگ کی بحث بھی نہ کیا کر' کہیں بلال حبشیؓ ناراض نہ ہو جائے' کالے رنگ کا بلالؓ لیکن آمنہ کے لالؐ فرماتے ہیں بلالؓ جب میں نے جنت کی سیر کی تو تیرے جوتوں کی آواز جنت میں سنائی دی۔

میرے نبی کا صحابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہو جاتے ہیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے آپ کو پتہ چلتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار پڑے ہوئے ہیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے لیے آتے ہیں اور کہتے ہیں اے حضرت جی' آپ نے کیا کھا لیا ہے' جس کی وجہ سے آپ بستر پر لیٹ گئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' عثمان رضی اللہ عنہ میں نے کیا کھانا ہے اور کیا کھا سکتا ہوں' اگر مجھے چارپائی پر لٹایا ہے تو میرے گناہوں نے لٹایا ہے' جن کے بارے قرآن اعلان کر رہا ہے۔

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون○ (المجادلہ: ۲۲)

اللہ فرماتے ہیں سوہنیا' میں ان پر راضی ہوں اور یہ مجھ سے راضی ہیں' اگر کسی نے میری جماعت دیکھنی ہے تو میرے محمد ﷺ کے ساتھی دیکھ لو' ان کو اتنا فکر پڑا ہوا ہے اور ہمارے اتنے گناہ ہیں ہم کو فکر ہی کوئی نہیں۔

میرے مصطفیٰ ﷺ کے ایک صحابیؓ کا آخری وقت ہے' وہ روتے جا رہے ہیں' ساتھی پوچھتے ہیں سرکار! آپ اتنا کیوں رو رہے ہیں' کیا وجہ ہے' کس بات نے آپ کو رلا دیا ہے؟

صحابیؓ کہتا ہے بھائیو! میں نے آج اپنی زندگی کا حساب لگایا ہے' میری زندگی کے کل پچیس ہزار دن بنے ہیں' میں یہ اندازہ لگا رہا ہوں' میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر میں روزانہ کا ایک گناہ کروں تو میری زندگی کے پچیس ہزار گناہ تو ہوئے۔

کیا ہم نے کبھی اس طرح کے حساب لگائے ہیں؟ ہم کہتے ہیں ہم بخشے روح ہیں' اگر کوئی کمی رہ گئی تو کوئی بزرگ پار کر دے گا' ہم کو نماز پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔

بس صحابی نے یہی سوچ کر آخری ہچکی لی اور جان نکل گئی' کسی نے جہانوں کے پیر کو بتایا کہ سوہنیا آپ کے فلاں صحابی کی گناہوں کو یاد کر کے جان نکل گئی ہے۔

اللہ کے پاک پیغمبرؐ فرماتے ہیں' میرے صحابہ سن لیں' اللہ نے میرے اس ساتھی کو دوہری جنت عطا فرما دی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' آپ کی کوئی آخری خواہش ہو تو میں پوری کر دوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' آپ میری خواہش پوری نہیں کر سکتے۔

حضرت عثمان ﷺ کہتے ہیں' میں اتنا بڑا چالیس لاکھ مربع میل کا حکمران' میں آپ کی خواہش پوری کیوں نہیں کر سکتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں' عثمان رضی اللہ عنہ میری تو آرزو یہ ہے کہ میرا اللہ مجھے معاف فرما دے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' آپ کا کسی چیز پر دل چاہتا ہو تو میں لا کر دوں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں' عثمان رضی اللہ عنہ جس چیز کی مجھے ضرورت ہے وہ چیز آپ لاکر نہیں دے سکتے۔

حافظ ابن کثیر البدایہ میں لکھتے ہیں' عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ چیز یہاں سے نہ ملی تو میں مکہ سے منگوالوں گا' شام سے منگوالوں گا مصر سے منگوالوں گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' عثمان مجھے اللہ کی رحمت کی ضرورت ہے' مجھے اللہ کی رحمت لاکر دو۔ میرے بھائی' کبھی آپ نے غور کیا ہے کہ آپ کے سامنے کتنے جنازے گئے' آپ نے کتنے لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے رخصت کیا اور جو جا رہا ہے' کیا وہ اپنے ساتھ سونے کی گٹھڑی باندھ کر ساتھ لے جا رہا ہو۔ اس کے ساتھ روپے گئے ہوں' اس کے ساتھی اور دوست ساتھ گئے ہوں یا اس کے بہن بھائی ساتھ گئے ہوں' سوائے نیک اعمال کے اور کوئی چیز اس کے ساتھ گئی ہو' جب بندے کی جان نکلتی ہے تو کیسا منظر ہوتا ہے' حافظ صاحب نے بڑا کمال ترجمہ کیا ہے' فرماتے ہیں۔

[redacted] یاء تے ویکھن یار پیارے
ترلے مارے لنگ مڑوڑے' تے کوئی نہ دم مارے
چھوٹے وڈے ایانے' سیانے تے رورو مارن ٹائیں
آکھن بول ابو اک واری تے کیوں گل کردا نائیں
عورت پیاری رو کر آکھے وے بول ذرا اک واری
بھائی کھلے بلاون نالے' رو کر بہن پیاری
ہن ماں پیاری تے باپ پیارا کر کر پیار بلاوے
آکھن بول بچہ اک واری تے بولن تیرا بھاوے

ماں کہتی ہے بیٹا' باری تو میری تھی لیکن تو جا رہا ہے' کہیں باپ کہہ رہا ہے بیٹا باری تو میری تھی لیکن تو جدائی دے کر جا رہا ہے۔۔

میرے بھائی! اللہ باری نہیں دیکھتا نہ عمریں دیکھتا ہے' جب اس کا حکم آ جائے پھر جانا ہی پڑتا ہے۔ وہ خوشیوں کو غموں میں تبدیل کر دیتا ہے' جان نکل گئی بندہ بے کار ہو گیا'

جن کے لیے تو حلال حرام اکٹھا کر رہا ہے' جن کے لیے تو اتنی محنت کر رہا ہے وہ تیرے رشتہ دار تیرے تن کے کپڑے تک اتار لیتے ہیں' جن سے تیرا زیادہ پیار ہے وہی تجھ پر زیادہ مٹی ڈالیں گے' اس لیے رب سے ڈر جائیں اور اپنے اللہ کو راضی کر لیں' جس طرح انبیاء اور اولیاء ڈرے اس طرح ڈر جاؤ' اپنی زندگی بنا لے اور گناہوں سے توبہ کر لے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک پیغمبر کی جوانی بیان فرمائی ہے کہ اس پیغمبر نے اپنی جوانی کس طرح بچائی ہے۔ آواز آتی ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ. وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْٓ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ. وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ. [یوسف : ۲۲-۲۴]

اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میرا ایک نبی جوان ہوا' میں نے اس کو بڑی خوبصورت جوانی عطا کی نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں' میری ایک آسمان پر یوسف نبی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ مجھے اس طرح لگتا تھا' جیسے اللہ نے پوری دنیا میں حسن تقسیم کر کے آدھا حسن اکیلے یوسف علیہ السلام کو ہی دے دیا ہے۔

میرے بھائی! یوسف علیہ السلام کے پاس اکیلا حسن تھا' آواز آتی ہے اے میرے بندے جس طرح کا کردار میرے یوسف نبی علیہ السلام نے ادا کیا ہے' جس طرح یوسف نبی نے مجھ سے ڈر کر اپنی آنکھ میلی نہیں کی۔ تو بھی اس طرح کا کردار ادا کر دے' اس کو صرف حسن دیا تھا' تجھے ساٹھ ہاتھ گز قد حضرت آدمؑ کا دوں گا' تینتیس برس والی جوانی یحییٰ نبی کی دوں گا' میٹھی بولی داؤد نبیؑ کی دوں گا' اخلاق محمدیؐ دوں گا اور عربی زبان دے کر جنت میں داخل فرماؤں گا۔

یوسف علیہ السلام جس بی بی کے گھر رہتے ہیں یہ بی بی داؤ لگاتی رہی' ایک دن بی بی کا داؤ لگ ہی گیا' اللہ کا قرآن کہتا ہے' یہ بی بی داؤ لگا کر رب کے نبی یوسف کو اندر لے گئی' وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ ۔اس نے تمام دروازے بند کر لیے' یہ بی بی اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام کے سامنے بن سنور کر کھڑی ہے' اس کے سامنے ایک بت پڑا ہوا تھا' بی بی اپنے سر کا دوپٹہ لے کر بت کے اوپر ڈال دیتی ہے۔

رب کا نبیؑ کہتا ہے اے بی بی تو یہ کیا کر رہی ہے؟

بی بی کہتی ہے اے یوسفؑ یہ میرا رب ہے میں اس کے سامنے غلط کام کروں مجھے شرم آتی ہے۔کہیں یہ مجھے دیکھ نہ لے۔

اللہ کے نبی فرماتے ہیں اے بی بی' تیرے رب کی آنکھوں پر کپڑا ہے' اب تیرا رب نہیں دیکھ سکتا' میرے رب سے تو بالکل ہی چھپا نہیں جا سکتا۔

یہ بی بی اللہ کے نبی کی منت سماجت کر رہی ہے' یوسف علیہ السلام نے اپنی نظریں جھکائی ہوئی ہیں' آپ اوپر دیکھتے ہی نہیں۔

بی بی کہتی ہے' هَيْتَ لَكَ. یوسف ذرا میری طرف دیکھ تو سہی۔

اللہ کے نبی فرماتے ہیں معاذ اللہ بی بی اللہ کی پناہ میں تجھے دیکھوں یا اپنے دیکھنے والے کو دیکھوں' بی بی میں نے ان آنکھوں سے رب کا دیدار کرنا ہے' جو آنکھیں میلی ہو گئیں ان آنکھوں سے رب کا دیدار نہیں ہوگا۔

یہ بی بی بڑی کوشش کرتی ہے' رب کے نبی کہتے ہیں۔

نال فریب لیا ئیں ایں مینوں' تے اندر واڑ زلیخہ
چھوڑ پلہ میں باہر جاواں' نہ کر خوار زلیخہ
جد پیغمبر آپ پیغمبر تے باپ پیغمبر میرا
حق میرے وچ ٹھیک ارادہ نئیں زلیخہ تیرا

اللہ کے پاک پیغمبرؐ فرماتے ہیں جو نوجوان برائی سے بچ جاتا ہے' قیامت کا دن

ہو گا رب اس کو اپنے عرش کے سائے کے نیچے جگہ نصیب فرمائیں گے۔

ہندوستان میں میاں نذیر حسن محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ ہے' مدرسہ سے ایک نوجوان کا جنازہ نکلتا ہے اور ساتھ ہی مدرسے کا ہال خوشبو سے بھر جاتا ہے' لوگ پوچھتے ہیں' میاں جی آج اس جنازے سے بڑی خوشبو آئی ہے' اس سے پہلے تو اس طرح کی خوشبو کبھی نہیں آئی تھی۔ میاں نذیر حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں لوگو! اصل میں بات یہ ہے کہ میرے اس نوجوان طالب علم کی ایک گھر میں روٹی تھی' وہ بی بی اس پر فریفتہ ہو گئی' وہ داؤ لگاتی رہی' ایک دن اس کو موقع مل گیا' اس نے میرے اس شاگرد کو اندر داخل کر لیا اور دروازے بند کر لیے' برائی پر مجبور کیا' میرے شاگرد نے رب کا خوف یاد دلایا' آخرت کی فکر یاد دلائی' یہ بی بی مجبور کرتی رہی آخر میرے اس نوجوان شاگرد نے اس بی بی کو کہا' میں نے پیشاب کرنا ہے' مجھے لیٹرین کی حاجت ہے' بی بی کہنے لگی کہ ہمارے مکان کی چھت پر لیٹرین موجود ہے تو وہاں چلا جا' یہ اوپر جا کر اپنے جسم پر گندگی لگا لیتا ہے اور کہتا ہے اے میرے اللہ آج میرا ایمان بچنا چاہیے بے شک گندگی لگا کر ہی بچانا پڑے' یا اللہ میرا ایمان بچا دے۔ جب بی بی یہ دیکھتی ہے کہ یہ تو گندہ ہے' بی بی دروازہ کھول دیتی ہے' میرا یہ شاگرد مسجد میں آ جاتا ہے وافر مقدار میں کپڑوں کے جوڑے موجود نہیں تھے' اس نے غسل کیا اور یہی کپڑے دھو کر پہن لیے' سردی کا موسم تھا اس کو سردی لگ گئی' یہ بیمار ہو گیا' اس کی زندگی نے وفا نہیں کی۔ آج رب کو پیارا ہو گیا ہے' اس وقت اس نے گندگی لگا کر ایمان بچایا تھا' آج رب نے گندگی کو خوشبو میں تبدیل کر دیا ہے' اللہ ایمان کی سلامتی نصیب فرمائے۔

میرے بھائی! پھر وہ وقت بھی آیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل جانا پڑا اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ اللہ نے جیل سے نکال کر تختِ مصر نصیب فرما دیا۔

وہ چاہے تو یتیموں کو خاتم الانبیاء بنا دے۔

وہ چاہے تو مریم صدیقہؑ کنواری کو بغیر خاوند کے عیسیٰ نبی علیہ السلام عطا کر دے۔

وہ کہنے لگے' تو مسلمان اور ہم عیسائی یہ کہنے لگا یہ کیا بات ہے' میں کلمہ چھوڑ دیتا ہوں' اس نے دین اسلام چھوڑ دیا' ابھی صبح نکاح ہونا تھا' رات کو چھت پر بیٹھا ہوا تھا' چھت سے نیچے گرتا ہے اور گرتے ہی اس کی گردن کا ''منقہ'' ٹوٹ جاتا ہے اور جہانِ دار فانی سے کوچ کر جاتا ہے' اس طرح پوری زندگی کا کیا ہوا تباہ و برباد ہو گیا۔

ہم حج پر گئے تو ایک ساتھی بتانے لگا کہ طواف کے دوران ایک حاجی صاحب یہی دعا کرتے رہے کہ یا اللہ خاتمہ بالایمان فرمانا' اللہ جب دنیا سے لے کر جانا تو ایمان کی سلامتی سے لے کر جانا' ان کو ایک حاجی صاحب کہنے لگے' حاجی صاحب کیا بات ہے' کوئی کوئی دعاء کر رہا ہے' کوئی کوئی دعا کر رہا ہے اور تم یہی دعا کر رہے ہو کہ اللہ خاتمہ بالخیر فرمانا' کہنے لگا اصل میں بات یہ ہے کہ میرا ایک بھائی تھا اس کی ساری زندگی قرآن پڑھاتے گزر گئی۔ جب اس پر موت کی بے ہوشی آئی تو ہم نے قرآن کریم نکال کر سورۃ یٰسین پڑھنی شروع کر دی' جب اس کو ہوش آیا تو کہتا ہے' تم یہ کیا کر رہے ہو؟

ہم نے کہا کہ ہم تیری جان کی آسانی کے لیے سورۃ یٰسین پڑھتے ہیں' کہتا ہے معاذ اللہ یہ تو کتاب ہی جھوٹی ہے' اس کو مجھ سے دور لے جاؤ۔

اس لیے میرے بھائی رو کر دعا کیا کر' جس طرح یوسف نبیؑ دعا کر رہے ہیں' فرماتے ہیں۔

تَوَفَّنِى مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِى بِالصّٰلِحِيْنَ ٥ (یوسف: ۱۰۱)

اللہ تو جب مجھے دنیا سے لے جائے تو مسلمان بنا کر لے جانا اور قیامت کے دن اپنے نبی یوسفؑ کو نیکو کاروں کا ساتھ نصیب فرمانا۔

یہ ایک اور پیغمبر ہے' یہ بھی بڑی گدی کا مالک ہے' یہ بھی نبی ہے' اس کا باپ بھی نبی ہے' انبیاءؑ کا خاندان ہے' یہ ایسا نبی ہے' جس کی حکومت مشرق و مغرب میں ہے' جس کو اللہ کریم نے روئے زمین کی بادشاہی عطا کی ہے' یہ بھی تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ ○ (النمل: ۱۹)

اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام کہتے ہیں یا اللہ تو نے مجھ پر جو انعامات کیے ہیں مجھے ان کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، جو میرے والد پر انعام کیے ہیں ان کا بھی شکریہ ادا کرنے کی توفیق دے اور میں نیک اعمال کروں اور میری آخری دعا یہ ہے کہ قیامت کے دن نیک بندوں کا ساتھ نصیب فرما دینا۔

اللہ ہم کو بھی اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالے۔

دوستو! قیامت کا دن بڑا سخت دن ہے، اللہ کا قرآن کہتا ہے کہ جو بچے فوت ہو چکے ہیں، وہ بوڑھوں کی شکل اختیار کر جائیں گے اور کوئی بندہ کسی بندے کا وارث نہیں بنے گا۔ مولانا لکھتے ہیں۔

کوئی نئیں وارو بن دا اج جند نمانی دا
لگی اے پیاس گھٹ ملدا نئیں پانی دا
او حوض اک نظریں آیا پیر حقانی دا
پتہ نئیں ساقی کوثر قیمت کی لائی آ
چٹھی آسمانوں احمدؐ سرور نوں آئی آ
نس نس آوندے کئی طرف تالاب دے
کھڑے ہو جاون ادبوں پیش جناب دے
بھر بھر پلاوے ساقی جام شراب دے
پیندیاں ایں پیندیاں رونق چہرے تے آئی آ
چٹھی آسمانوں احمدؐ سرور نوں آئی آ

میرے دوستو! تمام لوگ پریشان کھڑے ہیں، انبیاء "رَبِّ نَفْسِیْ" پکار رہے ہیں،

اپنی اپنی جان کی فکر پڑی ہوئی ہے' جو سورج آج نو کروڑ میل دور ہے' چوتھے آسمان سے تجھے اتنی گرمی پہنچا رہا ہے' قیامت کے دن یہی سورج ایک میل کے فاصلے پر آ جائے گا۔

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے عائشہؓ! قیامت کا دن اتنا سخت دن ہے۔ کہ لوگ پیروں سے بھی ننگے ہوں گے' سر سے بھی ننگے ہوں گے اور تن سے بھی ننگے ہوں گے۔ اماں جی عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں' سو ہیا کیا لوگ ایک دوسرے کی طرف نہیں دیکھیں گے؟

آپؐ فرماتے ہیں عائشہؓ یہاں تک نوبت ہی نہیں آئے گی' نظریں اوپر کو اٹھی ہوئی ہوں گی' ہر ایک کو فکر پڑی ہوگی کہ پتہ نہیں' آج کیا بن جائے گا' یہ جو مٹی کی زمین' پہاڑ اور مکانات نظر آ رہے ہیں' اللہ کا قرآن کہتا ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ○ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ○ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا ○ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ○ (الزلزال: ۱-۴)

کہیں اللہ فرما رہے ہیں۔

اَلْقَارِعَةُ ○ مَاالْقَارِعَةُ ○ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْقَارِعَةُ ○

کہیں اللہ پاک فرماتے ہیں۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ○ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ○ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ○ (الانفطار: ۱-۴)

یہ آسمان جو آپ کو نظر آ رہا ہے' یہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر جائے گا' ستارے جھڑ جائیں گے چاند اور سورج بے نور ہو جائے گا' زمین اور پہاڑ ختم ہو جائیں گے' اللہ زمین کو تانبے کی زمین بنا دیں گے اور پسینہ اتنا ہوگا آمنہ کے لالؐ فرماتے ہیں کہ کئی آدمی اپنے پسینے میں غوطے کھا رہے ہوں گے' بعض لوگوں کو گھٹنوں اور گلے تک پسینہ ہوگا' نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے' تمام لوگ اکٹھے ہو جائیں گے کہ چلو آج رب کے دربار میں کسی کو شفیع اور سفارشی لے چلیں۔

لوگ حضرت آدمؑ کے پاس جائیں گے آپ جواب دے دیں گے۔
نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی جواب دے دیں گے۔
موسیٰ نبیؑ کے پاس جائیں گے' وہ بھی جواب دے دیں گے۔
پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی جواب دے دیں گے۔
لوگ کہیں گے کہ اب کہاں جائیں' جواب ملے گا' آج اگر آپ نے جانا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے جاؤ۔ اسی لیے ہمارے بابا جی نے کہا ہے۔

توڑی نوں چھڈ دے' لسوڑی نوں چھڈ دے
زمانے دی ساری پسوڑی نوں چھڈ دے
پر ہادی نوں چھڈیاں گزارہ نئیں ہوناں
کوئی پیر تیرا سہارا نئیں ہوناں
محمدؐ نوں چھڈیاں گزارہ نئیں ہوناں

کیوں؟

جتھے آدم تے عیسیٰ تے موسیٰ وی ڈولے
یوسف تے یونس لکن سارے اولے
ہر نبی اوتھے ایہو بول بولے
بناں مصطفیٰ چھٹکارا نئیں ہوناں
محمدؐ نوں چھڈیاں گزارہ نئیں ہوناں
محشر دے دن جدوں تپ نے ستاؤناں
کوئی وی ملنگ تیرا نظری نئیں آؤناں
دربانِ جنت نے کنڈا نئیں لاؤناں
جب تک محمدی اشارہ نئیں ہوناں
محمدؐ نوں چھڈیاں گزارہ نئیں ہوناں

تمام لوگ مل کر میرے مصطفیٰ ﷺ کے پاس جائیں گے اور جا کر کہیں گے' سوہنیا آدم سے عیسیٰ تک سب نے یہی جواب دیا ہے کہ آج رب سے سفارش کر سکتے ہیں تو آمنہ کے لال ہی کر سکتے ہیں۔ اللہ کے پاک پیغمبر انکار نہیں کریں گے' آپ گناہ گار امت کی سفارش کریں گے' اللہ کے نبی سواری پر بیٹھ جائیں گے' کیسا خوبصورت منظر ہوگا' لوگ دیکھ رہے ہوں گے اور براق پر آمنہ کے لال بیٹھے ہوئے ہوں گے' وہ مقام محمود جو کسی اور کو نہیں ملے گا' آپ وہاں جا کر رب کے آگے سجدے میں پڑ جائیں گے' آٹھ دن اور سات راتیں آپ اللہ کے سامنے سجدے میں پڑے رہیں گے' اللہ خود فرمائیں گے۔

اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ سَلْ تُعْطَ.

اے میرے محمد ﷺ! آپ سجدے سے سر اٹھالیں آپ جس طرح کہیں گے میں اسی طرح کرلوں گا۔ اللہ ہم کو قیامت کی فکر نصیب فرمائے۔

نیکیوں کی قیمت کا پتہ وہاں چلے گا' پیغمبر کی اطاعت' قرآن پڑھنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی قیمت وہاں پڑے گی۔

آج ہم نیکی کو حقیر سمجھتے ہیں' اللہ نیکیاں کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے بھائی! انبیاء اللہ سے کس طرح ڈرتے رہے' جناب موسیٰ علیہ السلام ایک دن بکریاں چرا رہے تھے کہ ایک بکری نے بڑا ہی پریشان کیا' آپ بکری کے پیچھے دوڑتے جارہے ہیں اور ساتھ دھمکیاں دے رہے ہیں۔

فرماتے ہیں اے بکری' اگر تو میرے قابو آ گئی تو تیری ٹانگیں توڑ دوں گا' آخر وہ بکری تھی جب وہ بکری جناب موسیٰ علیہ السلام کے قابو آ گئی' مولانا فرماتے ہیں۔

✓ جاں او بکری قابو آئی' تے یاد قیامت آئی
ٹائیں مار کے روندا موسیٰ تے بکری گل نال لائی
اے بکری جے میں ماردا تینوں' تے لنگ ٹٹ جاندے تیرے

قیامت دے دن دعویٰ کردیوں تے کی پلے رہندا میرے

نبی قیامت سے اتنا ڈر رہے ہیں' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے یہ معجزہ دیا ہوا تھا کہ آپ کسی قبر پر جا کر کہتے تھے' قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ o تو قبر والا اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جاتا تھا۔

ایک دن عیسیٰ علیہ السلام چلتے چلتے یحییٰ نبی کی قبر پر گئے اور قبر پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔ یَـا یَـحْیٰـی قُمْ بِـاِذْنِ اللّٰـہِ o اے میرے بھائی یحییٰ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا' جناب یحییٰ علیہ السلام کی قبر پھٹی اور آپ قبر سے باہر نکل پڑے۔

عیسیٰ علیہ السلام دیکھتے ہیں کہ جب یحییٰ نبیؑ فوت ہوئے تھے۔ اس وقت ان کی داڑھی کالی تھی اب جب قبر سے نکلے ہیں تو داڑھی کا رنگ سفید ہو چکا ہے۔

اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں' اے بھائی یحییٰ! یہ کیا بات ہے' جب آپ فوت ہوئے تھے اس وقت آپ کی داڑھی کالی تھی آج سفید کیوں ہوگئی ہے؟

اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام فرماتے ہیں' اے بھائی عیسیٰؑ جب آپ نے آ کر آواز دی تو میں سمجھا کہ کہیں قیامت قائم ہوگئی ہے۔ قیامت کے ڈر سے میری داڑھی کا رنگ سفید ہوگیا ہے۔ کیا تو نے بھی کبھی قیامت کا دن یاد کیا ہے' تو کہتا ہے' یہ جگ مٹھا' اگلا کس ڈٹھا' مر جانا ہے مٹی ہو جانا ہے' کسی نے بھی نہیں پوچھنا' دیکھ لے انبیاء کو کتنی فکر پڑی ہوئی ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں' بھائی یحییٰ آؤ آدھی زندگی میری لے لو اور دنیا میں مل جل کر اللہ کے دین کی خدمت کریں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ بھائی عیسیٰ علیہ السلام' عزرائیل کی ایک دفعہ جھلک دیکھی ہے اب دوبارہ دیکھی نہیں جا سکتی۔

انبیاءؑ کو قیامت کا کتنا فکر ہے' اسی لیے اللہ کا اعلان ہے۔

یٰٓـاَیُّھَا الَّـذِیْنَ اٰمَـنُوا اتَّـقُوا اللّٰـہَ وَلْـتَـنْظُرْ نَفْـسٌ مَّاقَدَّمَتْ لِغَدٍ. (الحشر: ۱۸)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور ہر جان فکر کر لے کہ اس نے قیامت

> کے لیے کیا تیار کیا ہوا ہے اور مجھ سے ڈر جاؤ' جب اللہ کا ڈر آ جائے تو پھر انسان کو قیامت کا فکر پڑ جاتا ہے اور پھر گناہوں کے قریب نہیں جاتا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کو گلیوں میں گشت کر رہے ہیں' فجر کی اذان کا وقت ہو رہا ہے' ایک گھر میں ماں اپنی بیٹی کو اٹھا رہی ہے' کہتی ہے بیٹی' اٹھ کر بکریوں کا دودھ دوھ اور اس میں پانی ملا دے' آخر میں نے تیری شادی کرنی ہے' تجھے جہیز دینا ہے' خالص دودھ میں نفع کم ہوگا' پانی ملا کر فروخت کریں گے تو دودھ زیادہ ہو جائے گا' بیٹی بڑی نیک تھی' یہ اپنی ماں کو کہتی ہے' اے اماں تو کس طرح کی باتیں کر رہی ہے تجھے معلوم نہیں کہ حکمران کون ہے؟

ماں کہتی ہے بیٹی ٹھیک ہے' حکمران عمر رضی اللہ عنہ ہے لیکن عمرؓ تو اس وقت نرم گرم بستر پر لیٹا ہوا ہوگا۔ بیٹی کہتی ہے اماں' یہ بات بالکل ٹھیک ہے' عمر رضی اللہ عنہ انسان ہے' عمرؓ کو نیند آ سکتی ہے لیکن عمر کے رب کو کبھی بھی نیند نہیں آتی۔

اس بی بی کا تقویٰ اس کا فکرِ آخر عمر رضی اللہ عنہ کو اتنا پسند آیا کہ اس عورت کے دروازے پر نشان لگا دیا' صبح اس بڑھیا سے پوچھتے ہیں' اماں جی اگر اجازت دو تو میں آپ کی بیٹی کو اپنی بہو بنا لوں۔

ماں کہتی ہے مجھے اور کیا چاہیے' یہ لڑکی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہو بن جاتی ہے' پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ اس بی بی کی لڑی سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جیسے ہیرے پیدا فرماتے ہیں۔

ایک بی بی میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہتی ہے سوہنیا مجھ سے غلطی ہو گئی ہے' مجھے پاک صاف کر دو' مجھے فکر ہے کہ اگر اسی حالت میں مجھے موت آ گئی تو اللہ کو کیا جواب دوں گی' اللہ کے پاک پیغمبر نے واپس موڑ دیا' یہ بی بی آتی رہی' آپ فرماتے ہیں اے بی بی جرم تیرا ہے اور جو تیرے پیٹ میں بچہ ہے اس کا کیا گناہ ہے' تو جس وقت بچے کو جنم دے لے تو پھر آنا' بچہ پیدا ہوا' اس نے بچہ کو گود میں اٹھایا ہوا ہے اور جہانوں کے پیر کے

پاس آ جاتی ہے' کہتی ہے سوہنیا اب بچہ پیدا ہو گیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں بی بی بچے کو لے جا' اس کی پرورش کون کرے گا' اس کو کون سنبھالے گا' جب اس کو روٹی کھانے کا طریقہ آ جائے گا' اس کو پھر لے کر آنا' اس بی بی کو فکر تھا کہ کہیں موت نہ آ جائے' میں رب کے سامنے کیا جواب دوں گی' اس عورت نے جلدی جلدی چند مہینوں میں بچے کو روٹی کھانے کا طریقہ سکھلا دیا' بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا پکڑا کر اس کو اللہ کے رسولؐ کے پاس لے آتی ہے اور کہتی ہے سوہنیاء اب یہ روٹی کھانے کے قابل ہو گیا ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں میرے صحابہ اس کو باہر لے جا کر رجم کر دو' صحابہ پتھر مار مار کر رجم کرتے ہیں ایک صحابی پر اس کے خون کی چھینٹیں پڑ جاتی ہیں تو صحابی کوئی بات کر دیتا ہے' جو اللہ کے رسول کے پاس پہنچ جاتی ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں اے میرے صحابہ اس بی بی کی توبہ اللہ کو اتنی پسند آئی ہے کہ اگر میری امت کے ستر گناہ گاروں میں اس کی توبہ تقسیم کی جائے تو ستر گناہ گار بخشے جا سکتے ہیں اور ایک روایت کے مطابق آپ فرماتے ہیں' اس بی بی کی توبہ رب کو اتنی پسند آئی ہے کہ اگر مدینے کے تمام گناہ گاروں میں تقسیم کی جائے تو مدینے کے تمام گناہ گار بخشے جا سکتے ہیں۔ میرے بھائی! ان کو فکر تھا کہ اگر اس حالت میں موت آ گئی تو رب کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ مجھے اور آپ کو بھی اس کی فکر نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فن تقریر و خطابت کا شوق رکھنے والے طلباء کے لئے انمول تحفہ

خطباتِ مُجاہد

جلد اوّل

خطیبِ دلنشیں

حضرت مولانا قاری محمد خالد مُجاہد

جمع و ترتیب

عبد الرؤف تابانی

واحد تقسیم کار

مکتبہ محمدیہ

چک 109/7R جیچہ وطنی ضلع ساہیوال

Mob.: 0300-4826023

ناشر

مکتبہ ربانیہ

فیض مارکیٹ منڈی عثمان والا ضلع قصور

Mob:0300-6595304

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت اہل ایمان کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔

خطباتِ یزدانی

شہید اسلام مولانا حبیب الرحمان یزدانی رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

عبد الرؤف تابانی

ناشر

مکتبہ ربانیہ

فیض مارکیٹ منڈی عثمان والا ضلع قصور

Mob.: 0300-6595304

واحد تقسیم کار

مکتبہ محمدیہ

چک 109/7R چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

Mob.: 0300-4826023